تسہیل الآثار

فی حل (شرح) آثار السنن

معرب عبارت مع ترجمہ وتشریح

اور مسائل کی بحث آسان انداز میں

تالیف

حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

اُستاذ الحدیث جامعہ عمر بن الخطابؓ ملتان

جامعہ عمر بن الخطابؓ

سوفٹی روڈ چوک فاروق اعظم شاہ رکن عالم کالونی ملتان 061-4555183

نام کتاب: .... تسہیل الآثار (فی حل (شرح) آثار السنن)

مصنف: .... حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم

طباعت: .... ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

جامعہ عمر بن الخطابؓ شاہ رکن عالم کالونی سوفٹی روڈ ملتان

ملنے کے پتے

جامعہ عمر بن الخطابؓ شاہ رکن عالم کالونی سوفٹی روڈ ملتان۔فون 061-455183

مکتبہ عثمان بن عفان جیل روڈ ساہیوال 0321-6932475

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 061-4514929

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان 061-4540513

مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان۔

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان۔

کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

مکتبہ سعیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

اس کے علاوہ پاکستان کے تمام بڑے کتب خانوں پر دستیاب ہے

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم حدیث کے مبادیات

حدیث کی تعریف:

هو قول رسوله الله صلى الله عليه وآله وسلم وفعلهٗ و تقريره.

تقریر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ کسی مسلمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کوئی کام یا کوئی بات ہوئی ہو آپ نے جاننے کے باوجود اسے منع نہ فرمایا ہو بلکہ خاموشی اختیار فرما کر اسے برقرار رکھا تو یہ اس کام کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

حدیث کی دوسری تعریف بالمعنی العام:

هو قول[1] النبی صلى الله عليه وآله وسلم و فعلهٗ و تقريره و قول[2] الصحابی و فعلهٗ و تقريره و قول[3] التابعی و فعلهٗ و تقريره.

پہلی تین قسموں کو حدیث مرفوع کہتے ہیں۔ دوسری تین قسموں کو حدیث موقوف کہتے ہیں۔ تیسری تین قسموں کو حدیث مقطوع کہتے ہیں۔

وجہ تسمیہ نمبر ا: حدیث بمعنی حادث بمقابلہ قدیم کے کہ قرآن پاک قدیم ہے اور اس کے مقابلہ میں حدیث حادث ہے۔

نمبر ۲: اللہ تعالیٰ نے سورہ الضحیٰ میں فرمایا: واما بنعمة ربك فحدث. آپ ہماری دی ہوئی علم کی نعمت کو آگے بیان کریں یہ آپ کا بیان کرنا حدیث ہے اس کو فَحَدِّث کے لفظ سے ذکر فرمایا اس لیے آپ کے بیان کو حدیث کہتے ہیں۔

تعریف علم حدیث: هو علم يعرف به اقوال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و افعالهٗ و تقريراته.

موضوع علم حدیث: ذات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من حيث هو رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.

غرض علم حدیث: اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عقائد، اخلاق اور احکام کی معرفت حاصل کرنا۔

آداب طلب حدیث: نمبر 1۔ باوضو ہو کر سبق پڑھنا۔ نمبر 2۔ اللہ کی رضا کی نیت رکھنا۔ نمبر 3۔ پوچھنے سے شرم نہ کرے۔ نمبر 4۔ محنت کے باوجود بھروسہ اللہ کی عطا پر ہو۔ نمبر 5۔ ہر نام ادب سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ درود صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فوت شدہ اکابر کے نام کے ساتھ رحمہم اللہ اور زندہ اکابر کے نام کے ساتھ مدظلہ تعالیٰ کہے۔

حدیث کی تقسیم: حدیث دو قسم پر ہے نمبر 1 خبر متواتر نمبر 2 خبر واحد۔

خبر متواتر: وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے ہر زمانے میں اس قدر کثیر ہوں کہ ان سب کے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقل سلیم محال سمجھے۔

خبر واحد: وہ حدیث جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں پھر خبر واحد مختلف اعتباروں سے کئی قسم پر ہے۔

خبر واحد عدد رواۃ کے اعتبار سے تین قسم پر ہے: مشہور۔ عزیز۔ غریب

۱۔ **مشہور:** وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانہ میں تین سے کم کہیں نہ ہوں۔

۲۔ **عزیز:** وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانہ میں دو سے کم کہیں نہ ہوں۔

۳۔ **غریب:** وہ حدیث ہے جس کا راوی کہیں نہ کہیں ایک ہو۔

خبر واحد اپنے راویوں کی صفات کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے۔

۱۔ **صحیح لذاتہ:** وہ حدیث ہے جس کے کل راوی عادل کامل الضبط ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔ معلل شاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

۲۔ **حسن لذاتہ:** وہ حدیث جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو باقی سب شرائط صحیح لذاتہ کی اس میں موجود ہوں۔

۳۔ **ضعیف:** وہ حدیث ہے جس کے راوی میں حدیث صحیح و حسن کے شرائط نہ پائی جائیں۔

۴۔ **صحیح لغیرہ:** اس حدیث حسن لذاتہ کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔

۵۔ **حسن لغیرہ:** اس حدیث ضعیف کو کہا جاتا ہے جس کی سندیں متعدد ہوں۔

۶۔ **موضوع:** وہ حدیث ہے جس کے راوی پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جھوٹ بولنے کا طعن موجود ہو۔

۷۔ **متروک:** وہ حدیث ہے جس کا راوی مہتم بالکذب ہو یا وہ روایت، قواعد معلومہ فی الدین کے مخالف ہو۔

۸۔ **شاذ:** وہ حدیث ہے جس کا راوی خود ثقہ ہو مگر ایسی جماعت کثیرہ کے مخالفت کرتا ہو جو اس سے زیادہ ثقہ ہو۔

۹۔ **محفوظ:** وہ حدیث ہے جو شاذ کے مقابل ہو۔

۱۰۔ **منکر:** وہ حدیث ہے جس کا راوی باوجود ضعیف ہونے کے جماعت ثقات کے مخالف روایت کرے۔

۱۱۔ **معروف:** وہ حدیث ہے جو منکر کے مقابل ہو۔

۱۲۔ **مُعلّل:** وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی علت خَفِیّہ ہو جو صحت حدیث میں نقصان دیتی ہو۔ اس کو معلوم کرنا ماہر فن ہی کا کام ہے۔ ہر شخص کا کام نہیں۔

۱۳۔ **مضطرب:** وہ حدیث ہے جس کی سند یا متن میں ایسا اختلاف واقع ہو کہ اس میں ترجیح یا تطبیق نہ ہو سکے۔

۱۴۔ **مقلوب:** وہ حدیث ہے جس میں بھول سے متن یا سند کے اندر تقدیم و تاخیر واقع ہو گئی ہو۔ یعنی لفظ مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کیا گیا ہو یا بھول کر ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی ذکر کیا گیا ہو۔

۱۵۔ **مُصحّف**: وہ حدیث ہے جس میں باوجود صورت خطی باقی رہنے کے نقطوں، حرکتوں اور سکونوں کے تغیر کی وجہ سے تلفظ میں غلطی واقع ہوجائے۔

۱۶۔ **مُدرَج**: وہ حدیث ہے جس میں راوی کسی جگہ اپنا کلام درج (داخل) کردے۔

خبر واحد سقوط وعدم سقوط راوی کے اعتبار سے سات قسم پر ہے

۱۔ **متصل**: وہ حدیث ہے کہ اس کی سند میں راوی پورے مذکور ہوں۔

۲۔ **مسند**: وہ حدیث ہے کہ اس کی سند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو۔

۳۔ **منقطع**: وہ حدیث ہے کہ اس کی سند متصل نہ ہو بلکہ کہیں نہ کہیں سے راوی گرا ہوا ہو۔

۴۔ **مُعلّق**: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع میں ایک راوی یا ایک سے زائد راوی گرے ہوئے ہوں۔

۵۔ **مُعضل**: وہ حدیث ہے جس کی سند کے درمیان سے کوئی راوی گرا ہوا ہو یا اس کی سند میں ایک سے زائد راوی پے در پے گرے ہوئے ہوں۔

۶۔ **مُرسل**: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔

۷۔ **مُدلس**: وہ حدیث ہے جس کے راوی کی یہ عادت ہو کہ وہ اپنے شیخ یا شیخ کے شیخ کا نام سند میں چھپالیتا ہو۔

قوت سند کے لحاظ سے صحاح ستہ کے مراتب

قوت سند کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ مرتبہ بخاری شریف کا ہے پھر مسلم شریف کا پھر ابوداؤد شریف کا پھر ترمذی شریف کا پھر ابن ماجہ شریف پھر نسائی شریف کا بعض نے نسائی کا مرتبہ ابوداؤد سے پہلے بیان کیا ہے۔

بیان صیغ اداء: محدثین حدیث کو ادا کرتے وقت اکثر مندرجہ ذیل الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ استعمال کیا کرتے ہیں۔

حدّثني، اخبرني، انبأني حدّثنا، اخبرنا، انبأنا، قرأتُ، قال لي فلان، ذكر لي فلان، كتب الى فلان، عن فلان، قال فلان، روٰى فلان۔

حدّثني، اخبرني میں فرق: متقدمین کے نزدیک یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں اور متأخرین کے نزدیک یہ فرق ہے کہ اگر استاد پڑھے اور شاگرد سنتے رہیں تو شاگرد کے تنہا ہونے کی صورت میں حدّثني اور بہت ہونے کی صورت میں حدّثنا کہا جاتا ہے۔ اور شاگرد پڑھے اور استاد سنتا رہے تو شاگرد کے اکیلا ہونے کی صورت میں اخبرني اور بہت ہونے کی صورت میں اخبرنا کہا جاتا ہے۔ کبھی مصنفین اخبرنا کے لیے انا اور حدّثنا کے لیے ثنا اور نا کو استعمال کرتے ہیں۔

تعارف کتاب وحالات مؤلف

کتب احادیث کی مختلف اقسام ہیں: ان اقسام میں ایک قسم سنن بھی ہے۔ جس میں احادیث کو فقہاء کی ترتیب پر ذکر کیا گیا ہو۔ چونکہ اس کتاب میں بھی احادیث کو اسی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے مؤلف نے اس کتاب کو آثار السنن کے نام سے موسوم کیا ہے مؤلف کا نام محمد بن سبحان علی النیموی اور ان کی کنیت ابوالخیر ہے، نیموی نیمی گاؤں کی طرف سے منسوب ہے۔ یہ ہندوستان کے مشہور شہر عظیم آباد سے چار فرسخ کے فاصلہ پر مشرق کی جانب واقع ہے۔ امام نیموی 4 جمادالاولیٰ 1278ھ بدھ کی صبح اپنے خالہ کے گھر جو صالح پور رہتی تھیں پیدا ہوئے صالح پور صوبہ بہار کا ایک دیہات ہے۔ امام نیموی جید عالم، بڑے بردبار، وسیع النظر، محقق، محدث اور امام العصر تھے۔ گندمی رنگ، نحیف البدن، درمیانی قد اور داڑھی گھنی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علمی مسائل میں مشکل گتھیاں سلجھانے کا قوی ملکہ عطا فرمایا تھا اور فن عروض میں کافی مہارت تھی۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد تھے اور مولانا شاہ فضل الرحمن مراد آبادی سے بیعت کی تھی۔ حضرت امام نیموی کی مختلف علوم فنون میں متعدد اور مفید تالیفات ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور آثار السنن ہے۔ اس کی تالیف سے ۱۳۱۴ھ میں فارغ ہوئے جیسا کہ آپ نے خود اس کتاب کے پہلے صفحہ پر اس کی تصریح کی ہے۔ آپ اس طرز پر کتاب کو مکمل فرمانا چاہتے تھے مگر تقدیر نے ساتھ نہ دیا۔ اسے کتاب الصلوٰۃ تک مکمل فرمالیا تھا امام نیموی لکھتے ہیں میں نے جب شعبان المکرم ۱۳۱۸ھ میں محدث کبیر مولانا شاہ محمد عبدالحق المکی کے پاس آثار السنن کے بعض اجزاء اس غرض سے بھیجے کہ ان سے اجازت حاصل کر لی جائے تو اسی سال شوال المکرم کے مہینہ میں خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں چارپائی کی دوسری جانب ایک حسین جمیل خوبصورت عورت ہے۔ جیسے چودھویں کا چاند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام نیموی سے فرمایا اس عورت سے میرا نکاح کرادو۔ امام نیموی فرماتے ہیں کہ میں اس عورت کے پاس گیا اور اسے عرض کیا کہ میں نے تمہارا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرادیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے قبلت کہا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور مجھے بلایا اور اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے، میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہولیا اور کمرہ میں داخل ہوا پھر نیند سے بیدار ہوگیا۔ مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے فہم کے مطابق اس خواب کی تعبیر یوں سمجھی، کہ حسین جمیل خوبصورت عورت سے مراد آثار السنن کی احادیث ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کا اس عورت کا مجھ سے نکاح کرادو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان احادیث کی نسبت میری طرف صحیح ہے پھر امام نیموی کا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلے جانا اور حجرہ شریف میں داخل ہونا اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان کی موت قریب ہے اور پھر ایسا ہی ہوا، خواب دیکھنے کی تھوڑی مدت بعد ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ جمعہ کے دن عظیم آباد شہر میں ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، آمین ثم آمین۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُكَ یَامَنۡ جَعَلَ صُدُوۡرَنَا مِشۡكَاةً لِّمَصَابِیۡحِ الۡاَنۡوَارِ. وَنَوَّرَ قُلُوۡبَنَا بِنُوۡرِ مَعۡرِفَةِ مَعَانِیۡ الۡاٰثَارِ. وَنُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِكَ الۡمُجۡتَبٰی الۡمُخۡتَارِ وَرَسُوۡلِكَ الۡمَبۡعُوۡثِ بِصِحَاحِ الۡاَخۡبَارِ وَعَلٰی اٰلِهٖ الۡاَخۡیَارِ وَاَصۡحَابِهٖ الۡكِبَارِ وَمُتَّبِعِیۡهِمُ الَّذِیۡنَ اخۡتَارُوۡا سُنَنَ الۡهُدٰی. وَاسۡتَمۡسَكُوۡا بِاَحَادِیۡثِ سَیِّدِ الۡاَبۡرَارِ.

اَمَّا بَعۡدُ فَیَقُوۡلُ الۡخَادِمُ لِلۡحَدِیۡثِ النَّبَوِیِّ مُحَمَّدُ بۡنُ عَلِیِّ نِلنِّیۡمَوِیُّ اِنَّ هٰذِهٖ نُبۡذَةٌ مِّنَ الۡاَحَادِیۡثِ وَالۡاٰثَارِ وَجُمۡلَةٌ مِّنَ الرِّوَایَاتِ وَالۡاَخۡبَارِ اِنۡتَخَبۡتُهَا مِنَ الصِّحَاحِ وَالسُّنَنِ وَالۡمَعَاجِمِ وَالۡمَسَانِیۡدِ وَعَزَوۡتُهَا اِلٰی مَنۡ اَخۡرَجَهَا وَاَعۡرَضۡتُ عَنِ الۡاِطَالَةِ بِذِكۡرِ الۡاَسَانِیۡدِ وَبَیَّنۡتُ اَحۡوَالَ الرِّوَایَاتِ الَّتِیۡ لَیۡسَتۡ فِی الصَّحِیۡحَیۡنِ بِالطَّرِیۡقِ الۡحَسَنِ وَسَمَّیۡتُ هٰذَا الۡكِتَابَ مُسۡتَخِیۡرًا م بِاللّٰهِ تَعَالٰی بِاٰثَارِ السُّنَنِ اَسۡاَلُهٗ اَنۡ یَّجۡعَلَهٗ خَالِصًا لِّوَجۡهِهٖ الۡكَرِیۡمِ وَوَسِیۡلَةً اِلٰی لِقَآئِهٖ فِیۡ جَنَّاتِ النَّعِیۡمِ.

''ہم تیری حمد کرتے ہیں اے وہ ذات جس نے ہمارے سینوں کو روشن چراغوں کے لیے طاقچہ بنایا اور ہمارے قلوب کو احادیث کے معرفت کے نور سے منور فرمایا اور ہم صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں آپ کے منتخب پسندیدہ محبوب اور اخبار صحیحہ کے ساتھ آپ کے فرستادہ رسول پر اور آپ کی نیک آل، اصحاب کبار اور ان کے متبعین پر، جنہوں نے ہدایت کے راستوں کو اختیار کیا اور سید الابرار کی احادیث کو (استدلال کے لیے) مضبوط پکڑا۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد احادیث نبویہ کا خادم محمد بن علی النیموی عرض کرتا ہے کہ یہ احادیث وآثار کا کچھ حصہ اور روایات واخبار کا مجموعہ ہے جو میں نے صحاح سنن، معاجم اور مسانید سے انتخاب کیا ہے اور میں نے ان احادیث کو ان محدثین کی طرف منسوب کیا ہے جنہوں نے ان کی تخریج کی ہے اور میں نے سندات ذکر کر کے تطویل کرنے سے اعراض کیا ہے اور جو روایات صحیحین میں نہیں ہیں ان کے احوال احسن طریق پر بیان کر دیئے ہیں میں نے اس کتاب کا نام استخارہ کر کے آثار السنن رکھا اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنی کریم ذات کے لیے خالص اور جناتِ نعیم میں اپنی ملاقات کا ذریعہ بنا دے۔ **قولہ الصحاح والسنن:** یہ کتب حدیث کی ترتیب مسائل کے اعتبار سے اقسام کے نام ہیں۔ الصحاح سے مراد صحاح ستہ ہے۔ **صحیح:** وہ کتاب ہے جس کے مؤلف نے احادیث صحیحہ کے لانے کا التزام کیا ہو۔

جامع: وہ کتاب ہے جس میں تفسیر، عقائد، آداب، احکام، مناقب، سیر فتن اور علامات قیامت وغیرھا ہر قسم کے مسائل کی احادیث مندرج ہوں۔ جیسے بخاری، ترمذی۔

سنن: وہ کتاب ہے جس میں احکام کی احادیث فقہی ابواب کی ترتیب کے موافق بیان ہوں جیسے سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔ **معاجم:** جمع ہے معجم کی اور معجم وہ کتاب ہے جس کے اندر وضع حدیث میں ترتیب اساتذہ کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ جیسے معجم طبرانی۔ **مسانید:** جمع ہے مسند کی اور مسند وہ کتاب ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترتیب رُتبی یا ترتیب حروف ہجا یا تقدم وتاخر اسلامی کے لحاظ سے احادیث مذکور ہوں۔ جیسے مسند احمد، مسند دارمی وغیرہ۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

فقہاء اور محدثین حضرات انواع کو کتاب اور ہر نوع مختلف بالصنف کو باب سے تعبیر کرتے ہیں۔ جب ایک ہی مسئلہ سے متعلق بحث ہو تو اسے فصل کہتے ہیں۔

طہارۃ: طہارت کے لغوی معنی نظافت اور صفائی کے ہیں اور شرعی معنی بدن اور کپڑے اور مکان کو حدث اور نجاست سے پاک کرنا ہے۔ طِہارۃ بالکسر بمعنی آلۂ طہارت لوٹا، پانی وغیرہ۔ اور طُہارۃ بالضم بمعنی طہارۃ کا فضلہ، پھر طہارۃ کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ طہارۃ باطنی جسے ہم ایمان سے تعبیر کرتے ہیں۔ بعض محدثین کرام جیسے امام مسلم وغیرہ نے اپنی کتاب کو کتاب الایمان سے شروع کیا ہے۔ اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ طہارۃ باطنی مقدم ہے۔ مگر مصنف اور بعض اکابر محدثین مثلاً امام ترمذی وغیرہ نے اپنی کتابوں کو کتاب الطہارۃ سے شروع کیا ہے۔ ان کا خیال یہ ہے کہ ہماری کتابوں کو پڑھنے والے مؤمنین مسلمین ہیں۔ لہٰذا ایمان تو یقیناً ان کے قلب میں پہلے سے راسخ ہے۔ اَهَمُّ العبادات وافضل العبادات صلوٰۃ کی شرائط سے بحث شروع کردی تاکہ احکام پر عمل آسان ہو۔

بَابُ الْمِيَاهِ

۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّآئِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ہرگز رُکے ہوئے پانی میں جو کہ جاری نہ ہو، پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں غسل کرے۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔''

قولہ رواہ الجماعتہ: مصنف نے حوالہ ذکر کرنے میں بہت سے مواقع میں علامات پر اکتفاء کیا ہے۔ جماعۃ کا لفظ اصحاب کتب ستہ کے لیے، شیخان کا لفظ بخاری ومسلم کے لیے، ثلاثۃ کا ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کے لیے، اربعہ کا مذکورہ ثلاثۃ کے ساتھ ابن ماجہ کے لیے، خمسہ کا مذکورہ اربعہ کے ساتھ امام احمد کے لیے اور الستۃ کا اربعہ کے ساتھ شیخین کے لیے استعمال فرمایا ہے۔

قولہ لا یبولن احد کم فی الماء الدائم: پانی دو قسم پر ہے: (۱) جاری۔ (۲) راکد۔ ماء جاری وہ ہے جو تنکا بہا کر لے جائے یہ بالاتفاق نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک احد الاوصاف یعنی رنگ بو یا ذائقہ نہ بدل جائے۔ ماء راکد میں اختلاف ہے۔ **مسئلہ:** ائمہ اربعہ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر پانی میں نجاست گر جائے اور پانی کا کوئی وصف رنگ، بو یا ذائقہ بدل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ خواہ وہ پانی قلیل ہو یا کثیر جاری ہو یا راکد۔ اور اگر تغیر نہ ہو تو پھر قلیل وکثیر کا فرق ہے کہ قلیل بالاتفاق ناپاک ہے اور کثیر پاک ہے۔ آگے قلیل وکثیر کی حد بندی میں اختلاف ہے۔

امام مالک اور اہل ظاہر کے ہاں تین اوصاف میں سے کوئی وصف بدل جائے تو وہ قلیل ہے۔ اور ناپاک ہے ورنہ کثیر اور پاک ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مقدار قلتین کثیر اور پاک ہے۔ اس سے کم قلیل اور ناپاک ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک

ظاہرالروایت میں چونکہ حد بندی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس میں مبتلیٰ بہ کی رائے اور غلبہ ظن کا اعتبار ہے۔تو اگر غالب ظن یہ ہے کہ پانی میں ایک طرف واقع ہونے والی نجاست کا اثر دوسری طرف پہنچ جائے گا۔تو قلیل اور ناپاک ہے ورنہ کثیر اور پاک ہے۔نجاست کا دوسری طرف سرایت کرنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) ایک طرف رنگ ڈالنے کا اثر دوسری طرف پہنچ جائے۔ (۲) تحریک بالید سے دوسری طرف حرکت ہو۔ (۳) ایک طرف وضو کرنے سے دوسری طرف حرکت ہو۔ (۴) ایک طرف غسل کرنے سے دوسری طرف حرکت ہو۔

فائدہ: حنفیہ کے نزدیک دہ دردہ کثیر اور اس سے کم قلیل ہے یہ تحدید امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا مسلک نہیں ہے اور نہ ہی ان سے منقول ہے بلکہ یہ امام محمد کے ایک قول سے ماخوذ ہے۔امام محمد سے پوچھا گیا کہ حوض کبیر کی مقدار کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کَمَسْجِدِیْ ہذا بعد میں لوگوں نے مسجد کو ماپا تو وہ اندر سے ثمانیہ فی ثمانیہ اور باہر سے عشرہ فی عشرہ تھی۔متاخرین فقہاء نے عوام کی سہولت کے لیے عشرہ فی عشرہ کو اختیار کرلیا۔کیونکہ ہر شخص صحیح رائے قائم نہیں کرسکتا کہ ایک جانب کی نجاست کا اثر کس صورت میں دوسری طرف پہنچتا ہے۔

دلائل احناف: احناف کا مستدل متعدد احادیث ہیں پہلی قسم کی وہ احادیث ہیں جن میں نہی عن البول فی الماء الراکد کا حکم ہے۔دوسری قسم کی وہ احادیث ہیں جن میں غسل اناء من ولوغ الکلب کا ذکر ہے۔تیسری قسم کی وہ احادیث ہیں جن میں غسل الید بعد الاستیقاظ کا ذکر ہے۔یہ سب احادیث صحیح ہیں اور نجاست گرنے سے پانی وغیرہ کی نجس ہونے پر دال ہیں ان میں نہ تحدید ہے نہ تغیر کی قید ہے لہٰذا مبتلیٰ بہ کی رائے کا اعتبار ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: بیر بضاعہ والی حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **ان الماء طهور لاینجسهٗ شئی** دارقطنی، ابن ماجہ میں زیادتی بھی ہے۔**الّا ما غلب علی ریحه و طعمه ولونه** تو امام مالک مجموعہ سے استدلال فرماتے ہیں۔

جواب: یہ حدیث بالاتفاق مؤول ہے۔ان الماء طہور میں الف لام عہد خارجی کا ہے صرف بیر بضاعہ کا پانی مراد ہے اور سوال کا منشاء یہ وہم تھا کہ پہلے کسی زمانے میں مشرکین ومنافقین اس میں گندگیاں ڈالتے تھے یا کنواں نشیب میں تھا اور زمانہ سیلاب میں ازخود گندگیاں اس میں گرتی تھی۔گو اب وہ صورت نہیں تھی لیکن سابقہ صورت کی وجہ سے نجاست کا وہم تھا تو ازالہ وہم کے لیے فرمایا: **ان الماۤء طهور**۔یہ توجیہ ضروری ہے ورنہ ظاہر ہے زیر استعمال پانی میں کوئی کافر بھی گندگی نہیں ڈالتا چہ جائیکہ کوئی مسلمان اور وہ بھی نظافت پسند صحابہ کرامؓ ایسا کریں بالخصوص جبکہ پانی کی قلت ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پانی کو خود نوش بھی فرماتے ہوں۔

جواب نمبر ۲: امام طحاوی فرماتے ہیں بیر بضاعۃ کا پانی جاری تھا اس سے باغ وغیرہ کی سیرابی ہوتی تھی۔بیر بضاعۃ کے پانی سے باغات اور سبزیوں کی آبپاشی ہوتی تھی۔ویسے عقلاً یہ بات محال ہے کہ بیر بضاعۃ میں کثرت سے نجاستیں بھی واقع ہوں اور

اس کا پانی بھی قلیل ہو اور پھر بھی تغیر اوصاف نہ ہو یہ بہت بعید از قیاس ہے بلکہ اس صورت میں تغیر اوصاف لازمی عمل ہے پس معلوم ہوا کہ بیر بضاعۃ کا پانی جاری تھا۔

امام شافعی اور امام احمد کی دلیل: حدیث ابن عمر قلتین والی حدیث ہے۔

جواب: گو بعض نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن مذاہب اربعہ کے کبار محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ جیسے امام بخاری کے استاد علی بن المدینی، ابن عبدالبر مالکی نیز حافظ ابن تیمیہ اور ابن قیم نے اس پر بہت وزنی جرح کی ہے۔ نیز یہ حدیث سنداً، متناً، معناً ہر لحاظ سے مضطرب ہے۔

متن کا اضطراب: بعض احادیث میں قلتین ہے۔ بعض میں قلتین او ثلاثا ہے۔ بعض میں اربعین قلته اور بعض میں اربعین ولواً ہے۔

سند کا اضطراب: ولید بن کثیر کا استاد محمد بن جعفر ہے یا محمد بن عباد بن جعفر ہے۔ پھر ان کا شیخ عبید اللہ بن عبد اللہ ہے یا عبد اللہ بن عبد اللہ ہے۔

معنیٰ کا اضطراب: قلتہ کا لفظ مشترک ہے۔ مشک، بڑا مٹکا، پہاڑ کی چوٹی ان کے علاوہ اور معانی بھی لسان العرب اور تاج العروس میں مذکورہ ہیں۔ اگر کہا جائے قلال حجر مراد ہے تو اس کی تعیین پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر قلال حجر کی انواع مختلف ہیں۔ صغیر، کبیر تو ابہام باقی ہے۔

(۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَآءِ الرَّاكِدِ. رواہ مسلم

''حضرت جابرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا۔ آپؐ نے اس بات سے منع فرمایا کہ رُکے ہوئے پانی میں پیشاب کیا جائے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔''

(۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ. قَالَ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَآءِ اَحَدِ كُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعًا. (واہ الشیخان)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں پیئے تو اسے سات بار دھوئے یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔''

(۴) وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِیْلَ مِنَ الْمَآءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهٖ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَّآءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هُوَ الطُّهُوْرُ مَآئُهٗ وَالْحِلُّ مَیْتَتُهٗ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ.

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑی مقدار میں پانی اٹھا رکھتے ہیں، اگر ہم اس پانی سے وضو کریں تو پیاسے رہیں گے، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا میتہ حلال ہے۔ یہ حدیث مالک اور دوسرے محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔''

قولہٗ جاء رجل: امام زیلعی فرماتے ہیں اس شخص کا تعلق قبیلہ بنی مدلج سے تھا۔ (نصب الرایہ صفحہ ۹۷ ج ۱)۔ البتہ اس کے نام میں اختلاف ہے ایک قول میں اس کا نام عبداللہ یا عبیداللہ (معارف السنن صفحہ ۱۵۴) دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا نام حمید بن صخرہ تھا (زرقانی شرح موطا)

انا نرکب البحر ای انا ترکبُ السفن فی البحر: منشاء سوال یہ تھا کہ سمندر کے پانی کا رنگ، بو اور ذائقہ دوسرے پانیوں سے مختلف ہوتا ہے۔ یا منشاء سوال یہ تھا کہ وہ متلوث بالنار ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس کے نیچے جہنم کی آگ ہے۔ (ابوداؤد صفحہ ۲۲۴، ج ۱) تو سائل کو شبہ ہوا کہ شاید اس سے وضو جائز نہ ہو۔ یا منشاء سمندر میں جانوروں کا مرنا یا گندگیوں کا ڈالا جانا تھا۔

اشکال: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب میں نعم بھی کہہ سکتے تھے۔ اتنی لمبی بات کیوں کی۔

جواب: اگر نعم سے جواب دے دیتے تو شبہ ہوتا کہ سمندری پانی کی اجازت ضرورت پر بند ہے۔

سوال: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الحل مَیتتہٗ کا اضافہ کیوں فرمایا۔

جواب: یہ اسلوب حکیمانہ ہے اور مشفقانہ ہے کہ جب سائل کو پانی کی حلت اور حرمت کا علم نہیں تو اس کے میتہ کا مسئلہ سائل کو بطریق اولیٰ معلوم نہیں ہوگا۔ جبکہ سمندری سفر کرنے والا اس کا بھی محتاج ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک مچھلی کے علاوہ باقی بحری حیوانات حرام ہیں۔ امام مالک کے نزدیک سب حلال ہیں۔ امام شافعی کے متعدد قول ہیں۔ صحیح معتمد قول میں مینڈک حرام، باقی سب حلال ہیں۔ ایک قول حنفیہ کے مطابق بھی ہے۔ امام احمد کے نزدیک مگرمچھ حرام، باقی سب حلال ہیں۔ الغرض ائمہ ثلاثہ کے مسالک قریب قریب ہیں۔

دلائل حنفیہ: (۱) حرمت علیکم المیتتہ والدم ولحم الخنزیر الآیۃ۔ (۲) ویحرم علیھم الخبائث الآیۃ۔ یہ آیتیں بری، بحری دونوں کو شامل ہیں۔ (۳) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ اَنَّ طَبِیْبًا سَئَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَفْدَعٍ یَجْعَلُھَا فِیْ دَوَاءٍ فَنَھَاہُ۔ (ابوداؤد کتاب الطب ص ۱۵۴ ج ۲) جب دواء کے لیے ممانعت ہے تو کھانے کے لیے بطریق اولیٰ ممانعت ہوگی۔ نیز پورے ذخیرہ احادیث میں کسی ایک صحابی سے بھی مچھلی کے سوا کسی بحری جانور کا کھانا ثابت نہیں۔ حلت کی صورت میں مچھلی کی طرح باقی حیوانات بھی عام کھائے جاتے۔

دلائل ائمہ ثلاثہ: قولہ تعالیٰ احل لکم صید البحر (مائدہ) صید بمعنی مصید ہے اور اضافت استغراقی ہے۔

جواب: صید اپنے حقیقی مصدری معنی میں ہے۔ مقصود محرم کے افعال بیان کرنا ہے۔ جیسا کہ آگے حرم علیکم صید البر میں صید کا حقیقی معنی مراد ہے۔ حقیقت کے امکان کے وقت مجاز (مراد) لینا درست نہیں۔

دوسری دلیل: حدیث باب الحل میتتہ میں اضافت استغراقی ہے کہ سمندر کے تمام اموات حلال ہیں۔

جواب: اضافت عہدی ہے صرف مچھلی مراد ہے۔

قرینہ حدیث ابن عمر قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحلّت لنا میتتان ودمان فاما المیتتان فالجراد والحوت واما الدمان فالکبد والطحال۔ (ابن ماجہ، مسند احمد)

(۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَآءِ وَمَا يَنُوبُهٗ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ اِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاٰخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مَّعْلُوْلٌ۔

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانی اور اس پر جانوروں اور درندوں کے بار بار آنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب پانی دو قلّے ہو تو نجاست نہیں اٹھاتا (یعنی نجس نہیں ہوتا) اسے اصحاب خمسہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث معلول ہے۔" یہ حدیث امام شافعی اور امام احمد کے مسلک کی دلیل ہے۔ اس پر بحث ہو چکی ہے۔

(۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِذَا بَلَغَ الْمَآءُ اَرْبَعِيْنَ قُلَّةً لَمْ يَنْجُسْ، رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا" جب پانی چالیس قلّے تک پہنچ جائے تو نجس نہیں ہوتا یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔"

(۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ اِمْرَاَةً مِّنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَةٍ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَضْلِهٖ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَآءَ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْئٌ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ۔ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے جنابتِ غسل کیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بچے ہوئی پانی سے وضو فرمایا۔ ام المؤمنین نے یہ بات آپ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا بلاشبہ پانی کو کوئی چیز بھی ناپاک نہیں کرتی۔"

(۸) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ يُّطْرَحُ فِيْهَا لُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالْحِيَضُ وَالنَّتْنُ فَقَالَ الْمَآءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْئٌ۔ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهٗ اَحْمَدُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ ابْنُ قَطَّانٍ۔

''حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا، عرض کیا گیا ''اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کیا آپ بیر بضاعۃ سے وضو کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک ایسا کنواں ہے جس میں کتوں کا گوشت، حیض کے خون آلود کپڑے اور (دیگر) بدبودار اشیاء ڈالی جاتی ہیں، تو آپ نے فرمایا پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی'' یہ حدیث اصحاب ثلاثہ نے نقل کی ہے، امام احمدؒ نے اسے صحیح، امام ترمذی نے حسن اور ابن القطانؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

قوله و فی اسناده لین: اس کی سند میں کمزوری ہے اس لیے کہ اس حدیث کی روایت میں سماک بن حرب عن عکرمہ عن ابن عباس ہے۔ جبکہ سماک عکرمہ سے روایت کرنے میں مختلف فیہ ہے۔ بعض کے ہاں معتبر ہے بعض کے ہاں نہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کی روایت عکرمہ سے خاص کر مضطرب ہے۔ آخر عمر میں حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔ یعقوب ابن شیبۃ کہتے ہیں عکرمہ کے علاوہ میں صالح اور معتبر ہے۔

(۹) وَعَنْ عَطَآءٍ اَنَّ حَبَشِيًّا وَّقَعَ فِیْ زَمْزَمَ فَمَاتَ فَاَمَرَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنُزِحَ مَآؤُهَا فَجَعَلَ الْمَاءُ لَا يَنْقَطِعُ فَنُظِرَ فَاِذَا عَيْنٌ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَسْبُكُمْ ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

'' عطاءؒ سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم (کے کنویں) میں گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حکم دینے پر اس کا پانی نکالا گیا اس کا پانی ختم نہ ہوتا تھا، جب دیکھا گیا تو اچانک نظر آیا کہ حجرِ اسود کی جانب سے ایک چشمہ جاری ہے حضرت ابن زبیرؓ نے کہا تمہیں اتنا ہی کافی ہے۔'' (مزید پانی نکالنے کی ضرورت نہیں)۔ اسے امام طحاویؒ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے، سند اس کی صحیح ہے۔''

قوله ان حَبشِيًّا وقع فی زمزم: حضرت عبداللہ بن زبیر کی خلافت کا زمانہ تھا زمزم کے کنویں میں ایک حبشی گر کر مر گیا، جب لوگوں کو اس کا علم ہوا تو اسے نکالا اور پانی کے متعلق حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن عباس سے استفسار کیا۔ انہوں نے جواب میں کنویں کے سارے پانی کو نکالنے کا حکم دیا، چنانچہ ان کے فتویٰ کے مطابق مسلسل تین روز تک پانی نکالا جاتا رہا، کنواں چشمہ دار تھا، پانی کم ہو گیا مگر بند نہ ہو سکا۔ نیچے سے پانی کے سوتوں میں روئی رکھی گئی مگر اس کے باوجود حجر اسود کی جانب سے بہنے والا چشمہ بند نہ ہو سکا۔ جیسا کہ دسویں حدیث میں صراحۃً اس کا ذکر ہے۔ تین روز تک مسلسل پانی نکالنے کے باوجود کنویں کا پانی ختم نہ ہو سکا۔ تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن عباس کا یہ فتویٰ جاری ہوا اور اس پر عمل کیا گیا۔ ہزاروں صحابہؓ موجود تھے۔ طریق استدلال یوں ہے کہ بیر زمزم میں پانی کی مقدار قلتین سے کئی گناہ زیادہ تھی، مگر اس کے باوجود حضرات صحابہؓ نے وقوع حبشی کی وجہ سے تین روز تک مسلسل پانی نکلوایا پس معلوم ہوا کہ قلتین کی تحدید درست نہیں۔ ورنہ صحابہ کرام اس پر ضرور عمل فرماتے۔

(۱۰) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ زَنْجِيًّا وَّقَعَ فِیْ زَمْزَمَ يَعْنِیْ فَمَاتَ فَاَمَرَ بِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاُخْرِجَ وَاَمَرَبِهَا اَنْ تُنْزَحَ قَالَ فَغَلَبَتْهُمْ عَيْنٌ جَآءَ تْهُمْ مِنَ الرُّكْنِ فَاَمَرَبِهَا فَدُسَّتْ بِالْقَبَاطِیِّ وَالْمَطَارِفِ حَتّٰی نَزَحُوْهَا فَلَمَّا نَزَحُوْهَا انْفَجَرَتْ عَلَيْهِمْ ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

''محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ایک حبشی زمزم میں گر کر مر گیا۔ حضرت ابن عباسؓ کے کہنے پر اُسے نکالا گیا اور ابن عباسؓ نے اس کا پانی نکالنے کا حکم دیا۔ راوی کہتا ہے، حجر اسود کی طرف سے آنے والا چشمہ ان پر غالب آ گیا (یعنی تمام پانی نہ نکال سکے) پھر انہوں نے حکم دیا تو (چشمہ کے سوراخ میں) کتان کے کپڑے (جو قبط کی طرف منسوب ہیں) اور ریشمی کپڑے دھنسائے گئے یہاں تک کہ لوگوں نے تمام پانی نکال لیا، جب انہوں نے نکالا تو اور پھوٹ پڑا، اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۱۱) وَعَنْ مَّيْسَرَةَ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِي بِئْرٍ وَّقَعَتْ فِيْهَا فَارَةٌ فَمَاتَتْ قَالَ يُنْزَحُ مَاؤُهَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ. وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ عَنِ التَّابِعِيْنَ.

''میسرہؒ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کنویں کے بارہ میں کہا جس میں چوہا گر کر مر جائے اس کا تمام پانی نکالا جائے، امام طحاویؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ نیمویؒ نے کہا ہے اور اس باب میں تابعین سے بھی آثار منقول ہیں۔''

اَبْوَابُ النَّجَاسَاتِ

بَابُ سُؤْرِ الْهِرِّ

(۱۲) عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ عِنْدَ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَسَكَبْتُ لَهٗ وَضُوْءًا قَالَتْ فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ.

'' حضرت کعب بن مالکؓ کی بیٹی کبشہؒ سے روایت ہے اور یہ حضرت ابو قتادہؓ کے بیٹے کے نکاح میں تھیں کہ حضرت ابو قتادہؓ ان کے پاس تشریف لائے وہ کہتی ہیں میں نے ان کے وضو کے لیے پانی بہایا۔ انہوں نے کہا بلی آئی پانی پینے لگی تو ابو قتادہؓ نے اس کے لیے برتن جھکا دیا۔ یہاں تک کہ بلی نے پانی پیا، کبشہؒ کہتی ہیں حضرت ابو قتادہؓ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف (تعجب سے) دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا کہ اے بھتیجی! کیا تم تعجب کرتی ہو، میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ناپاک (کرنے والی) نہیں، یہ تمہارے پاس (گھروں میں) بار بار آنے والی ہے، راوی کو شک ہے کہ آپ نے طوافین کا لفظ استعمال فرمایا یا طوافات کا۔ یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔''

وكانت تحت ابن ابى قتادة: یہ کلام یا تو کبشہ سے روایت کرنے والی حمیدہ کا ہے کہ کبشہ کے بارے میں بتا رہی ہے کہ کبشہ ابو قتادہ کے بیٹے کی بیوی تھی یا خود کبشہ کا کلام ہے۔ اپنے آپ کو متکلم بنانے کی بجائے غائب سے تعبیر کیا۔

قوله فسكبت: اس میں دونوں احتمال ہیں۔ غائب کا صیغہ ہو یا متکلم کا صیغہ ہو اس پر سوال ہوتا ہے کہ عبادت میں استعانت بالغیر تو منع ہے یہاں حضرت کبشہ وضوء میں کیوں مدد کر رہی ہیں۔

جواب: استعانت (مدد طلب کرنا) منع ہے اعانت (مدد کرنا) جائز ہے۔ یہاں دوسری صورت ہے۔ (۲) سکب کا حقیقی معنی (پانی ڈالنا، بہانا) مراد نہیں بلکہ معنی مجازی مراد ہے۔ اے وضعت میں پانی رکھا۔ فقال اتعجبین یا بنت اخی۔ بنت اخی کہنا یا تو عادت عرب کی بنا پر تھا یا حقیقت کی بناء پر ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔

قوله انها ليست بنجس

سوال: لیست بنجسۃ کہنا چاہیے۔

جواب نمبر ا: ہرہ اگرچہ خود مؤنث ہے لیکن اس کا سور مذکر ہے اس کا خیال کر کے صیغہ مذکر لائے۔

جواب نمبر ۲: نجس جیم کے فتح کے ساتھ مصدر ہے اس میں تذکیر و تانیث برابر ہے۔

(۱۳) وَعَنْ دَاوٗدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارِ نِ التَّمَّارِ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَجَدَتْهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَيَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَآءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

"داؤد بن صالح بن دینار التمار نے اپنی والدہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ ان کی مالکہ نے انہیں حلوا دے کر ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا، اُم المؤمنین نے میری طرف اشارہ کیا کہ اسے رکھ دے، پھر بلی آئی تو اس میں سے کچھ کھا لیا، جب اُم المؤمنینؓ نماز سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے بھی وہیں سے کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا، پھر کہا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق یہ ناپاک (کرنے والی) نہیں یہ تمہارے پاس بار بار آنے والی ہے اور تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرماتے ہوئے دیکھا۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اس کی سند حسن ہے۔"

قوله اشارت الیّ: اشارہ عمل قلیل ہے مفسد صلوۃ نہیں۔ یا حضرۃ عائشہ نفل پڑھ رہی تھیں کچھ رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا پھر ان کو حلوا رکھنے کا حکم دیا۔ پھر نفل شروع کر دیئے اس حالت کو تصلی سے تعبیر کر دیا۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سورھرہ مکروہ تحریمی ہے امام طحاوی اور علامہ کرخی کے قول کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے یہی قول راجح ہے۔ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پاک ہے۔ امام ابوحنیفہ کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں اس برتن کے دھونے کا حکم ہے، جس میں بلی منہ ڈال دے۔ مثلاً:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا وَاِذَا وَلَغَتْ فِيْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَتْ مَرَّةً۔ (ترمذی، ابوداؤد)

دوسری دلیل: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ طُهُوْرُ الْاِنَاءِ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْكَلْبُ اَنْ یُّغْسَلَ سَبْعَ مَرَّاتٍ الْاُوْلٰى بِالتُّرَابِ وَالْهِرَّةُ مَرَّةً اَوْمَرَّتَیْنِ. (دار قطنی وقال هذا صحیح)

تیسری دلیل: سور کا تعلق لعاب سے ہے اور لعاب لحم سے پیدا ہوتا ہے۔ بلی کا لحم بالاتفاق حرام ہے۔ تو سور نجس ہونا چاہیے۔ ان مذکورہ دلائل کے تحت بلی کا سور نجس ہونا چاہیے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ نے حدیث کبشہ اور حدیث عائشہ وغیرہ سے سورہ الھرۃ کے پاک ہونے پر استدلال کیا ہے تو احنافؒ نے کہا کہ ان دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق کا تقاضہ کراہت تنزیہی ہے اس لیے وہ اسی کے قائل ہوئے۔ باقی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل توضا بفضلھا بیان جواز پر محمول ہے اور جواز تو کراہت تنزیہی کے ساتھ بھی جمع ہو جاتا ہے۔

(۱۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ یُغْسَلُ الْاِنَاءُ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْكَلْبُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ اَوْاُخْرَاهُنَّ بِالتُّرَابِ وَاِذَا وَلَغَتْ فِیْهِ الْهِرَّةُ غُسِلَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ وَصَحَّحَه.

''اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے، ان میں پہلی یا آخری مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے اور جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو ایک مرتبہ دھویا جائے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔''

(۱۵) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ طُهُوْرُ الْاِنَاءِ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْهِرُّ اَنْ یُّغْسَلَ مَرَّةً اَوْمَرَّتَیْنِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَآخَرُوْنَ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ هٰذَا صَحِیْحٌ.

''اور انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اس کا پاک ہونا اس طرح ہوگا کہ اسے ایک یا دو مرتبہ دھویا جائے'' اسے طحاویؒ اور دوسرے محدثین نے روایت کیا ہے اور دارقطنیؒ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔''

(۱۶) وَعَنْهُ قَالَ اِذَا وَلَغَ الْهِرُّ فِی الْاِنَاءِ فَاَهْرِقْهُ وَاغْسِلْهُ مَرَّةً. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ قَالَ النِّیْمَوِیُّ وَالْمَوْقُوْفُ اَصَحُّ فِی الْبَابِ.

'' اور انہوں نے (حضرت ابو ہریرہؓ نے) فرمایا جب بلی برتن میں منہ ڈالے تو اس پانی کو گرا دو اور برتن کو ایک مرتبہ دھو ڈالو۔'' اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

بَابُ سُوْرِ الْكَلْبِ

باب کتے کے پس خوردہ میں

(۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِیْهِ الْكَلْبُ اَنْ یَّغْسِلَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

'' حضرت ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے برتن میں جب کتا منہ ڈالے تو اس کا پاک کرنا اس طرح ہوگا کہ اسے سات مرتبہ دھوئے، ان میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ مانجھے۔'' اسے مسلم نے نقل کیا ہے۔

یہاں چار مسئلوں میں اختلافی بحث ہے۔

پہلا مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کتا حرام ہے۔ امام مالک کے نزدیک کتا حلال ہے۔ اس کا کھانا جائز ہے۔ **دلائل ائمہ ثلاثہ:** متعدد احادیث میں اکل ذی ناب سے نہی وارد ہے اور کتا بھی ذی ناب ہے مثلاً (۱) عن ابی ثعلبہ الخشنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن کل ذی ناب من السباع (صحاح ستہ موطا مالک) (۲) عن ابن عباس قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خیبر عن اکل ذی ناب من السباع۔

امام مالک کی دلیل: قولہ تعالیٰ قل لا اجد فی ما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتتہ اودما مسفوحا اَوْلحم خنزیر الآیۃ۔

اس آیت میں حصر کے ساتھ صرف چار محرمات کا ذکر ہے کتا ان میں داخل نہیں۔

جواب: یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے۔ کفار مکہ ازخود بحیرہ، سائبہ وصیلہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ اور دم مسفوح، خنزیر وغیرہ کو حلال سمجھتے تھے تو ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی کہ بحیرہ وغیرہ حرام نہیں بلکہ دم مسفوح وغیرہ حرام ہیں۔ اس جواب کا قرینہ مذکورہ روایات ہیں۔

دوسرا مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سور کلب ناپاک ہے۔ امام مالک کے مشہور قول میں پاک ہے۔ امام مالکؒ کے اور اقوال بھی ہیں۔ **ائمہ ثلاثہ کے دلائل** احادیث باب ہیں۔

طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَّغْسِلَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ الخ۔

نیز وہ روایات جن میں سور کلب کی وجہ سے پانی کو گرانے کا حکم ہے کمافی مسلم اگر پانی پاک ہوتا تو گرانے اور ضائع کرنے کا حکم نہ ہوتا کہ یہ اسراف ممنوع ہے۔ خصوصاً عرب میں اس وقت پانی کی قلت تھی۔

امام مالکؒ کی دلیل: عن ابن عمر کانت الکلاب تُقْبِل و تُدْبِر فی المسجد فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلم یکونوا یرشّون شیئًا من ذلک (بخاری ص ۲۹) ظاہر ہے کہ کتا منہ کھول کر چلتا ہے تو اس کے آنے جانے میں لعاب گرتا ہوگا اگر لعاب ناپاک ہوتا تو مسجد کو دھونے کا حکم ہوتا جب لعاب ناپاک نہیں تو اس کا جھوٹا بھی ناپاک نہیں۔

جواب: زمین غیر مرئی نجاست کے خشک ہونے سے پاک ہوجاتی ہے۔ امام ابوداؤد طهور الارض اذا یبست کا عنوان قائم کرکے مذکورہ حدیث لائے ہیں اس میں یہ الفاظ ہیں وکانت تبول وتقبل وتدبر فی المسجد حالانکہ کتے کا پیشاب مالکیہ کے نزدیک نجس ہے۔ فماھو جوابکم فھو جوابنا۔

تیسرا مسئلہ: احناف کے نزدیک سور کلب میں تثلیث غَسل واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سات مرتبہ دھونا واجب ہے۔ امام مالک سور کلب کے پاک ہونے کے قائل ہیں۔ مگر غسل کو امر تعبدی تصور کرتے ہیں۔ قال مالك قد جاء هذا الحديث وما ادری حقيقته (معارف السنن ص ۲۲۳ ج ۱)

دلائل احناف (۱) حدیث باب نمبر ۱۹ و نمبر ۲۰ نیز حضرۃ ابو ہریرۃ کا فتویٰ بھی تثلیث کا ہے۔ (۲) انسانی پاخانہ کو تین بار دھونے سے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ انسانی گندگی اغلظ النجاسات ہے جبکہ سور کلب اس سے اخف ہے کیونکہ انسانی گندگی کے نجس ہونے پر اجماع ہے اس لیے اغلظ النجاسات ہے۔ جب اغلظ النجاسات کو تین بار دھونے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے تو سور کلب میں برتن کو تین بار دھونے سے بطریق اولیٰ پاکی حاصل ہو جائے گی۔ ائمہ ثلاثہ کے دلائل احادیث تسبیع ہیں۔

جواب نمبر ۱: مذکورہ دلائل کے قرینہ سے منسوخ ہیں اور ابتداء پر محمول ہیں جبکہ کتوں کے بارے میں شدید احکام تھے ان کو قتل کرنے کا حکم تھا جو بعد میں تدریجاً منسوخ ہوا۔ تشدید کے زمانہ میں تسبیع غسل کا حکم تھا پھر تخفیف ہوئی قتل ممنوع ہوا اور تسبیع غسل بھی منسوخ ہوا تثلیث غسل آخری حکم قرار پایا۔

جواب نمبر ۲: تثلیث غسل واجب اور تسبیع غسل کا حکم استحباب پر محمول ہے۔

چوتھا مسئلہ: حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مٹی سے برتن کو دھونا مستحب ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مٹی سے مانجھنا واجب ہے ان کی دلیل حدیث باب اولاهن بالتراب حضرت قتادہ والی حدیث میں السابعة بالتراب ہے۔

جواب۔ یہ احادیث استحباب پر محمول ہیں نیز اکثر روایات میں تتریب کا ذکر نہیں کما قال ابو داؤد اور پھر تتریب کے سلسلے میں روایات میں اضطراب ہے کسی میں اولاهن بالتراب کسی میں اُخراهنّ بالتراب کسی میں احداهن بالتراب کسی میں الثامنه بالتراب ہے۔

برتن سات مرتبہ دھونے اور مٹی سے مانجھنے کے فوائد

(۱) علامہ شعرانی فرماتے ہیں کہ کتا خلقۃً ایسا واقع ہوا ہے کہ اس سے ملائکہ کو بھی نفرت ہوتی ہے جس گھر میں کتا ہو وہاں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔ بنی آدم کے قلوب میں جو خیر و برکات کا القاء ہوتا ہے وہ بھی عموماً ملائکہ کے واسطہ سے ہوتا ہے تو اگر سور کلب کا کچھ حصہ اندر چلا جائے تو یقیناً وہ بعض اوقات ملائکہ کے تنفر کا باعث بن سکتا ہے۔ نتیجۃً خیر و برکات کے دروازے قلب پر بند ہو جاتے ہیں اور قلب میں سخت قساوت آجاتی ہے جیسا کہ خود علامہ شعرانی نے اپنا مشاہدہ نقل کیا ہے۔ ان کے ایک رفیق (جو مالکی المذہب تھے) نے کتے کا جھوٹا کیا ہوا دودھ پی ڈالا۔ تو اس کی ذکاوت و ذہانت کے علاوہ قلبی باطنی کیفیات و انوار زائل ہو گئے یہاں تک کہ فصار مقبوض القلب من كل خير حتى كاد ان يهلك سور کلب کے اس روحانی بھاری مضرت سے بچنے کے لیے شریعت نے تسبیع اور تتریب کا حکم دیا۔

(۲) حدیث تسبیع و تتریب سے متعلق ایک جرمن ڈاکٹر کی تحقیق مشہور ہے کہ جب کتے نے کسی برتن کو جھوٹا کر دیا تو اس ڈاکٹر نے برائے تحقیق اس کو کئی مرتبہ پانی سے دھویا کتے کے لعابی جراثیم اگرچہ کم ہوتے رہے مگر قطعی طور پر زائل نہ ہو سکے، آخر جب اس نے

تتریب کا عمل کیا تو جراثیم زائل ہو گئے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مٹی کے اجزاء میں نوشادر موجود رہتا ہے جو لعاب کے زہریلے مادے کے ازالہ کے لیے نہایت مفید ہے۔

(۳) سورکلب میں تسبیع وتتریب کا حکم صرف اس کی ظاہری مادی نجاست کی وجہ سے نہیں بلکہ معنوی خباثت کی وجہ بھی ہے کیونکہ شیطانی مادہ جو ملکوتی طبیعت (یعنی فرشتوں کی طبیعت) کی ضد ہے کتے میں شدت سے موجود ہے تو لامحالہ اس کا سور اندر جانے سے قوم دشمنی او اخلاقی خرابی کے آثار آکل اور شارب پر مرتب ہوں گے تو تسبیع وتتریب کا حکم دے کر کلب کے آثار کا ہر ممکن طور پر ازالہ کر دیا گیا۔

کتا پالنے کا حکم: بلاضرورت کتوں کا پالنا ناجائز اور شرعاً ممنوع ہے البتہ بعض حالات اور ضرورت کی بناء پر تین قسم کے کتوں کے پالنے کی اجازت ہے۔

(۱) شکاری کتا (۲) ریوڑ کی رکھوالی کرنے والا (۳) کلب زرع یعنی کھیتی کی نگرانی کرنے والا۔ اس طرح وہ کتا بھی جو گھروں کی حفاظت یا جنگلوں میں رہنے والے دیہاتیوں اور خرمنوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۱۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَابَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاَنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. (رواہ مسلم)

''حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا، پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا اور کیا حال ہے کتوں کا، پھر شکار اور بکریوں (کی حفاظت) کے کتے میں رخصت عطا فرمادی اور فرمایا، جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اسے سات بار دھو ڈالو، اور آٹھویں بار مٹی کے ساتھ مانجھو' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔''

(۱۹) وَعَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ اَهْرَاقَهٗ وَغَسَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

''عطاؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کیا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالتا تو وہ پانی گراتے اور برتن کو تین بار دھونے کا حکم دیتے، اسے دارقطنی اور دیگر محدثین نے نقل کیا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۲۰) وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه قَالَ اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْاِنَاءِ فَاَهْرِقْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ، وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

''اور انہیں سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا ''جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو پانی گرادے اور برتن کو تین بار دھو ڈال۔'' اسے دارقطنی اور طحاویؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۲۱) وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِيْ عَطَاءٌ يُغْسَلُ الْاِنَاءُ الَّذِيْ وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْهِ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ سَبْعًا وَّخَمْسًا وَّثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

''ابن جریج نے کہا کہ عطا بن ابی رباحؒ نے مجھے کہا۔ جس برتن میں کتنے نے منہ ڈالا ہو تو اسے دھویا جائے تو انہوں نے کہا یہ تمام سات، پانچ اور تین بار (تین بار وجوباً اور بقایا استحباباً) اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

بَابُ نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ

باب منی کے ناپاک ہونے کا بیان

(۲۲) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلَاةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ بُقَعُ الْمَاءِ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

''سلیمان بن یسار نے کہا میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا، میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے دھویا کرتی تھی، آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور آپ کے کپڑوں میں دھونے کا نشان پانی کی تری ہوتی تھی۔'' اسے شیخین نے نقل کیا ہے۔''

منی، مذی، ودی: مرد کے ذکر سے پیشاب کے علاوہ تین چیزیں اور بھی خارج ہوتی ہیں، منی، مذی اور ودی۔ **منی:** سفید پانی گاڑھا بشکل رینٹ (ناک کا پانی) جو کامل شہوت کے ساتھ جوش کے طریقہ سے نکلتا ہے۔ **مذی:** وہ پانی جو بیوی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کے وقت نکلتا ہے اس کے نکلنے کے وقت کوئی خاص احساس نہیں ہوتا، مذی پانی کی طرح ہوتی ہے مگر اس سے گاڑھی اور لیس دار ہوتی ہے، یہ قدرت کے نظام کے مطابق خروج منی سے قبل نکلتی ہے تا کہ منی کے خارج ہونے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو اور ذرا سرخی طبعی عوارض اور امراض کی بناء پر عام طور پر پیشاب سے قبل یا بعد میں نکلتی ہے۔ اس کی شکل وصورت منی کی طرح ہوتی ہے لیکن اس کے نکلنے میں کوئی احساس نہیں ہوتا۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک منی ناپاک ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے پھر امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو تر منی کا دھونا ضروری ہے اور خشک منی کا کھرچ دینا بھی کافی ہے بشرطیکہ وہ گاڑھی ہو۔ لیکن امام مالک کے نزدیک دونوں صورتوں میں دھونا ضروری ہے۔

نجاست منی کے دلائل: نجاست المنی کے باب کی احادیث مثلاً حدیث سلیمان بن یسار اور حدیث نمبر ۲۹ میں حضرت امیر معاویہ نے اپنی ہمشیرہ اُم حبیبہ زوجہ مطہرہ سے پوچھا هل كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصلى فى الثوب الذى يجامعها فيه فقالت نعم اذا لم ير فيه اذًى یہاں اذیٰ کے معنی نجاست کے ہیں جیسا دم حیض کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے قل هو اذًى نیز اگر منی پاک ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم از کم ایک آدھ مرتبہ تو ضرور اس کو بغیر غسل و فرک کے چھوڑ دیتے تا کہ طہارت معلوم ہوتی حالانکہ آپ نے ایسا نہیں کیا تو یہ نجاست منی کی واضح دلیل ہے۔

طہارت منی کی دلیل نمبر ا: حدیث عائشہ کنت افرك المنی من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جواب: فرک منی بھی تطہیر کا ایک طریقہ ہے جیسا کہ دم حیض کے بارے میں بھی احادیث میں لفظ فرک آیا ہے حالانکہ بالاتفاق نجس ہے۔

دوسری دلیل: حدیث ابن عباس قال سئل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن المنی یصیب الثوب قال انما هو بمنزلة المخاط والبذاق وانما یکفیك ان تمسحه بخرقةٍ او باذخرة (دار قطنی)

اس سے معلوم ہوا منی ناک کے ریزش اور منہ کے بلغم کی طرح پاک ہے۔

جواب: دلائل نجاست منی کے قرینہ سے یہ تشبیہ طہارت میں نہیں ہے بلکہ لزوجت اور گاڑھے پن میں ہے۔

تیسری دلیل: منی انبیاء علیہم السلام کا مادہ تولید ہے پاک ہونی چاہیے۔

جواب نمبر ا: منی کا مادہ خون ہے تو پھر خون بھی پاک ہونا چاہیے۔ **جواب نمبر ۲:** فرعون اور ابوجہل کا مادہ تولید منی ہے تو ناپاک ہونی چاہیے۔ **جواب نمبر ۳:** دراصل یہ قدرت باری کا اظہار ہے کہ اس نے اپنی قدرت سے ایک ذلیل و نجس اور ناقابل ذکر چیز سے عظیم انسان اور پاک انسان پیدا کر دیا۔

(۲۳) وَعَنْ مَّيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ غَسْلَهٗ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ اَفْرَغَ بِهٖ عَلٰى فَرْجِهٖ وَغَسَلَهٗ بِشِمَالِهٖ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْاَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيْدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اَفْرَغَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْأَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى عَنْ مَّقَامِهٖ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

’’ام المؤمنین حضرت میمونہؓ نے کہا میں نے جنابت سے غسل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پانی کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں کو دو یا تین بار دھویا، پھر برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا، پھر ہاتھ کے ذریعہ اپنی فرج پر ڈالا، اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے دھویا (یعنی استنجاء فرمایا) پھر اپنے بایاں ہاتھ زمین پر مارا، پھر اس کو زور سے ملا، اس کے بعد وضو فرمایا جیسا کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے، پھر اپنی ہتھیلی بھر کر اپنے سر مبارک پر تین چلو پانی ڈالا، پھر تمام جسدِ اطہر پر پانی ڈالا، پھر اپنی اس جگہ سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔‘‘ اسے شیخین نے نقل کیا ہے۔‘‘

(۲۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ۔ (رواہ الشیخان)

’’حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر فرمایا کہ مجھے رات کو جنابت ہو جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا، وضو کرو اور استنجاء کرو پھر سو جاؤ۔‘‘ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔‘‘

(۲۵) وَعَنْ اَبِي السَّآئِبِ مَوْلٰى هِشَّامِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهٗ تَنَاوُلاً۔ (رواہ مسلم)

''ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرۃؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں رکے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے تو (شاگرد نے) کہا، اے ابوہریرہؓ! وہ کیسے کرے تو انہوں نے کہا، وہ اس سے پانی لے لے'' (اور باہر غسل کرے، برتن یا چلو بھر کر اپنے اوپر ڈالے پانی میں داخل نہ ہو) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔''

(۲۶) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَأَلَ اُخْتَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ. يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُهَا فِيْهِ فَقَالَتْ نَعَمْ اِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِ اَذًى رَّوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

''حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بہن ام حبیبہ زوجہ مطہرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کپڑوں میں نماز ادا فرماتے تھے جن میں ان سے مجامعت فرماتے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں! جب کہ ان میں کوئی اذیت دینے والی پلیدی نہ دیکھتے۔'' اسے ابوداؤد اور دوسروں نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۲۷) وَعَنْ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّهٗ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَرِيْبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ فَاحْتَلَمَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ كَادَ اَنْ يُّصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَآءً فَرَكِبَ حَتّٰى اِذَا جَآءَ الْمَآءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَاٰى مِنْ ذٰلِكَ الْاِحْتِلَامِ حَتّٰى اَسْفَرَ فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاعَجَبًا لَّكَ يَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا اَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا وَّاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً بَلْ اَغْسِلُ مَا رَاَيْتُ وَاَنْضَحُ مَا لَمْ اَرَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

''یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن الخطابؓ کے ساتھ ایسے قافلہ میں عمرہ کیا جس میں عمرو بن العاصؓ بھی تھے ایک راستہ پر حضرت عمر بن الخطابؓ نے رات کے آخری حصہ میں پانی کے کسی گھاٹ کے قریب آرام کیا تو حضرت عمرؓ کو احتلام ہو گیا قریب تھا کہ وہ صبح کرتے اور قافلہ والوں کے پاس پانی نہیں تھا تو حضرت عمرؓ سوار ہو گئے جب پانی کے پاس آ گئے تو کپڑے پر اس احتلام کا جو نشان دیکھا اسے دھونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ روشنی ہو گئی تو ان سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا آپ نے صبح کر دی ہے حالانکہ ہمارے پاس کپڑے موجود ہیں آپ اپنے کپڑے کو رہنے دیجئے، دھلتا رہے گا، تو عمر بن

الخطاب ؓ نے کہا، تم پر تعجب ہے اے عمرو بن العاص ؓ اگر تمہارے پاس کپڑے ہیں تو کیا تمام لوگوں کے پاس کپڑے ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں ایسا کرتا تو یہ ایک سنت ہو جاتا بلکہ جو میں نے دیکھا اسے دھوؤں گا اور جو نہیں دیکھا اس پر چھینٹیں ماروں گا۔'' اسے مالک ؒ نے روایت کیا اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۲۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ فِي الْمَنِيِّ اِذَا اَصَابَ الثَّوْبَ اِذَا رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَاِنْ لَّمْ تَرَهُ فَانْضَحْهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

''ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منی کے بارے میں کہا جب کپڑے کو لگ جائے جب تو اسے دیکھے تو اسے دھو ڈال اور اگر دکھائی نہ دے تو اس پر چھینٹیں مار۔'' اسے طحاوی ؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۲۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ اِنْ رَأَيْتَهُ فَاغْسِلْهُ وَاِلَّا فَاغْسِلِ الثَّوْبَ كُلَّهُ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

''حضرت ابو ہریرہ ؓ نے منی کے بارہ میں کہا جب کپڑے کو لگ جائے، اگر تو اسے دیکھ لے تو اسے دھو ڈال ورنہ سارے کپڑے کو دھو ڈال۔'' اسے طحاوی ؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۳۰) وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَنَا عِنْدَهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ يُجَامِعُ فِيْهِ اَهْلَهُ قَالَ صَلِّ فِيْهِ اِلَّا اَنْ تَرٰى فِيْهِ شَيْئًا فَتَغْسِلَهُ وَلَا تَنْضَحْهُ فَاِنَّ النَّضْحَ لَا يَزِيْدُهُ اِلَّا شَرًّا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

''عبدالملک بن عمیر نے کہا کہ حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے جب کہ میں ان کے پاس تھا اس شخص کے بارہ میں پوچھا گیا جو اس کپڑے میں نماز پڑھتا ہے جس میں اس نے اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے، انہوں نے کہا اس میں نماز پڑھ، مگر یہ کہ تو اس میں کوئی چیز دیکھے تو اسے دھو ڈال اور چھینٹے مت مار، بے شک چھینٹے تو اس میں خرابی کو زیادہ کریں گے۔'' اسے طحاوی ؒ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

(۳۱) وَعَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ رَشِيْدٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قَطِيْفَةٍ اَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ مَوْضِعُهَا قَالَ اَغْسِلْهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

''عبدالکریم بن رشید نے کہا، حضرت انس بن مالک ؓ سے اس چادر کے بارہ میں پوچھا گیا جسے منی لگ گئی یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس جگہ لگی ہے؟ انہوں نے کہا'' اُسے دھو ڈال۔'' اسے طحاوی ؒ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔''

بَابُ مَا يُعَارِضُهُ

باب وہ روایات جو اس کے برعکس ہیں

(۳۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ اِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُزَاقِ وَاِنَّمَا يَكْفِيكَ اَنْ تَمْسَحَهُ بِخِرْقَةٍ اَوْبِاِذْخِرَةٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ وَرَفْعُهُ وَهْمٌ.

''حضرت ابن عباسؓ نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منی کے بارہ میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جائے، آپ نے فرمایا بلاشبہ وہ بلغم (یعنی رینٹ ریزش) اور تھوک کی طرح ہے اور تمہیں اتنا کافی ہے کہ اسے کسی چیتھڑے یا گھاس سے پونچھ ڈالو، اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اور اسے مرفوع بیان کرنا وہم ہے۔''

(۳۳) وَعَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ تَحُتُّ الْمَنِيَّ مِنْ ثِيَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَاِسْنَادُهُ مُنْقَطِعٌ.

'' محارب بن دثارؒ نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے منی کھرچ کر دور کر دیتی تھی جب کہ آپ نماز میں ہوتے تھے (یعنی جب گھر میں نماز پڑھتے تھے) اسے بیہقی اور ابن خزیمہ نے بیان کیا اور کی اسناد صحیح ہے۔''

(۳۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ فِي الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ قَالَ اَمِطْهُ عَنْكَ بِعُوْدٍ اَوْاِذْخِرَةٍ فَاِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ اَوِ الْبُصَاقِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَصَحَّحَهُ.

'' حضرت ابن عباسؓ نے منی کے بارہ میں جب کہ وہ کپڑے کو لگ جائے کہا کہ اسے لکڑی یا گھاس سے دور کر دو، بلاشبہ وہ بلغم یا تھوک کی طرح ہے۔ اسے بیہقی نے کتاب المعرفت میں روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذَا اَقْوَى الْاٰثَارِ لِمَنْ ذَهَبَ اِلٰى طَهَارَةِ الْمَنِيِّ وَلٰكِنَّهُ لَا يُسَاوِي الْاَخْبَارَ الصَّحِيحَةَ الَّتِيْ اُسْتُدِلَّ بِهَا عَلَى النَّجَاسَةِ وَمَعَ ذٰلِكَ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ التَّشْبِيهُ فِي الْاِزَالَةِ وَالتَّطْهِيرِ لَا فِي الطَّهَارَةِ.

نیمویؒ نے کہا یہ آثار میں سب سے زیادہ مضبوط اثر ہے اس شخص کے لیے جو منی کے پاک ہونے کا قائل ہے لیکن یہ اثر بھی ان احادیث صحیحہ کے برابر نہیں جس سے منی کے ناپاک ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ (منی کے بلغم کے ساتھ) تشبیہ پاک ہونے میں نہیں بلکہ اسے دور کرنے اور صاف کرنے میں ہے، (یعنی جیسا کہ بلغم یا تھوک کو کپڑے سے صاف کیا جاتا ہے اسی طرح اسے بھی صاف کیا جائے نہ یہ کہ جیسے یہ پاک ہیں منی بھی پاک ہے۔''

بَابٌ فِيْ فَرْكِ الْمَنِيِّ

باب منی کھرچنے کے بیان میں

(۳۵) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ رَجُلاً نَزَلَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَاَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اِنَّمَا كَانَ يُجْزِيْكَ اِنْ رَأَيْتَهُ اَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَاِنْ لَّمْ تَرَهُ نَضَحْتَ حَوْلَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ اَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَرْكًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهَا لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَاِنِّيْ لَاَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَابِسًا بِظُفُرِيْ.

’’علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ ایک شخص اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں مہمان ہوا، صبح وہ اپنے کپڑے کو دھو رہا تھا تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اگر تو نے اسے دیکھا تو تجھے کافی تھا کہ اس کی جگہ دھوڈالتا اور اگر نہیں دیکھا تو اس کے اردگرد چھینٹے ماردیتا، بلاشبہ میں اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے کھرچ رہی ہوں اور پھر آپ اس میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ میں اب بھی اپنے آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ میں اسے جب کہ وہ خشک تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے اپنے ناخن سے کھرچ رہی ہوں۔

(۳۶) وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَابِسًا وَاَغْسِلُهُ اِذَا كَانَ رَطْبًا. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ عَوَانَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

اور اُم المؤمنینؓ ہی نے کہا، ’’میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچتی تھی جب کہ وہ خشک ہوتی اور اسے دھوتی تھی جب کہ وہ گیلی ہوتی۔‘‘ اسے دارقطنی، طحاویؒ اور ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور کی اسناد صحیح ہے۔‘‘

(۳۷) وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ كَانَ ضَيْفٌ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَاَجْنَبَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا اَصَابَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِحَتِّهٖ. رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُوْدِ فِي الْمُنْتَقٰى وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

’’ہمام ابن الحارث نے کہا: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ایک مہمان تھا اسے احتلام ہو گیا اس نے جو اسے لگا تھا دھونا شروع کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اسے جھاڑ دینے کا حکم فرماتے تھے۔‘‘ اسے ابن جارودؒ نے منتقی میں روایت کیا ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔‘‘

بَابُ مَاجَآءَ فِي الْمَذِيِّ

باب مذی کے بارہ میں جو حکم ہے

(۳۸) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ. (رواہ الشیخان)

''حضرت علیؓ نے کہا میں بہت مذی والا شخص تھا (یعنی مجھے مذی بہت آتی تھی) میں شرماتا کہ (براہِ راست) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھوں آپ کی بیٹی کے ہونے کی وجہ سے (کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی) میں نے مقداد بن الاسود سے کہا تو انہوں نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا استنجاء کرے اور وضو کرے (یعنی غسل فرض نہیں ہوتا) اسے شیخین نے روایت کیا ہے۔''

کنت رجلاء مذاء: مذی وہ مادہ ہے جو بیوی سے بات چیت یا جماع کے مقدمات کے وقت خارج ہوتا ہے۔ اس کے نجس ہونے پر اجماع ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ یہ موجب غسل نہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ عضو مخصوص کو خروج مذی سے کتنا دھونا چاہیے۔ حنفیہ کے نزدیک جتنی جگہ آلودہ ہو، اس کو دھونا چاہیے۔ مالکیہ کے نزدیک پورے عضو مخصوص کو دھونا واجب ہے۔ حنابلہ کے نزدیک ذکر مع انثیین دھونا واجب ہے۔ **حنفیہ کی دلیل:** دیگر نجاستوں پر قیاس ہے کہ باقی نجاستوں میں اتنی جگہ دھوتے ہیں جو آلودہ ہو۔ **مالکیہ کی دلیل:** حدیث ہے فاغسل ذکرک اور ذکر پورے عضو کو کہتے ہیں۔ **حنابلہ کی دلیل:** حدیث مقداد ہے۔ جس میں ذکر کے ساتھ انثیین کے دھونے کا حکم بھی ہے۔

جواب: زائد مقدار کا دھونا احتیاط کے طور پر ہے کیونکہ بسا اوقات مذی منتشر ہو کر ان دونوں کو لگ جاتی ہے۔ یا یہ دھونا علاج کے لیے ہے کہ خصیتین سکڑ جاتے ہیں مزید مذی نہیں نکلتی جیسا کہ ہدی کے جانور کے تھنوں پر پانی ڈالتے ہیں تاکہ دودھ بند ہو جائے نیز بعض رُواۃ اُنثیین کا ذکر نہیں کرتے۔

فامرت المقداد بن الاسود: بعض روایات میں ہے حضرت علیؓ نے خود پوچھا اور بعض روایات میں حضرت عمار سے سوال کرانا مذکور ہے تو تطبیق یوں ہے کہ پہلے حضرت علیؓ نے حضرت مقداد کو سوال کرنے کا کہا انہوں نے تاخیر کی۔ پھر حضرت عمار کو حکم دیا۔ انہوں نے بھی تاخیر کی تو خود پوچھا۔

(۳۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَلْقَىٰ مِنَ الْمَذِيِّ شِدَّةً وَ كُنْتُ اُكْثِرُ مِنْهُ الْاِغْتِسَالَ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا يُجْزِيْكَ مِنْ ذٰلِكَ الْوُضُوْءُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ فَكَيْفَ بِمَا يُصِيْبُ ثَوْبِيْ مِنْهُ قَالَ يَكْفِيْكَ بِاَنْ تَأْخُذَ كَفًّا مِّنْ مَّاءٍ فَتَنْضَحَ بِهَا مِنْ ثَوْبِكَ حَيْثُ تَرٰى اَنَّهٗ اَصَابَهٗ. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ اِلَّا النَّسَائِيَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

''حضرت سہل بن حنیف ؓ نے کہا، میں مذی کی بہت شدت پاتا تھا اور اکثر اس سے غسل کرتا، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا، تیرے لیے اس سے وضو کافی ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! تو اس کا کیا ہوگا جو اس میں سے میرے کپڑے کو لگے؟ تو آپ ؐ نے فرمایا ''تمہیں اتنا کافی ہے کہ تم پانی کا چلو لے کر جہاں اسے لگا ہوا دیکھو چھینٹے مار دو۔'' اسے نسائی کے علاوہ اصحاب اربعہ نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قوله فتنضح بها من ثوبك: امام احمد بن حنبل حدیث باب کے اس حصہ سے استدلال کرتے ہوئے مذی سے ملوث کپڑے کی تطہیر کے لیے محض رش اور نضح کو کافی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ بول صبی کا ازالہ ان کے نزدیک محض رش اور چھینٹے مارنے سے ہو جاتا ہے۔ ائمہ ثلاثہ کا مسلک یہ ہے کہ طہارۃ الثوب من المذی کے لیے علی طریق المعتاد غسل ضروری ہے۔

حدیث باب کا جواب: فتنضح سے مراد غسل خفیف ہے مقصد یہ ہے کہ قلیل مقدار مذی کے لگنے سے تمام کپڑوں کا اُتارنا، دھونا زیادہ اہتمام وتشدید کی ضرورت نہیں، چُلو میں پانی لے کر غسل خفیف کر لیا جائے۔

دوسرا جواب: حدیث باب کمزور ہے اس کے راوی محمد ابن اسحاق مدلس ہے اس کا عنعنہ قابل قبول نہیں لہٰذا اس ضعیف روایت کو ازالہ نجاسات کے عام قاعدہ کلیہ کے مقابلہ میں مرجوح قرار دیا جائے گا۔

(۴۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هُوَالْمَنِيُّ وَالْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ فَاَمَّا الْمَذِيُّ وَالْوَدِيُّ فَاِنَّهٗ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ وَاَمَّا الْمَنِيُّ فَفِيْهِ الْغُسْلُ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

''حضرت ابن عباس ؓ نے کہا ''وہ منی مذی اور ودی ہے، مگر مذی اور ودی تو ان سے استجاء اور وضو کیا جائے اور منی تو اس میں غسل ہے اسے طحاوی نے روایت کیا اور اس کی اسناد حسن ہے۔''

بَابُ مَاجَآءَ فِي الْبَوْلِ

باب پیشاب کے بارہ میں جو حکم آیا ہے

(۴۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّآ اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَفِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

'' حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں (لوگوں کے خیال میں) کسی بڑے معاملہ میں عذاب نہیں دیا جا رہا۔ ان میں سے ایک تو وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا وہ چغلی کرتا تھا۔ پھر آپ نے تر ٹہنی لے کر اسے چیر کر آدھا آدھا کر دیا اور ہر قبر میں ایک ایک گاڑ دی ،صحابہ ؓ نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''شاید کہ ان سے تخفیف ہو جائے جب تک کہ یہ خشک نہ ہو جائیں۔'' اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے۔''

مرّ النبی علیہ السلام علی قبرین: راجح قول یہ ہے کہ یہ دونوں قبریں مسلمانوں کی تھیں بعض روایات میں بقبرین جدیدین آرہا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ زمانہ جہالت کی نہیں تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع کے پاس سے گزرے تو صحابہ سے پوچھا آج تم نے کس کو دفن کیا تو ظاہر ہے صحابہ نے مسلمانوں کو ہی دفن کیا ہوگا۔ بعض روایات میں ان کے لیے تخفیف عذاب کی دعا کا ذکر ہے۔

وما یعذبان فی کبیر: اشکال اس روایت میں کبیر ہونے کی نفی ہے۔ دوسری روایت میں بلیٰ انہ لکبیر ہے۔

جواب ۱: جس کبیر کی نفی ہے اس کبیر سے مراد عظیم و دشوار ہے یعنی ان کو کسی ایسے گناہ میں عذاب نہیں ہو رہا تھا جس سے بچنا ان کے لیے عظیم امر تھا یا دشوار کام تھا بلکہ معمولی توجہ سے وہ بچ سکتے تھے۔ اگرچہ اپنی ذات میں وہ گناہ کبیرہ تھا۔

جواب ۲: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا خیال یہ تھا کہ یہ معاصی کبائر سے نہیں ہیں اس لیے ارشاد فرما رہے تھے۔ **وما یعذبان فی کبیر** پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً تنبیہ کردی گئی تو آپ نے فوراً اپنے سابقہ ارشاد کا استدراک فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: **بلیٰ وانہ لکبیر**۔ (۳) **وما یعذبان فی کبیر** یعنی وہ گناہ ان کے زعم میں کبیر نہ تھے حالانکہ نمیمہ قتل کی جڑ ہے اور عدم احتراز عن البول، **عدم جواز صلوٰۃ** کی طرف مفضی ہے تو مطلب یہ ہوا کہ **وانہ لکبیر** یعنی وہ نفس الامر میں بڑے گناہ تھے۔

فکان لایستتر من البول: لایستتر کے دو معنی ہیں: (۱) اپنے جسم اور بول کے درمیان پردہ نہیں کرتا تھا یعنی پیشاب سے بچتا نہیں تھا۔ (۲) اپنے اور لوگوں کے درمیان پردہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن یہاں پہلا معنی مناسب ہے تاکہ اس روایت کے مطابق ہو جائے جس میں یوں الفاظ ہیں **فکان لایستنزہ من البول** پیشاب سے بچتا نہیں تھا یعنی یہ اس کی عادت تھی، کان کا لفظ عادت کو سمجھاتا ہے۔ اب اس کے کبیرہ ہونے میں کیا شک ہے کہ ایسا شخص جس کی عادت عدم احتراز کی ہو اس کے کپڑے اور بدن ناپاک ہیں پھر اس کی نماز کیسے ہوگی۔

لعلہ یخفف عنہما: ان سے عذاب کی تخفیف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کرنے کی وجہ سے تھی ایک روایت میں **واُجیبت شفاعتی** کے الفاظ بھی ہیں بعض نے کہا کہ ترٹہنی کی تسبیح تخفیف عذاب کا سبب تھی۔ اس پر اشکال ہوگا پھر تخفیف عذاب خشک ہونے تک کیوں ہے۔ جبکہ وہ خشک ہونے کے بعد بھی وہ شئی میں داخل ہے۔ **وان من شی الا یسبیح بحمدہ**۔

جواب: ہوسکتا ہے میت کو نفع تسبیح نباتات سے ہوتا ہو۔ جمادات کی تسبیح سے نہ ہوتا ہو۔

(۴۲) وَعَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ الدَّارَ قُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ۔

ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اکثر عذاب قبر پیشاب (سے نہ بچنے) کی وجہ سے ہوتا ہے، اس روایت کو ابن ماجہ اور دوسرے محدثین نے بیان کیا ہے، امام دار قطنیؒ اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۴۳) وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَوْلِ فَقَالَ إِذَا مَسَّكُمْ شَيْءٌ فَاغْسِلُوْهُ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّ مِنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ فِي التَّلْخِيصِ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت عبادۃ بن صامت ؓ نے کہا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشاب کے بارہ میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: جب تمہیں اس میں سے کوئی چیز لگ جائے تو اسے دھوڈالو، تحقیق میر، غالب گمان یہ ہے کہ بلاشبہ قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔" اس حدیث کو بزار نے روایت کیا ہے۔ (حافظؒ نے) تلخیص الحبیر میں کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ

باب بچہ کے پیشاب کے متعلق احادیث

مؤلف نے اس سے قبل مطلقاً بول کا ذکر فرمایا جس میں بول سے احتراز نہ کرنے والوں کے لیے عذاب کی وعید تھی۔ چونکہ وہاں مطلقاً بول کا ذکر ہوا تھا خواہ انسان کا ہو یا غیر انسان کا، صبی کا ہو یا صبیۃ کا عورت کا، ہو یا مرد کا ہو اس لیے مصنف نے اس باب میں اور اس سے اگلے باب میں تشدید فی البول کے عام حکم سے دو قسم کے بول (۱) بول صبی (۲) بول مایوکل لحمہ کا استثناء کر کے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ بول کے ان دو اقسام کے احکام میں عام ابوال کی بنسبت تخفیف ہے۔

(۴۴) عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

" اُم قیس بنت محصن ؓ نے بیان کیا کہ میں اپنے چھوٹے بچے کو جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا (شیر خوار تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی گود مبارک میں بٹھالیا، اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔" یہ حدیث اصحاب صحاح ستہ نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: بچہ، بچی جب غذا کھانا شروع کر دیں تو سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ ان کے پیشاب کا دھونا ضروری ہے لیکن جب تک کھانا شروع نہ کیا ہو بلکہ ابھی حالت رضاعت ہی میں ہوں اس وقت ان کے پیشاب کے طریقہ تطہیر میں ائمہ اربعہ کے دو مذاہب ہیں۔ (نمبر ۱) امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک صبی اور صبیہ دونوں کے بول کا دھونا واجب ہے۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ بول صبیہ میں غسل شدید یعنی تین مرتبہ مَل کر دھونا واجب ہے۔ اور بول صبی میں غسل خفیف یعنی ایک مرتبہ بغیر مَلنے کے دھونا واجب ہے۔ (نمبر ۲) امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک بول صبی میں رش یعنی محض چھینٹا دینا بھی کافی ہے۔ غسل ضروری نہیں البتہ بول صبیہ میں غسل شدید ضروری ہے۔

دلائل احناف: عام نجاسات سے طہارت حاصل کرنے کا اصول اور معتاد طریقہ موضع نجاست کو تین بار دھونا اور نچوڑنا ہے۔ غسل یدین، استنجاء، دم حیض و نفاس اور تمام نجاسات سے طہارت حاصل کرنے کے لیے شریعت کے احکام دھونے کے ہیں نضح کہیں بھی ثابت نہیں۔ صرف بول صبی میں نضح پر اکتفاء کر لینا عام اصول اور قاعدہ کلیہ کی مخالفت ہے۔ ازالہ نجاست کا اصول غسل ہے جو احناف کے لیے مؤید ہے نیز احادیث کے الفاظ سے بھی احناف کی تائید ہوتی ہے۔

جیسے حدیث نمبر (۱): حدیث عائشۃ قالت اُتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بصبی فبال علی ثوبہ فدعا بماء فاتبعہٗ ایاہٗ رواہ البخاری وغیرہ۔

حدیث نمبر (۲): حدیث عائشہ ایضاً قالت اُتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بصبی یرضع فبال فی حجُرہ فدعا بماء فَصَبَّہٗ علیہ رواہ مسلم

دلائل شوافع: وہ تمام احادیث جن میں بول صبی کے متعلق نضح کا لفظ آ رہا ہے۔

جواب: ابن عربی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ نضح کلام عرب میں صبّ ماء کے معانی میں آتا ہے جیسا کہ موطا امام مالکؒ میں مذی کے بارے میں فلینضح بمعنی فلیغسل اور حدیث اسماء بنت ابی بکر مشکوٰۃ (ص ۸۲ ج ۱) میں دم حیض کے متعلق ثم لتنضحہٗ بمعنی ثم لتغسلہٗ آیا ہے تو اسی طرح یہاں بھی دلائل مذکورہ کے قرینہ کے نضح بمعنی غسل ہے اور حدیث میں نضح کے بعد ولم یغسلہٗ اس کے خلاف نہیں کیونکہ اس میں غسل شدید کی نفی مراد ہے۔ البتہ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ نضح سے مراد عند الشارع غسل ہی ہے تو پھر سیدھا سا غسل کا حکم کیوں نہیں دیا گیا۔ غسل کی تعبیر نضح سے کیوں کی گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ فصیح اور حکیم کا کلام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر یہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لفظ غسل فرما دیتے تو لوگ اسے بھی تمام نجاسات سے ازالہ کی طرح غسل معتاد قرار دیتے۔ لان المطلق اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نضح کی تعبیر اختیار کی تاکہ لوگ اس سے غسل خفیف سمجھ سکیں۔

وجوہ فرق بین بول الصبی وبول الصبیہ: (۱) صبیہ کا بول اس کے مزاج پر غلبہ رطوبت و برودت کی وجہ سے زیادہ غلیظ، چکنا اور بدبودار ہوتا ہے۔ بخلاف بول صبی کے۔ (۲) صبی تنگی مخرج کی وجہ سے ایک جگہ بول کرتا ہے اور بول صبیہ وسعت مخرج کی وجہ سے پھیل جاتا ہے لہٰذا غسل شدید ضروری ہے۔ (۳) بچوں کو اکثر مجالس میں لایا جاتا ہے تو تخفیف مناسب ہے بخلاف بچیوں کے اس لیے وہاں اصل حکم باقی رہے گا۔

(۴۵) وَعَنْ عَآئِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِہٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَاَتْبَعَہٗ اِیَّاہُ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ''کہ ایک بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگا کر اس جگہ بہا دیا۔ (دھویا نہیں) اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

(۴۶) وَعَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُوْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیَدْعُوْلَہُمْ فَاُتِیَ بِصَبِیٍّ مَّرَّۃً فَبَالَ عَلَیْہِ فَقَالَ صُبُّوْا عَلَیْہِ الْمَاءَ صَبًّا رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

''انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس (شیر خوار) بچے لائے جاتے تھے تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے ایک دفعہ ایک بچہ لایا گیا اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے فرمایا اس پر پانی بہا دو، یہ حدیث طحاوی نے روایت کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۴۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ قَالَ قَتَادَةُ هٰذَا مَالَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

''حضرت علیؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لڑکے کے پیشاب پر پانی بہادیا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے، قتادہؒ نے کہا یہ حکم اس وقت ہے جب کہ وہ کھانا نہ کھانے لگیں اور جب کھانا کھانے لگیں تو دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے۔ یہ حدیث احمد، ابوداؤد اور دیگر محدثین نے روایت کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔''

(۴۸) وَعَنْ أَبِي السَّمْحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَجِيْئَ بِالْحَسَنِ أَوِالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَبَالَ عَلٰى صَدْرِهٖ فَأَرَادُوْا يَغْسِلُوْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رُشَّهٗ فَإِنَّهٗ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَ يُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِيُّ.

''حضرت ابوالسمحؓ نے کہا، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا، آپ کے پاس حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ لائے گئے تو انہوں نے آپ کے سینہ اطہر پر پیشاب کر دیا، صحابہؓ نے چاہا کہ اسے دھوڈالیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانی چھڑک ڈالو، لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب کی وجہ سے پانی چھڑک دیا جائے۔ یہ حدیث ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے، ابن خزیمہؒ اور حاکمؒ نے اسے صحیح اور امام بخاریؒ نے حسن قرار دیا ہے۔

(۴۹) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَلٰى بَطْنِهٖ أَوْ عَلٰى صَدْرِهٖ حَسَنٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ حُسَيْنٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه فَبَالَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَوْلَهٗ أَسَارِيْعَ فَقُمْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْهُ فَدَعَا بِمَآءٍ فَصَبَّهٗ عَلَيْهِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

'' عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ میرے والد نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا، آپ کے پیٹ مبارک یا سینہ اطہر پر حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ تھے، انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا اور یہاں تک کہ میں نے ان کے پیشاب کی دھاریں دیکھیں۔ ہم آپ کی طرف لپکے، تو آپ نے فرمایا'' اسے چھوڑ دو'' پھر آپ نے پانی منگایا تو وہ اس پر بہادیا یہ حدیث طحاویؒ نے بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

(۵۰) وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَعْطِنِيْهِ أَوِادْفَعْهُ إِلَيَّ فَلَأُ كَفِّلَهٗ أَوْ أُرْضِعَهٗ بِلَبَنِيْ فَفَعَلَ فَأَتَيْتُهٗ بِهٖ فَوَضَعَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَصَابَ إِزَارَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْطِنِيْ إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ قَالَ إِنَّمَا يُصَبُّ بَوْلِ الْغُلَامِ وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

''حضرت اُم الفضل نے کہا، جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے، میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! یہ بچہ مجھے عطا فرمائیں تاکہ میں اس کی کفالت کروں یایوں کہا تاکہ میں اسے اپنا دودھ پلاؤں۔ آپ نے ایسا کر دیا (ایک دفعہ) میں انہیں لے کر آپ کے پاس آئی آپ نے انہیں اپنے سینہ اطہر پر بٹھالیا تو انہوں نے آپ پر پیشاب کر دیا۔ پیشاب آپ کی چادر مبارک کو لگا، میں نے آپ سے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! اپنی چادر مجھے دیں میں اسے دھوڈالوں، آپ نے فرمایا بلاشبہ لڑکے کے پیشاب پر پانی بہایا جائے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔'' یہ حدیث طحاوی نے بیان کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔''

(۵۱) وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّهَا اَبْصَرَتْ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَصُبُّ الْمَآءَ عَلٰى بَوْلِ الْغُلَامِ مَالَمْ يَطْعَمْ فَاِذَا طَعِمَ غَسَلَتْهُ وَكَانَتْ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِيَةِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

''حسن بصری نے اپنی والدہ سے بیان کیا کہ انہوں نے اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہؓ کو دیکھا، وہ لڑکے کے پیشاب پر، جب کہ وہ کھانا نہ کھاتا، پانی بہادیتی تھیں، جب کھانا کھاتا تو اسے دھوتیں اور لڑکی کے پیشاب کو ہر حالت میں دھوتیں تھیں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ لِاَجْلِ اَمْثَالِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ ذَهَبَ الطَّحَاوِيُّ اِلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِالنَّضْحِ فِيْ بَوْلِ الْغُلَامِ صَبُّ الْمَآءِ عَلَيْهِ تَوْفِيْقًا بَيْنَ الْاَخْبَارِ.

(مصنف آثار السنن) نیموی نے کہا ان جیسی روایات کے پیش نظر امام طحاویؒ نے مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے یہ بات کہی ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنے سے مراد پانی بہانا ہے۔''

باب فی بَوْلِ مایو کل لحمهٗ

باب: حلال گوشت والے جانوروں کے پیشاب میں

(۵۲) عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَابَأْسَ بِبَوْلِ مَا اُكِلَ لَحْمُهٗ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ. وَضَعَّفَهٗ وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَاِسْنَادُهٗ وَاهٍ جِدًّا.

'' حضرت براءؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔''

یہ حدیث دارقطنی نے بیان کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اسی طرح کی روایت حضرت جابرؓ سے بھی منقول ہے، اس کی سند بہت زیادہ کمزور ہے۔''

لاباس ببول ما اُکل لحمهٗ: مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام ابو یوسف کے نزدیک ماکول اللحم کا بول ناپاک ہے۔ بنجاسۃ خفیفۃ۔ امام مالک اور امام احمد اور امام محمد کے نزدیک پاک ہے۔ فریق اول کی دلیل حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث اِسْتَنْزِهُوْا من البول فان عامۃ عذاب القبر منه (رواه الحاکم و احمد و ابن

ماجہ) کیونکہ یہ حدیث اپنے اطلاق وعموم کے سبب بول ماکول اللحم کو بھی شامل ہے بلکہ صاحب نورالانوار کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کا محل ورود ہی بکریوں کا پیشاب ہے۔فریق ثانی کی دلیل حدیث باب ہے۔

جواب (۱): اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بول ماکول اللحم میں نجاست شدیدہ نہیں ہے تو اس حدیث میں نجاست غلیظہ کی نفی ہے۔نہ کہ نجاست خفیفہ کی بھی۔

جواب (۲): دارقطنی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کی سند میں سوار بن مصعب راوی ضعیف ہے ابن حزم کہتے ہیں انہ خبر باطل موضوع۔ (حاشیہ آثار السنن ص ۱۹)

فریق ثانی کی دوسری دلیل: حدیث بخاری میں عرنیین کی بیماری کا قصہ مذکور ہے اور اس میں یہ لفظ آئے ہیں اشربوا البانہا وابوالہا یہ صدقہ کے اونٹوں اور اونٹوں کے پیشاب کے متعلق ارشاد نبوی ہے۔

جواب (۱): حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی ان کی شفا شرب ابوال میں معلوم ہوئی تو یہ حدیث خصوصیت اور تداوی (علاج) عند الضرورۃ پر محمول ہے۔

جواب (۲): محرم حدیث مبیح سے راجح ہوتی ہے۔

جواب (۳): اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے چنانچہ بعض روایات میں صرف اشربوا البانہا ہے لہٰذا وہی راجح ہے۔

بَابٌ فِيْ نَجَاسَةِ الرَّوْثِ

باب: لید کی نجاست میں

(۵۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْغَآئِطَ فَأَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُّ حَجَرَيْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَاَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَاَلْقَى الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِكْسٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

''حضرت عبداللہؓ نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، تو مجھے فرمایا کہ میں آپ کے پاس تین ڈھیلے لے آؤں، دو ڈھیلے تو میں نے لے لیے اور تیسرے کو تلاش کیا، مجھے نہ ملا، میں نے روثہ (لید) لیا، وہ آپ کے پاس لایا آپ نے دونوں ڈھیلے لے لیے اور روثہ پھینک دیا، اور فرمایا ''یہ گندگی ہے۔'' یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔''

فامرنی ان آتیہ بثلاثۃ احجار: احناف کے ہاں اگر نجاست مخرج سے متجاوز نہ ہو تو استنجاء سنت مؤکدہ ہے۔اگر وہ متجاوز ہو کر درہم کے برابر یا کم پھیل جائے تو واجب ہے۔ اگر درہم سے متجاوز ہو جائے تو پانی سے دھونا فرض ہے۔ ڈھیلوں کی تعداد میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک نجاست کو زائل کرنا واجب ہے اور ڈھیلوں میں ایتار (طاق دفعہ) مستحب ہے۔شوافع اور حنابلہ کے نزدیک نجاست کو زائل کرنا بھی واجب اور ڈھیلوں میں تثلیث بھی واجب ہے۔

دلائل احناف: (۱) حدیث ابی ھریرۃ من استجمر فلیوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج۔

ایتار واحد کو بھی شامل ہے اگر ایتار میں تثلیث کو واجب قرار دیں تو واجب چھوڑنے پر حرج ہوتا ہے جبکہ یہاں حرج کی نفی ہے۔

دوسری دلیل: حدیث عائشہ جس میں فلیذھب معہٗ بثلثۃ احجار یستطیب بھن (یستنجئ بھن) فانھا تجزی عنہ کے الفاظ ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے اصل مقصود محل نجاست کو صاف کرنا ہے اور تین ڈھیلوں سے اکثر مقصود حاصل ہوجاتا ہے، تین ڈھیلے کفایت کرجاتے ہیں اور اگر کم ڈھیلوں سے یہ مقصود حاصل ہوجائے تو کم بھی جائز ہیں۔

تیسری دلیل: حدیث باب حدیث عبداللہ بن مسعودؓ، اس واقعہ میں آپ نے لید پھینک دی اور ڈھیلوں پر اکتفاء فرمایا، باقی یہ احتمال نہیں ہوسکتا کہ آپ نے اسی مقام سے تیسرا ڈھیلا اٹھالیا ہو اس لیے کہ اگر اس مقام میں ڈھیلے ہوتے تو عبداللہ بن مسعود کو کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ امام ترمذی اور امام نسائی نے باب الاکتفاء علی الحجرین قائم کیا ہے اور اس کے ذیل میں یہی حدیث ذکر کی ہے حالانکہ امام ترمذی اکثر شوافع کی وکالت بھی کرتے ہیں۔

دلائل شوافع: وہ تمام احادیث ہیں جن میں تین ڈھیلوں کا امر فرمایا۔ اور حدیث سلمان جس میں تین ڈھیلوں سے کم میں استنجاء کرنے سے منع فرمایا۔

جواب (۱): دلائل مذکورہ کے قرینہ سے امر استحبابی ہے اور نہی تنزیہی ہے۔

جواب (۲): چونکہ عام طور پر پوری صفائی تین ڈھیلوں سے ہوجاتی ہے۔ اس لیے تین کو عادۃً وغالباً مستحب قرار دیا۔

بَابٌ فِیْ اَنَّ مَالَا نَفْسَ لَہٗ سَائِلَۃٌ لَّا یَنْجُسُ بِالْمَوْتِ

باب: جس میں بہنے والا خون نہ ہو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا

غرض مصنف: اس باب کے انعقاد سے بظاہر مصنف کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مکھی غلاظت اور متعفن مقامات پر بیٹھتی ہے اور پھر کھانے پینے کی چیزوں پر آتی ہے اور بعض دفعہ ڈوب کر مرجاتی ہے بظاہر اس سے پانی کے نجس ہوجانے کا اندیشہ تھا تو حدیث میں اس کی تصریح کردی گئی کہ جن چیزوں میں دم سائل نہ ہو تو ان کے پانی میں گرنے اور مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

اعتراض: بعض ملحدین نے حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ مکھیوں کے بازوں میں بیماری اور شفاء کیسے ہوسکتی ہے اور مکھی کو کس طرح پتہ چلتا ہے کہ بیماری والے بازو کو مقدم اور شفاء والے کو مؤخر کرتی ہے۔

جواب: غور کرنا چاہیے کہ جس اللہ نے شہد کی مکھی کو یہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی روزی حاصل کرے اور ضرورت کے وقت اس کو جمع کرے اُسی ذات نے مکھی کو پیدا کیا اور اس کو اس بات کا شعور بھی دیا کہ وہ ایک بازو کو مقدم کرے اور دوسرے کو مؤخر کرے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں بہت سے دوسرے حشرات الارض کی طرح مکھی میں بھی ایسا مادہ ہوتا ہے جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جانور کی فطرت اور طبیعت میں یہ بات رکھی ہے کہ اس کے اندر جو خراب اور زہریلے مادے پیدا ہوتے ہیں طبیعت مدبرہ ان کو خارجی اعضاء کی طرف پھینک دیتی ہے اس لیے بالکل قرین قیاس ہے کہ مکھی کے اندر کی طرح کے فاسد مادہ کو اس کی طبیعت اس کے بازو کی طرف پھینک دیتی ہے کیونکہ وہی اس کا خارجی عضو ہے اور دونوں

بازوؤں میں سے خاص کر اس بازو کی طرف پھینکتی ہے جو نسبتہً کمزور ہو اور کم کام دینے والا ہے۔ (جس طرح ہمارے داہنے ہاتھ کے مقابلہ میں بایاں ہاتھ) اور ہر جانور کی یہ بھی فطرت ہے کہ اس کو کوئی خطرہ پیش آئے تو وہ بازو کام آنے والا اور اعلیٰ و اشرف عضو کو اس سے بچانے کی کوشش کرے، اس لیے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ مکھی جب گرے تو اس بازو کو بچانے کی کوشش کرے جو خراب مادہ سے محفوظ اور نسبتہً اشرف ہو۔

(۵۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْیَغْمِسْهُ ثُمَّ یَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَیْهِ دَآءً وَفِی الْاٰخِرِ شِفَآءً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مکھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے، تو وہ اسے ڈبو دے پھر اُسے نکالے، بلاشبہ اس کے ایک پَر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

باب نجاسة دم الحیض

باب: حیض کے خون کی نجاست میں

(۵۵) عَنْ اَسْمَآءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِحْدَانَا یُصِیْبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَیْضَةِ كَیْفَ تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ تَحُتُّهٗ ثُمَّ تَقْرُصُهٗ بِالْمَآءِ ثُمَّ تَنْضَحُهٗ ثُمَّ تُصَلِّیْ فِیْهِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

''حضرت اسماءؓ نے کہا، ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا ہم عورتوں میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جاتا ہے تو وہ اس کپڑے کے ساتھ (پاک کرنے کے لیے) کیا کرے، آپ نے فرمایا انگلیوں کے پوروں سے پکڑ کر رگڑ کر جھاڑے پھر اسے پانی سے دھوئے، اس پر چھینٹے مارے پھر اس میں نماز پڑھے، اسے شیخین نے بیان کیا ہے۔''

اس باب میں غرضِ مصنف ازالہ شبہ ہے، اس سے قبل ابواب میں منی کے حکم کا بیان تھا۔ منی رجال میں کثیر الوقوع ہے اس کا ازالہ پانی کے ساتھ جائز ہے اور بعض صورتوں میں اکتفاء بالفرک جائز ہے، کثیر الوقوع ہونے کی وجہ سے اس کے احکام میں تخفیف ہے۔ مردوں کی طرح عورتوں میں دم حیض بھی کثیر الوقوع ہے تو بظاہر رجال کے ازالہ منی میں حکم تخفیف پر قیاس کر کے یہ کہا جا سکتا تھا کہ عورتوں کے دم حیض کے ازالہ میں بھی اکتفاء بالفرک جائز ہونا چاہیے۔ کثرت وقوع کی وجہ سے اس کے حکم میں تخفیف ہونی چاہیے۔ مصنف نے اس باب میں حضرۃ اسماء اور امّ قیس کی دو روایات لا کر اس وہم کا ازالہ کر دیا اور اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ دم حیض اور اس کے احکام کو رجال کی منی اور اس کے احکام پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ مردوں کے مزاج میں صفائی، طہارت، نفاست اور احتیاط زیادہ ہے جبکہ عورتوں کے مزاج میں ان کی کمی ہے اب اگر شرعاً دم حیض میں اکتفاء بالفرک کی اجازت دے دی جاتی تو عورتیں اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر اور سست پڑ جاتیں اور واجبی اور ضروری نجاستوں کے ازالہ میں بھی حکم ازالہ سے بے پرواہ ہو جاتیں۔ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ حیض اور استحاضہ دونوں کا مخرج ایک ہے۔ دم استحاضہ کے زمانہ میں مستحاضہ کا

روزہ رکھنا، نماز پڑھنا، تلاوت کرنا اور مسجد میں داخل ہونا سب جائز ہے۔ مگر اس کے باوجود دم استحاضہ کا دھونا ضروری ہے۔ جس میں دم حیض کی نسبت تخفیف ہے۔ تو دم حیض جو نجس اور اغلظ ہے۔ حائضہ کے لیے نماز، روزہ اور تلاوت کی اجازت بھی نہیں تو اس کا غسل بطریق اولی ضروری ہونا چاہیے۔

(۵۶) وَعَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ قَالَ حُكِّيْهِ بِضَلَعٍ وَّاغْسِلِيْهِ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

'' اُم قیس بنت محصنؓ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے خون کے بارے میں دریافت کیا جو کہ کپڑے میں لگا ہوا ہو، آپ نے فرمایا: '' ہڈی سے اُسے رگڑو اور اُسے بیری کے (پتوں کے) ساتھ پکے ہوئے پانی سے دھو ڈالو۔'' یہ حدیث ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بیان کی ہے اور اسکی سند صحیح ہے۔

باب الاذی یصیب النعل

باب: جوتے پر لگنے والی گندگی کا بیان

(۵۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَطِئَ الْاَذٰى بِخُفَّيْهِ فَطُهُوْرُهُمَا التُّرَابُ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَعِنْدَهٗ لَهٗ شَاهِدٌ بِمَعْنَاهُ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا '' جب کوئی شخص اپنے جوتوں سے نجاست روند ڈالے تو انکی طہارت مٹی ہے (یعنی زمین پر چلنے سے جوتے پاک ہوجائیں گے) یہ حدیث ابوداؤد نے بیان کی ہے اور اس کی سند حسن ہے، ابوداؤد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث اس کا ہم معنی شاہد موجود ہے۔

قولہ فطھور ھما التُّراب: اکثر اہل علم نے ظاہر حدیث پر عمل کیا ہے اور کہتے ہیں جوتے یا موزے پر غیر جسم والی (غیر مرئی) نجاست لگ جائے جیسے بول وغیرہ تو بالاتفاق غسل ضروری ہے اگر جسم والی ہو خشک یا تر ہو تو زمین پر رگڑنے سے طہارت حاصل ہوجائے گی۔

باب ماجاء فی فضل طھور المرءۃ

باب: جو روایات عورت کے باقی ماندہ (بچے ہوئے) پانی کے بارہ میں ہیں

(۵۸) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْأَةِ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَآخَرُوْنَ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

''حکم بن عمرو الغفاریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔''

یہ حدیث اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے۔ امام ترمذیؒ نے اسے حسن اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔

مسئلہ: یہاں پر چند صورتیں ہیں:

(۱) مرد عورت اکٹھے وضو یا غسل کے لیے بڑے برتن سے اپنے اپنے ہاتھ سے پانی لے کر طہارت حاصل کریں۔

(۲) مرد کا فضل طہور (وضو یا غسل سے بچا ہوا پانی) مرد کے لیے ہو۔

(۳) عورت کا فضل طہور عورت کے لیے۔

(۴) مرد کا فضل طہور عورت کے لیے یہ سب صورتیں بالاتفاق ائمہ اربعہ کے ہاں جائز ہیں۔

(۵) عورت کا فضل طہور مرد کے لیے ائمہ ثلاثہ کے ہاں یہ بھی جائز ہے۔ امام احمد کے ہاں مکروہ تحریمی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: (۱) عن ابن عباس قال اغتسل بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جفنة فَاَرَادَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یتوضأ منہ فقالت یا رسول اللہ انی کنت جنبا فقال ان الماء لا یجنب قال الترمذی حسن صحیح

(۲) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یغتسل بفضل میمونة (مسلم)

دلیل احمد حدیث نمبر ۵۹: عن حُمید الحِمْیَری: قال نَھٰی رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تغتسل المرء ة بفضل الرجل ویغتسل الرجل بفضل المرء ة ولیغترفا جمیعاً۔

پہلا جواب: احادیث مذکورہ کی وجہ سے منع والی احادیث منسوخ ہیں حضرت میمونہؓ کے قول انی کنت جنبا سے معلوم ہوتا ہے کہ نہی پہلے وارد ہو چکی تھی اس لیے اظہار حقیقت کیا۔

دوسرا جواب: نہی تنزیہی ہے اور حدیث ابن عباس بیان جواز پر محمول ہے۔

تیسرا جواب: نہی والی حدیث عورت اجنبیہ کے بارے میں ہے اس سے فتنہ ہوتا ہے۔

چوتھا جواب: احادیث میں تطبیق کی وہ صورت ہے جو علامہ نیموی نے اس باب کے آخر میں قال النیموی اختلفوا الخ سے ذکر کی ہے۔

(۵۹) وَعَنْ حُمَيْدِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلاً صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهٗ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْاَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَيَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَةِ وَلْيَغْتَرِفَا جَمِيْعًا. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

'' حمید الحمیری نے کہا، میں ایک ایسے شخص سے ملا، جو چار سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا، جیسا کہ ابو ہریرہؓ آپ کی صحبت میں رہے (یعنی جس طرح حضرت ابو ہریرہؓ اپنا اکثر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں صرف کرتے تھے) اس صحابی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ ’’عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے اور چاہیے کہ وہ اکٹھے چلو بھریں۔‘‘ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۶۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

’’حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُم المؤمنین حضرت میمونہؓ کے بچے ہوئے پانی سے غسل فرماتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے۔‘‘

(۶۱) وَعَنْهُ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جَفْنَةٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِيَتَوَضَّأَ مِنْهَا اَوْ يَغْتَسِلَ فَقَالَتْ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَآءَ لَا يُجْنِبُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ۔

’’ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، امہات المؤمنین میں سے ایک نے ٹب میں پانی لے کر غسل کیا، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، تاکہ اس سے وضو فرمائیں یا غسل (راوی کو شک ہے) ام المؤمنینؓ نے آپ سے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں تو جنابت کی حالت میں تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ’’بلاشبہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔‘‘ یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے۔ امام ترمذیؒ اور ابن خزیمہؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِخْتَلَفُوْا فِي التَّوْفِيْقِ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ فَجَمَعَ بَعْضُهُمْ بِحَمْلِ النَّهْيِ عَلَى التَّنْزِيْهِ وَبَعْضُهُمْ بِحَمْلِ اَحَادِيْثِ النَّهْيِ عَلٰى مَاتَسَاقَطَ مِنَ الْاَعْضَآءِ لِكَوْنِهٖ صَارَ مُسْتَعْمَلًا وَالْجَوَازِ عَلٰى مَابَقِيَ مِنَ الْمَآءِ وَبِذٰلِكَ جَمَعَ الْخَطَّابِيُّ۔

نیمویؒ نے کہا، محدثین نے ان روایات کی تطبیق میں اختلاف کیا ہے، بعض نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ (باقی ماندہ پانی کے استعمال سے) منع والی احادیث کو مکروہ تنزیہی پر محمول کیا ہے اور بعض نے منع والی احادیث کو اس پانی پر محمول کیا ہے جو اعضاء سے گرے، کیونکہ وہ مستعمل ہو جاتا ہے اور جواز والی روایات کو باقی ماندہ پانی پر محمول کیا ہے۔ امام خطابیؒ نے اسی طرح تطبیق دی ہے۔

باب ماجاء فی تطہیر الدباغ

باب: جو روایات دباغت کے مطہر ہونے کے بارہ میں ہیں

(۶۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِّمَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

''حضرت ابن عباس ؓ نے کہا، اُم المؤمنین حضرت میمونہ ؓ کی آزاد کردہ باندی کو صدقہ کی ایک بکری دی گئی، وہ مرگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا'' تم نے اسکا چمڑا کیوں نہ اتارا، پھر تم اسے دباغت دے دیتے، پھر اس کے ساتھ فائدہ اٹھاتے انہوں نے عرض کیا یہ بکری تو مردار ہے، آپ نے فرمایا'' بلاشبہ اس کا کھانا حرام ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک مردار کا چمڑا دباغت سے پاک ہوجاتا ہے بجز خنزیر اور آدمی کے اور امام شافعی کے نزدیک بجز خنزیر، آدمی اور کتے کے لیکن امام مالک کے نزدیک غیر ماکول کا چمڑا پاک نہیں ہوتا۔

دلائل جمہور: احادیث باب ہیں۔ امام مالک کی دلیل حدیث نمبر ۲۶ عن عبداللہ بن عُکیم ان لا تنتفعوا من المیتته باھاب ولاعصب۔

جواب: اھاب غیر مدبوغ چمڑے کو کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قبل از دباغت انتفاع مت کرو اور اس کے ہم بھی قائل ہیں۔ (اوجز المسالک ص ۹۹ ج ۴)

(۶۳) وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

'' ابن عباس ؓ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا'' جب کچی کھال کو دباغت دے دی گئی تو وہ پاک ہوگئی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

(۶۴) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ يَجُرُّوْنَهَا فَقَالَ لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ السَّكَنِ وَالْحَاكِمُ۔

''اُم المؤمنین حضرت میمونہ ؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بکری کے پاس سے گزرے جسے لوگ گھسیٹ رہے تھے تو آپ نے فرمایا'' اگر تم اس کی کھال اتار لیتے؟ انہوں نے کہا یہ مردار ہے، آپ نے فرمایا ''پانی اور سلم (کیکر کے مشابہ (درخت سلم کے پتے ایک درخت ہے) اسے پاک کردے گا۔'' اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے، ابن السکن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۶۵) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبَّقِ رَضِيَ اللّٰهُ أَنَّ النَّبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ مِّنْ قِرْبَةٍ عِنْدَ امْرَأَةٍ فَقَالَتْ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا قَالَتْ بَلٰى قَالَ دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

'' سلمہ بن المحبق ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مشک سے جو کہ ایک عورت کے پاس تھی پانی منگایا، اس نے کہا، یہ مردار (کی کھال سے بنی ہوئی) ہے تو آپ نے فرمایا'' کیا تو نے اسے دباغت نہیں دی تھی؟ اس نے عرض کیا! جی ہاں! آپ نے فرمایا'' اس کی دباغت ہی اس کے لیے پاک کرنے والی ہے۔ یہ حدیث احمدؒ اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(٦٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ ﷺ بِشَهْرٍ اَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّ لَا عَصَبٍ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ بِالْاِنْقِطَاعِ وَالْاِضْطِرَابِ۔

”حضرت عبداللہ بن عکیمؓ نے کہا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ہماری طرف لکھا کہ“ مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ نہ اٹھاؤ۔“

اسے اصحاب خمسہ نے بیان کیا ہے، اور یہ حدیث انقطاع اور اضطراب کی وجہ سے معلول ہے۔

وھو معلول بالانقطاع والاضطراب: یہ حدیث انقطاع اور اضطراب کی وجہ سے معلول ہے انقطاع تو اس لیے ہے کہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اس کی تخریج یوں کی ہے۔ عن عبداللہ بن عکیم قال حدثنا مشیخة لنا من جُھینة ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ اس سند سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عکیم نے براہ راست حضور سے یہ حدیث نہیں سنی اور نہ خود حضور کی تحریر پڑھی گویا ابن عکیم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان مشیخۂ جُھینہ کا واسطہ ہے اور اضطراب متن یہ ہے کہ اکثر رواۃ نے اس حدیث کو بغیر تقیید مدت کے نقل کیا ہے بعض نے ایک ماہ کی مدت، بعض نے دو ماہ، بعض نے چالیس دن اور بعض نے تین دن کی مدت بیان کی ہے۔

باب آنیة الکفار

باب: کفارہ کے برتنوں کے بارہ میں

(٦٧) وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَا كُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ فَقَالَ لَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا اِلَّآ اَنْ لَّا تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا وَ كُلُوْا فِيْهَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

”ابوثعلبہ الخشنیؓ نے کہا، میں نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! ہم اہل کتاب کی قوم کے علاقہ میں رہتے ہیں، کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ان میں مت کھاؤ مگر یہ کہ تمہیں اس کے سوا (دوسرا برتن) نہ ملے تو اسے دھو کر اس میں کھاؤ“ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس ارشاد سے مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات بہت اہمیت کے ساتھ ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ یہ مذہبی تقاضہ بہرصورت مسلمانوں کے سامنے رہنا چاہیے کہ مسلمان اہل کتاب کے ساتھ رہن سہن اور باہمی اختلاط سے نفرت کریں۔ باقی فقہاء فرماتے ہیں حدیث باب سے جو کراہت ثابت ہوتی ہے وہ ان برتنوں پر محمول ہے جن میں وہ لوگ خنزیر کا گوشت پکاتے اور کھاتے ہیں اور جن برتنوں میں وہ شراب بنانے اور پینے کے لیے رکھتے ہیں لہٰذا جب تک دوسرے برتن مل سکتے ہوں ایسے برتن چونکہ ایمانی نقطہ نظر سے حد درجہ مکروہ اور قابل نفرت ہوتے ہیں اس لیے ان کو اپنے استعمال میں لانا مکروہ ہے اور جو برتن خنزیر اور شراب جیسی نجاستوں میں مستعمل نہیں ہوتے ان کو دھو کر استعمال میں لانا علی الاطلاق جائز ہے خواہ دوسرے برتن مل سکتے ہوں یا نہ مل سکتے ہوں۔

باب آداب الخلاء

(٦٨) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا بِغَائِطٍ وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

''بیت الخلاء کے آداب میں: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو نہ اس کی طرف پشت کرو، پیشاب کرتے ہوئے اور نہ پاخانہ کرتے ہوئے، لیکن مشرق ومغرب کی طرف منہ کرو، یہ حدیث محدثین کی جماعت نے بیان کی ہے۔ یہ حدیث محدثین کی ایک جماعت نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: استقبال قبلہ اور استدبار قبلہ کے مسئلہ میں کئی مذاہب ہیں جن میں چار مشہور ہیں:

پہلا مذہب: احناف کے نزدیک استقبال واستدبار مطلقاً حرام ہے۔

دوسرا مذہب: امام مالک، امام شافعی کے نزدیک اور ایک روایت حنابلہ کی ہے کہ استقبال واستدبار صحراء میں جائز نہیں اور آبادی میں جائز ہے۔

تیسرا مذہب: حنابلہ کے نزدیک استقبال مطلقاً جائز نہیں اور استدبار مطلقاً جائز ہے۔

چوتھا مذہب: عروہ، ربیعہ اور داؤد ظاہری (اہل ظاہر) کے نزدیک استقبال واستدبار مطلقاً جائز ہے۔ بنیان فضا کی کوئی قید نہیں۔

ادلہ احناف: (۱) حدیث ابی ایوب نمبر ۶۸ فلا تستقبلو القبلة ولا تستدبروها ببول ولا بغائط۔ (۲) حدیث سلمان نمبر ۶۹ اس حدیث میں صرف استقبال کی ممانعت ہے اسی پر استدبار کو قیاس کیا جائے گا کیونکہ ممانعت کی علت تعظیم قبلہ ہے تیسری دلیل حدیث ابوہریرۃ نمبر ۷۰۔

دلیل عقلی: منع کی علت تعظیم ہے حوائل موجود ہوں یہ علت نہیں اس لیے کہ حوائل تو ہزاروں صحراء میں بھی موجود ہیں تو تعظیم جیسے صحرا میں متاثر ہوتی ہے، اسی طرح بنیان میں بھی متاثر ہوتی ہے اور جس طرح استقبال میں متاثر ہوتی ہے اسی طرح استدبار میں بھی متاثر ہوتی ہے پس صحراء وبنیان کا فرق کرنا نا مناسب ہے۔

دلیل شوافع: وہ کہتے ہیں کہ احادیث نہی واباحت دونوں طرح کی ہیں تو تطبیق کی صورت یہ ہے کہ احادیث نہی کو صحراء پر اور احادیث اباحت کو بنیان پر محمول کیا جائے۔

چوتھے مذہب کی دلیل: حدیث جابر میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات سے ایک سال پہلے استقبال قبلہ کیا، تو یہ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا آخری عمل تھا جس سے پہلی احادیث منسوخ ہوگئیں۔

جوابات حدیث ابن عمر: احادیث نہی قولی ہیں اور حدیث ابن عمر فعلی ہے تعارض کی صورت میں قولی کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ فعل میں خصوصیت کا احتمال ہوتا ہے۔ یہاں خصوصیت کا احتمال قوی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تو

کعبۃ اللہ سے اشرف ہے بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں آپ کے جسد مبارک سے لگنے والی مٹی اللہ تعالیٰ کے عرش سے افضل ہے تعظیم کرنے کا حکم اعلیٰ رتبۃً کے لیے نہیں ہوتا ادنیٰ رتبۃً کے لیے ہوتا ہے۔

دوسرا جواب: احادیث نہی محرم ہیں تو تعارض کی صورت میں محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے۔

تیسرا جواب: حضرت ابن عمر کی یہ رؤیت غیر قصدی اتفاقی تھی۔ ایسی حالت میں تو یہی ہوتا ہے کوئی تفصیل سے کسی کو نہیں دیکھ سکتا، ممکن ہے کہ آپ کا چہرہ بیت المقدس کی طرف ہو اور اصل اعتبار فرج کا ہے لہٰذا اس روایت میں استدبار قبلہ کی کوئی صراحت نہیں فقط احتمال ہے۔ اس قسم کی حدیث منع مطلق والی صریح حدیث سے کیسے معارض ہوسکتی ہے۔ چوتھے مذہب کی دلیل حدیث جابر کا جواب بھی وہی جوابات ہیں جو حدیث ابن عمر کے ہیں، اس کے علاوہ اس کی سند میں ابان بن صالح راوی ضعیف ہے کما قال ابن عبدالبر پھر اس کے راوی محمد ابن اسحٰق کے بارے میں محققین فرماتے ہیں، ان کی روایات احکامات میں معتبر نہیں۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں کعبہ اور حطیم کے درمیان کھڑے ہو کر کہوں گا **انہ دجال من دجاجلۃ**۔ امام احمد کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ تفصیلی صحیح روایات میں استدبار کی نہی بھی موجود ہے۔

لکن شرقوا او غربوا: یہ حکم اہل مدینہ کے لیے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب میں ہے تو وہ مشرق و مغرب رُخ کرنے سے استقبال و استدبار سے بچ جاتے ہیں۔

(٦٩) وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَآئِطٍ اَوْبَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِالْيَمِيْنِ اَوْاَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِّنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِیَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”حضرت سلمانؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم پاخانہ، پیشاب کرتے وقت منہ قبلہ کی طرف کریں یا ہم دائیں ہاتھ اور تین ڈھیلے سے کم، گوبر یا ہڈی سے استنجاء کریں۔“ یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے۔

رجیع بمعنی غائط: انسان یا حیوان کا پاخانہ اس کو رجیع اس لیے کہتے ہیں یہ اپنی اصلی حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو چکا ہوتا ہے اس سے منع کی وجہ تلویث ہے نجاست کو زائل کرنے کی بجائے محل کو اور نجس کرے گا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ **او عظم**۔ اس کی منع کی کئی وجوہ ہیں۔ زاد الجن ہونا۔ خوف ضرر ہونا۔ نجاست کے لیے مزیل نہ ہونا۔ نجس ہونے کا احتمال ہونا کہ یہ ہڈی کسی میتۃ کی ہو۔

(٧٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ عَلٰی حَاجَتِهٖ فَلَا يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پشت کی طرف۔“ یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے۔

(٧١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَقِيْتُ يَوْمًا عَلٰی بَيْتِ اُخْتِیْ حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَاعِدًا لِّحَاجَتِهٖ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں ایک دن اپنی بہن اُم المؤمنینؓ حضرت حفصہؓ کے مکان پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شام کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت کیے ہوئے قضاء حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے دیکھا۔" یہ حدیث جماعت محدثین نے بیان کی ہے۔

حدیث ابن عمر اور حادیث جابر کے جوابات تفصیل سے گزر چکے ہیں۔ یہاں سے علامہ نیموی بھی مختلف احادیث میں تطبیق دے رہے ہیں۔

(۴۲) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِبَوْلٍ فَرَأَيْتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْبَضَ بِعَامٍ يَّسْتَقْبِلُهَا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَائِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَنَقَلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ تَصْحِيْحَهٗ۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے کہا، اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ "ہم پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں، میں نے آپ کو آپ کی وفات سے ایک سال قبل، قبلہ کی طرف منہ کیے ہوئے دیکھا، یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے بیان کی ہے، امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ سے اس کی تصحیح منقول ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ النَّهْيُ لِلتَّنْزِيْهِ وَفِعْلُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِلْاِبَاحَةِ اَوْ مَخْصُوْصًا بِهٖ جَمْعًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ۔

نیمویؒ نے مختلف احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے کہا (قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنے سے) نہی، کراہت تنزیہہ کے لیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ کرنا بیان جواز کے لیے ہے یا صرف آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۴۳) وَعَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُوْلُ اِلَيْهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ بَلٰى اِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَاِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ يَّسْتُرُكَ فَلَا بَاْسَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

"مروان الاصفر نے کہا، میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی سواری کا جانور قبلہ کی جانب بٹھایا، پھر بیٹھ کر اسی طرف پیشاب کیا، میں نے کہا اے ابوعبدالرحمن! کیا اس سے منع نہیں کیا گیا؟ انہوں نے کہا ہاں، بلاشبہ اس سے کھلی جگہ میں منع کیا گیا ہے، پس جب تیرے اور قبلہ کے درمیان کوئی چیز پردہ ہو، تو کوئی حرج نہیں، یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذَا اِجْتِهَادٌ مِّنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَمْ يُرْوَ فِي الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ شَيْءٌ۔

نیموی نے کہا، یہ حضرت ابن عمرؓ کا اپنا اجتہاد ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سلسلہ میں کوئی چیز بیان نہیں کی گئی۔"

بہر حال یہ حضرت ابن عمر کا ذاتی عمل ہے جو حدیث مرفوعہ صحیحہ کے مقابلہ میں قابل استدلال نہیں نیز ان کے اس عمل کی بنیاد ان کی حدیث مرفوع ہے جس کے جوابات گزر چکے ہیں۔

(۷۴) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

''حضرت انس بن مالک نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے (یعنی داخلہ کا ارادہ فرماتے) تو یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، تکلیف دینے والے نر اور مادہ جنوں سے۔''

یہ حدیث جماعتِ محدثین نے بیان کی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ

یہ دعا کب پڑھی جائے جمہور فرماتے ہیں میدان میں تو کشف عورت سے پہلے اور بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھے اگر نسیان کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تو داخلے کے بعد معانی کا استحضار کرے الفاظ زبان سے نہ کہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ داخل ہونے کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث کے ظاہری الفاظ۔ اذا دخل الخلاء (جب بیت الخلاء میں داخل ہو گیا) سے مالکیہ کی تائید ہوتی ہے۔ جمہور کی طرف سے جواب یہ ہے کہ مراد اذا اراد دخول الخلاء ہے قرینہ یہ ہے کہ ابن ہشام نحوی نے قاعدہ بیان کیا ہے کہ اذا کے بعد اَرَادَ کا لفظ مقدر ہوتا ہے یہ کلام عرب میں کثرت سے ہے۔ کمافی قولہ تعالیٰ اذا قمتم الی الصلوٰۃ۔ اذا قرأت القرآن باقی اس موقعہ پر تعوذ کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فانہ محتضرۃ کہ شیاطین کے حاضر و موجود ہونے کی جگہیں ہیں ان کی اذیت سے حفاظت ہو سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعوذ تواضعاً اور تعلیماً للامتہ تھا دوسری وجہ یہ ہے جیسے انسانوں سے پردے کی ضرورت ہے اسی طرح جنات سے پردے کی ضرورت ہے۔ اس دعا کی وجہ سے غیبی پردہ حائل ہو جاتا ہے۔

اَلْخُبُث:

باء کے ضمہ یا سکون کے ساتھ علامہ خطابی شارح سنن ابی داؤد فرماتے ہیں بضم الباء ہی صحیح ہے بسکون الباء درست نہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں دونوں صحیح ہیں اس لیے کہ اس وزن پر جمع میں عین کا ضمہ بھی جائز ہوتا ہے۔ اور سکون بھی جیسے عُنُقٌ کو عُنْقٌ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خبث کا معنی مذکر شیاطین اور خبائث کا مؤنث شیاطین۔

۷۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَاَبُوْ حَاتِمٍ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا پڑھتے تھے: ''غُفْرَانَكَ۔''

(اے اللہ! میں آپ کی بخشش طلب کرتا ہوں)

یہ حدیث امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے بیان کی ہے۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور ابو حاتم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

غُفْرَانَكَ:

سوال: بیت الخلاء سے نکلنے کا موقعہ تو شکر کا موقعہ ہے کہ غذا ہضم ہو کر خارج ہو گئی مقام استغفار تو نہیں۔

جواب: (۱) غفرانک بھی مقام شکر میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے عرب میں محاورہ ہے غفرانک لا کفرانک تیرا شکر ہے، ناشکری نہیں۔ (۲) یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ انسان کما ینبغی اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا تو اپنے عجز کا اعتراف ہے کہ مجھے معاف کر دیں۔ (۳) بیت الخلاء میں ذکر لسانی منقطع ہو جاتا ہے اس کو خطا قرار دے کر استغفار کا حکم ہے۔ (۴) جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو قضاء حاجت کے وقت رائحہ کریہہ محسوس کی تو اس کو اپنی خطاء (اکل شجر) کی نحوست سمجھا اس پر انہوں نے غفرانک فرمایا تو باوا آدم کی سنت کی اتباع میں اس کا حکم ہے۔

۷۶۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا یُمْسِكَنَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ وَهُوَ یَبُوْلُ وَلَا یَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَآءِ بِیَمِیْنِهٖ وَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَآءِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اپنا عضو تناسل نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ (پانی وغیرہ پیتے ہوئے) برتن میں سانس لے۔" یہ حدیث شیخین نے بیان کی ہے۔

اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے ہاتھ سے مس ذکر اور استنجاء کی ممانعت فرمائی ہے۔ مقصود دائیں ہاتھ کی بائیں ہاتھ پر تکریم اور تفضیل کا اظہار ہے۔ قرآن مجید میں بھی اہل جنت کو اصحاب الیمین اور اہل جہنم کو اصحاب الشمال سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شریعت مطہرہ کا تقاضا ہے کہ امور شریفہ کو اعضاء شریفہ سے اور امور خسیسہ کو اعضاء خسیسہ کے ساتھ انجام دیا جائے۔

۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا اللَّعَّانَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّعَّانَانِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بہت زیادہ لعنت کرنے والی دو چیزوں سے بچو (یعنی دو چیزیں کثرت لعنت کا سبب ہیں) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! وہ کثرت سے لعنت کرنے والی دو چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ شخص جو لوگوں کے راستہ یا ان کے سایہ کی جگہ میں پاخانہ کرتا ہے۔" یہ روایت مسلم نے بیان کی ہے۔

اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ :(ایک روایت اللاعنین ہے) اللاعنین صفت ہے موصوف محذوف ہے اے الرجلین اللاعنین ،

اشکال: جوراستہ پر پیشاب کرے تولوگ اس پرلعنت کرتے ہیں توپیشاب کرنے والاملعون بنا نہ کہ لعنت کرنے والا۔

جواب (۱): اسم فاعل مفعول کے معنی یعنی لاعن بمعنی ملعون ہے کدافق بمعنی مدفوق۔

جواب (۲): یہ اسم فاعل ایسے ہیں جیسے تامر (تمر والا) لابن (دودھ والا) تومعنی یہ ہوگا ذولعنۃ یعنی لعنت والا جس پرلوگوں کی لعنت پڑ رہی ہو۔

جواب (۳): اپنے حقیقی معنی پر محمول ہے۔اے لاعنین انفسهما یعنی دونوں اپنے اوپر لعنت کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے فرمایا اپنے والدین کوگالی نہ دو یعنی دوسرے کے والدین کوگالی نہ دو بدلہ میں تمہارے والدین کوگالی دے گا۔

۷۸۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَ غُلَامٌ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَّسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت انس بن مالکؓ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو میں اور ایک اورلڑکا پانی کا ایک چھوٹا برتن (لوٹا) اور چھوٹا نیزہ اُٹھاتے تھے' آپ پانی سے استنجاء فرماتے۔یہ حدیث شیخین نے بیان کی ہے۔

بَابُ مَّا جَآءَ فِي الْبَوْلِ قَآئِمًا

باب: جوروایات کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کے بارہ میں ہیں

۷۹۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَالَ قَآئِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا جَالِسًا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا اَبَا دَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''جوشخص تم میں سے بیان کرے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب فرماتے تھے تواس کی تصدیق نہ کرو' آپ توبیٹھ کرہی پیشاب فرماتے تھے۔''

یہ حدیث ابوداؤد کے علاوہ اصحاب خمسہ نے روایت کی ہے اوراس کی سند حسن ہے۔

مسئلہ: اس میں تین مذاہب ہیں:

(۱) جمہورفقہاءاوراحناف کے نزدیک بول قائماً مکروہ تنزیہی ہےاورعذرمیں بلاکراہت جائز ہے۔

(۲) مالکیہ کے نزدیک اگرچھینٹے پڑنے کا خدشہ ہوتومکروہ ورنہ جائز ہے۔

(۳) حنابلہ،عروہ،سعید بن المسیب کے نزدیک بول قائما بلاکراہت جائز ہے۔دلیل جمہور حدیث عائشہؓ ہے من حدثکم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یبول قائما فلا تصدّقوہ ما کان یبول الا قاعدا۔

حالت عذر کی دلیل: حدیث حذیفہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سباطۃ قوم الخ۔

دلیل مالکیہ: احادیث دونوں قسم کی ہیں تو تطبیق کی صورت یہی ہے چھینٹوں کی صورت میں ناجائز ورنہ جائز ہے۔

دلیل حنابلہ: حدیث حذیفہ ہے۔

جواب (۱): آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذر کی وجہ سے ایسا کیا کہ آپ کے گھٹنے کے اندرونی حصہ میں زخم تھا بیٹھنے میں دشواری تھی۔ (۲) یہ علاج کے طور پر تھا یہ عربوں میں کمر درد کا علاج تھا۔ (۳) بیٹھنے کی جگہ مناسب نہیں تھی سباطۃ تھا یا آگے سے جگہ اونچی تھی۔ (۴) بیان جواز کے لیے بول قائما کیا کراہت اور جواز دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔

اشکال: حدیث عائشہ میں نفی ہے اور حضرت حذیفہ کی حدیث میں اثبات ہے۔ یہ تعارض ہوا۔

جواب نمبر (۱): حضرت عائشہ کی نفی اپنے علم کے اعتبار سے ہے ان کو اس واقعہ کا علم نہیں تھا (۲) حضرت عائشہ کی نفی گھر کے اعتبار سے ہے اور حضرت حذیفہ کا اثبات خارج بیت کے اعتبار سے تھا۔ (۳) حضرت عائشہ کی نفی بلا عذر پر محمول ہے اور حضرت حذیفہ کا اثبات بالعذر پر محمول ہے اب اس زمانہ میں چونکہ کفار اور فساق کا شعار ہے تو اس سے بچنا چاہیے۔

۸۰۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهٗ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کے پاس تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا' پھر آپ نے پانی منگایا تو میں آپ کے پاس پانی لایا' پھر آپ نے وضو فرمایا۔ اسے محدثین کی جماعت نے بیان کیا ہے۔

۸۱۔ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا بُلْتُ قَائِمًا مُّنْذُ اَسْلَمْتُ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں جب سے اسلام لایا ہوں میں نے کبھی بھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔'' اسے بزار نے روایت کیا ہے۔ (علامہ) ہیثمیؒ نے کہا اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ الْمُنْتَقِعِ

باب: جو روایات جمع کیے ہوئے پیشاب کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

۸۲۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ مَاعِزٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُنْقَعُ بَوْلٌ فِيْ طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ بَوْلٌ مُّنْتَقِعٌ وَّلَا تَبُوْلَنَّ فِيْ مُغْتَسَلِكَ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

بکر بن ماعز نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا ''گھر میں کسی برتن میں پیشاب جمع نہ کیا جائے' بلاشبہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں پیشاب جمع کیا ہوا ہو اور تم اپنے غسل خانہ میں بھی پیشاب نہ کرو۔'' یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں بیان کی ہے اور ہیثمیؒ نے کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۳۔ وَعَنْ اُمَیْمَةَ بِنْتِ رُقَیْقَةَ عَنْ اُمِّهَا قَالَتْ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عِیْدَانٍ تَحْتَ سَرِیْرِهٖ کَانَ یَبُوْلُ فِیْهِ بِاللَّیْلِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ وَاِسْنَادُهٗ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ۔

امیمۃ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ میری والدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکڑی سے بنا ہوا ایک پیالہ جو کہ آپ کی چارپائی مبارک کے نیچے ہوتا تھا' آپ رات کو اس میں پیشاب فرماتے تھے۔''

یہ حدیث ابوداؤد' نسائی' ابن حبان' حاکم نے بیان کی ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔

اس باب میں دو روایتیں ذکر کی گئی ہیں بظاہر متعارض ہیں پہلی روایت میں نہی اور دوسری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لکڑی سے بنا ہوا پیالہ ہوا کرتا تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا ہوا ہوتا اور آپ رات کو اس میں پیشاب کیا کرتے تھے تو شارحین نے رفع تعارض کے لیے مختلف توجیہات کی ہیں۔ (۱) پہلی روایت جس میں فان الملئکة لا تدخل بیتا فیه بول منقع آیا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ جب بول بلا وجہ دیر تک پڑا رہے اسے فرصت کے وقت انڈیلے نہیں۔ بلا وجہ تاخیر کرے تب فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس برتن کو استعمال فرماتے تھے اسے وقت فرصت انڈیل دیا جاتا تھا۔ (۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رات کو پیشاب کرنے کا عمل پیالہ میں ابتداء میں تھا جب یہ معلوم ہوا کہ فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے تو یہ عمل ترک کر دیا حدیث میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ آپ نے اس عمل پر آخر عمر تک ہیشگی کی۔

قدح من عیدان: ایک احتمال یہ ہے کہ عیدان بفتح العین تو یہ عیدانۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہوتا ہے نخلہ طویلہ مطلب یہ ہے کہ کھجور کے درخت کے تنے سے کرید کر بنایا گیا تھا۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ عیدان بکسر العین ہو تو یہ عود کی جمع ہے بمعنی خشبہ (لکڑی) دونوں احتمالین پر اشکال ہوتا ہے پہلے احتمال پر اشکال یہ ہے کہ جب کھجور کے تنے سے کرید کر بنایا جائے تو اس کو جمع لانے کی ضرورت نہ تھی اور پھر کھجور کے اکرام کا حکم ہے۔ حدیث علی میں ہے اکرموا عمتکم۔ کھجور کو عمہ اس لیے کہا گیا کہ آدمؑ کے بچے ہوئے مادہ سے اس کی تخلیق ہوئی تو گویا آدم کی بہن ہوئی تو ہماری پھوپھی بنی۔ جواب: عیدان اسم جنس ہے جمع نہیں اور حدیث علی کا مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ سرسبز درخت کی شکل میں ہو تو اس کو پانی وغیرہ دو۔ یہ مطلب نہیں خشک ہونے پر ضرورت میں استعمال نہ کرو۔ دوسرے احتمال پر اشکال یہ ہے کہ عیدان عود کی جمع بمعنی خشبہ ہے تو متعدد خشبات سے پیالہ بنانے کی کیا ضرورت۔

جواب: یہ جمع باعتبار اجزاء کے ہے باعتبار افراد نہیں یہ ایسے جیسے کوئی کہہ دیتا ہے کہ ہماری فلاں جگہ اراضی (زمینیں) ہیں حالانکہ ارض واحد ہوتی ہے۔

بَابُ مُوجِبَاتِ الْغُسْلِ

باب: غسل واجب کرنے والی چیزوں میں

۸۴۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِي الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' میں بہت مذی والا آدمی تھا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ''مذی میں وضو اور منی میں غسل ہے۔'' یہ حدیث امام احمد' ابن ماجہ' ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بیان کی ہے اور (ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے اُسے صحیح کہا ہے۔

۸۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ پانی سے پانی ہے۔'' (یعنی منی سے غسل ہے) یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے۔

مسئلہ: جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ کے نزدیک محض التقاء ختانین اور دخول حشفہ بلا انزال سے بھی غسل فرض ہے۔ لیکن داؤد ظاہری کے نزدیک وجوب غسل کے لیے انزال شرط ہے۔

دلائل جمہور: (۱) حدیث ابی ہریرۃ نمبر ۸۷، (۲) حدیث نمبر ۹۰ حدیث ابی ابن کعب (۳) حدیث نمبر ۸۸ حدیث عائشہ۔ **اہل ظاہر کی دلیل** (۱) حدیث نمبر ۸۵ حدیث ابی سعید الخذری **جواب نمبر (۱)** یہ حدیث منسوخ ہے اور ناسخ گزشتہ احادیث ہیں بلکہ ابی بن کعب کی حدیث میں تو نسخ کی صراحت ہے۔ (۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں یہ حدیث احتلام کے بارے میں ہے یعنی خواب اور احتلام کی صورت میں جب تک انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوگا۔

اشکال: صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید الخذری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث جماع کے بارے میں ہے نہ کہ احتلام کے بارے میں۔

جواب: حضرت ابن عباسؓ کا مطلب یہ ہے کہ دراصل یہ حدیث جماع اور احتلام دونوں کو عام تھی۔ لیکن اب جماع میں منسوخ ہے اور احتلام میں باقی ہے۔

دوسری دلیل: بعض صحابہ کرام مثلاً ابوسعید الخذریؓ، معاذ بن جبلؓ، زید بن خالدؓ وغیرھم سے بھی اسی طرح منقول ہے کہ محض دخول حشفہ بغیر انزال کے موجب غسل نہیں۔

جواب: حضرت عمرؓ کی خلافت تک یہ اختلاف تھا لیکن پھر حضرت عمرؓ کے دور خافت میں جب ازواج مطہرات وغیرھن سے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی گئی تو ان صحابہؓ نے بھی رجوع فرمالیا تھا اور پھر تمام صحابہ کرامؓ کا اس مسئلے پر اتفاق ہوگیا تھا کہ محض دخول

حشفہ بلا انزال بھی موجب غسل ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ اعلان کیا کہ اب کے بعد جو اس مسئلے میں اختلاف کرے گا اس کو سزا دی جائے گی لہٰذا داؤد ظاہری سزا کا مستحق ہے۔ فتح الملهم ص ۴۸۶ ج ۱

۸۶۔ وَعَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكِنِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ اِنِّي كُنْتُ مَعَ اَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْتُ صَوْتَكَ اَقْلَعْتُ فَاغْتَسَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! میں اپنے گھر والوں کے ساتھ (مشغول جماع) تھا جب میں نے آپ کی آواز مبارک سنی تو علیحدہ ہو کر غسل کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پانی سے پانی ہے۔''

یہ حدیث احمدؒ نے بیان کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

۸۷۔ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ شِعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَّاَحْمَدُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی نے جماع کیا تو غسل واجب ہو گیا'' یہ روایت شیخین نے بیان کی ہے۔ مسلم اور احمد نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں ''اگرچہ انزال نہ ہو''

۸۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَقَعَّدَ بَيْنَ شِعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدمی جماع کے لیے عورت کے پاس چار شانوں کے درمیان بیٹھے' پھر ختنہ کا مقام ختنہ کے مقام سے مل جائے تو تحقیق غسل لازم ہو گیا'' یہ حدیث احمد' مسلم اور ترمذی نے بیان کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اذا قعد بین شعبها الاربع: شعبہا الاربع کے مصداق میں متعدد احتمال ہیں۔ (۱) یدان اور رجلان (۲) فخذان اور رجلان (۳) فخذان اور عورت کی شرمگاہ کے دونوں کنارے یا یہ جماع کی تیاری سے کنایہ ہے۔

۸۹۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِذٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ مُّعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَمَّا يُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجِمَاعِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَعَنْ مَّا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَقَالَ مُعَاذٌ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاَمَّا الصَّلٰوةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَتَوَشَّحْ بِهٖ وَاَمَّا مَا يَحِلُّ مِنَ الْحَائِضِ فَاِنَّهٗ يَحِلُّ مِنْهَا مَا فَوْقَ الْاِزَارِ وَاسْتِعْفَافُهٗ عَنْ ذٰلِكَ اَفْضَلُ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُ هٰذَا حَسَنٌ۔

عبدالرحمن بن عائذ نے کہا' ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا' جماع میں غسل کس چیز سے لازم ہوتا ہے؟ اور ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں پوچھا اور حیض والی عورت سے کتنا (نفع اُٹھانا) حلال ہے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا' تو آپ نے فرمایا: ''جب ختنہ کا مقام ختنہ کے مقام سے تجاوز کر جائے تو غسل لازم ہو گیا اور بہر حال ایک کپڑے میں نماز ''تو اسے کندھوں پر ڈال کر اوڑھ لو' اور حیض والی عورت سے کیا حلال ہے تو بلا شبہ اس سے تہبند سے اوپر حلال ہے اور اس سے بھی اس کا بچنا افضل ہے۔''

یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں بیان کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

۹۰۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْفُتْيَا الَّتِيْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَةٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بِهَا فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ اَمَرَنَا بِالْاِغْتِسَالِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فتویٰ جو کہ لوگ کہتے تھے ''پانی سے پانی ہے'' رخصت تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کے شروع زمانہ میں اس کی رخصت دی تھی' پھر ہمیں غسل کا حکم دیا۔ یہ حدیث احمد اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۹۱۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ جَآئَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ امْرَاَةُ اَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! بلا شبہ اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں فرماتے' کیا عورت پر بھی غسل ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں جب وہ پانی (منی) دیکھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۲۔ وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرْاَةِ تَرٰى فِيْ مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰى تُنْزِلَ كَمَا اَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتّٰى يُنْزِلَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عورت کے بارے میں پوچھا جبکہ وہ خواب میں وہ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (اس کا کیا حکم ہے) تو آپ نے فرمایا ''اس پر غسل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اسے انزال ہو جائے جیسا کہ مرد پر بھی غسل نہیں ہے یہاں تک کہ اُسے انزال ہو جائے۔'' یہ حدیث احمد' ابن ماجہ' نسائی اور ابن ابی شیبہ نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہ کو استحاضہ کا مرض تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''یہ ایک رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں ہے' جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو' جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔'' یہ حدیث بخاری نے بیان کی ہے۔

بَابُ صِفَةِ الْغُسْلِ

باب: غسل کے طریقہ میں

۹۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَآءَ فَيُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِيْ اُصُوْلِ الشَّعْرِ حَتّٰى اِذَا رَاٰى اَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلٰى رَأْسِهٖ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ اَفَاضَ عَلٰى سَآئِرِ جَسَدِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنابت سے غسل فرماتے تھے تو دونوں ہاتھوں کے دھونے سے شروع فرماتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں میں پانی ڈال کر استنجاء فرماتے' پھر ایسے وضو فرماتے جیسا کہ آپ نماز کے لیے وضو فرماتے۔ پھر پانی لے کر اپنی مبارک انگلیاں (سر کے) بالوں کی جڑوں میں داخل کرتے یہاں تک کہ جب سمجھتے کہ اس سے فارغ ہو چکے ہیں (یعنی جڑیں تر ہو چکی ہیں) تو اپنے سر مبارک پر تین چلو ڈالتے پھر اپنے تمام جسم اطہر پر پانی بہاتے' پھر پاؤں مبارک دھوتے۔ یہ حدیث شیخین نے بیان کی ہے۔

۹۵۔ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهٗ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ وَأَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل کے لیے پانی رکھا اور کپڑے سے آپ کو پردہ کیا تو آپ نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں دھویا' پھر اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر استنجا فرمایا' پھر زمین پر ہاتھ مار کر اسے رگڑا' پھر اسے دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے' پھر اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا اور تمام جسد اطہر پر بہایا' پھر اس جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں مبارک دھوئے' پھر میں نے انہیں (جسم خشک

کرنے کے لیے) کپڑا دیا' آپ نے نہیں لیا' پھر آپ اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے چلے گئے۔ یہ حدیث شیخین نے بیان کی ہے۔
مسئلہ : جمہور کے نزدیک وضو یا غسل کے بعد مندیل کا استعمال مستحب ہے یا مباح ہے۔ جیسے حضرت سعد بن قیس حضرت عائشہؓ حضرت سلمان کی روایات میں مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندیل استعمال فرماتے تھے اگرچہ یہ احادیث سنداً کمزور ہے امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں کوئی صحیح حدیث نہیں لیکن کثرت طرق کی وجہ سے اباحت اور استحباب تو ثابت ہوسکتا حدیث باب سے معلوم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندیل کو نہیں لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ گرمیوں کے موسم کی وجہ سے تری کو جسم پر باقی رکھنے کے لیے نہ لیا ہو یا یہ بھی ہوسکتا ہے یہ کپڑا قابل استعمال نہ ہو اور حضرت میمونہ کا مندیل کو لانا مندیل کے استعمال کے جواز کا ثبوت ہے گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مندیل کے استعمال کا تھا۔

۹۶۔ **وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ**

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے عرض کیا' اللہ تعالیٰ کے رسول! بلاشبہ میں اپنے سر کے بالوں کی مینڈیاں سخت باندھنے والی عورت ہوں' کیا غسل جنابت کے لیے انہیں کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا' نہیں تحقیق تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ تین چلو بھر کر اپنے سر پر ڈالو' پھر اپنے آپ پر پانی بہاؤ تو پاک ہو جاؤ گی۔ یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے۔

ان تحثي على رأسك ثلث حثيات: مسئلہ : احناف کے نزدیک عورت کے لیے گوندھے ہوئے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب ہے اگر بغیر کھولے نہ پہنچے تو کھولنا لازم ہے اور اگر خود بخود پہنچ جائے تو کھولنا واجب نہیں کیونکہ وجوب میں حرج و مشقت ہے لیکن مرد کے لیے مطلقاً کھولنا ضروری ہے کیونکہ اس میں حرج نہیں اس لیے اگر مرد مینڈھیاں رکھے اور پھر بار بار کھولنے میں حرج محسوس کرے تو منڈوا سکتا ہے بخلاف عورت کے اس کے لیے بال منڈوانا حرام ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد کے نزدیک مرد بھی عورت کے حکم میں ہے یعنی اس کے لیے بال کھولنا ضروری نہیں۔

دلیل احناف : حديث ثوبان مرفوعا اما الرجل ينشر رأسه . فليغسله حتى يبلغ اصول الشعر واما المرأة فلا عليها ان لا تنقضه رواه ابو داؤد۔

فریق ثانی کی دلیل : دلیل قیاس ہے وجہ قیاس حرج ہے۔

جواب : نص کے مقابلہ میں قیاس غیر معتبر ہے باقی ثلث حثیات کے بارے میں حضرت سہارنپوری فرماتے ہیں تثلیث کی کفایت اس صورت میں ہے جبکہ غلبہ ظن سے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا تین عدد سے منسلک ہو۔ ورنہ اگر کسی وقت تثلیث سے بھی غلبہ ظن حاصل نہ ہو تو اس پر اضافہ واجب ہوگا کیونکہ مقصد تو پانی کا بالوں کی جڑوں تک پہنچانا ہے۔ نہ کہ کوئی مخصوص عدد اگر ایک دو مرتبہ ڈالنے سے ہی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو پھر تین بار پانی ڈالنا سنت کہلائے گا۔

۹۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا وَكَانَتْ حَائِضًا اُنْقُضِیْ شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِیْ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا' جب کہ میں حیض میں تھی ''اپنے بالوں کو کھولو اور غسل کرو۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۹۸۔ وَعَنْ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ بَلَغَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَأْمُرُ النِّسَآءَ اِذَا غْتَسَلْنَ اَنْ یَّنْقُضْنَ رُءُوْسَهُنَّ فَقَالَتْ اَفَلَا یَأْمُرُهُنَّ اَنْ یَّحْلُقْنَ رُءُوْسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَمَا اَزِیْدُ عَلٰی اَنْ اُفْرِغَ عَلٰی رَأْسِیْ ثَلَاثَ اِفْرَاغَاتٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عبید بن عمیر نے کہا' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غسل کے وقت عورتوں کو سروں کے (بال) کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ''ابن عمر کے لیے تعجب ہے کہ عورتوں کو غسل کے وقت سروں کے کھولنے کا حکم دیتے ہیں' انہیں یہ حکم نہیں دیتے کہ وہ اپنے سروں کو استرے سے صاف کرادیں۔ تحقیق میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور میں اپنے سر پر تین بار پانی ڈالنے سے زیادہ کچھ نہ کرتی تھی (یعنی گوندھے ہوئے بال نہ کھولتی بلکہ تین دفعہ پانی ڈال کر بالوں کی جڑیں تر کر لیتی)۔'' اس حدیث کو مسلم نے بیان کیا ہے۔

۹۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔'' یہ حدیث اصحاب خمسہ نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

اس حدیث سے مفہوم ہو رہا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی غسل کے بعد وضو نہیں کیا البتہ قبل الغسل جو وضو مسنون ہے اس پر اکتفاء فرمایا غسل کے بعد وضو کی عدم ضرورت پر اجماع منقول ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ حدث اکبر کے ارتفاع کو حدیث اصغر کا ارتفاع لازم ہے۔

۱۰۰۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ یَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِهٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غسل کے ساتھ اپنی ازواج کے پاس چکر لگا لیتے تھے (یعنی آخر میں ایک بار غسل فرما لیتے۔) اس حدیث کو مسلم نے بیان کیا ہے۔

مسئلہ: جنبی آدمی جنابت کی حالت میں دوبارہ جماع کرسکتا ہے افضل یہ ہے کہ درمیان میں وضو کرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان جواز کے لیے وضو بھی نہیں کیا یا ممکن ہے آپ نے وضو کیا ہو راوی نے تذکرہ نہیں کیا۔

اشکال: تمام ازواج کے پاس جانے سے باری والی زوجہ کی حق تلفی ہے آپ نے یہ کیسے کیا۔

جواب: بعض علماء فرماتے تھے علی تقدیر الوجوب: باری والی زوجہ کی اجازت کے بعد آپ نے ایسا کیا۔ علامہ شوکانی نے حافظ بن عبدالبر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا اس وقت کیا تھا جبکہ ازواج میں سے کسی ایک کی باری نہ تھی۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے تشریف لائے اور سب سے خاص ملاقات فرمائی پھر اس کے بعد حسب معمول باری جاری فرمائی۔

۱۰۱۔ وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ طَافَ عَلٰی نِسَآئِہٖ فِیْ لَیْلَۃٍ فَاغْتَسَلَ عِنْدَ کُلِّ امْرَأَۃٍ مِّنْھُنَّ غُسْلاً فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اغْتَسَلْتَ غُسْلاً وَّاحِدًا فَقَالَ ھٰذَا اَطْھَرُ وَاَطْیَبُ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات اپنی ازواج مطہرات ؓ کے پاس چکر لگایا اور ان میں ہر بیوی کے پاس غسل فرمایا' میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے رسول! اگر آپ ایک ہی بار غسل فرمالیتے ؟ تو آپ نے فرمایا: ''یہ زیادہ طہارت اور زیادہ پاکیزگی ہے۔'' اس حدیث کو احمد اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

مسئلہ: دوبارہ جماع کرنے والے کے لیے درمیان میں وضو جمہور کے ہاں مستحب ہے اور اہل ظواہر کے نزدیک دوسری مرتبہ جماع سے پہلے وضو واجب ہے۔

دلیل جمہور: حدیث عائشہ ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجامع ثم یعود ولا یتوضأ۔

دلیل ظواہر: حدیث باب ہے کہ ہر جماع کے بعد غسل کرتے تو وضو تو بطریق اولیٰ واجب ہے۔ نیز ابوسعید الخدری کی روایت جو ابوداؤد میں ہے اس میں فلیتوضأ بینھما وضوءًا کے الفاظ ہیں۔

جواب: پہلی روایت میں غسل مذکور ہے تو غسل کا استحباب وضو کے وجوب کو مستلزم نہیں اور دوسری روایت میں امر استحباب کے لیے ہے قرینہ حدیث عائشہ ہے۔

بَابُ حُکْمِ الْجُنُبِ

باب: جنبی کا حکم

۱۰۲۔ عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ وَھُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَہٗ وَتَوَضَّأَ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت جنابت میں جب سونے کا ارادہ فرماتے تو استنجاء کرتے اور وضو فرماتے۔ جیسا کہ آپ نماز کے لیے وضو کرتے تھے۔ اس حدیث کو محدثین کی جماعت نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ: جمہور کے نزدیک جنبی آدمی کے لیے سونے سے پہلے وضوء مستحب ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہے۔

دلیل جمہور: حدیث ابن عمر اینام احدنا وهو جنب فقال (علیه السلام) نعم ویتوضأ ان شاء اخرجه ابن حبان. دلیل اہل ظاہر وہ احادیث ہیں جن میں وضو کا حکم بصیغہ امر ہے۔

جواب: امر استحباب کے لیے قرینہ حدیث ابن عمرؓ ہے۔

۱۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّأَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کیا ہم سے کوئی حالت جنابت میں سوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! جب کہ وہ وضو کرلے۔'' اس حدیث کو جماعت محدثین نے بیان کیا ہے۔

۱۰۴۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلْجُنُبِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ اَوْ يَنَامَ اَنْ يَّتَوَضَّأَ وُضُوْءَهٗ لِلصَّلَاةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنبی کو جب وہ کھانا پینا یا سونا چاہے تو رخصت عطا فرمائی کہ وہ نماز کے وضو جیسا وضو کرے۔'' اسے احمد اور ترمذیؒ نے بیان کیا ہے اور (ترمذی نے) اسے صحیح قرار دیا ہے۔

جنبی آدمی اگر حالت جنابت میں کھانا چاہے تو کلی کرنا اور ہاتھ دھونا سنت مؤکدہ ہے۔

۱۰۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَشْرَبَ قَالَتْ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَاْكُلُ اَوْ يَشْرَبُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو فرماتے اور جب کھانا پینا چاہتے' اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا' آپ اپنے دونوں ہاتھ مبارک دھوتے پھر کھاتے یا پیتے۔ اس حدیث کو امام نسائیؒ نے بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۰۶۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَطْعَمُ۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے کا ارادہ فرماتے اور آپ جنبی ہوتے' دونوں ہاتھ مبارک دھوتے پھر کھاتے۔'' یہ حدیث ابن خزیمہ نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۰۷۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَاتَدْخُلُ الْمَلَآئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''(رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔'' اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے بیان کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

۱۰۸۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ مَالَمْ يَكُنْ جُنُبًا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاٰخَرُوْنَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے جب کہ آپ جنبی نہ ہوتے۔'' اس حدیث کو اصحاب خمسہ نے بیان کیا ہے، اسے ترمذی نے حسن ابن حبان اور دیگر محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک حائضہ، نفساء اور جنبی تینوں کے لیے قرآن کی تلاوت کرنا ناجائز ہے۔ امام احمد کے نزدیک تینوں کے لیے جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک صرف حائضہ کے لیے خوف نسیان کی وجہ سے جائز ہے۔

دلیل احناف: حدیث ابن عمر لاتقرء الحائض ولاالجنب شیئا من القرآن اور حدیث علی حدیث نمبر ۱۰۸ **شبہ:** حدیث ابن عمر ضعیف ہے۔ **جواب:** تعدد طرق اور تابع کی وجہ سے حسن لغیرہ ہے۔

دلیل حنابلہ: حدیث مرفوع تو کوئی نہیں البتہ ابن عباس کی موقوف روایت ہے۔ **جواب:** حدیث مرفوع کے مقابلہ میں حدیث موقوف مرجوح ہے۔

۱۰۹۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَآئِضٍ وَّلَا جُنُبٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں حلال نہیں قرار دیتا۔ مسجد (میں داخلہ کو) حیض والی عورت اور نہ جنبی شخص کے لیے۔'' اس حدیث کو ابوداؤد اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ جمہور علماء کے نزدیک جنبی اور حائض کے لیے مسجد کا داخلہ مطلقاً ناجائز ہے امام شافعی کے نزدیک ٹھہرنا ناجائز اور گزرنا جائز ہے امام احمد اور اسحاق کے نزدیک گزرنا دونوں کے لیے جائز ہے اور ٹھہرنا صرف حائضہ کے لیے ناجائز ہے اور جنبی کے لیے جائز ہے۔

دلیل جمہور: حدیث باب جو اپنے اطلاق اور عموم کی وجہ سے مکث اور مرور دونوں کو شامل ہے۔ **اشکال:** یہ حدیث ضعیف ہے۔

جواب: ابوداؤد نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے اور ابن قطان وغیرہ نے اس کی تحسین کی ہے لہٰذا یہ قابل حجت ہے۔

دلیل شوافع: مرور کے جواز میں ان کی دلیل آیت ولا جنبا الاعابری سبیل پ ۵ ہے کیونکہ اس سے پہلے

لاتقربوا الصلوٰۃ میں الصلوٰۃ سے مراد ان کے نزدیک مواضع یعنی مساجد ہیں جیسا کہ حضرت ابن مسعود وغیرہ سے منقول ہے جواب۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت علیؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ نے عابری سبیل کی تفسیر مسافرین سے کی ہے یعنی پانی نہ ہو تو مسافر تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

وجہ ترجیح: یہ تفسیر پہلی تفسیر سے راجح ہے کیونکہ اس میں الصلوٰۃ حقیقت پر محمول ہے اور پہلی تفسیر میں مضاف یعنی مواضع کا لفظ محذوف ماننا پڑتا ہے جو مجاز اور خلاف اصل ہے۔

دلیل حنابلہ: بعض صحابہ کرام کے متعلق منقول ہے:

انھم کانوا یجلسون فی المسجد وھم مجنبون اذا توضوا وضوھم للصلوٰۃ۔

جواب نمبر: (۱) یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ھشام بن سعد راوی ہے جس کو ابو حاتم اور ابن معین نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے بذل المجہود ص ۱۴۰ ج ۱۔ **دوسرا جواب:** حدیث مرفوع کے مقابلہ میں یہ مرجوح ہے۔

۱۱۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَا جُنُبٌ فَأَخَذَ بِیَدِیْ فَمَشَیْتُ مَعَهٗ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَیْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَیْنَ کُنْتَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے ملے۔ اُس وقت میں جنبی تھا' آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں آپ کے ساتھ چل پڑا' یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے' میں چپکے سے کھسک کر گھر آیا اور غسل کیا' پھر آیا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا ''اے ابو ہریرہؓ! تم کہاں تھے؟'' میں نے آپ کو بتا دیا' آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' بلاشبہ مؤمن نجس نہیں ہوتا۔'' اس حدیث کو شیخین نے بیان کیا ہے۔

ان المؤمن لا ینجس: یعنی جنابت کی حالت میں ظاہری نجاست تو مومن کے جسم پر نہیں ہوتی مگر غسل کا حکم محض تعبدی ہے۔

بَابُ الْحَیْضِ

باب: حیض کے بیان میں

حیض کے لغوی معنی بہنے کے ہیں شرعی معنی ھو دم ینفضه رحم امرءة سلیمة من الداء والصغر والولادة۔

۱۱۱۔ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِی الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِی الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِیَّةٌ اَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِیَّةٍ وَّلٰکِنِّیْ اَسْأَلُ قَالَتْ یُصِیْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

معاذۃ نے کہا' میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' حیض والی عورت کو کیا ہے کہ وہ روزہ قضا کرتی ہے اور نماز قضا نہیں کرتی تو اُم المؤمنین نے کہا' کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے کہا میں تو حروریہ نہیں ہوں لیکن (آپ سے) مسئلہ

پوچھ رہی ہوں، اُم المؤمنینؓ نے کہا، ہمیں حیض آتا تو ہمیں روزہ کی قضاء کا حکم دیا جاتا اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ اس حدیث کو جماعت محدثین نے بیان کیا ہے۔

احرورية انت: خارجی فرقہ کو حروری بھی کہا گیا ہے کیونکہ جنگ صفین کے بعد حضرت علی کی فوج کا ایک حصہ ان کے ساتھ اختلاف کی بناء پر حرورا نامی ایک قصبہ میں (کوفہ کے قریب) جمع ہوگیا اس وجہ سے حروری کہلائے یہ انتہاء پسند لوگ تھے ان کے مخصوص مسائل میں سے ایک یہ بھی تھا کہ حائضہ عورت زمانہ حیض کی نمازوں کو قضاء کرے یہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ کو سائلہ کے بارے میں شبہ ہوا کہ اس کو حکم شرعی کے ثبوت میں تردد ہے جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے اس نے کہا ما بال الحائض تقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ یا حروریہ کہنا بطور ظرافت اور خوش طبعی کے تھا حقیقت کلام مراد نہیں۔ بہر حال حائضہ عورت ایام حیض کے روزے قضا کرتی ہے مگر نماز نہیں وجہ یہ ہے کہ صوم رمضان سال بھر میں ایک بار آتا ہے۔ اور اس کی قضا مشقت کا باعث نہیں بنتی برخلاف نماز کے۔

۱۱۲۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ حَدِیْثٍ لَّہٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ أَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک حدیث میں کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا ایسا نہیں کہ عورت جب حیض میں ہوتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔'' اس حدیث کو شیخین نے بیان کیا ہے۔

۱۱۳۔ وَعَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ اُمِّہٖ مَوْلَاۃِ عَآئِشَۃَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ کَانَ النِّسَآءُ یَبْعَثْنَ اِلٰی عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بِالدِّرَجَۃِ فِیْہَا الْکُرْسُفُ فِیْہِ الصُّفْرَۃُ مِنْ دَمِ الْحَیْضِ یَسْأَلْنَہَا عَنِ الصَّلٰوۃِ فَتَقُوْلُ لَہُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتّٰی تَرَیْنَ الْقَصَّۃَ الْبَیْضَآءَ تُرِیْدُ بِذٰلِكَ الطُّہْرَ مِنَ الْحَیْضَۃِ۔ رَوَاہُ مَالِكٌ وَّعَبْدُ الرَّزَّاقِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَالْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا۔

علقمہ نے کہا، میری والدہ جو کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی ہے نے کہا، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس عورتیں چھوٹی چھوٹی تھیلیاں بھیجتیں جن میں روئی ہوتی، روئی میں حیض کے خون کا زرد رنگ ہوتا، اُم المؤمنینؓ سے نماز کے بارے میں پوچھتیں تو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا ان سے کہتیں ''جلدی نہ کرو یہاں تک کہ تم سفید چونے (کے رنگ) کو دیکھ لو۔'' اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا اس سے حیض سے پاکی کا ارادہ کرتیں۔ اس حدیث کو مالک اور عبدالرزاق نے اسناد صحیح کے ساتھ اور بخاری نے تعلیقاً بیان کیا ہے۔

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک ایام حیض میں بیاض خاص کے سوا جس رنگ کا بھی خون آئے وہ حیض ہے۔ حضرت عائشہ القصۃ البیضاء سے حیض سے پاک ہونا مراد لیتی تھیں اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جلدی نہ کریں حتیٰ کہ اس کرسف پر سفید رطوبت کو دیکھ لیں جو حیض کے آخر میں نکلتی ہے یہ رطوبت انقطاع حیض کی علامت ہوتی ہے اور اس کے اندر کوئی خفیف سا رنگ بھی شامل نہیں ہوتا۔ حضرت

عائشہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ کوئی رنگ معتبر نہیں بلکہ خون نہ ہونا چاہیے۔بعض حضرات کہتے ہیں حضرت عائشہ کے اس قول میں تشبیہ سے مقصد یہ ہے کہ اس کرسف یا روئی پر خون کا اثر نہ ہو اس کی سفیدی چونے کی سفیدی کی طرح ہو۔ باقی حنفیہ کے نزدیک حیض کی اقل مدت تین دن اور تین رات ہے اور اکثر مدت دس دن دس رات ہے۔امام مالک کے نزدیک حیض کے لیے نفاس کی طرح اقل مدت کی کوئی حد متعین نہیں اور اکثر مدت سترہ یا اٹھارہ یوم ہے۔امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک حیض کی اقل مدت ایک دن ایک رات اور اکثر مدت پندرہ یا سترہ یوم ہے جبکہ پندرہ یوم کا قول زیادہ راجح ہے۔

بَابُ الْاِسْتِحَاضَةِ

۱۱۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَیْسَتْ بِالْحَیْضَةِ فَاِذَا اَقْبَلَتِ الْحَیْضَةُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّیْ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ وَلٰکِنْ دَعِی الصَّلٰوةَ قَدْرَ الْاَیَّامِ الَّتِیْ کُنْتِ تَحِیْضِیْنَ فِیْهَا ثُمَّ اغْتَسِلِیْ وَصَلِّیْ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے کہا' فاطمہ بنت ابی حبیش ؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! بلاشبہ میں استحاضہ والی عورت ہوں (کبھی) پاک نہیں ہوتی' کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' یہ ایک رگ (کا خون) ہے' حیض نہیں ہے' جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض چلا جائے تو اپنے سے خون دھوڑالو' (یعنی غسل حیض کرو) اور نماز پڑھو'' اس حدیث کو شیخین نے بیان کیا ہے اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ''اور لیکن اتنے دنوں کی مقدار نماز چھوڑ دو جن میں تمہیں حیض آتا تھا' پھر غسل کرو اور نماز پڑھو''

عورت کے رحم سے نکلنے والا خون تین قسم پر ہے۔(۱) حیض (۲) نفاس (۳) استحاضہ دم حیض سارے بدن کا فضلہ ہے جو رحم عورت میں جمع ہوتا ہے جب نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے تو اس نطفہ سے جنین کی ہڈیاں بنتی ہیں اور دم حیض کے اجزاء اصلیہ سے جنین کا گوشت پوست تیار ہوتا ہے۔اور باقی فضلہ جو رحم میں رہ جاتا ہے ولادت جنین کے وقت نفاس کی صورت میں خارج ہوتا ہے تو دم نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے بعد ہو استحاضہ دم اصلی ہے رگ کا خون ہے جو رحم کے منہ پر ہوتی ہے اس لیے یہ خون بھی رحم کے راستہ سے خارج ہوتا ہے حیض اور نفاس کا خون دم فضلہ ہے اس کا بدن سے خارج ہونا صحت کے لیے ضروری ہے اس کی بندش موجب مرض ہے استحاضہ کا خون دوسرے عام خون کی طرح بدن کے نشوونما میں کام آتا ہے اس کا جزو بدن بننا صحت کے لیے ضروری ہے اور اس کا بدن سے نکلنا دوسرے عام خون کی طرح مضر ہے۔

مستحاضہ کی اقسام: اس کی تین قسمیں متفق علیہ ہیں: (۱) مبتدئہ جس کو ابتداء بلوغ سے دائمی خون جاری ہو جائے (۲) معتادہ جس کی حیض ونفاس میں عادت مقرر ہو پھر استحاضہ شروع ہو جائے۔(۳) متحیرہ کہ زمان وعدد کے لحاظ سے عادت مقرر نہیں تھی یا مقرر تھی مگر بھول گئی پھر استحاضہ شروع ہو گیا۔ حنفیہ کے نزدیک مبتدئہ ہر ماہ کے شروع میں دس دن حیض شمار کرے پھر انقطاع

حیض کا غسل کرے پھر ہر نماز وضو سے پڑھتی رہے۔ متحیرہ کے احکام میں بہت تفصیل ہے۔ شامی، بحرالرائق وغیرہ میں درج ہے متحیرہ خود بھی حیران ہے علماء بھی حیران ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری فرمائے ہیں اس کا نام متحریہ ہونا چاہیے کہ تحری کر کے ظن غالب پر عمل کرے۔ چوتھی ممیزہ ہے جو اپنے خون کے رنگ سے حیض اور نفاس کا امتیاز کرے اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک تمیز بالالوان معتبر نہیں ہے۔ صرف عادت کا اعتبار ہے ائمہ ثلاثہ کے ہاں تمیز بالالوان معتبر ہے۔

دلائل احناف: وہ روایات میں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امرءۃ مستحاضہ سے تمیز بالالوان کا پوچھے بغیر اس کو عادت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۱۶ میں یہ مضمون ہے اور اس مضمون کی روایات کو امام ابوداؤد نے قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث عائشہؓ نمبر ۱۱۳ میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں لاتعجلن حتی ترین القصة البیضاء یہ حدیث مرفوع حکمی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے سفیدی کے علاوہ ہر قسم کا رنگ حیض کا رنگ ہوسکتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: (۱) حدیث فاطمہ بنت ابی حُبیش جس میں الفاظ یہ ہیں:

اذا کان دم الحیض فانہٗ دمٌ اسودُ یُعرفُ فاذا کان ذٰلك فامسکی عن الصلوٰۃ۔

اس روایت میں تمیز بالالوان کا اعتبار کیا جارہا ہے۔

جواب: (۱) ابوداؤد نے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے بعض طرق میں حضرت عائشہؓ کا واقعہ ہے اور بعض میں نہیں اور ابوحاتم نے اس کو منکر امام طحاوی نے ضعیف کہا ہے۔ لہٰذا مذکورہ صحیح احادیث کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

جواب: (۲) اس کا مصداق یہ ہے کہ تمیز لون عادت کے موافق ہو تو حقیقت میں عادت کا اعتبار ہوا۔ دوسری دلیل: اقبال و ادبار والی احادیث کثیرہ مثلاً حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث میں ہے فاذا اقبلت الحیضہ فاترکی الصلوٰۃ (بخاری) اور حدیث نمبر ۱۱۴ وحدیث نمبر ۱۱۵ محدثین کے نزدیک اقبال وادبار تعبیر اور عنوان ہے۔ تمیز بالوان کا یعنی جب تک حیض کا خون آتا رہے نماز چھوڑ دے اور اگر حیض کی رنگت کا خون نہ آئے تو خون دھو کر نماز پڑھے۔

جواب: حیض کی پہچان جیسے تمیز سے ہوتی ہے ایسے ہی عادت سے بھی ہوتی ہے۔ تو اقبال وادبار والی احادیث میں رنگ اور عادت دونوں کا احتمال ہے لیکن مراد عادت ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث نمبر ۱۱۴ دونوں لفظوں سے مروی ہے: فاذا اقبلت الحیضہ فاترکی الصلوٰۃ (بخاری) صف ۴۴ اور بخاری صف ۴۷ میں ہے ولکن دعی الصلوٰۃ قدر الایام التی کنت تحیضین فیہا۔ لہٰذا اقبال وادبار والی احادیث سے استدلال درست نہیں۔

۱۱۵۔ وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِیْ حُبَیْشٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُسْتَحَاضُ الشَّهْرَ وَالشَّهْرَیْنِ فَقَالَ لَیْسَ ذٰلِكِ بِحَیْضٍ وَّلٰکِنَّهٗ عِرْقٌ فَاِذَا اَقْبَلَ الْحَیْضُ فَدَعِی الصَّلٰوةَ عَدَدَ اَیَّامِكِ الَّتِیْ کُنْتِ تَحِیْضِیْنَ فَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِیْ وَتَوَضَّأِیْ لِکُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں ایک، ایک، دو، دو مہینہ تک مستحاضہ رہتی ہوں تو آپ نے فرمایا'' یہ حیض نہیں ہے بلکہ ایک رگ ہے' پس جب حیض آ جائے تو اتنے ایام کی تعداد جن میں تمہیں حیض آتا تھا نماز چھوڑ دو' پھر جب حیض چلا جائے تو غسل کرو اور نماز کے لیے وضو کرو۔'' اس حدیث کو ابن حبان نے بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۱۶۔ وَعَنْهَا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ اَقْرَائِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلاً وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ. رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا'' اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دو' پھر غسل کرو' پھر ہر نماز کے وقت وضو کرو۔'' اس حدیث کو ابن حبان نے بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

ثم تتوضأ عند کل صلوٰة

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے وضو لازم ہے امام مالک کے ہاں مستحب ہے ان کے نزدیک دم غیر معتاد کا خروج ناقص وضو نہیں۔ دلیل جمہور متعدد روایات میں توضئی کل صلوٰۃ امر کا صیغہ وارد ہے امام مالک کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں وضو کا ذکر نہیں جیسے حضرت عائشہ کی حدیث فاطمہ بنت قیس سے متعلق ہے۔ فاذا ادبرت فاغسلی عنکِ الدم ثم صلی (ابوداؤد)

جواب: ناطق ساکت راجح ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک مستحاضہ پر ہر نماز کے وقت وضو لازم ہے۔ پھر اس وضوء سے وقت کے اندر فرض، نفل، ادا اور قضاء سب جائز ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ہر فرض کے لیے مستقل وضو فرض ہے نفل تبعاً جائز ہیں۔

فریق اول کی دلیل: عن عائشہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لفاطمۃ بنت ابی حبیش توضئی لوقت کل صلوٰۃ (شرح مختصر الطحاوی، المبسوط للسرخی)

شوافع کی دلیل: وہ احادیث ہیں جن میں توضئی لکل صلوۃ یا تتوضأ لکل صلوۃ کے الفاظ ہیں (ترمذی، ابن ماجہ)

جواب: کل صلوۃ محتمل ہے اور لوقت صلوٰۃ مفسر ہے۔ تو محتمل کو مفسّر پر محمول کرنا چاہیے۔ نیز لصلوۃ سے وقت صلوۃ مراد لینا شرعاً عرفاً مستعمل ہے۔ مرفوع حدیث میں ہے ان للصلوٰۃ اولا وآخراً (آگے اس کی تشریح ہے وان اول وقت الظهر حين تزول الشمس و ان آخر وقتها حين يدخل وقت العصر عرف کی مثال آتیتُك لصلوٰة الظهر ای لوقتها نیز امام طحاوی نے فرمایا کہ ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ مستحاضہ نماز کے وقت وضو کرے اور نماز نہ پڑھے نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو اگلی نماز کے لیے نیا وضو کرے گی معلوم ہوا اس کا وضو صلوۃ کے لیے نہیں بلکہ وقت کے لیے تھا۔

مسئلہ: ائمہ اربعہ کے نزدیک مستحاضہ کے لیے صرف انقطاع حیض والا غسل ضروری ہے اور ہر نماز کے لیے غسل واجب نہیں لیکن حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن زبیرؓ کے نزدیک نماز کے لیے غسل واجب ہے۔ **جمہور کے دلائل:** حدیث عائشہ حدیث نمبر ۱۱۵، ۱۱۶، **فریق ثانی کی دلیل:** حدیث عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ ثم تغتسل وتتوضأ عند کل صلوٰۃ رواہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ (ص ۵۹ ج ۱)۔

جواب نمبر (۱): دلائل مذکورہ کے قرینہ سے یہ منسوخ ہے۔ جواب (۲) یہ استحباب ونظافت اور احتیاط پر محمول ہے۔ جواب (۳) یہ حدیث علاج پر محمول ہے تاکہ خون کی قوت وکثرت میں کمی آجائے۔ جواب (۴) یہ حدیث مستحاضہ متحیرہ پر محمول ہے۔ جواب (۵) تغتسل پر کلام ختم ہوجاتی ہے اور تتوضأ عند کل صلوٰۃ جملہ مستانفہ ہے۔

اَبْوَابُ الْوُضُوْءِ

بَابُ السِّوَاكِ

باب: مسواک کا بیان

سواک مصدری معنی لیں تو معنی ہوگا مسواک کرنا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ مایستاك به وہ لکڑی جس سے مسواک کیا جائے اس وقت مضاف محذوف ہوگا اے استعمال السواک۔

مسئلہ: مسواک کے سنت ہونے میں اتفاق ہے اس میں اختلاف ہے کہ وضو کی سنت ہے یا نماز کی سنت ہے احناف کے نزدیک وضو کی سنت ہے شوافع کے نزدیک نماز کی سنت ہے۔ ثمرہ اختلاف اس صورت میں ظاہر ہوگا اگر ایک آدمی نے وضو کے ساتھ مسواک کیا پھر اس وضو سے کئی نمازیں پڑھیں تو احناف کے نزدیک ہر نماز کے ساتھ مسواک کا اجر حاصل ہوگا جبکہ شوافع کے نزدیک اس کو مسواک کا اجر صرف پہلی نماز میں ملے گا۔

دلائل احناف: وہ احادیث جن میں عند کل وضوء یا مع کل وضوء یا عند کل طهور کے الفاظ ہیں۔

دوسری دلیل: حدیث عبداللہ بن حنظلہؓ کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضوء لکل صلوٰۃ کا حکم تھا پھر مسواک لکل صلوٰۃ کا حکم ہوا۔ تو معلوم ہوا مسواک لکل صلوٰۃ بدل ہے وضوء لکل صلوٰۃ کا تو وضوء لکل صلوٰۃ مبدل ہے اس کا تعلق طہارت سے ہے تو بدل کا تعلق بھی طہارت کے ساتھ ہونا چاہیے قیاس سے بھی عند کل وضوء کو ترجیح ہے اس لیے بعض دفعہ مسواک کرنے سے دانتوں سے خون نکل آتا ہے پھر وضو کرنے جائے گا یا مسواک دھونے جائے گا کیونکہ شوافع کے ہاں خارج من غیر سبیلین ناقض نہیں نجس تو ہے ہی بہر حال بعض صلوٰۃ فوت ہوجائے گی۔ مسواک عند الوضوء میں یہ خرابی لازم نہیں آئے گی۔

شوافع کے دلائل: وہ احادیث ہیں جن میں مسواک لکل صلوٰۃ یا عند صلوٰۃ کے لفظ ہیں۔

جواب: عند کل صلوٰۃ کا معنی عند کل وضوء صلوٰۃ ہے تو یہ روایات محتمل ہیں جبکہ عند کل طہور والی روایات محکم ہیں ان میں کوئی دوسرا

احتمال نہیں محتمل سے محکم کو ترجیح ہوتی ہے۔

۱۱۷۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ وَلِلْبُخَارِیِّ تَعْلِيْقًا لَّاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ وُضُوْءٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میرے لیے اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔''

اس حدیث کو جماعت محدثین نے بیان کیا ہے اور احمد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا'' اور بخاری نے تعلیقاً یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''میں انہیں ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔''

لولا ان اشق علی امتی: سوال: مسواک کا حکم تو ہے لولا سے معلوم ہو رہا ہے کہ امر بالسواک منفی ہے۔

جواب: امر استحباب کا ہے نفی امر وجوب کی ہے خوف مشقت کی وجہ سے اس کو واجب نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کبھی ذاتی فضیلت والے امر کو عارض کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

۱۱۸۔ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَاَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر آپ کی اُمت پر مشقت والی بات نہ ہوتی تو آپ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتے۔'' اس حدیث کو مالکؒ نے بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۱۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ وَالْبُخَارِیُّ تَعْلِيْقًا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مسواک منہ کو پاکیزہ اور پروردگار کو راضی کرنے والی ہے۔'' اس حدیث کو احمد اور نسائی نے صحیح سند سے اور بخاری نے تعلیقاً بیان کیا ہے۔

۱۲۰۔ وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ الْوُضُوْءِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میرے لیے اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالنی والی بات نہ ہوتی تو میں انہیں ہر نماز کے وقت وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔'' اس حدیث کو ابن حبان نے صحیح میں بیان کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۲۱۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میرے لیے اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالنے والی بات نہ ہوتی تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔''

اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور ہیثمیؒ نے کہا ہے اس کی سند حسن ہے۔

۱۲۲۔ وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ۔ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمَذِيُّ۔

مقدام بن شریح سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا' میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے گھر تشریف لاتے تو کس چیز سے ابتداء فرماتے تھے؟ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا ''مسواک سے'' بخاری اور ترمذی کے علاوہ اسے جماعت محدثین نے بیان کیا ہے۔

یہ ابتداء بالسواک طہارت کے کاموں میں مراد ہے۔

۱۲۳۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا التِّرْمَذِيُّ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو اُٹھتے تو اپنے منہ مبارک کو مسواک سے صاف فرماتے۔'' اس حدیث کو ترمذی کے علاوہ جماعت محدثین نے بیان کیا ہے۔

۱۲۴۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَالَا اُحْصِيْ يَتَسَوَّكُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزہ کی حالت میں اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا جسے میں شمار نہیں کرسکتا۔'' اس حدیث کو احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے بیان کیا ہے۔ (ترمذی) نے اسے حسن کہا ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے اور اسے بخاری نے تعلیقاً بیان کیا ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اَكْثَرُ اَحَادِيْثِ الْبَابِ تَدُلُّ عَلَى اِسْتِحْبَابِ السِّوَاكِ لِلصَّائِمِ بَعْدَ الزَّوَالِ وَلَمْ يَثْبُتْ فِيْ كَرَاهَتِهٖ شَيْءٌ۔

نیموی نے کہا' اس باب کی اکثر احادیث زوال کے بعد بھی روزہ دار کے لیے مسواک کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور اس کی کراہت میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ: روزہ کی حالت میں مسواک کرنا احناف کے نزدیک مطلقاً مستحب ہے۔ صبح وشام رطب ویابس کا کوئی فرق نہیں۔ امام شافعی کے اصح قول میں زوال سے قبل مستحب ہے۔ بعد الزوال مکروہ رطب ویابس کا کوئی فرق نہیں امام مالک کے نزدیک تازہ مکروہ ہے خشک درست ہے زوال سے قبل اور بعد کا فرق نہیں امام احمد کے ایک قول میں زوال کے بعد مطلقا مکروہ ہے زوال سے قبل رطب مکروہ ہے۔

حنفیہ کی دلیل: دوقسم کی حدیثیں ہیں۔ (۱) عام جو مطلقا مسواک کی فضیلت میں وارد ہیں۔ وہ اپنے عموم کے لحاظ سے روزہ دار کو بھی شامل ہیں۔ (۲) خاص نصوص ہیں جو روزہ دار سے متعلق ہیں مثلاً حدیث باب حدیث نمبر ۱۲۴۔

فریق ثانی کی دلیل: عن ابی ھریرة قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لخلوف فم الصائم اطیب عندالله من ریح المسك (بخاری، ومسلم) خلوف محمود ہے تو اس کا ازالہ مکروہ ہوگا۔ مسواک سے اس کا ازالہ ہوتا ہے لہذا مسواک مکروہ ہے۔

جواب: محقق ابن الہمام فرماتے ہیں خلوف خالی معدہ سے پیدا ہوتی ہے۔ مسواک سے وہ زائل نہیں ہوتی البتہ اس کا اثر دانتوں کی زردی وغیرہ کا زائل ہونا ہے تو مسواک کرنا اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔ **دوسرا جواب:** علامہ عینی فرماتے ہیں اس حدیث کا مقصد روزہ دار کا اکرام کرنا ہے کہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں۔ جس طرح کلی کرنے سے منہ کی صفائی ہوتی ہے مسواک سے بھی صفائی ہوتی ہے۔

بَابُ التَّسۡمِيَةِ عِنۡدَ الۡوُضُوۡءِ

باب: وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا

۱۲۵۔ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَا اَبَا هُرَیۡرَةَ اِذَا تَوَضَّاۡتَ فَقُلۡ بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ فَاِنَّ حَفَظَتَكَ لَاتَبۡرَحُ تَكۡتُبُ لَكَ الۡحَسَنَاتِ حَتّٰی تُحۡدِثَ مِنۡ ذٰلِكَ الۡوُضُوۡءِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الصَّغِیۡرِ وَقَالَ الۡهَیۡثَمِیُّ اِسۡنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے ابوہریرہ! جب تم وضو کرو تو یوں کہو:

"بِسۡمِ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ۔"

(اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔)

بلاشبہ تمہاری حفاظت کرنے والے فرشتے تمہارے لیے اس وضو سے محدث ہونے تک برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔"

اس حدیث کو طبرانی نے صغیر میں بیان کیا ہے اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وضوء کی ابتداء میں تسمیہ سنت ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہے۔ **دلائل جمہور:** عن ابی ھریرة وابن مسعود وابن عمر عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال من توضأ و ذکر اسم اله فانهٗ

يطهر جسده كله ومن لم يذ كر اسم الله لم يطهر الا موضع الوضوء نیز اس مضمون کی حدیث حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے مروی ہے گو یا یہ روایات ضعیف ہیں مگر تعدد طرق کی وجہ سے حجت ہیں۔ اہل ظاہر کی دلیل: حدیث ابی هريرة لا وضوء لمن لم يذ كر اسم الله عليه نیز اس مضمون کی حدیث حضرت عائشہؓ، حضرت سعید بن یزید سے ابن ماجہ مسند بزار وغیرہ میں مروی ہیں۔

جواب: یہ حدیثیں سب ضعیف ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: لا اعلم فی هذا الباب حديثاله اسناد جيد. نیز مذکورہ بالا احادیث کے قرینہ سے حدیث ابی ہریرۃ میں لا نفی کمال کے لیے ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ صِفَةِ الْوُضُوْءِ

باب: جو روایات طریقہ وضو کے بارہ میں ہیں

۱۲۶۔ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَنَّهٗ رَاٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا بِاِنَآءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْاِنَآءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَّيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ اِلَى الْكَعْبَيْنِ. ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے برتن منگوایا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پانی ڈال کر تین بار انہیں دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈال کر کلی کی اور ناک جھاڑا، پھر اپنے چہرے کو تین بار دھویا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین بار دھویا، پھر کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے میرے اس وضو جیسا وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں، ان دونوں رکعتوں میں اپنے جی میں باتیں نہ کیں (یعنی خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھیں، خیال منتشر نہ ہونے دیا) تو اس کے پہلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔'' اس حدیث کو شیخین نے بیان کیا ہے۔

قوله فافرغ علٰى كفيه ثلث مرار: مسئلہ: امام شافعی کے نزدیک اعضاء مغسولہ کو تین بار دھونا مسنون ہے تین سے کم یا زیادہ بار دھونا خلاف سنت ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک ایک مرتبہ فرض دو مرتبہ مستحب اور تین مرتبہ سنت ہے۔ شوافع کے دلائل: وہ احادیث جن میں تین تین مرتبہ دھونا ثابت ہے ان میں سے ایک حدیث نمبر ۱۲۶ بھی ہے نسائی ابن ماجہ میں تین مرتبہ دھونے کے عمل کے نقل کے بعد یہ اضافہ ہے فمن زاد اونقص فقد ظلم و تعدٰى ۔ ائمہ ثلاثہ اور جمہور کا مستدل: وہ احادیث ہیں جن میں ایک ایک مرتبہ دھونا منقول ہے تو وہ فمن زاد اونقص الخ والی احادیث کا معنی یوں کرتے ہیں جو لوگ تین مرتبہ سے زیادہ دھوتے ہیں وہ اپنے آپ کو کمال ثواب سے محروم کر کے ظلم اور تعدّی کرتے ہیں ورنہ یہ ناجائز

نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سے کم بھی دھویا ہے۔

لایحدث فیهما نفسه: دل میں دو قسم کے خیالات آتے ہیں: (۱) اختیاریہ (۲) غیر اختیاریہ۔ اکمل نماز وہ ہے جس میں دونوں قسم کے خیالات نہ ہوں۔ اگر غیر اختیاری خیالات پیدا ہوں تو وہ نماز کے منافی نہیں۔ خیالات اختیاریہ پھر دو قسم پر ہیں۔ دنیاوی یا دینی، اگر یہ دنیوی ہوں تو نماز کے کمال کے منافی ہیں۔ اگر یہ دینیہ ہوں تو متعلق بالصلوٰۃ ہوں گے یا متعلق بغیر صلوٰۃ ہوں گے۔ اگر متعلق بغیر صلوٰۃ ہوں تو ان کا ہونا مناسب نہیں اگر متعلق بالصلوٰۃ ہوں تو یہ محمود ہیں۔

سوال: حدیث سے معلوم ہوتا ہے تحیۃ الوضوء مکفر ذنوب وضوء نہیں ہے۔

جواب: (۱) اختلاف اشخاص سے حکم مختلف ہو جاتا ہے بعض کا وضوء اتنا اعلیٰ ہوتا ہے کہ وہی مکفر ذنوب بن جاتا ہے اور بعض کے لیے تحیۃ الوضوء کی ضرورت پڑتی ہے۔ **جواب:** (۲) وضو کا مکفر ذنوب ہونا ذنوب ظاہرہ کے اعتبار سے ہے جبکہ تحیۃ الوضوء کا مکفر ذنوب ہونا ذنوب باطنہ کے اعتبار سے ہے پھر اس سے مراد صغائر ہیں کبائر کے لیے تو یہ ضروری ہے۔

بَابٌ فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ

باب: مضمضہ اور استنشاق اکٹھا کرنا

۱۲۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمِ نِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ قِيْلَ لَهٗ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم الانصاری رضی اللہ عنہ ''یہ صحابی ہیں'' نے کہا کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا وضو کرنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے برتن منگایا اور اس میں سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈال کر انہیں تین بار دھویا' پھر اپنے ہاتھ کو پانی میں ڈالا' پانی نکال کر ایک ہی ہاتھ سے مضمضہ اور استنشاق کیا۔ پس تین بار ایسا ہی کیا' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی نکالا' تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا' پانی نکال کر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دو دو بار دھویا' پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی نکالا' اپنے سر کا مسح کیا' اپنے ہاتھوں کو سر پر آگے کی طرف اور پیچھے کی طرف لے گئے' پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھویا' پھر کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو اس طرح تھا۔'' اس روایت کو شیخین نے بیان کیا ہے۔

۱۲۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَّرَّةً وَّجَمَعَ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایک بار وضو فرمایا اور مضمضہ (کلی) اور استنشاق (ناک میں پانی ڈالنا) اکٹھا کیا۔ اس حدیث کو دارمی' ابن حبان' حاکم نے بیان کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

بَابٌ فِي الْفَصْلِ بَيْنَ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ

باب: مضمضہ اور استنشاق علیحدہ علیحدہ کرنا

۱۲۹۔ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ شَهِدْتُّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَّعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَوَضَّأَ ثَلاَ ثًا ثَلاَثًا وَّاَفْرَدَ الْمَضْمَضَةَ مِنَ الْاِسْتِنْشَاقِ ثُمَّ قَالَا هٰكَذَا رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ۔ رَوَاهُ ابْنُ السَّكَنِ فِيْ صِحَاحِهٖ۔

ابو وائل شقیق بن سلمہ نے کہا' میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا' دونوں نے تین تین بار وضو کیا اور مضمضہ کو استنشاق سے علیحدہ کیا' پھر کہا' ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس حدیث کو ابن السکن نے اپنی صحاح میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ: مضمضہ اور استنشاق میں فصل و وصل دونوں جائز ہیں افضلیت میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک فصل اولیٰ ہے امام مالک کی ایک روایت اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ کے نزدیک وصل اولیٰ ہے فصل یہ ہے کہ پہلے تین چلو سے مضمضہ کرے پھر تین چلو سے استنشاق کرے وصل یہ ہے کہ صرف تین چلو پانی استعمال کرے ہر ایک چلو سے مضمضہ اور استنشاق اکٹھے کرے نیز اس کی دیگر صورتیں بھی ہیں جو معارف السنن وغیرہ میں مذکور ہیں۔ **فصل کی دلیل:** (۱) حدیث باب نمبر ۱۲۹ دوسری دلیل تمام وہ احادیث جن میں یہ لفاظ ہیں فتوضأ ثلثا ثلاثا فمضمض ثلاثا ثلاثا ان کے متبادر مفہوم فصل ہے اس نوع کی مرفوع حدیث حضرت عثمان سے، ابوداؤد میں حضرت علی سے ترمذی میں حضرت ابوہریرہ سے ابن ماجہ میں مروی ہے اور اگلا باب مایستفاد منه الفصل کے تحت مروی ہے۔ **وصل کی دلیل:** سابق باب کی حدیث نمبر ۱۲۷' ۱۲۸۔

جواب: یہ واقعہ جزئیہ ہے جو بیان جواز پر محمول ہے۔

بَابٌ مَّا يُسْتَفَادُ مِنْهُ الْفَصْلُ

باب: جس سے مضمضہ اور استنشاق علیحدہ علیحدہ کرنا سمجھا جاتا ہے

۱۳۰۔ عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلاَ ثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلاَ ثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلاَ ثًا وَّذِرَاعَيْهِ ثَلاَ ثًا وَّمَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ فَضْلَ طُهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ

ابو حیہ نے کہا' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا' پس اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دھویا' یہاں تک کہ انہیں خوب صاف کیا' پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا' تین بار چہرہ دھویا' دونوں بازوؤں کو بھی تین بار دھویا اور ایک بار مسح کیا' پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے' پھر کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی لے کر اسے کھڑے کھڑے ہی پی لیا' پھر کہا ''میں نے بہتر سمجھا کہ تمہیں دکھاؤں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو کیسا تھا۔'' اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأُتِيَ بِمِيْضَاةٍ فَأَصْغَاهَا عَلٰى يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَدْخَلَهَا فِي الْمَآءِ فَتَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثَلَاثًا وَّغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ اَدْخَلَ يَدَهٗ فَاَخَذَ مَآءً فَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَأُذُنَيْهِ فَغَسَلَ بُطُوْنَهُمَا وَظُهُوْرَهُمَا مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّآئِلُوْنَ عَنِ الْوُضُوْءِ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابن ابی ملیکہ نے کہا' میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا' ان سے وضو کے بارے میں پوچھا گیا' انہوں نے پانی منگایا تو لوٹا پیش کیا گیا' انہوں نے اسے اپنے دائیں ہاتھ پر ڈالا' پھر وہ ہاتھ پانی میں داخل کر کے تین بار کلی کی اور تین بار ناک جھاڑا اور تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ تین بار اور بایاں ہاتھ تین بار دھویا' پھر پانی لے کر اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا' دونوں کانوں کے اندرونی اور بیرونی حصہ کو ایک بار دھویا' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے اور کہا وضو کے بارے میں پوچھنے والے کہاں گئے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث ابی داؤد نے بیان کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۱۳۲۔ عَنْ رَاشِدِ بْنِ نَجِيْحٍ اَبِيْ مُحَمَّدِ نِ الْحِمَّانِيِّ قَالَ رَأَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِالزَّاوِيَةِ فَقُلْتُ لَهٗ اَخْبِرْنِيْ عَنْ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ فَإِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ كُنْتَ تُوَضِّئُهٗ قَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَأُتِيَ بِطَسْتٍ وَّقَدَحٍ فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَكْفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْمَآءِ وَاَنْعَمَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ ثَلَاثًا وَّاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَّغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ اَخْرَجَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَغَسَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً وَّاحِدَةً غَيْرَ اَنَّهٗ اَمَرَّهُمَا عَلٰى اُذُنَيْهِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ إِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

راشد بن نجیح ابو محمد الحمانی نے کہا' میں نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کو زاویہ میں دیکھا' تو ان سے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کے بارہ میں بتایئے کہ وہ کس طرح تھا؟ تحقیق مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ انہیں وضو کراتے تھے' انہوں نے کہا' ہاں! تو انہوں نے پانی منگوایا' ایک طشت اور پیالہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھ دیا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھویا' پھر تین بار کلی کی' تین بار ناک میں پانی ڈالا اور تین بار چہرہ دھویا' پھر اپنا دایاں ہاتھ نکال کر اُسے تین بار دھویا' پھر بایاں ہاتھ تین بار دھویا اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا' البتہ انہوں نے ہاتھ اپنے دونوں کانوں پر پھیرے اور ان کا

مسح کیا۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مضمضہ اور استنشاق سنت ہے امام احمد کے مشہور قول میں واجب ہے۔ **دلائل ائمہ ثلاثہ:** (۱) آیت وضو میں ان کا ذکر نہیں۔ **دوسری دلیل:** حدیث مسیئی الصلوٰۃ میں مقام تعلیم میں ان کا ذکر نہیں۔ **تیسری دلیل:** حدیث عائشہ میں ہے عشر من الفطرۃ فطرہ کے معنی سنت کے ہیں ان دس چیزوں میں مضمضہ واستنشاق بھی شامل ہے۔ دلیل احمد وضو کی احادیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو میں مضمضہ اور استنشاق پر مواظبت فرمائی ہے جو وجوب کی دلیل ہے۔

جواب: مذکورہ بالا تعلیم اعرابی والی حدیث کے قرینہ سے مواظبت سنت پر محمول ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کفین اور تکرار غسل پر مواظبت فرمائی ہے جبکہ یہ بالاتفاق سنت ہے۔ دوسری دلیل احادیث میں مضمضہ واستنشاق کا حکم امر کے صیغہ یا امر کے لفظ سے ہے اور امر وجوب کے لیے ہے۔ **جواب:** مذکورہ احادیث کے قرینہ سے یہ سب احادیث سنیت پر محمول ہیں۔

بَابُ تَخْلِيْلِ اللِّحْيَةِ

باب: داڑھی کے خلال میں

۱۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهٗ بِالْمَآءِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے تو پانی کے ساتھ اپنی داڑھی مبارک کا خلال فرماتے۔ یہ حدیث احمد نے بیان کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

لحیہ دو قسم کی ہے (۱) خفیفہ کہ اندر کا چمڑا دکھائی دے اس کے اندر چمڑے تک پانی پہنچانا فرض ہے (۲) کثیفہ کہ اندر کا چمڑا نظر نہ آئے اس کے اندر پانی پہنچانا فرض نہیں اوپر سے دھونا فرض ہے راجح قول کے مطابق اتنی مقدار جو رخساروں اور ٹھوڑی کے محاذات میں ہے اس کو دھونا فرض ہے جو نیچے لٹکی ہوئی ہے اس کا دھونا فرض نہیں۔

مسئلہ: جمہور علماء وائمہ اربعہ کے نزدیک تخلیل لحیہ مستحب ہے یا سنت ہے اسحاق بن راھویہ اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہے۔ دلائل جمہور: آیت وضو نص قرآنی میں وضو کے فرائض بیان کئے گئے ہیں مگر اس میں خلال لحیہ کا ذکر نہیں ہے۔ (۲) حدیث مسیئی الصلوٰۃ اس میں بھی غسل اور وضو میں خلال کا ذکر نہیں۔ **اہل ظاہر کی دلیل:** عن انس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا توضأ اخذ کفا من ماء فادخلہ تحت حنکہ فخلل بہ لحیتہ وقال ھکذا امرنی ربی ابوداؤد ص ۱۹۔

جواب: (۱) اس کی سند میں عامر بن شقیق ہے جو ضعیف ہے وقال ابو حاتم لیس بقوی (۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقلین وضو تو کثیر صحابہ ہیں چند نے تخلیل لحیہ کا ذکر کیا ہے اگر یہ واجب ہوتا تو سب اس کو نقل کرتے (۳) یہ بھی احتمال موجود ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی اگر یہ حکم امت کو عام ہوتا تو الفاظ حدیث ھکذا امرکم ربی ہوتے۔

بَابُ تَخْلِيْلِ الْاَصَابِعِ

باب: انگلیوں کے خلال میں

۱۳۴۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيْطِ بْنِ صَبُرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلِ الْاَصَابِعَ وَبَالِغْ فِي الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَغْوِيُّ وَابْنُ الْقَطَّانِ۔

عاصم بن لقیط بن صبرۃ سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا' میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! مجھے وضو کے بارے میں بتائیے' آپ نے فرمایا' 'اچھی طرح وضو کر' انگلیوں کا خلال کر اور ناک میں خوب پانی چڑھا مگر جب کہ تم روزہ سے ہو۔''

یہ حدیث چاروں محدثین نے بیان کی ہے۔ ترمذی' ابن خزیمہ' بغوی اور ابن قطان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اسبغ الوضوء: اسباغ الوضوء کے تین درجے ہیں: (۱) اگر تکمیل وضو مراد ہے تو یہ فرض ہے یعنی عضو کو ایسا دھویا جائے کہ بال برابر جگہ خالی نہ رہے (۲) تثلیث غسل اعضاء مراد ہے تو یہ سنت ہے (۳) اگر اطالۃ الغرّۃ مراد ہے تو یہ مستحب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضوء فارغ ہوتے تو اپنی پیشانی مبارک پر پانی بہادیتے۔

وخلّل الاصابع: اصابع الرجلین کے خلال کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی خنصر سے شروع کرے کہ استحباب تیامن پر بھی عمل ہو جائے اور بائیں پاؤں کی خنصر پر ختم کرے رِجلین کے نیچے کی جانب سے خنصر اندر کر کے یا اوپر کی جانب سے مسح کرنا دونوں صحیح ہیں۔ اور اصابع الیدین میں خلال کرنے کا طریقہ افضل اور اولیٰ تشبیک ہے پھر جمہور علماء کے نزدیک تخلیل اصابع سنت یا مستحب ہے۔ حنابلہ اور اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہے۔ **جمہور کے دلائل:** اس مسئلہ میں وہی ہے جو تخلیل لحیہ میں مذکورہ ہوئے ہیں۔ **حنابلہ اور اہل ظاہر کے دلائل:** وہ احادیث میں جن میں تخلیل اصابع کا حکم بصیغہ امر ہے۔ جمہور کے نزدیک دلائل مذکورہ کے قرینہ سے امر استحباب کے لیے ہے۔

۱۳۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمَذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' 'جب تم وضو کرو تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرو۔'' یہ حدیث احمد' ابن ماجہ اور ترمذی نے بیان کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

بَابٌ فِيْ مَسْحِ الْاُذُنَيْنِ

باب: کانوں کے مسح میں

۱۳۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَغَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً

فَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ دَاخِلَهُمَا بِالسَّبَابَتَيْنِ وَخَالَفَ بِاِبْهَامَيْهِ اِلٰى ظَاهِرِ اُذُنَيْهِ فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ غَرَفَ غُرْفَةً فَغَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى۔ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ مَنْدَةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضوفرمایا' ایک چلولیا اپنا چہرہ دھویا' پھر چلولیا' اپنا دایاں ہاتھ دھویا' پھر چلولیا اپنا بایاں ہاتھ دھویا' پھر چلولیا اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح شہادت کی انگلیوں سے کیا اور کانوں کے بیرونی حصہ پر اپنے دونوں انگوٹھے نیچے سے اوپر لے گئے (اس طرح) دونوں کانوں کے بیرونی اور اندرونی حصہ کا مسح کیا' پھر چلو لے کر دایاں پاؤں اور پھر چلو لے کر بایاں پاؤں دھویا۔ یہ روایت ابن حبان اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن مندہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

فمسح برأسه کیفیت مسح: امام سرخسی فرماتے ہیں ہاتھ کی ہتھیلیوں اور تین انگلیوں کے ساتھ سر کا استیعاب کیا جائے اور سبابتین کے ساتھ اذنین کے باطن کا مسح کیا جائے اور ابہامین کے ساتھ اذنین کے ظاہر کا۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ امام احمد کے نزدیک کانوں کے مسح کے لیے جدید پانی ضروری نہیں بلکہ مسح رؤس والی بقیہ تری بھی کافی ہے۔ امام شافعی امام مالک کے نزدیک جدید پانی لینا ضروری ہے۔

فریق اول کی دلیل: عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الاذنان من الرأس اس مضمون کی متعدد احادیث ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد تعلیم دینا تھا احکام کی تعلیم کے لیے تشریف لائے نہ کہ خلقت بتانے کے لیے تو مطلب یہ ہوا کہ کان سر کے حکم میں ہیں۔ لہٰذا سر کے مسح کی تری کان کے مسح کے لیے کافی ہوگی۔

فریق ثانی کی دلیل: (۱) کان مستقل عضو ہے لہٰذا پانی مستقل ہونا چاہیے۔

جواب: نص کے مقابلہ میں قیاس معتبر نہیں، دوسری دلیل حضرت ابن عمرؓ سے جدید پانی لینا ثابت ہے جواب (۱) ممکن ہے تری کے خشک ہو جانے کی وجہ سے نیا پانی لیتے ہوں۔ **جواب:** (۲) دلائل مذکورہ کے قرینہ سے اس روایت سے نفس جواز ثابت ہوتا ہے نہ کہ وجوب اور جواز کے ہم بھی قائل ہیں حالانکہ کلام وجوب میں ہے جو ثابت نہیں ہوا۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ

باب: وضو میں دائیں طرف (سے ابتدا کرنا)

۱۳۷۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَأُوْا بِمَيَامِنِكُمْ۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم وضو کرو تو اپنے دائیں جانب سے ابتداء کرو'' یہ روایت چاروں محدثین نے بیان کی ہے اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ضابطہ: امام نووی نے دائیں اور بائیں طرف سے شروع کرنے کے سلسلہ میں یہ ضابطہ لکھا ہے جس کام میں تزئین وتکریم اور تبرک ہو اس میں تیامن مستحب ہے اس کے علاوہ باقی تمام افعال میں تیاسر (بائیں طرف سے شروع کرنا) مستحب ہے لہٰذا دخول خلاء کے وقت تیاسر ہونا چاہیے اور خروج کے وقت تیامن اسی طرح مسجد کے دخول میں تیامن اور خروج میں تیاسر ہے۔

بَابٌ مَّا يَقُوْلُ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ

باب: وضو سے فارغ ہونے کے بعد کیا دعا پڑھے

۱۳۸۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ يَّتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَ زَادَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے جو شخص وضو کرے تو اچھی طرح وضو کرے۔ پھر یہ دُعا پڑھے: "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔"

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔) تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس میں سے چاہے داخل ہو۔''

یہ روایت مسلم اور ترمذی نے بیان کی ہے اور ترمذی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔"

(اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ لوگوں میں سے بنا دیں۔)

فتحت له ثمانية ابواب الجنة: اشکال: متوضی تو اس جہان دنیا میں بیٹھا وضو کر رہا ہے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھلنے سے کیا فائدہ جبکہ ان کا تعلق آخرت سے ہے:

جواب: (۱) فتحت سے مراد یوم جزا اور بدلے کا دن ہے مطلب یہ ہے کہ اس وضو کے عمل کے بدلے یوم جزا میں اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ **جواب:** (۲) دروازوں کے ابھی سے کھول دیئے جانے سے متوضی کا اعزاز واکرام مقصود ہے جیسے بادشاہ نے مغرب کے وقت شہر میں داخل ہونا ہوتا ہے مگر چوکیدار صبح سے شہر پناہ کے چاروں دروازے کھول دیتے ہیں۔ **جواب:** (۳) چونکہ موت کا امکان ہر وقت موجود رہتا ہے اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ یہ وضو متوضی کا آخری وضو ہو

اور حدیث کی مراد یہ ہے اگر یہ متوضی وضو کی فراغت سے متصل وفات پا گیا تو اپنے لیے آٹھوں دروازے کھلے پائے گا۔ **اشکال:** دخول کے لیے تو ایک ہی دروازہ کافی ہے آٹھوں دروازوں کے کھلنے سے کیا فائدہ۔ **جواب:** متوضی کا احترام مقصود ہے جیسے شاہی محل میں داخل ہونے کے لیے عام لوگوں کے لیے تو ایک دروازہ کھلا رہتا ہے لیکن بادشاہ کی آمد پر محل کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اب بادشاہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو سکتا ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب: موزوں پر مسح کرنا

۱۳۹۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّيْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا کہ میں جھکا تا کہ آپ کے پاؤں مبارک سے موزے نکالوں' تو آپ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو' تحقیق میں نے یہ طہارت کی حالت میں پہنے ہیں' پھر آپ نے ان پر مسح فرمایا۔'' یہ روایت شیخین نے بیان کی ہے۔

مسئلہ: اہل سنت والجماعت کے نزدیک بالاتفاق مسح علی الخفین جائز ہے روافض کے ہاں ناجائز۔

دلائل اہل سنت والجماعت: (۱) قولہ تعالیٰ وارجلکم الی الکعبین امام شافعی کسرہ والی قرأت کو حالت تخفف پر محمول کرتے ہیں۔ (۲) متواتر احادیث ہیں جو جواز مسح پر دلالت کرتی ہیں۔ نصب الرایہ ص ۶۲ ج پر سنتالیس ۴۷ صحابہؓ سے جواز مسح پر دال مرفوع احادیث مذکور ہیں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں حدثنی سبعون من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسح علی الخفین (مصنف ابن ابی شیبہ) امام ابوحنیفہ و امام کرخی فرماتے ہیں اخاف الکفر علی من لم یر المسح علی الخفین۔

سوال: حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرۃ اور حضرت عائشہ سے مسح علی الخفین کا انکار منقول ہے۔

جواب: حضرت ابن عباسؓ سے جواز مسح کی حدیث مسند بزار میں حضرت ابوھریرہؓ سے مسند احمد، بیہقی وغیرہ میں حضرت عائشہؓ سے نسائی۔ سنن کبریٰ میں مروی ہے۔ اور یہ سب احادیث نبوی ہیں اور مثبت نافی سے راجح ہوتا ہے۔ **شبہ:** روافض کہ مسح علی الخفین کی احادیث آیت وضو کے نزول سے پہلے کی ہے اس کے نزول کے بعد یہ منسوخ ہوگئی تھیں۔ **جواب:** حدیث مغیرہ میں غزوہ تبوک کا واقعہ ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ ہے اور سورۃ مائدہ غزوہ مریسیع میں نازل ہوئی حضرت جریر پر سوال کیا گیا کہ مسح علی الخفین کر رہے ہو یہ تو آیت وضو سے منسوخ ہے تو انہوں نے کہا میں تو مسلمان ہی سورہ مائدہ کے نزول کے بعد ہوا ہوں تو سورہ مائدہ سے مسح علی الخفین کو منسوخ ماننا غلط ہے۔ حضرت جریر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ پہلے مسلمان ہوئے ہیں۔

۱۴۰۔ وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْئَلْهُ فَاِنَّهٗ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِّلْمُقِيْمِ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

شرح بن ہانی نے کہا' میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے موزوں پر مسح کے متعلق دریافت کروں' انہوں نے کہا' ابن ابی طالبؓ کے پاس جاؤ' بیشک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا' آپؓ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن' تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (تک مسح) مقرر فرمایا'' یہ روایت مسلم نے بیان کی ہے۔

جعل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ثلاثة ایام ولیا لیهن للمسافر

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مسح علی الخفین کی مدت مقرر ہے۔ مسافر کے لیے تین دن رات مقیم کے لیے ایک دن رات۔ امام مالک کے نزدیک مدت مقرر نہیں جب تک چاہے مسح کرتا رہے۔ **دلائل ائمہ ثلاثہ:** احادیث باب ہیں جن میں مسح کی مدت مقرر کی گئی ہے۔ **امام مالکؒ کی دلیل:** (۱) خریمہ بن ثابت کی روایت ہے:

عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال المسح علی الخفین للمسافر ثلاثة ایام وللمقیم یوم ولیلة ... وقال فیه لو استزدناه لزادنا

اس روایت کے آخری ٹکڑے سے استدلال کرتے ہیں۔ **جواب:** اس میں محض تخمینہ وظن کا ذکر ہے جس پر احکام کا مدار نہیں جبکہ احکام صاحب شریعت کے قول وفعل سے ثابت ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر (۲) حدیث ابی ابن عمارہ ہے:

قال یارسول الله۔ امسح علی الخفین قال نعم قال یوماً قال یوماً و یومتین قال ثلاثة قال نعم و ماشئت۔

جواب: امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی۔ **جواب:** ۲ مذکورہ صحیح احادیث کے قرینہ سے مؤول ہے مطلب یہ ہے کہ قاعدہ شرعیہ کے مطابق جب تک چاہو مسح کرتے رہو اور وہ قاعدہ ثلاث للمسافر اور یوم للمقیم ہے اس کی یہ حدیث ہے:

الصعید الطیب وضوء المسلم ولو الیٰ عشرین سنتین (ابوداؤد)

شرعی قاعدہ کے مطابق دس سال تک بھی تیمم کرے۔

۱۴۱۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ۔ رَوَاهُ ابْنُ الْجَارُوْدِ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ الشَّافِعِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح میں مقیم کے لیے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لیے تین دن' تین راتیں مدت مقرر فرمائی۔''

یہ روایت ابن جارود اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے اور اسے امام شافعیؒ خطابیؒ اور ابن خزیمہؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۴۲۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ لٰكِنْ مِّنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَحَسَّنَهُ الْبُخَارِيُّ۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ارشاد فرماتے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دن اور تین راتیں اپنے موزے نہ اُتاریں' ماسوی جنابت کے لیکن پاخانہ' پیشاب اور نیند سے (موزے نہ اُتاریں)۔

یہ حدیث احمد' نسائی' ترمذی اور دیگر محدثین نے بیان کی ہے۔ ترمذی' خطابی' ابن خزیمہ نے اسے صحیح اور بخاری نے حسن قرار دیا ہے۔

۱۴۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر دین رائے پر ہوتا تو موزوں کا نچلا حصہ اوپر کے حصہ سے مسح کے لیے بہتر ہوتا اور تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' یہ حدیث ابو داؤد نے بیان کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۴۴۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ ثَلَاثٌ لِّلْمُسَافِرِ وَيَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ لِّلْمُقِيْمِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ہمیں موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا' آپ نے فرمایا ''مسافر کے لیے تین اور مقیم کے لیے ایک دن رات۔''

یہ حدیث احمد اور طبرانی نے اوسط میں بیان کی ہے۔ ہیثمی نے کہا اس کے رجال صحیح احادیث کے رجال ہیں۔

اَبْوَابُ نَوَاقِضِ الْوُضُوْءِ

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْخَارِجِ مِنْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ

باب: دونوں راستوں میں سے کسی ایک سے کوئی چیز نکلنے پر وضو

۱۴۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ حَضَرَ مَوْتَ مَا الْحَدَثُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ فُسَآءٌ اَوْ ضُرَاطٌ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بے وضو ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرماتے' یہاں تک کہ وہ وضو کرے۔'' حضر موت کے رہنے والے ایک شخص نے کہا' اے ابو ہریرہؓ! بے وضو ہونا کیا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھسکی (یعنی ریح بغیر آواز کے) یا گوز (یعنی ریح جو آواز سے ہو)۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۴۶۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِهٖ شَيْئًا فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ اَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص جب اپنے پیٹ میں کوئی چیز (گڑبڑ) پائے' پھر اُسے (یہ معلوم کرنا) مشکل ہو گیا ہو کہ اس سے کوئی چیز (ہوا وغیرہ) نکلی ہے یا نہیں تو مسجد سے باہر نہ نکلے' یہاں تک کہ آواز سن لے یا بُو محسوس کرے۔'' اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

یقین سے کنایہ ہے تو یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ جو شخص گو بہرہ ہو اور قوت شامہ سے محروم ہو تو اس کا وضو کسی حالت میں نہیں ٹوٹے گا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ محض شک یا وہم اور وسوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ اس کے لیے یقین کی ضرورت ہے۔ طہارت تو یقینی تھی اب جب تک اس کو باطل کرنے والا یقین نہ ہوگا وہ طہارت کالعدم نہیں ہوگی۔ الیقین لا یزول بالشک یہ حدیث فقہ کے قواعد میں سے ایک بنیادی قاعدہ ہے۔ جس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ اشیاء اپنے اصول پر باقی رہتی ہے جب تک اس کے خلاف یقین نہ ہو جائے اور شک سے یقین باطل نہیں ہوتا۔

۱۴۷۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فِیْ حَدِيْثِ الْمَسْحِ لٰكِنْ مِّنْ غَآئِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی مسح کے بارے میں مرفوعاً روایت میں ہے ''لیکن (وضو ٹوٹ جائے گا) پاخانہ' پیشاب اور نیند سے۔'' یہ حدیث احمد اور دیگر محدثین نے اسناد صحیح کے ساتھ نقل کی ہے۔

۱۴۸۔ وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَّذَّآءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِیْ اَنْ اَسْئَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَئَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' میں بہت مذی والا شخص تھا اور میں شرماتا تھا کہ (براہِ راست) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوں کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی' میں نے مقداد بن اسودؓ سے کہا' انہوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا'' استنجا کرے اور وضو کرے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۴۹۔ وَعَنْ عَائِشِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ عَلٰی مِنْبَرِ الْکُوْفَۃِ یَقُوْلُ کُنْتُ اَجِدُ مِنَ الْمَذْیِ شِدَّۃً فَاَرَدْتُّ اَنْ اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَتِ ابْنَتُہٗ عِنْدِیْ فَاسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسْأَلَ فَاَمَرْتُ عَمَّارًا فَسَأَلَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا یَکْفِیْ مِنْہُ الْوُضُوْءُ۔ رَوَاہُ الْحُمَیْدِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

عائش بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا' میں مذی کی بہت شدت پاتا تھا' میں نے چاہا کہ (خود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھوں اور آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی تو میں شرما گیا کہ آپ سے پوچھوں' میں نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا' انہوں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا:'' بلاشبہ اس سے وضو کافی ہے۔'' یہ حدیث حمیدی نے اپنی مسند میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۵۰۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَۃِ فَقَالَ تَدَعُ الصَّلٰوۃَ اَیَّامَ اَقْرَائِہَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلاً وَّاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ۔ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا'' حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے' پھر ایک بار غسل کرے' پھر ہر نماز کے وقت وضو کرے۔'' یہ حدیث ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی النَّوْمِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِیْثُ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ فِیْہِ

باب: جو احادیث نیند کے بارہ میں ہیں

۱۵۱۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی عَہْدِہٖ یَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰی تَخْفِقَ رُءُوْسُہُمْ ثُمَّ یُصَلُّوْنَ وَلَا یَتَوَضَّأُوْنَ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ وَّاَصْلُہٗ فِیْ مُسْلِمٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے زمانہ مبارک میں نمازِ عشاء کا انتظار کرتے رہتے' یہاں تک کہ ان کے سر اونگھ کی وجہ سے جھکتے' پھر وہ نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ یہ روایت ابو

داوٗد ترمذی نے اسناد صحیح کے ساتھ نقل کی ہے اور اصل اس کی مسلم میں موجود ہے۔

مسئلہ: نوم انبیاء بالاتفاق غیر ناقض وضوء ہے اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا: انه تنام عیناي ولا ینام قلبي۔

نوم غیر انبیاء میں چار مذاہب ہیں: (۱) امام مالکؒ کے نزدیک نوم کثیر مطلقا ناقض وضو ہے اور نوم قلیل مطلقا ناقض وضو نہیں ہے۔ (۲) امام شافعی کے نزدیک قعود والی نوم غیر ناقض ہے بشرطیکہ مقعد زمین پر خوب ٹکا ہوا ہو اور باقی تمام صورتوں میں نیند ناقض ہے۔ (۳) امام احمد کے نزدیک قعود اور قیام والی نوم ناقض وضو نہیں باقی تمام صورتوں میں ناقض ہے۔ (۴) احناف کے نزدیک ہیئات صلوٰۃ یعنی قعود قیام رکوع سجود کی نیند ناقض نہیں اور باقی چار صورتیں ناقض وضو ہیں۔ (۱) اضطجاع یعنی پہلو پر لیٹنا (۲) تورک یعنی ایک سرین پر لیٹنا (۳) استناد یعنی کسی چیز پر ٹیک لگا کر اس طرح سونا کہ اگر وہ چیز ہٹالی جائے تو آدمی گر جائے (۴) استلقاء یعنی گدی پر چت لیٹنا اور سیدھا لیٹنا۔

دلائل احناف بیہقی ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لایجب الوضوء علی من نام جالسا اوقائما اوساجدا حتی یضع جنبهٗ فانه اذا اضطجع استرخت مفاصلة (زجاجة المصابیح ص ۷۷) اس حدیث میں قیام وقعود وسجود والی نیند کے ناقض نہ ہونے کی تصریح ہے۔

نیز احادیث باب بھی احناف کے دلائل ہیں ان کے علاوہ حدیث ابن عباسؓ مرفوعا ان الوضوء علی من نام مضطجعا فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله رواہ الترمذی وابوداوٗد مشکوٰۃ نمبر ۴۱ ج ۱۔

اس حدیث میں اضطجاع والی نیند کو ناقض وضو بتایا ہے اور علت استرخاء مفاصل ذکر کی ہے اور یہی علت تورکؒ استناد اور استلقاء میں بھی پائی جاتی ہے لہٰذا ہم اضطجاع پر قیاس کرتے ہوئے ان کو بھی ناقض وضو بتاتے ہیں۔

وجہ ترجیح مذہب حنفی: شوافع کے نزدیک نقض وضو کی علت عدم تمکن علی الارض ہے اور احناف کے ہاں علت استرخاء مفاصل ہے اور ہماری یہ علت صراحۃً نص کے موافق ہے۔ کمامَرَّ۔

۱۵۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُحْتَبِی النَّآئِمِ وَلَا عَلَی الْقَآئِمِ النَّآئِمِ وَلَا عَلَی السَّاجِدِ النَّآئِمِ وُضُوْءٌ حَتّٰی یَضْطَجِعَ فَاِذَا اضْطَجَعَ تَوَضَّاَ۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی التَّلْخِیْصِ اِسْنَادُهٗ جَیِّدٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سونے والے مُحتبی (جس کے چوتڑ زمین پر ٹکے ہوئے ہوں) پر وضو نہیں اور نہ کھڑے ہو کر سونے والے پر وضو ہے اور نہ سجدہ میں سونے والے پر وضو ہے یہاں تک کہ وہ پہلو پر لیٹ جائے پس جب وہ پہلو پر لیٹ جائے تو وضو کرے۔ یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور حافظ نے تلخیص الحبیر میں کہا ہے کہ اس کی اسناد جید ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الدَّمِ

باب: خون (نکلنے) سے وضو

۱۵۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَيْئٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ مَالَا يَتَكَلَّمُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّتَقَدَّمَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ بَابِ الْاِسْتِحَاضَةِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جسے قے' نکسیر' اُلٹی یا مذی آ جائے تو (نماز سے) پھر جائے اور وضو کرے' پھر اپنی اسی نماز پر بنا کرے' وہ نماز کے اندر ہے جب تک اُس نے کلام نہ کیا ہو۔''

یہ حدیث ابن ماجہ نے بیان کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث باب الاستحاضہ میں اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ وامام احمد کے نزدیک دم سائل ناقض وضوء ہے خواہ سبیلین سے ہو یا غیر سیلین سے ہوامام شافعی اور امام مالک کے نزدیک دم سائل صرف خارج سبیلین ناقض ہے۔

فریق اول کی دلیل: (۱) حدیث عائشہ ہے جو دم استحاضہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذلك عرق۔ ثم توضئی لکل صلوۃ۔ دم استحاضہ کے ناقض ہونے کی علت رگ کا خون ہونا ہے یہ علت عام ہے تو حکم بھی عام ہوگا۔ بدن کے کسی حصہ سے نکلنے والا خون دم عرق ہوتا ہے لہٰذا وہ ناقض وضوء ہے۔ **دوسری دلیل:** عن عدی بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الوضوء من کل دم سائل (صحیح بن حبان) یہ حدیث قوی اور قاعدہ کلیہ ہے ان کے علاوہ احادیث باب فریق اول کے دلائل ہیں۔

فریق ثانی کی دلیل: حدیث جابر جو ابوداؤد وغیرہ میں ہے انصاری صحابی کو تین تیر لگے خون بہتا رہا مگر نماز جاری رکھی۔

جواب: (۱) اسکی سند میں عقیل مجہول راوی ہے اور محمد بن اسحاق مختلف فیہ اس واسطے امام بخاری نے صیغہ مجہول (یذکر عن جابر) سے اسے روایت کیا ہے جو ضعف کی علامت ہے لہٰذا صحیح احادیث کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔ (۲) اس احادیث میں من الدماء جمع کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ اتنا زیادہ خون بدن اور کپڑوں کو لگا ہوا ہوگا جو فریق ثانی کے ہاں بھی مبطل نماز ہے۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ (۳) یہ ایک صحابی کا فعل ہے جسے شاید اس وقت مسئلہ معلوم نہ تھا یا غلبہ حال کی وجہ سے صورت عبادت کو باقی رکھا گیا وہ صحابی یہ سمجھ گئے کہ اب موت کا وقت آ گیا ہے لہٰذا نماز کی صورت میں اس کا استقبال کیا جائے۔

۱۵۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَعُفَ رَجَعَ فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنٰى عَلٰى مَاقَدْ صَلّٰى۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں نکسیر پھوٹتی تو لوٹ کر وضو کرتے اور کلام نہ کرتے، پھر لوٹتے اور پڑھی ہوئی نماز پر بنا کرتے۔ یہ حدیث بیہقی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۵۵۔ وَعَنْهُ قَالَ إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْئُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى مَالَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جب کسی شخص کو نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے، قے غالب آجائے یا مذی پائے تو وہ نماز سے پھر جائے، وضو کرے، پھر لوٹے، باقی ماندہ نماز کو پڑھی ہوئی پر (بنا کرے) پوری کرے، جب تک اس نے کلام نہ کیا ہو۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْقَيْئِ

باب: قے سے وضو

۱۵۶۔ عَنْ مَّعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ وَضُوْءَهُ۔ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيثُ الْبَابِ فِي الْبَابِ السَّابِقِ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قے آنے پر وضو فرمایا، (معدان بن ابی طلحہ نے کہا) میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم) سے دمشق کی مسجد میں ملا، میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا (ابوالدرداءؓ نے) سچ کہا، میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی ڈالا تھا۔

یہ حدیث اصحابہ ثلاثہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔ اس باب کی احادیث اس سے پہلے باب میں بھی گزر چکی ہیں۔

قئی کے ناقض وضو ہونے میں روایات متعارض ہیں کیونکہ امام شافعی کی پیش کردہ حدیث قاءَ فلم یتوضأ سے معلوم ہوتا ہے کہ قئی ناقض وضو نہیں اور حدیث باب اور امام زفر کی پیش کردہ حدیث القلس حدث سے معلوم ہوتا ہے کہ قئی مطلقاً ناقض ہے ان کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے امام شافعی کی روایت کردہ حدیث قاء فلم یتوضأ کو قئی قلیل پر محمول کیا جائے گا اور حدیث باب اور امام زفر کی روایت القلس حدث کو قئی کثیر پر محمول کیا جائے گا اس تطبیق کی تائید ان احادیث سے ہوگی جن تملأ الضم کی تصریح ہے جیسا کہ صاحب ہدایہ نے فرمایا حضرت علی نے تمام نواقض وضوء کو شمار کرایا اور اس میں ہے اور دسعة تملاء الضم یعنی قئی جو منہ بھر کے ہو۔ قئی میں خروج اس وقت ہوتا ہے جبکہ منہ بھر ہو اور منہ بھر یہ ہے کہ بغیر مشقت کے اس کا روکنا ممکن نہ ہو اور بعض نے کہا ہے کہ منہ بھر اتنی قے ہو کہ بات کرنے میں تکلیف ہو اور بعض نے کہا کہ نصف منہ سے زیادہ ہو۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الضِّحْكِ

باب: ہنسنے سے وضو

۱۵۷۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ اِذَا دَخَلَ رَجُلٌ فَتَرَدّٰی فِیْ حُفْرَۃٍ کَانَتْ فِی الْمَسْجِدِ وَکَانَ فِیْ بَصَرِہٖ ضَرَرٌ فَضَحِكَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ اَنْ یُّعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ وَّالْاِرْسَالُ صَحِیْحٌ فِی الْبَابِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور مسجد میں ایک گڑھا تھا' اس میں گر گیا کیونکہ اس کی نظر میں نقص تھا' نماز ہی میں بہت سے لوگ ہنس پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص ہنسا ہے وہ وضو بھی لوٹائے اور نماز بھی۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں اور ارسال اس باب میں صحیح ہے۔

قہقہہ، ضحک اور تبسم کی تعریف

قہقہہ: یہ ہے کہ ہنسنے والا خود بھی اور آس پاس والے بھی آواز سن لیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ عمداً یا سہواً دانت ظاہر ہوں یا نہ ہوں بہر صورت تیمم وضو اور نماز کو ختم کر دیتا ہے۔

ضحک: یہ ہے کہ ہنسنے کی آواز اتنی ہو کہ خود تو سن لے لیکن برابر والے نہ سن سکیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے نماز تو خراب ہو جائے گی مگر وضو باقی رہے گا۔

تبسم: تبسم میں آواز بالکل نہیں ہوتی اس سے نہ وضو جاتا ہے اور نہ نماز خراب ہوتی ہے باقی قہقہہ کے ناقض ہونے کی چند شرائط ہیں۔

(۱) قہقہہ لگانے والا بالغ ہو مرد ہو یا عورت پس بحالت نماز میں بچہ کے قہقہہ سے وضوء نہ ٹوٹے گا۔ (۲) قہقہہ نماز میں ہو اگر سلام پھیرنے کے وقت دانستہ قہقہہ لگایا تو نماز پوری سمجھی جائے گی لیکن ساتھ میں وضوء ٹوٹ جائے گا اور اگر بلا مقصد قہقہہ لگایا تو نماز اور وضو دونوں باطل ہو جائیں گے۔ (۳) نماز رکوع وسجدہ والی ہو پس نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں قہقہہ ناقض وضو نہ ہوگا بلکہ صرف نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت باطل ہوں گے۔

۱۵۸۔ وَعَنْ اَبِی الْعَالِیَۃِ الرِّیَاحِیِّ اَنَّ اَعْمٰی تَرَدّٰی فِیْ بِئْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِاَصْحَابِہٖ فَضَحِكَ بَعْضُ مَنْ کَانَ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ ضَحِكَ مِنْھُمْ اَنْ یُّعِیْدَ الْوُضُوْءَ وَیُعِیْدَ الصَّلٰوۃَ۔ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِہٖ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔

ابو العالیہ ریاحی نے کہا' بلاشبہ ایک اندھا کنویں میں گر گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے والے کچھ لوگ ہنس پڑے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص ان میں سے ہنسا ہے وہ وضو بھی لوٹائے اور نماز بھی۔'' یہ حدیث عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

بَابُ الْوُضُوْءِ بِمَسِّ الذَّكَرِ

باب: عضو تناسل کے چھونے سے وضو

۱۵۹۔ عَنْ بُسْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ اُخَرُ۔

حضرت بسرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی جب اپنے عضو تناسل کو چھوئے تو وضو کرے۔'' یہ حدیث مالک ؒ نے موطا میں اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔ احمد' ترمذی' دارقطنی اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس سلسلہ میں اور روایات بھی ہیں۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک مس ذکر ناقض وضو نہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناقض ہے۔

حنفیہ کی دلیل: حدیث باب حدیث طلق بن علی ۱۶۰ امام بخاری کے استاد علی بن المدینی فرماتے ہیں: **ھو احسن من حدیث بسرہ** امام طحاوی فرماتے ہیں **مستقیم الاسناد** محدث بنوری بحث کے بعد فراتے ہیں حدیث قوی ہے۔ (معارف نمبر ص ۲۹۸، ج ۱) وجہ استدلال یہ ہے کہ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا یہ حصہ بدن دیگر اجزاء بدن کی طرح ایک جز ہے لہٰذا ناقض نہیں ورنہ حرج لازم آئے گا۔ جو **ماجعل علیکم فی الدین من حرج** نص قطعی کے خلاف ہوگا۔

دوسری دلیل: آثار صحابہ ہیں۔ جو حدیث نمبر ۱۶۱ سے نمبر ۱۶۷ تک ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث باب حدیث بُسرہ نمبر ۱۵۹۔ **جواب:** (۱) یہ مسئلہ مردوں سے متعلق ہے اور عامۃ الورود ہے اگر یہ واقعہ ہوتا تو کثرت سے صحابہ کرام اس کی روایت کرتے نہ کہ صرف ایک صحابیہ۔ (۲) علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں تطبیق یہ ہے کہ یہ حکم خواص کے لیے اور استحباب پر محمول ہے۔ (۳) قائلین نقض کا فروعات میں شدید اختلاف ہے ابن العربی مالکی عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی (ص ۱۱۷ ج ۱) میں اس کی چالیس فروعات ذکر کی ہیں۔ بعض یہ ہیں قصد وعدم قصد کا فرق شہوت وعدم شہوت کا فرق پھر ید ذراع۔ زائد انگلی سے مس صغیر کبیر، میت وحی کا فرق انسان اور حیوان کا فرق دبر، انثیین (خصیتین) کا مس وغیرہ۔ تو قائلین نقض کے ہاں اس کا مصداق متعین نہیں مبہم ہے۔ بخلاف حنفیہ کے وہ حضرت طلق کی حدیث پر مکمل طور پر عمل کرتے ہیں لہٰذا وہ راجح ہے۔ **دوسری دلیل:** آثار صحابہ ہیں مثلاً حضرت ابوہریرہ سے ابن حبان میں حضرت اُم حبیبہؓ حضرت ابو ایوبؓ حضرت جابر سے ابن ماجہ میں حضرت عائشہ سے دارقطنی میں۔ **جواب:** اکثر ضعیف ہیں اور استحباب پر محمول ہیں۔

۱۶۰۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ مَسَسْتُ ذَكَرِيْ أَوْ قَالَ رَجُلٌ يَمَسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلٰوةِ أَعَلَيْهِ وُضُوْءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْكَ أَخْرَجَهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ حَزْمٍ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُوَ أَحْسَنُ مِنْ حَدِيْثِ بُسْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے کہا' ایک شخص نے کہا ''میں نے اپنے عضوتناسل کو چھوا ہے'' یا اس نے یوں کہا ''ایک شخص نماز میں اپنے عضوتناسل کو چھوتا ہے' کیا اس پر وضو ہے؟'' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں' بلاشبہ وہ تو تیرے جسم کا ہی ایک حصہ ہے۔''

یہ حدیث اصحابہ خمسہ نے نقل کی ہے۔ ابن حبان' طبرانی اور ابن حزم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن المدینی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت بسرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے احسن ہے۔

۱۶۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءً۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ عضوتناسل کے چھونے سے وضو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۶۲۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَا أُبَالِيْ أَنْفِيْ مَسَسْتُ أَوْ أُذُنِيْ أَوْ ذَكَرِيْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ إِسْنَادِهِ لِيْنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے کچھ پروا نہیں کہ میں اپنی ناک یا کان کو چھوؤں یا اپنے عضوتناسل کو ہاتھ لگاؤں (یعنی ان سب کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا) یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کچھ نرمی ہے۔

۱۶۳۔ وَعَنْ أَرْقَمَ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّيْ أَحُكُّ جَسَدِيْ وَأَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَأَمُسُّ ذَكَرِيْ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّا وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

ارقم بن شرحبیل نے کہا' میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا' میں اپنے جسم کو نماز میں کھجاتا ہوں تو اپنے عضوتناسل کو چھو جاتا ہوں تو انہوں نے کہا ''بلاشبہ وہ تو تیرے جسم کا ایک حصہ ہی ہے۔'' یہ حدیث محمد بن حسن نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۶۴۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ مِثْلُ أَنْفِكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت براء بن قیس نے کہا ''حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے عضوتناسل کے چھونے کے بارے میں کہا وہ تیری ناک کی مانند ہے۔'' یہ حدیث محمد نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۶۵۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَيَحِلُّ لِيْ اَنْ اَمُسَّ ذَكَرِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِنْ عَلِمْتَ اَنَّ مِنْكَ بَضْعَةً نَجِسَةً فَاقْطَعْهَا۔ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

قیس بن حازم نے کہا' ایک شخص حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس آیا اور کہا' کیا میرے لیے جائز ہے کہ نماز میں اپنے عضوتناسل کو چھوؤں تو انہوں نے کہا "اگر تیرے خیال میں وہ تیرے جسم کا ایک ناپاک حصہ ہے تو اسے کاٹ ڈالو" یہ روایت محمد نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۶۶۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ بَضْعَةٌ مِّنْكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَّاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے عضوتناسل کو چھونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا "وہ تیرے جسم کا ایک حصہ ہی ہے۔" یہ حدیث محمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۶۷۔ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ خَمْسَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ اٰخَرُ اَنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرَوْنَ فِيْ مَسِّ الذَّكَرِ وُضُوْءً۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔

حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن مسعود' حذیفہ بن الیمان' عمران بن حصین رضی اللہ عنہم اور ایک اور صحابیؓ ہیں' عضوتناسل کے چھونے سے وضو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب: آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو

۱۶۸۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اس چیز (کے کھانے) سے وضو کرو جسے آگ نے چھوا ہو" یہ حدیث نے مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۶۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اس چیز سے وضو کرو جسے

آگ نے چھوا ہو'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: قرن اول میں صحابہ کرام میں ماست النار سے وضو کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف تھا۔ بعض صحابہ اس سے وضو کے قائل تھے لیکن بعد میں صحابہ اور تابعین کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ ماست النار کا استعمال ناقض وضو نہیں ہے لہٰذا یہ دونوں حدیثیں منسوخ ہیں جیسا کہ محی السنہ نے فرمایا اور ناسخ متعدد احادیث ہیں جو ان دو حدیثوں کے بعد آ رہی ہیں یا یوں کہا جائے یہ دونوں حدیثیں استحباب پر محمول ہیں۔

استحباب کی دلیل حدیث جابر بن سمرہ ہے:

ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انتوضأ من لحوم الغنم قال ان شئت فتوضأ وان شئت فلا تتوضأ رواه مسلم۔

یا یوں کہا جائے یہاں وضو سے مراد وضو لغوی ہے یعنی ہاتھ دھونا' کلی کرنا اس کی دلیل سوید بن نعمان کی حدیث ہے۔

فمضمض ومضمضنا ثم صلى ولم يتوضأ

۱۷۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا'' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری کا بازو تناول فرمایا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۷۱۔ وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہا'' بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پاس (بکری کا) بازو تناول فرمایا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۷۲۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضُّمَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّكِّيْنَ وَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ عنہ نے کہا'' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بکری کا بازو کاٹتے ہوئے دیکھا' پھر آپ نے اس سے تناول فرمایا' پھر نماز کی طرف بلایا گیا تو آپ اُٹھے' چھری ایک طرف رکھ دی' نماز ادا فرمائی' لیکن (نیا) وضو نہیں فرمایا۔'' یہ روایت شیخین نے بیان کی ہے۔

۱۷۳۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَلَسَ عَلَى الْبَابِ الثَّانِيْ مِنْ مَّسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِكَتِفٍ فَتَعَرَّقَهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ثُمَّ قَالَ جَلَسْتُ مَجْلَسَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَنَعْتُ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُ اَحْمَدَ ثِقَاتٌ.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے دوسرے دروازے (باب ثانی) پر تشریف فرماتے پھر ایک (بکری کا) بازو منگا کر اس کا گوشت کھایا' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی لیکن نیا وضو نہیں کیا' پھر کہا' میں وہاں بیٹھا جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میں نے وہی کھایا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمایا اور میں نے وہی کیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ یہ حدیث احمد' ابو یعلی اور بزار نے نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا کہ احمد کے رجال ثقہ ہیں۔

۱۷۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ اللَّحْمَ ثُمَّ يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَلَا يَمُسُّ مَآءً. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشت تناول فرماتے' پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور پانی کو چھوتے تک بھی نہ تھے۔ یہ روایت احمد اور ابو یعلی نے نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۱۷۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَمُرُّ بِالْقِدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرْقَ فَيُصِيْبُ مِنْهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمُسَّ مَآءً. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنڈیا کے پاس سے گزرتے تو اس میں سے گوشت لے کر کھاتے' پھر نماز پڑھتے' نہ تو وضو فرماتے اور نہ پانی کو چھوتے۔'' یہ حدیث احمد' ابو یعلی اور بزار نے نقل کی ہے۔ ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْمَرْاَةِ

باب: عورت کے چھونے سے وضو

۱۷۶۔ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَبْدَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ) قَوْلًا مَّعْنَاهُ مَادُوْنَ الْجِمَاعِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَقَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ مَّوْصُوْلٌ صَحِيْحٌ.

ابو عبیدہ اور طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ''اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ'' (یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو) کا معنی' جماع سے علاوہ چھونا ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد متصل اور صحیح ہے۔

۱۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهٗ وَجَسُّهَا بِيَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهٗ اَوْ جَسَّهَا بِيَدِهٖ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے ''مرد کے لیے اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اسے اپنا ہاتھ لگانا' یہ ملامستہ سے ہے تو جو کوئی اپنی بیوی کا بوسہ لے یا اسے اپنے ہاتھ سے چھوئے تو اس پر وضو لازم ہے۔'' یہ حدیث مالک نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۷۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَّيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لیٹی ہوتی تھی اور میرے دونوں پاؤں آپ کے قبلہ کی جگہ ہوتے تھے۔ پس جب آپ سجدہ کرتے' مجھے چھوتے' تو میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی' پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو میں انہیں پھیلا دیتی اور گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں تھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: احناف کے نزدیک مس مرأۃ ناقض وضو نہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناقض ہے۔ **دلائل احناف:** احادیث باب حدیث نمبر ۱۷۸ تا حدیث نمبر ۱۸۱۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل قولہ تعالیٰ اولا مستم النساء فلم تجدوا ماء الاية. دوسری قرأت میں لمستم النساء اور لمس کے معنی حقیقی چھونے کے ہیں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عمر سے یہی تفسیر مروی ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے لہٰذا مس امرأۃ ناقض وضو ہے۔ **جواب:** یہاں ملامستہ کے معنی جماع کے ہیں حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے یہی تفسیر کی ہے یہ تفسیر کئی وجوہ سے راجح ہے۔

(۱) اس تفسیر سے تیمم للجنابۃ کا حکم اس آیت سے ثابت ہوگا اور آیت جامع للاحکام ہوگی بخلاف پہلی تفسیر کے اس پر یہ حکم ثابت نہیں ہوتا (۲) ملامستہ باب مفاعلہ سے طرفین سے مشارکت چاہتا ہے جو جماع میں پائی جاتی ہے۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عباس کے لیے فہم قرآن کی دعا فرمائی تھی ترجمان القرآن آپ کا لقب ہے لہٰذا ان کی تفسیر راجح ہے۔

سوال: حقیقت کے امکان کے وقت مجاز مراد لینا درست نہیں ہوتا لمس کے حقیقی معنی یہاں درست ہیں تو جماع کے مجازی معنی لینا درست نہیں۔

جواب: قرائن کے وقت مجاز درست ہوتا ہے مذکورہ بالا احادیث مجاز کا زبردست قرینہ ہیں فریق ثانی بھی اس کے اطلاق وعموم پر عمل نہیں کرتے کیونکہ اکثر کے نزدیک نقض کے لیے مس بالشہوت شرط ہے جبکہ آیت شہوت کی قید سے خالی ہے۔ **فریق ثانی کی دوسری دلیل:** باب کی دوسری روایت ہے۔ **جواب:** یہ موقوف ہے جو مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں۔

۱۷۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا

مَنصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر سے گم پایا' میں نے آپ کو تلاش کیا' تو میرا ہاتھ آپ کے مبارک قدموں کے تلووں پر لگا' آپ سجدہ میں پڑے ہوئے تھے' آپ کے دونوں قدم مبارک کھڑے تھے' آپ فرما رہے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ."

(اے اللہ! میں آپ کی رضا کے ساتھ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافات کے ساتھ آپ کی سزا سے اور آپ کے ساتھ آپ سے پناہ مانگتا ہوں' میں آپ کی ثناء اس طرح نہیں کر سکتا جیسے آپ نے خود اپنی ثناء بیان فرمائی ہے۔) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۸۰۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّیْ وَاِنِّیْ لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ مَسَّنِیْ بِرِجْلِهٖ. رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

قاسم سے روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرماتے تھے اور میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح پڑی ہوتی تھی' یہاں تک کہ جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو مجھے اپنے پاؤں مبارک سے چھوتے۔" یہ حدیث نسائی نے بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۸۱۔ وَعَنْ عَطَآءٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ نِسَآئِهٖ ثُمَّ يُصَلِّیْ وَلَا يَتَوَضَّأُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

عطاء نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کا بوسہ لیتے' پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں فرماتے تھے۔" یہ حدیث بزار نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ

۱۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّیْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ وَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَّقَالَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ مَاهِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک سفر میں ہم آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تلاش کرنے کے لیے پڑاؤ کیا، لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ پڑاؤ کیا اور وہ پانی کے پاس نہ تھے تو لوگوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا ''کیا تم نہیں دیکھتے جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا ہے؟ لوگوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھہرا لیا ہے جب کہ نہ وہ پانی کے پاس ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔'' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ران پر سر مبارک رکھ کر سو چکے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا'' تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا ہے جب کہ نہ وہ پانی کے پاس ہیں اور نہ ان کے پاس پانی ہے۔'' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا اور جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں چونکے مارنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میری ران پر ہونے نے ہی مجھے ہلنے سے روکے رکھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی کے بغیر ہی صبح کو بیدار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی' پھر لوگوں نے تیمم کیا' اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے آل ابوبکرؓ! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (یعنی اُمت مسلمہ پر تمہاری بے شمار برکات ہیں) اُم المؤمنینؓ نے کہا' پھر ہم نے وہ اونٹ اُٹھایا جس پر میں سوار تھی' تو ہم نے ہار اس کے نیچے سے پالیا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

تیمم کا مادہ اَمّ ہے اس کا معنی قصد کرنا شریعت میں پانی نہ ہونے یا عذر کی صورت میں پاک مٹی کا قصد کرنا۔ اس غرض سے کہ نماز پڑھ سکیں پاکیزگی حاصل کر سکیں اوامر الٰہی کو ادا کر سکیں تیمم کہلاتا ہے۔ اس کے متعلق اختلاف ہے کہ تیمم رخصت ہے یا عزیمت بعض کا قول ہے پانی نہ ملنے کے باعث تو تیمم عزیمت ہے عذر کے باعث رخصت ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو امت محمدیہ کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی امت کو اس کی اجازت نہ تھی تیمم کتاب وسنت واجماع سے ثابت ہے۔

۱۸۳ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا' ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے' آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص علیحدہ ہے اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تو آپ نے فرمایا ''اے فلاں شخص! تجھے لوگوں کے ساتھ پڑھنے سے کس نے روکا ہے؟'' اس نے کہ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں' آپ نے فرمایا ''تمہارے لیے مٹی ہے اور وہ تمہیں کافی ہے۔'' (یعنی تیمم کرو اور نماز پڑھو) یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۸۴۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَآئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا طُهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہمیں دوسری اُمتوں سے تین چیزوں کی فضیلت عطا کی گئی ہے' ہماری صفوں کو فرشتوں کی صفوں کی طرح قرار دیا گیا ہے اور ہمارے لیے تمام روئے زمین مسجد بنادی گئی ہے (یعنی ہم ہر جگہ نماز ادا کرسکتے ہیں جب کہ پہلی اُمتوں کے عبادت خانے مخصوص تھے) اور جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی مٹی ہمارے لیے طہور بنادی گئی ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۸۵۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ احْتَلَمْتُ لَيْلَةً بَارِدَةً فِيْ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ فَأَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ مَنَعَنِيْ مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ اللهَ يَقُوْلُ (وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا) فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا' غزوہ ذات السلاسل میں ایک (سخت) ٹھنڈی رات میں مجھے احتلام ہوگیا' میں ڈرا کہ اگر غسل کیا تو ہلاک ہوجاؤں گا۔ میں نے تیمم کرکے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے عمرو! تم نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟'' تو میں نے آپ کو وہ بات بتادی جس نے مجھے غسل سے روکا اور میں نے عرض کیا' بلاشبہ میں نے اللہ تعالیٰ (کے ارشاد مبارک) کو سنا کہ انہوں نے فرمایا ''اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور کچھ نہ فرمایا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تیمم میں دو ضربیں لازم ہیں ایک سے منہ کا مسح کیا جائے دوسری سے ہاتھ کا کہنیوں تک مسح کیا جائے امام احمدؒ کے نزدیک ایک ضرب دونوں کے لیے کافی ہے۔ **دلائل جمہور:** احادیث باب حدیث نمبر ۱۸۶ تا حدیث نمبر

۱۹۱۔امام احمدؒ کی دلیل حدیث عمار:

فتمعکت فصلیت فذکرت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال انما کان یکفیك ان تصنع ھکذا فضرب بیدہ علی الارض الخ۔

جواب: دراصل حضرت عمار کو تیمم للوضوء کا علم پہلے سے تھا لیکن تیمم للجنابۃ کی کیفیت معلوم نہیں تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اشارہ فرمایا کہ جیسے وضوء کا تیمم ہے ویسے غسل کا تیمم ہے لوٹ پوٹ ہونے کی ضرورت نہیں یہ اجمالی تعلیم تھی اس کو مفصل احادیث پر محمول کرنا چاہیے۔ امام احمد کی دوسری دلیل: متعدد دیگر احادیث میں ضربۃ واحدۃ کا ذکر ہے۔

جواب: ضربتین والی روایات میں ثقہ کی زیادت ہے جو محدثین کے اصول کے مطابق معتبر اور راجح ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ کے نزدیک مرفقین تک تیمم لازم ہے امام مالک کا مشہور مسلک بھی یہی ہے۔ امام احمد کے ہاں کفین تک لازم ہے امام زہری کے نزدیک مناکب اور آباط تک ہے۔ جمہور کی دلیل: مذکورہ احادیث جن میں مرفقین یا ذراعین کا ذکر ہے۔ امام احمد کی دلیل: حضرت عمار کی مذکورہ حدیث ہے جس میں کفین کا ذکر ہے۔ جواب: گزر چکا ہے کہ یہ اجمالی تعلیم تھی صرف اشارہ کرنا مقصود تھا اس کو مفصل روایات پر محمول ہونا چاہیے۔ امام زہری کی دلیل: حدیث عمار جس میں آباط اور مناکب کا ذکر ہے رواہ ابوداؤد وغیرہ۔ جواب: (۱) امام شافعی فرماتے ہیں کہ آیت تیمم کے نزول کی ابتدائی زمانہ میں جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی تعلیم نہ فرمائی تھی اس وقت تک صحابہ کرام فامسحوا بوجوھکم وایدیکم سے مناکب و آباط تک مسح سمجھے لیکن بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفوع احادیث سے ایدیکم کی غایت ثابت ہے قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایدیکم الی المرفقین لہٰذا صحابہ کرام کے اجتہاد پر مرفوع احادیث کو ترجیح ہوگی۔ جواب: (۲) اگر بالفرض یہ تیمم تعلیم نبوی تھا تو پھر یہ منسوخ ہے کیونکہ یہ تیمم نزول آیت کے بعد فوراً کیا گیا۔

۱۸۶۔ وَعَنْ عَمَّارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنْتُ فِی الْقَوْمِ حِیْنَ نَزَلَتِ الرُّخْصَۃُ فِی الْمَسْحِ بِالتُّرَابِ اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ فَاُمِرْنَا فَضَرَبْنَا وَاحِدَۃً لِلْوَجْہِ ثُمَّ ضَرْبَۃً اُخْرٰی لِلْیَدَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔ رَوَاہُ الْبَزَّارُ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی الدِّرَایَۃِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں پانی نہ ملنے کی صورت میں جب مٹی کے ساتھ تیمم کی رخصت نازل ہوئی تو میں بھی لوگوں میں موجود تھا، حکم دیا گیا، ہم نے ایک بار ہاتھ زمین پر مارے چہرے کے لیے پھر دوسری بار دونوں ہاتھوں کے لیے کہنیوں تک۔

یہ حدیث بزار نے نقل کی ہے۔ حافظ نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۸۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلتَّیَمُّمُ ضربۃٌ لِّلْوَجْہِ وَضَرْبَۃٌ لِّلذِّرَاعَیْنِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تیمم ایک بار ہاتھوں کو زمین پر مارنا ہے،

چہرہ کیلئے اور ایک بار بازوؤں کے لیے کہنیوں سمیت۔'' یہ حدیث دارقطنی اور حاکم نے نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۸۸۔ وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اَصَابَتْنِیْ جَنَابَةٌ وَّاِنِّیْ تَمَعَّکْتُ فِی التُّرَابِ فَقَالَ اضْرِبْ هٰکَذَا وَضَرَبَ بِیَدَیْهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْهِ فَمَسَحَ بِهِمَا اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' ایک شخص نے آ کر کہا' مجھے جنابت لاحق ہوگئی اور میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوا تو انہوں نے کہا' اس طرح مارو اور اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر اپنے چہرے کا مسح کیا' پھر دونوں ہاتھ مار کر ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا۔
یہ حدیث حاکم' دارقطنی اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۸۹۔ وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ التَّیَمُّمِ فَضَرَبَ بِیَدَیْهِ اِلَی الْاَرْضِ وَمَسَحَ بِهِمَا یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ وَضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰی فَمَسَحَ بِهِمَا ذِرَاعَیْهِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

نافعؒ نے کہا' میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرہ کا مسح کیا اور دوسری بار ہاتھ مارے تو ان کے ساتھ اپنے بازوؤں کا مسح کیا۔
یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۹۰۔ وَعَنْهُ اَنَّهٗ اَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَیَمَّمَ صَعِیْدًا طَیِّبًا فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَیَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِی الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

نافعؒ سے روایت ہے کہ میں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (مقام) جرف سے واپس آئے' یہاں تک کہ جب وہ (مقام) مربد میں تھے تو انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا' اپنے چہرہ اور ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کیا۔ یہ حدیث مالکؒ نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۹۱۔ وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا تَیَمَّمَ ضَرَبَ بِیَدَیْهِ ضَرْبَةً فَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْهِ ضَرْبَةً اُخْرٰی ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ وَلَا یَنْفُضُ یَدَیْهِ مِنَ التُّرَابِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب تیمم کرتے' اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، ان کے ساتھ اپنے چہرے کا مسح کرتے' پھر دوسری بار دونوں ہاتھ زمین پر مارتے اور ان کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرتے اور اپنے ہاتھوں کو مٹی کی وجہ سے جھاڑتے نہ تھے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

باب: اوقات کا بیان

ربط یہ ہے کہ پہلے مقدمہ للصلوٰۃ اور موقوف علیہ طہارت کا ذکر تھا اور اب موقوف اور اصل مقصود یعنی صلوٰۃ کا بیان شروع ہو رہا ہے لفظ صلوٰۃ کے متعدد لغوی معانی منقول ہیں۔ (۱) صلوٰۃ بمعنی دعا سے مشتق ہے (۲) صلوٰۃ بمعنی رحمت سے مشتق ہے (۳) صلوٰۃ بمعنی صلہ سے مشتق ہے۔ صلہ تعلق کو کہتے ہیں کیونکہ صلوٰۃ میں عبد اور معبود کے درمیان ایک تعلق اور رابطہ ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی معانی ہیں۔ **صلوٰۃ کی شرعی تعریف**: هی ارکان معهوده و افعال مخصوصه من القیام والقرأة وغیرهما فی اوقات معینه۔

ابتداء فرضیت صلوٰۃ: سب سے پہلے نماز تہجد فرض ہوئی پھر دو سال کے بعد مکہ میں معراج سے قبل تہجد کی فرضیت منسوخ ہو کر دو نمازیں یعنی فجر اور عصر فرض ہوئیں جیسا کہ قرآن میں ہے: وسبح بحمد ربك بالعشی والابكار (پ ۲۴) پھر ہجرت کے بعد ۲ھ میں روزہ، زکوٰۃ اور ۵ھ یا ۹ھ میں حج فرض ہوا۔ المواقیت: میقات کی جمع ہے بمعنی وقت متعین۔

۱۹۲۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اَتَاهُ سَآئِلٌ یَّسْئَلُهٗ عَنْ مَّوَاقِیْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْهِ شَیْئًا قَالَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِیْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا یَکَادُ یَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ بِالظُّهْرِ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَآئِلُ یَقُوْلُ قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ کَانَ اَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰی انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَآئِلُ یَقُوْلُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ کَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰی کَانَ قَرِیْبًا مِّنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰی انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَآئِلُ یَقُوْلُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی کَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعِشَآءَ حَتّٰی کَانَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلُ ثُمَّ اَصْبَحَ فَدَعَا السَّآئِلَ فَقَالَ الْوَقْتُ بَیْنَ هٰذَیْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سائل (مسئلہ پوچھنے والا آیا) اوقات نماز کے بارے میں مسئلہ پوچھنے لگا' آپ نے اُسے کچھ جواب نہ دیا (ابوموسیٰ نے) کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو انہوں نے فجر کی تکبیر کہی جب کہ لوگ (اندھیرے کی وجہ سے) ایک دوسرے کو شناخت نہیں کر سکتے تھے' پھر

ان (حضرت بلالؓ) سے کہا تو ظہر کھڑی کی گئی جب سورج ڈھل گیا اور کہنے والا کہہ سکتا کہ نصف النہار ہے حالانکہ آپ ان سے زیادہ جاننے والے تھے پھر ان سے کہا تو عصر کی نماز کھڑی کی گئی جب کہ سورج بلند تھا پھر ان سے کہا تو مغرب کی نماز کھڑی کی گئی جب کہ سورج غروب ہو گیا پھر ان سے کہا تو عشاء کھڑی گئی جب کہ شفق غائب ہو گئی پھر دوسرے دن فجر کو مؤخر کیا یہاں تک کہ جب نماز سے فارغ ہوئے اور کہنے والا کہتا تھا کہ سورج نکل آیا ہے یا طلوع کے بالکل قریب ہے پھر ظہر کو مؤخر کیا یہاں تک کہ پہلے دن جو عصر پڑھی تھی اس سے بالکل قریب تھا پھر عصر کو مؤخر کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ سورج سرخ ہو گیا پھر مغرب کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وقت غروب شفق کے بالکل قریب تھا پھر عشاء کو مؤخر کیا یہاں تک رات کی پہلی تہائی گزر گئی۔ پھر آپ نے صبح کی تو مسئلہ پوچھنے والے کو بلا کر فرمایا: ''وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے بیان کی ہے۔

۱۹۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ظہر کا وقت ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آ جائے اور عصر کا وقت جب تک کہ سورج زرد نہ ہو جائے اور مغرب کی نماز کا وقت جب تک شفق غائب نہ ہو جائے اور نماز عشاء کا وقت آدھی رات (درمیانی حصہ کے نصف) تک ہے اور نماز صبح کا وقت طلوع فجر سے جب تک کہ سورج نہ نکل آئے۔ پس جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز سے رُک جاؤ کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۹۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَّنِيْ جِبْرَئِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهْرَ فِي الْاُوْلٰى مِنْهُمَا حِيْنَ كَانَ الْفَيْئُ مِثْلَ الشِّرَاكِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ كُلُّ شَيْئٍ مِّثْلَ ظِلِّهٖ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ وَاَفْطَرَ الصَّآئِمُ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ بَرَقَ الْفَجْرُ وَحَرُمَ الطَّعَامُ عَلَى الصَّآئِمِ وَصَلَّى الْمَرَّةَ الثَّانِيَةَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَهٗ لِوَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِّثْلَيْهِ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ لِوَقْتِهِ الْاَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ اَسْفَرَتِ الْاَرْضُ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيْمَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَّالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جبرئیل نے مجھے بیت اللہ کے پاس دودفعہ امامت کرائی' ان میں سے پہلی بار ظہر پڑھی جب کہ سایہ تسمہ کے برابر تھا' پھر عصر پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوگیا' پھر مغرب پڑھی جب کہ سورج ڈوب گیا اور روزہ دار نے روزہ افطار کرلیا' پھر عشاء پڑھی جب کہ شفق ختم ہوگئ' پھر فجر پڑھی جب کہ صبح روشن ہوگئی اور روزہ دار پر کھانا حرام ہوگیا اور دوسری دفعہ ظہر پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوگیا جس وقت کہ پہلے دن عصر پڑھی تھی۔ پھر عصر کی نماز پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہوگیا' پھر مغرب کی نماز اس کے پہلے وقت ہی میں پڑھی۔ پھر عشاء کی نماز جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا' پھر صبح کی نماز پڑھی جب کہ زمین روشن ہوگئی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا' اے محمدؐ! آپ سے پہلے انبیاء (علیہم السلام) کا یہ وقت ہے اور وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے۔''

یہ حدیث ترمذی' ابوداؤد' احمد' ابن خزیمہ' دارقطنی اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اَلْمُرَادُ بِالْوَقْتِ وَقْتُ الْفَضْلِ جَمْعًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ.

نیموی نے احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے کہا' وقت سے مراد ''افضل وقت'' ہے۔

آمّنی جبرائیل: حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امامت تعلیم کی خاطر تھی ورنہ دلائل شرع سے یہ بات تو ثابت نہیں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ پر اپنے اوقات میں انہی کیفیات کیساتھ نماز پنجگانہ فرض ہو اور یہ تعلیم چونکہ بامر اللہ تھی لہٰذا جبرئیل پر نماز فرض تھی۔

فصلی الظھر: سوال: تعلیم کا آغاز نماز ظہر سے کیوں کیا صبح سے کیوں نہیں ہوا۔

جواب: معراج سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز بیت المقدس ادا کر کے آئے تھے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی فجر پڑھتے تھے تو فجر کی تعلیم کی ضرورت نہیں تھی یا روشنی میں تعلیم زیادہ موزوں ہوتی ہے۔

کان الفئی مثل الشراك: سایہ تسمیہ کے بقدر تھا یعنی زوال کے فوراً بعد ظہر پڑھی گئی۔

صلی المرۃ الثانیۃ الظھر حین کان ظلّ کل شئی مثلہٗ بوقت العصر

اس سے معلوم ہوا پہلے دن جس وقت عصر پڑھی گئی اسی وقت دوسرے دن ظہر پڑھی گئی چنانچہ اس میں اختلاف ہوا کہ ظہر اور عصر کے درمیان کوئی وقت مشترک ہے یا نہیں۔ جمہور کے نزدیک کوئی وقت مشترک نہیں جبکہ مالکیہ کے نزدیک درمیان میں چار رکعت کا وقت مشترک ہے۔ اس کی دلیل یہی حدیث باب ہے۔ جواب (۱) یہ حدیث مؤول ہے کہ پہلے دن عصر کے بارے میں جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہوگیا تھا تو آپ نے عصر شروع کی اور دوسرے دن جو ظہر کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سایہ مثل تک ہوگیا تھا تو آپ ظہر سے فارغ ہو چکے تھے۔ (۲) یا یہ مجاز مشارفت ہے جب عصر کی نماز پڑھی تب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا تھا جبکہ دوسرے دن ظہر پڑھی جب سایہ ایک مثل ہونے والا تھا۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: اذا بلغن اجلھن یہاں معنی ہوگا جب عدت پورا کرنے کے قریب پہنچ جائیں۔ **تیسرا جواب:** حدیث امامت جبرئیل منسوخ ہے اوقات کی احادیث بعد کی ہیں۔

ثم صلی المغرب لوقته الاول: شوافع نے اس سے استدلال کیا کہ مغرب میں تضیق ہے کہ دونوں دنوں میں ایک ہی وقت میں مغرب پڑھی گئی۔ جمہور کے نزدیک غروب شفق تک وقت باقی رہتا ہے۔ محققین شوافع بھی جمہور کے ساتھ ہیں۔

جواب: جمہور کے نزدیک حدیث میں مغرب کا وقت افضل بتایا گیا اور مغرب میں تعجیل افضل ہے یا یہ حدیث ضعیف ہے امتداد والی احادیث اصح ہیں۔

ھذا وقت الانبیاء: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نمازیں ان پر پہلی ہوئی تھیں یعنی کسی کو دو کا کسی کو تین اور کسی کو چار کا ان اوقات میں حکم ملا تھا مگر نماز عشاء کا حکم حضرت معاذ بن جبل کی حدیث کے مطابق جیسے بیہقی نے روایت کیا صرف اس امت کے لیے ہے: لم تصلھا امة قبلکم امام طحاوی نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ قبول ہونے کے بعد فجر کے وقت دو رکعت نماز پڑھی حضرت اسحق علیہ السلام نے ظہر کے وقت قربانی دی اور چار رکعت نماز پڑھی حضرت عزیر علیہ السلام نے سو سالہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد عصر کے وقت چار رکعت نماز پڑھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی جب توبہ قبول ہوئی تو وہ مغرب کے وقت چار رکعت پڑھنا چاہتے تھے مگر شدت گریہ کے باعث صرف تین پڑھ سکے عشاء کی نماز سب سے پہلے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائی۔ امام بیضاوی نے کہا ہے کہ ممکن ہے پہلے انبیاء پر عشاء کی نماز واجب نہ ہو صرف نفل کے درجہ میں ہو اور صرف آخری امت پر فرض کی گئی ہو ملا علی قاری نے بیضاوی کے قول کو ترجیح دی ہے۔

۱۹۵۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا دَلَكَتِ الشَّمْسُ اَذَّنَ بِلَالٌ لِلظُّهْرِ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعَصْرِ حِيْنَ ظَنَنَّا اَنَّ ظِلَّ الرَّجُلِ اَطْوَلُ مِنْهُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْفَجْرِ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَاَمَرَهٗ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ الْغَدَ لِلظُّهْرِ حِيْنَ دَلَكَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعَصْرِ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَيْهِ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْمَغْرِبِ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَادَ يَغِيْبُ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ فِيْمَا يُرٰى ثُمَّ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَذَّنَ لِلْعِشَاءِ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ فَقُمْنَا ثُمَّ قُمْنَا مِرَارًا ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَنْتَظِرُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ فَاِنَّكُمْ فِيْ

صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُوْهَا وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُ بِتَاْخِيْرِ هٰذِهِ الصَّلٰوةِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ اَوْ اَقْرَبَ مِنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ اَذَّنَ لِلْفَجْرِ فَاَخَّرَهَا حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَطْلُعَ فَاَمَرَهٗ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى ثُمَّ قَالَ الْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا' پس جب سورج ڈھلا تو بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دی' پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تو انہوں نے نماز کی اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' پھر عصر کی اذان دی جب کہ ہمارے خیال میں آدمی کا سایہ اس سے لمبا تھا' پھر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' پھر مغرب کی اذان کہی جب کہ سورج غروب ہوگیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کہا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' پھر عشاء کی اذان دی جب کہ دن کی سفیدی چلی گئی اور وہ شفق ہے' پھر ان سے کہا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' پھر فجر کی اذان کہی جبکہ فجر طلوع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے دوسرے دن ظہر کی اذان کہی جب کہ سورج ڈھل گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مؤخر کی۔ یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے ایک مثل ہوگیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کہا تو انہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی' پھر عصر کی اذان کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے مؤخر فرمایا' یہاں تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تو نہوں نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ پھر مغرب کی اذان کہی جب کہ سورج غروب ہوگیا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز مغرب مؤخر کی' یہاں تک کہ بادی النظر میں دن کی سفیدی جو کہ شفق ہے غائب ہونے والی تھی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تو انہوں نے اقامت کہی اور نماز پڑھی' پھر نماز عشاء کے لیے اذان کہی جب کہ شفق غائب ہوگیا تو ہم سو گئے' پھر ہم کئی بار اُٹھے' پھر ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ''لوگوں میں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا اور اگر میں اپنی اُمت پر شفقت نہ سمجھتا تو یہ نماز آدھی رات یا اس کے قریب تک مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔'' پھر فجر کے لیے اذان کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے مؤخر کیا یہاں تک کہ سورج طلوع ہونے والا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (بلالؓ) سے کہا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''وقت ان دونوں کے درمیان ہے۔'' یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں بیان کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اسکی اسناد حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الشَّفَقَ هُوَ الْبَيَاضُ كَمَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رحمه الله.

نیموی نے کہا' یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ شفق سفیدی ہے' جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِي الظُّهرِ

باب: جوروایات (وقت) ظہر کے بارہ میں آئی ہیں

۱۹۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کرو، بلاشبہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

فان شدة الحرّ من فيح جهنم: اشکال: اگر موسم گرما کی گرمی جہنم کے اثر سے ہے تو بیک وقت تمام عالم کو محیط ہونی چاہیے۔

جواب: ہر چیز پہلے اپنے مرکز میں پہنچتی ہے پھر وہاں سے دوسری جگہ پہنچتی ہے تو دنیا میں حرارت کا مرکز شمس ہے لہٰذا جہنم کی حرارت جب دنیا کی طرف آتی ہے تو اس کو سورج اپنے اندر کھینچ لیتا ہے اور سورج چونکہ زمانہ واحد میں بعض امکنہ سے قریب ہے اور بعض سے بعید ہوتا ہے تو اس سورج کے قرب و بعد کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔

پہلا مسئلہ: قوله تعالىٰ اقم الصلوٰة لدلوك الشمس بالاتفاق نماز ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے۔

انتہاء وقت الظہر: امام ابوحنیفہ کی مشہور روایت میں دو مثل تک ہے۔ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل تک ہے۔ امام ابوحنیفہ کی ایک روایت بھی یہی ہے۔ **دلائل ابی حنیفہ:** (۱) حدیث باب حدیث ابی ہریرہ نمبر ۱۹۶ قال اذا اشتد الحرّ فابردوا بالصلوٰة فان شدة الحر من فيح جهنم (صحاح ستہ) عرب ممالک میں شدت حر ایک مثل بعد تک رہتی ہے تو معلوم ہوا ایک مثل کے بعد بھی ظہر کا وقت رہتا ہے۔ دوسری دلیل حدیث باب حدیث ابی داؤد نمبر ۱۹۷ بخاری کی روایت میں الفاظ یوں ہیں: فقال له ابرد حتى ساوى الظل التلول فقال النبى صلى الله عليه وآله وسلم ان شدة الحر من فيح جهنم۔ ٹیلے کا سایہ جب اس کے برابر ہو تو سیدھی کھڑی ہوئی چیز کا سایہ اس سے بہت زیادہ ہوگا پھر اس وقت اذان کہی گئی اور اس کے بعد نماز پڑھی گئی سایہ تقریباً دو مثل کے قریب ہوگا تجربہ کر کے دیکھ لیا جائے۔ گو حدیث میں سفر کا واقعہ ہے مگر علت فان شدة الحر عام ہے سفر اور حضر دونوں کو شامل ہے تو حکم بھی عام ہوگا اور نماز کے اوقات سفر حضر میں یکساں ہیں۔ **دلیل جمہور:** امامت جبرئیل والی حدیث مشہور ہے۔ ثم صلى العصر حين كان ظل كل شئى مثله۔ جواب: یہ حدیث بیان اوقات میں متقدم ہے مذکورہ بالا احادیث مؤخر ہیں لہٰذا یہ ان سے منسوخ ہے۔

فائدہ: احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز مثل اول میں اور عصر کی نماز مثلین کے بعد پڑھی جائے۔

دوسرا مسئلہ: امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک گرمی میں تاخیر ظہر اور سردی میں تعجیل مستحب ہے۔ امام مالک کے مسلک کے بارے میں ناقلین کا اختلاف ہے۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ امام مالک کے نزدیک مطلقا ابراد و تاخیر مستحب ہے امام شافعی کے نزدیک مطلقا تعجیل مستحب ہے۔

فائدہ: موسم خریف گرمی کے حکم میں ہے اور موسم ربیع (بہار) سردی کے حکم میں ہے۔

دلائل جمہور: (۱) عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اشتد البرد بکر بالصلوٰۃ واذا اشتد الحرّ ابرد بالصلوٰۃ (بخاری، نسائی)

(۲) عن المغیرۃ قال کنا نصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الظہر بالھاجرۃ ثم قال لنا ابردوا بالصلوٰۃ (طحاوی) (رجالہ ثقات وصححہ ابن حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابراد کا حکم عمل بالتعجیل کے بعد ہوا۔ حضرت مغیرہ کی حدیث بطریق اختصار ان لفاظ سے مروی ہے وکان اخر الامرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الابراد۔

شافعیہ کی دلیل: (۱) وہ احادیث ہیں جن میں یصلی الظہر اذا زالت الشمس ہے اس سے تعجیل معلوم ہوتی ہے۔

(۲) وہ احادیث ہیں جن میں مطلق تعجیل کا حکم ہے۔ جیسے حضرت علیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نماز کا وقت آ جائے تو اس میں تاخیر نہ کرو اسی طرح وہ احادیث جن میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی فضیلت وارد ہے۔

جواب: تطبیق یہ ہے کہ تعجیل کی احادیث سردی پر محمول ہیں اور تاخیر اور ابراد کی گرمی پر محمول ہیں۔ حضرت انس کی مذکورہ حدیث میں اسکی تصریح ہے۔ اذا اشتد البرد بکر بالصلوٰۃ الخ۔ یا تعجیل کی احادیث ابراد کی احادیث سے منسوخ ہیں۔ حضرت مغیرہ کی مذکورہ حدیث اس پر دال ہے۔ کنا نصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالھاجرۃ ثم قال لنا ابردوا یا پھر یوں کہیں ابراد افضلیت پر محمول ہے اور تعجیل بیان جواز پر محمول ہے باقی رہیں اول وقت میں فضیلت والی احادیث تو ان کا جواب یہ ہے محدثین کے ہاں وہ سب ضعیف ہیں قالہ النووی والبیہقی وابن حجر کلھم من وکلاء الشافعیہ۔

۱۹۷۔ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ نِ الْغِفَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ یُّؤَذِّنَ لِلظُّھْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَہٗ اَبْرِدْ حَتّٰی رَاَیْنَا فَیْءَ التُّلُوْلِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر پر تھے، موذن نے ظہر کے لیے اذان کہنی چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ٹھنڈا کرو'' اس نے پھر اذان پکارنی چاہی تو آپ نے اُس سے فرمایا ''ٹھنڈا کرو'' یہاں تک کہ جب ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہے جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کرو'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُکُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُکُمْ وَمَثَلُ الْیَھُوْدِ

وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ نِ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلاً وَاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ فَضْلِيْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارا وقت (زندگی) گزشتہ اُمتوں کے وقت کی نسبت اتنا ہے جتنا نماز عصر سے سورج کے غروب ہونے تک ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مزدور کو اُجرت پر لیا اور طے یہ کیا کہ جو میرا کام نصف النہار (دوپہر) تک ایک قیراط پر کرے گا اسے ایک قیراط ملے گا تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا (ان کے لیے) ایک قیراط ہے پھر اس نے کہا' جو شخص میرا کام دوپہر سے نماز عصر تک ایک قیراط پر کرے گا' اسے ایک قیراط ملے گا تو نصاریٰ نے دوپہر سے نماز عصر تک ایک قیراط پر کام کیا (ان کے لیے) ایک قیراط ہے' پھر اس نے کہا جو شخص میرے لیے نماز عصر سے غروب آفتاب تک دو قیراط پر کام کرے گا تو اسے دو قیراط ملیں گے۔ خبردار! تم ہی وہ لوگ ہو جو نماز عصر سے غروب آفتاب تک کام کر رہے ہو' خبردار! تمہارے لیے دوگنا اجر ہے' پس یہود و نصاریٰ نے غضب ناک ہو کر کہا' ہم کام کرنے کے اعتبار سے زیادہ ہیں اور اجرت کے اعتبار سے کم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا میں نے تمہارے لیے تمہارے (طے شدہ) حق سے کم کیا ہے؟'' انہوں نے کہا نہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بلاشبہ یہ میرا فضل ہے جسے میں چاہوں دیتا ہوں۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۱۹۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَّوْلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَآءَ مَا بَيْنَكَ وَمَا بَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِيْ بِغَلَسٍ. رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں تمہیں بتاتا ہوں ظہر اس وقت پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر (ایک مثل) ہو جائے اور عصر جب کہ تمہارا سایہ تمہارے دو مثل ہو جائے اور مغرب جب سورج غروب ہو جائے اور عشاء اپنے اس وقت سے ایک تہائی رات کے درمیان اور صبح کی نماز

اندھیرے میں پڑھو'' یہ روایت مالکؒ نے موطا میں نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِسْتَدَلَّ الْحَنَفِيَّةُ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰى اَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ لَا يَنْقَضِيْ بَعْدَ الْمِثْلِ بَلْ يَبْقٰى بَعْدَهٗ وَوَقْتُهٗ اَزْيَدُ مِنْ وَّقْتِ الْعَصْرِ وَفِي الْاِسْتِدْلَالِ بِهَا اَبْحَاثٌ وَّاِنِّيْ لَمْ اَجِدْ حَدِيْثًا صَرِيْحًا صَحِيْحًا اَوْ ضَعِيْفًا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ اِلٰى اَنْ يَّصِيْرَ الظِّلُّ مِثْلَيْهِ وَعَنِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ قَوْلَانِ۔

نیموی نے کہا' احناف (کرام) نے ان احادیث سے استدلال کیا کہ نماز ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد ختم نہیں ہوجاتا بلکہ اس کے بعد بھی باقی رہتا ہے' نیز ظہر کا وقت عصر کے وقت سے زیادہ ہے اوران احادیث کے ساتھ استدلال کرنے میں کئی بحثیں ہیں اور مجھے کوئی حدیث صریح صحیح یا ضعیف نہیں ملی جواس پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت سایہ کے دومثل ہونے تک ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اس سلسلہ میں دوقول ہیں۔

انی لم اجد حدیثا صریحا: احناف کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ ایسی روایات صریحہ تونہیں ملتی جن میں مثلین کا لفظ صراحۃً مذکور ہو البتہ ایسے دلائل ضرور ملتے ہیں جن سے یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ مثل اول کے بعد بھی ظہر کا وقت باقی رہتا ہے۔جن روایتوں میں ایک مثل کا صراحۃً تذکرہ ہے اوران سے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین استدلال کرتے ہیں وہ روایات پہلے کی ہیں جیسے حدیث امامت جبرئیل وغیرہ یہ مکی زندگی کا واقعہ ہے اور جوروایات حنفیہ پیش کرتے ہیں وہ بعد کی ہیں بعد والی روایات پر عمل کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْعَصْرِ

باب: جوروایات وقت عصر کے بارہ میں آئی ہیں

۲۰۰۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَلَاَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُوْنَا وَشَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَلِمُسْلِمٍ فِيْ رِوَايَةٍ شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جب کہ احزاب کا دن تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ ان کی قبریں اوران کے گھر آگ سے بھر دے' جیسا کہ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے سورج کے غروب ہونے تک روکے رکھا اور مشغول رکھا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''انہوں نے ہمیں مشغول رکھا صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر سے۔''

عصر کے ابتدائی وقت میں دوقول ہیں امام صاحب کے ہاں مثل ثانی کے بعد شروع ہوتا ہے جمہور کے ہاں مثل اول کے بعد شروع ہوگا۔

پہلا مسئلہ: انتہاء وقت عصر۔ ائمہ اربعہ کے ہاں غروب شمس ہے بعض سلف کے نزدیک مثلین تک ہے اور بعض کے نزدیک اصفرار شمس تک ہے۔ **ائمہ اربعہ کی دلیل:** عن ابی ھریرۃ مرفوعا من ادرک رکعۃ من صلوٰۃ العصر

قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر (صحاح سته) دوسری دلیل: حدیث عبداللہ بن عمر بن العاص مرفوعاً وقت العصر مالم تغرب الشمس رواہ مسلم۔

مثلین کی دلیل: امامت جبرئیل والی حدیث ہے۔

جواب: اوقات کے باب میں وہ مقدم ہے لہٰذا مؤخر احادیث سے منسوخ ہے (فتح القدیر ص ۲۳۰ ج۔ا)

اصفرار کی دلیل: حضرت ابوہریرہ کی مرفوع حدیث ان اخروقتہا (وقت العصر) حین تصفر الشمس (ترمذی) **جواب:** مذکورہ احادیث کے قرینہ سے یہ وقت مختار پر محمول ہے۔

دوسرا مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک تغیر شمس سے پہلے تک تاخیر عصر افضل ہے۔ائمہ ثلاثہ کے ہاں تعجیل افضل ہے۔

حنفیہ کی دلیل: (۱) پچھلے باب کی حدیث ابن عمر نمبر ۱۹۸ انما مثلکم ومثل الیہود والنصاری کرجل استعمل عمالا الخ۔ امام محمد فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ظہر اور عصر کا درمیانہ وقت زیادہ ہے اور عصر اور مغرب کا درمیانہ وقت کم ہے۔ یہ تب ہوسکتا ہے کہ عصر کو اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھا جائے (موطا امام محمد)

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یصلی العصر والشمس بیضاء مرتفعہ حیۃ (روشن) و یذہب الذاہب الی العوالی والشمس مرتفعہ۔ عوالی عالیۃ کی جمع ہے یہ مدینہ کی وہ بیرونی آبادیاں تھیں جو نجد کی جانب تھیں اور جو آبادیاں تہامہ کی جانب تھیں وہ سافلہ کہلاتی تھیں۔

جواب: حدیث میں عوالی کے قرب اور بعد کی کوئی تفصیل نہیں پھر حدیث میں ماشیا یارا کبا کی کوئی تفصیل نہیں سوار تو عوالی تک جلدی پہنچ سکتا ہے۔ پھر ماشیا ہو تو بوڑھے اور جوان کی وضاحت نہیں۔ جب تک ان امور کی وضاحت نہ ہو تو حدیث قابل استدلال نہیں۔ **دوسری دلیل:** حدیث امامت جبرئیل کیونکہ اس میں دوسرے دن وقت عصر مثلین بتلایا گیا ہے۔ وصلی بی العصر حین کان ظلہ مثلیہ رواہ ابوداؤد والترمذی ۔ **جواب:** (۱) یہ حدیث استحباب پر محمول ہے تاکہ تمام روایات میں تطبیق ہوجائے۔ (۲) حدیث جبرئیل کا مطلب یہ ہے کہ عصر کی ابتداء مثلین پر کی۔

شغلونا عن الصلوٰۃ الوسطی: اس موقع پر صلوٰۃ خوف اس لیے نہ پڑھی گئی کہ وہ ابھی مشروع نہ ہوئی تھی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ نمازیں فوت ہونے کا واقعہ دو دن پیش آیا ایک دن تو صرف نماز عصر فوت ہوئی تھی ایک دفعہ مسلسل چار نمازیں یعنی ظہر سے عشاء تک باقی صلوٰۃ وسطی کے مصداق کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ تین مشہور ہیں۔ (۱) صلوٰۃ عصر احناف کا یہی قول ہے۔ (۲) صلوٰۃ الفجر شوافع مالکیہ اور امام مالک کی ایک روایت شاذہ یہی ہے۔ (۳) صلوٰۃ الظہر ہے صحابہ میں سے حضرت زید بن ثابت کا قول اور امام صاحب کی ایک روایت ہے۔ وسطی سے مراد افضل اور اشرف بھی ہے اور بالفعل دو دو کے درمیان بھی ہے عصر کی نماز سے پہلے دو نمازیں صلوٰۃ نہاریہ ہیں یعنی فجر اور ظہر اور عصر کی نماز کے بعد دو نمازیں صلوٰۃ لیلیہ ہیں یعنی مغرب اور عشاء تو معلوم ہوا عصر کی نماز بیچ میں ہے۔

۲۰۱۔ وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ) فَقَرَأْنَاهَا مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ فَنَزَلَتْ (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى) فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَّهٗ هِيَ إِذًا صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَآءُ قَدْ اَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَ كَيْفَ نَسَخَهَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

شقیق بن عقبہ سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت نازل ہوئی:

"حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ۔" (حفاظت (پابندی) کرو تمام نمازوں کی بالخصوص نمازِ عصر کی)

تو ہم نے یہ آیت تلاوت کی جتنی دیر کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا' پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو منسوخ فرما دیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

"حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْوُسْطٰى۔" (تمام نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص نماز عصر کی)

تو ایک شخص نے جو کہ شقیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا ان سے کہا' یہ تو پھر نماز عصر ہی ہوئی تو براء رضی اللہ عنہ نے کہا "میں نے تمہیں بتلا دیا ہے کہ یہ کیسے نازل ہوئی اور اسے اللہ تعالیٰ نے کیسے منسوخ کیا اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۲۰۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "صلوۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے۔" یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۰۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا لَا يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "یہ منافق کی نماز ہے وہ بیٹھا رہتا ہے اور سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں لگا دیتا ہے' اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت ہی تھوڑا کرتا ہے۔" یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

فکانت بین قرنی شیطن: سورج کا شیطان کے سینگوں میں آنے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ واقعی اس کے سینگ ہیں اور طلوع غروب کے وقت وہ سورج کے محاذاۃ میں جا کھڑا ہوتا ہے تا کہ سورج پرستوں کی عبادت اس کے آگے واقع ہو۔ بعض نے کہا ہے یہ مجازی محاوراتی کلام ہے اور اس کے سینگوں سے مراد اس کا تسلط اور اس کا علو ہے کہ اس وقت اس کے چیلے چانٹے غیر اللہ کی پوجا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ امام خطابی نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جس طرح سینگوں والا جانور اپنے سینگوں سے حملہ آور ہوتا ہے اسی طرح شیطان ان پر حملہ آور ہوتا ہے اور وقت پر نماز پڑھنے سے باز رکھتا ہے۔ **فنقر اربعا:** عصر کی نماز میں آٹھ سجدے

ہوتے ہیں ہر رکعت میں دوسجدے لیکن چونکہ اس کے سجدے بہت ناقص اور سرعت کے ساتھ ہوتے ہیں اس لیے دوسجدے مل کر بھی ایک سجدے کے برابر نہیں ہوتے۔

۲۰۴۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِیْلاً لِّلظُّھْرِ مِنْکُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِیْلاً لِّلْعَصْرِ مِنْہُ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر تمہاری نسبت زیادہ جلدی پڑھتے تھے اور تم نماز عصر آپ کی نسبت زیادہ جلدی پڑھتے ہو۔'' یہ حدیث احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ

باب: جو روایات نماز مغرب کے بارہ میں آئی ہیں

۲۰۵۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ رَوَاہُ الْجَمَاعَةُ اِلاَّ النَّسَائِیُّ۔

حضرت سلمہؓ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت ادا فرماتے جب کہ سورج غروب ہو جاتا تھا اور پردے کے پیچھے چھپ جاتا۔ یہ حدیث نسائی کے علاوہ جماعت محدثین نے نقل کی ہے۔

۲۰۶۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ عَلَی الْفِطْرَةِ مَا لَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰی تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا' بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری اُمت بھلائی پر رہے گی یا فرمایا فطرت پر رہے گی، جب تک کہ وہ نماز مغرب کو ستاروں کے جمگھٹے تک مؤخر نہ کرے۔'' یہ حدیث احمد' ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

مسئلہ: بالاجماع مغرب کا ابتدائی وقت غروب آفتاب ہے روافض کے نزدیک ابتدائی وقت ستاروں کے ظہور سے ہوگا۔

دلائل جمہور: وہ احادیث کثیرہ ہیں جو غروب آفتاب کے فوراً بعد مغرب کے ادا کرنے کے بارے میں ہیں۔

روافض کی دلیل: حدیث ابو بصرہ انصاری لاصلوۃ بعدھا اے بعدالعصر حتی یطلع الشاھد والشاھد النجم۔ **جواب:** حدیث مرفوع یطلع الشاھد پر ختم ہو جاتی ہے آگے شاہد کی تفسیر مدرج راوی ہے جبکہ حدیث میں شاہد سے مراد لیل ہے یعنی ظاہر ہو جائے ظاہر ہونے والا (رات) نیز علی تقدیر التسلیم احادیث کثیرہ کے خلاف ہے ان کے مقابلے میں مرجوح ہے۔

مغرب کا آخری وقت: حنفیہ حنابلہ کے نزدیک غروب شفق ہے امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مختصر وقت ہے جس میں وضوء اذان' اقامت اور پانچ رکعت ادا کی جاسکیں۔ اس کے بعد قضا ہوگی یعنی وقت تنگ ہے۔

فریق اول کی دلیل: (۱) عن عبداللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال وقت صلوٰۃ المغرب مالم یغب الشفق (مسلم)

اسی طرح اس مضمون کی اور متعدد احادیث ترمذی میں ہیں۔

فریق ثانی کی دلیل: حدیث امامت جبرئیل دونوں دنوں میں مغرب ایک وقت میں پڑھی گئی تو معلوم ہوا اس کا وقت تنگ ہے۔

جواب: وقت مختار پر محمول ہے نہ کہ وقت جواز پر نیز حدیث جبرئیل مقدم ہے مؤخر احادیث پر اعتماد کرنا چاہیے۔ نیز علامہ نووی شافعی فرماتے ہیں محققین شوافع کے نزدیک غیبوبت شفق تک مغرب کی نماز جائز ہے آگے شفق کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفیدی جو غروب شفق احمر کے بعد افق پر پھیلتی ہے ائمہ ثلاثہ وصاحبین کے نزدیک شفق احمر مراد ہے جو غروب کے بعد افق پر پھیلتی ہے۔

دلیل امام اعظم: حدیث ابی مسعود انصاری ویصلی العشاء حین یسود الافق رواہ ابو داؤد فی ابب المواقیت کیونکہ اسوداد افق غروب شفق ابیض کے بعد ہوتا ہے۔ (۲) ثم اذن اے بلال للعشاء حین ذھب بیاض النھار وھو الشفق رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط اس سے معلوم ہوا عشاء کی اذان غروب شفق ابیض کے بعد دی گئی۔

دلیل جمہور: حدیث عائشہ قالت کانو یصلون العتمۃ فیما بین ان یغیب الشفق الی ثلث اللیل متفق علیہ (مشکوٰۃ نمبر ۶۰، ج۔۱) کیونکہ شفق ابیض مراد ہوتا تو عشاء ثلث لیل سے قبل جائز نہ ہوتی۔

جواب: ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ شفق البیض ثلث لیل تک باقی رہتا ہے جبکہ وہ اس سے پہلے ختم ہوجاتا ہے۔

فائدہ: فتوی صاحبین کے قول پر ہے کہ وقت مغرب شفق احمر کے غروب تک ہے اور امام صاحب کا رجوع بھی ثابت ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ مغرب تو شفق احمر کے غروب سے پہلے پڑھ لی جائے لیکن عشاء شفق ابیض کے غروب ہونے کے بعد پڑھی جائے تاکہ نماز مختلف فیہ نہ رہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ

باب: جو روایات نماز عشاء کے بارہ میں آئی ہیں

۲۰۷۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر میں اپنی اُمت پر مشقت خیال نہ کرتا تو انہیں ایک تہائی رات (فرمایا) یا نصف رات تک نماز عشاء کے مؤخر کرنے کا حکم دیتا۔''

عشاء کے ابتداء وقت میں اختلاف ہے جو مغرب کے آخر وقت میں ہے پھر حنفیہ کے نزدیک ثلث لیل تک مستحب ہے۔ نصف لیل تک مباح ہے اس کے بعد مکروہ ہے بعض کے نزدیک ثلث لیل تک ہے بعض کے نزدیک نصف لیل تک۔

دلائل احناف:

(۱) حدیث عائشه قال أعتم النبی صلی الله علیه وآله وسلم ذات لیلة حتی ذهب عامة اللیل وحتی نام اهل المسجد ثم خرج فصلی بهم (مسلم نسائی)

(۲) حدیث باب ۲۰۷ **ثلث اللیل کی دلیل:** حدیث امامت جبرئیل و صلی بی العشاء الی ثلث اللیل۔ (ص۵۹ ج۔ امشکوٰۃ)

نصف اللیل کی دلیل: حدیث ابی هریرة وان اخر وقتها حین ینتصف اللیل رواه الترمذی۔

جواب: تمام ذخیرہ میں تطبیق کی صورت یہی ہے کہ ثلث لیل تک عشاء کا مختار اور مستحب وقت ہے اور نصف اللیل تک مباح بلا کراہت ہے اور اس کے بعد صبح تک جائز مع الکراهۃ۔

عشاء کا وقت مستحب: امام ابوحنیفہ امام احمد کے نزدیک ثلث اللیل تک تاخیر مستحب ہے اور امام شافعی و مالک کے نزدیک تعجیل افضل ہے۔

دلیل احناف:

(۱) حدیث ابی هریرة مرفوعا لولا ان اشق علی امتی لامرتهم ان یؤخروا العشاء الی ثلث اللیل او نصفه رواه احمد والترمذی۔

(۲) حدیث ابی سعید الخدری لولا ضعف الضعیف وسقم السقیم لاخرت هذه الصلوٰة الی شطر اللیل۔ (ابوداؤد)

فریق ثانی کی دلیل: حدیث نعمان ابن کثیر کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یصلیها لسقوط القمر الثالثة کیونکہ تیسری رات کا چاند شفق کے ساتھ ہی غروب ہوجاتا ہے تو معلوم ہوا جلدی نماز پڑھتے تھے۔

جواب: ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں بلکہ دوسری رات کا چاند تو شفق کے قریب ہی غروب ہوجاتا ہے۔ مگر تیسری رات کا چاند کافی دیر بعد غروب ہوتا ہے۔ چنانچہ علماء ہیئت نے بتایا ہے کہ بعض دنوں میں تیسری رات کا چاند غروب شفق کے اڑھائی (2½) گھنٹے بعد اور بعض دنوں میں تین گھنٹوں کے بعد غروب ہوتا ہے۔ تو یہ تاخیر کی دلیل ہوئی لہٰذا اس لیے فریق ثانی کا استدلال درست نہیں ہے۔ **دوسری دلیل:** حدیث میں ہے اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ **جواب:** اول وقت سے مراد مستحب وقت ہے۔

۲۰۸۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ انْتَظَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً لِصَلٰوۃِ الْعِشَآءِ حَتّٰی ذَھَبَ نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ قَالَ فَجَآءَ فَصَلّٰی بِنَا ثُمَّ قَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاِنَّ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوْا مَضَاجِعَھُمْ وَاِنَّکُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ مُّنْذُ انْتَظَرْتُمُوْھَا وَلَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ وَحَاجَۃُ ذِی الْحَاجَۃِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔ رَوَاہُ الْخَمْسَۃُ اِلَّا التِّرْمِذِیَّ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے ایک رات نماز عشاء کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کیا یہاں تک کہ ایک تہائی رات کے قریب وقت گزر گیا (حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے) کہا پھر آپ تشریف لائے تو ہمیں نماز پڑھائی' پھر فرمایا ''اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہو' بلاشبہ لوگ اپنے بستروں پر لیٹ چکے ہیں اور تم نماز میں ہی ہو' جب سے تم اس کے انتظار میں ہو' اگر کمزور کی کمزوری' بیمار کی بیماری اور ضرورت مند کی ضرورت نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔''

یہ روایت ترمذی اور ابن خزیمہ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۰۹۔ وَعَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ کَتَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَصَلِّ الْعِشَآءَ اَیَّ اللَّیْلِ شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْھَا۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔

نافع بن جبیر نے کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ''اور عشاء کی نماز' رات کے جس حصہ میں چاہو پڑھو اور اس سے غفلت نہ کرو۔'' یہ روایت طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۲۱۰۔ وَعَنْ عُبَیْدَۃَ بْنِ جُرَیْجٍ اَنَّہٗ قَالَ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَآ اِفْرَاطُ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ قَالَ طُلُوْعُ الْفَجْرِ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

عبیدہ بن جریج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' عشاء کی نماز میں کوتاہی کیا ہے؟ (حضرت ابوہریرہ ؓ نے) کہا ''طلوع فجر۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ دَلَّ الْحَدِیْثَانِ عَلٰی اَنَّ وَقْتَ الْعِشَآءِ یَبْقٰی بَعْدَ مُضِیِّ نِصْفِ اللَّیْلِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَلَا یَخْرُجُ بِخُرُوْجِہٖ فَبِالْجَمْعِ بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ کُلِّھَا یَثْبُتُ اَنَّ وَقْتَ الْعِشَآءِ مِنْ حِیْنِ دُخُوْلِہٖ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ اَفْضَلُ وَبَعْضُہٗ اَوْلٰی مِنْ بَعْضٍ وَاَمَّا بَعْدَ نِصْفِ اللَّیْلِ فَلَا یَخْلُوْ مِنَ الْکَرَاھَۃِ۔

نیموی نے کہا' دونوں حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ عشاء کا وقت آدھی رات گزر جانے کے بعد بھی طلوع فجر تک باقی رہتا ہے اور آدھی رات گزرنے پر اس کا وقت نہیں نکلتا۔ تمام احادیث میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد آدھی رات تک افضل ہے (اور اس میں بھی) بعض حصہ (تہائی رات تک) بعض (تہائی سے نصف رات تک) سے اولیٰ ہے۔ مگر آدھی رات کے بعد کراہت سے خالی نہیں۔

بَابُ مَّا جَآءَ فِي التَّغْلِيْسِ

باب: جو روایات منہ اندھیرے نماز پڑھنے کے بارہ میں ہیں

۲۱۱۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّ نِسَآءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''ایمان والی عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز فجر پڑھنے کے لیے حاضر ہوتیں، اپنی چادروں سے لپٹی ہوتیں، پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں، جب کہ نماز پوری کر لیتیں، اندھیرا ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی بھی نہ پہچان سکتا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

ابتداء وقت فجر: بالاجماع طلوع صبح صادق ہے۔

انتہاء وقت فجر: جمہور کے نزدیک طلوع شمس ہے بعض کے نزدیک اسفار تک ہے امام مالک، امام شافعی کی ایک روایت یہی ہے۔ **دلیل جمہور:** حضرت ابوہریرۃ کی مرفوع حدیث میں ہے و ان آخر وقتها حين تطلع الشمس (۲) حضرت عمرو بن العاص کی حدیث قال صلى الله عليه وآله وسلم و وقت صلوٰة الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس (مسلم)

اسفار کی دلیل: امامت جبرئیل علیہ السلام والی حدیث صلى الصبح فى اليوم الثانى حين اسفرت الارض (ترمذی وغیرہ) جبکہ دوسرے دن آخری وقت بتلانا مقصود تھا۔

جواب: بارہا گزر چکا ہے کہ حدیث جبرئیل مقدم باقی احادیث مؤخر ہیں۔ لہٰذا یہ منسوخ یا مؤول ہے تاویل یہ ہے کہ یہ وقت مختار پر محمول ہے۔

مسئلہ: احناف کے نزدیک اسفار افضل ہے امام شافعی امام مالک کے نزدیک تغلیس افضل ہے۔ امام احمد کی ایک روایت یہی ہے آپ کی دوسری روایت میں نمازیوں کا لحاظ کریں اگر ان کے لیے تغلیس باعث مشقت ہو تو اسفار افضل ہے۔ ورنہ تغلیس افضل ہے اسفار کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں مثلاً عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله عليه السلام يقول اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر یہ یاد رہے کہ یہ حدیث قولی ہے اور اس کے خلاف کوئی قولی حدیث نہیں جس میں اس طرح صراحۃً تغلیس کا حکم موجود ہو پس امت کے لیے جو ضابطہ مقرر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔

اشکال: فریق ثانی نے اسفار کی احادیث کی یہ توجیہ کی ہے کہ اسفار سے مراد یہ ہے کہ فجر واضح ہو جائے شک نہ رہے۔

جواب: وضوح فجر سے قبل تو نماز جائز نہیں ہے چہ جائے کہ ثواب ملے جبکہ احادیث اسفار کا مقتضی یہ ہے کہ اسفار سے پہلے نماز جائز ہے لیکن ثواب کم ہے۔ لہٰذا یہ توجیہ درست نہیں۔ **تغلیس کی دلیل:** (۱) حدیث باب حدیث عائشہ نمبر ۲۱۱۔

جواب: غلس کی احادیث اسفار کی احادیث سے منسوخ ہے۔ اس پر قرینہ صحابہ کرام کا اسفار پر اجماع ہے۔ جیسا کہ ابراہیم نخعی کا ارشاد ہے:

ما اجتمع اصحاب رسول اللہ ﷺ علی شیئی ما اجتمعوا علی التنویر۔

دوسرا جواب: امت کو اسفار کا حکم ہے۔ اسفروا الخ۔ لہٰذا غلس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ نیز قولی فعلی سے راجح ہے۔ **دوسری دلیل:** حدیث باب حدیث ابی مسعود نمبر ۲۱۳ جس میں یہ الفاظ آرہے ہیں: **ثم کانت صلوتہ بعد ذالك التغلیس حتی مات لم یعد الی ان لیسفر۔** **جواب:** یہ حدیث ضعیف ہے **کما قال المصنف وفی اسنادہ مقال** امام طحاوی فرماتے ہیں: احادیث میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نماز فجر کو اندھیرے میں شروع کیا جائے لمبی قرأت سے اسے اسفار میں ختم کیا جائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اصل حکم تو یہی ہے کہ اسفار افضل ہے چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی قولی روایت میں جو حضرت ابورافع سے مروی ہے۔ اس کا حکم دیا ہے لیکن حضور علیہ السلام نے غلس میں بھی بکثرت نماز پڑھی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ تقریباً تمام صحابہ کرام تہجد کے عادی تھے۔ اور جہاں تہجد پڑھنے والوں کی اتنی کثرت ہو وہاں ان کی سہولت کی خاطر تغلیس ہی بہتر ہوتی ہے جیسا کہ خود حنفیہ کے نزدیک رمضان میں تغلیس بہتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر غلس میں جماعت کا اجتماع ہو غلس کی صورت میں نمازیوں کی تعداد زیادہ رہتی ہو تو اس وقت حنفی حضرات بھی تغلیس کی افضلیت کے قائل ہیں۔

۲۱۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو' عصر کی نماز جب کہ سورج روشن ہوتا' مغرب جب کہ سورج غروب ہوتا اور عشاء کی نماز اگر لوگ زیادہ ہوتے تو جلدی ادا فرماتے اور اگر لوگ کم ہوتے تو مؤخر فرماتے اور صبح کی نماز منہ اندھیرے سے ادا فرماتے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۱۳۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ بِوَقْتِ الصَّلٰوةِ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ يَحْسِبُ بِأَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَرُبَمَا اَخَّرَهَا حِيْنَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَرَأَيْتُهٗ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءُ قَبْلَ اَنْ تَدْخُلَهَا الصُّفْرَةُ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ مِنَ الصَّلٰوةِ فَيَأْتِيْ ذَا الْحُلَيْفَةِ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ حِيْنَ تَسْقُطُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعِشَآءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الْاُفُقُ وَرُبَمَا اَخَّرَهَا حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ وَصَلَّى الصُّبْحَ مَرَّةً بِغَلَسٍ ثُمَّ صَلّٰى مَرَّةً اُخْرٰى فَاَسْفَرَبِهَا ثُمَّ كَانَتْ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ التَّغْلِيْسَ حَتّٰى مَاتَ لَمْ يَعُدْ اِلٰى اَنْ يُسْفِرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّالزِّيَادَةُ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ۔

حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا'' جبرئیل نازل ہوئے اور مجھے نماز کے اوقات بتائے تو میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی'' آپ اپنی انگلیوں پر پانچ نمازیں گنتے رہے۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جب کہ سورج ڈھل گیا اور کبھی جب کہ گرمی شدید ہوتی تو اُسے مؤخر فرماتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز اس وقت ادا فرماتے جبکہ سورج بلند روشن ہوتا' پہلے اس کے کہ سورج زردی میں داخل ہو' تو آدمی نماز سے فارغ ہو کر' سورج کے غروب ہونے سے پہلے ذوالحلیفہ آجاتا اور مغرب اس وقت ادا فرماتے جب کہ سورج چھپ جاتا اور عشاء کی نماز اس وقت ادا فرماتے جب کہ اُفق سیاہ ہو جاتا اور بسا اوقات اسے مؤخر فرماتے تا کہ لوگ اکٹھے ہو جائیں اور صبح کی نماز کبھی منہ اندھیرے پڑھتے' پھر کبھی دوسری مرتبہ اس کو روشن کر کے پڑھتے تھے۔ پھر اس کے بعد آپ کی نماز منہ اندھیرے ہوئی یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔ آپ نے اسے روشنی کی طرف نہیں لوٹایا۔ یہ حدیث ابوداؤد' ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے اور زیادتی غیر محفوظ ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِسْفَارِ

باب: جو روایات روشنی میں نماز پڑھنے کے بارہ میں آئی ہیں

۲۱۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً لِّغَيْرِ مِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَلِمُسْلِمٍ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو نمازوں کے علاوہ بغیر وقت کے کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے مغرب اور عشاء کو جمع فرمایا اور فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''(فجر کی نماز) وقت سے پہلے اندھیرے میں پڑھی۔''

وصلی الفجر قبل میقاتھا: قبل میقاتھا سے مراد قبل وقت معتاد ہے قبل طلوع فجر مراد نہیں کیونکہ یہ بالاتفاق جائز نہیں لہٰذا یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نماز فجر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت اسفار کی تھی مگر آج کے روز انہوں نے اپنے وقت معتاد سے پہلے پڑھ لی۔

۲۱۵۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلٰوتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَّحْدَهَا بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ وَّالْعِشَآءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَائِلٌ يَّقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَّقْتِهِمَا فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبُ وَالْعِشَآءُ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى

يَعْتُمُوْا وَصَلٰوةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ اِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلٰوتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَّقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَنْزِغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا' پھر ہم مزدلفہ آئے تو انہوں نے دو نمازیں پڑھی' ہر نماز علیحدہ' اذان اور اقامت کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان رات کا کھانا کھایا (اگر درمیان میں کھانا ہو پھر علیحدہ علیحدہ اقامت ورنہ ایک ہی اقامت عندالاحناف) پھر فجر کی نماز جب فجر طلوع ہوگئ' کہنے والا کہتا کہ فجر طلوع ہوگئ اور کوئی کہتا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی پھر (ابن عمر رضی اللہ نے) کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' بے شک یہ دو نمازیں اس جگہ اپنے وقت سے ہٹادی گئی ہیں مغرب اور عشاء' پس لوگ مزدلفہ میں نہ آئیں جب تک اندھیرا نہ کرلیں اور فجر کی نماز اس وقت پڑھیں۔''

یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے۔ جب فجر طلوع ہوئی تو (ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا' بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر یہ نماز اس جگہ' اسی دن' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' وہ دونوں نمازیں اپنے وقت سے پھرگئی ہیں' مغرب کی نماز اس کے بعد کہ لوگ مزدلفہ میں آجائیں اور فجر یہاں تک کہ صبح طلوع ہوجائے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے) کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا۔

باب ہذا کی پہلی دونوں روایات کے اندراج کا اصل مقصود تو اگرچہ اسفار کے استحباب پر استدلال ہے مگر دونوں حدیثوں میں مسئلہ الجمع بین الصلوٰتین بھی مذکور ہے لہٰذا اسی مناسبت سے یہاں اجمالاً ان کی بحث بھی درج کردی جاتی ہے سفر کی وجہ سے جمع بین الصلوتین جائز ہے یہ بات متعدد احادیث سے ثابت ہے لیکن علماء کا اس میں اختلاف ہوا ہے کہ جمع سے مراد جمع حقیقی ہے یعنی من حیث الوقت ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا یا جمع صوری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز کو بالکل اس کے اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں یہاں صرف صورۃً جمع ہے حقیقتاً نہیں اس کو جمع من حیث الفعل سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ جمہور وائمہ ثلاثہ احادیث کو جمع حقیقی پر محمول کرتے ہیں۔ احناف جمع صوری کے قائل ہیں اس سلسلہ کی احادیث محتمل ہیں بعض سے جمع حقیقی سمجھ آتی ہے اور بعض سے صراحۃً جمع صوری کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں احناف کے اصول میں سے ہے کہ وہ اختلاف روایات کے وقت اوفق بالقرآن کو اختیار کرتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا اوفق بالقرآن ہے۔

۲۱۶۔ وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْفِرُوْا بِالصَّلٰوةِ الْفَجْرِ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ اَوْ قَالَ لِاُجُوْرِكُمْ. رَوَاهُ الْحُمَيْدِيُّ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''فجر کی نماز کو روشن کر کے پڑھو' بے شک یہ ثواب کے لیے زیادہ بہتر ہے۔'' یا آپ نے یوں فرمایا ''تمہارے ثواب کے لیے زیادہ بہتر ہے۔'' یہ روایت حمیدی اور اصحاب سنن نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۱۷۔ وَعَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ رِّجَالٍ مِّنْ قَوْمِهِ الْاَنْصَارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ الزَّيْلَعِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ۔

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ اپنی قوم انصار کے مختلف آدمیوں سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم فجر کو جو روشن کر کے پڑھتے ہو یہ ثواب کے لیے (غلس کی نسبت) زیادہ ہے۔'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔ حافظ زیلعیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث سند صحیح کیساتھ ہے۔

۲۱۸۔ وَعَنْ هُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ جَدِّيْ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ نَوِّرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يَبْصُرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِّنَ الْاَسْفَارِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّابْنُ عَدِيٍّ وَّالطَّيَالِسِيُّ وَاِسْحَاقُ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ہریر بن عبد الرحمن بن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے اپنے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اے بلالؓ! صبح کی نماز یہاں تک روشن کرو کہ قوم روشنی کی وجہ سے اپنے تیروں کے گرنے کی جگہ دیکھ سکے۔'' یہ حدیث ابن ابی حاتم' ابن ابی عدی' طیالسی' اسحق' ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۱۹۔ وَعَنْ بَيَانٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِّثْنِيْ بِوَقْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ عِنْدَ دُلُوْكِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ بَيْنَ صَلٰوتِكُمُ الْاُوْلٰى وَالْعَصْرِ وَكَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَيُصَلِّي الْعِشَآءَ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّفَقِ وَيُصَلِّي الْغَدَاةَ عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَفْتَحُ الْبَصَرُ كُلُّ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقْتٌ اَوْ قَالَ صَلٰوةٌ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

بیان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا وقت بتا دیجئے' انہوں نے کہا ''آپ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر کی نماز تمہاری پہلی نماز اور عصر کے درمیانی وقت میں پڑھتے اور سورج کے غروب کے وقت مغرب ادا فرماتے اور عشاء غروب شفق کے وقت ادا فرماتے اور فجر کی نماز طلوع فجر کے وقت جب کہ آنکھ کھل جاتی (یعنی چیزیں صاف نظر آنے لگ جائیں) ان تمام اوقات کے درمیان (نماز کا) وقت ہے یا فرمایا نماز

ہے۔'' یہ حدیث ابویعلی نے نقل کی ہے ہیثمیؒ نے کہا اس کی اسناد حسن ہے۔

۲۲۰۔ وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْفِرُوْا بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهٗ اَفْقَهُ لَكُمْ اِنَّمَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَخْلُوْا بِحَوَائِجِكُمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

جبیر بن نفیر نے کہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز منہ اندھیرے پڑھائی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ''اس نماز کو روشن کرو، بلاشبہ یہ تمہارے لیے زیادہ سمجھ کی بات ہے، تم یہ چاہتے ہو کہ اپنی ضروریات کے لیے (جلدی) فارغ ہو جاؤ۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۲۲۱۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لِمُؤَذِّنِهٖ أَسْفِرْ أَسْفِرْ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علی بن ربیعہ نے کہا، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مؤذن سے یہ کہتے ہوئے سنا (نماز فجر کو) ''روشن کر، روشن کر'' یہ حدیث عبدالرزاقؒ، ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۲۲۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يُسْفِرُ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبدالرحمن بن یزید نے کہا ''ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتے تھے تو وہ فجر کی نماز روشن کرتے۔'' یہ حدیث طحاوی، عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

اَبْوَابُ الْاَذَانِ

بَابٌ فِيْ بَدْءِ الْاَذَانِ

باب: اذان کی ابتداء میں

اذان کا لغوی معنی اعلان اور اطلاع کے ہے۔ اذان کا شرعی معنی الاعلام بوقت الصلوٰۃ بالفاظ مخصوصہ یعنی وقت صلوٰۃ کی مخصوص الفاظ کے ذریعہ اطلاع کرنا اذان کی مشروعیت میں تین قول ہیں۔ (۱) اذان کی مشروعیت فرضیت صلوٰۃ کے ساتھ الاسراء میں ہوئی۔ (۲) مسجد نبوی کی تعمیر کے متصل بعد ہوئی (۳) ۲ھ میں مشروع ہوئی۔ دوسرا قول راجح ہے۔ سبب مشروعیت اذان کے بارے میں دو حدیثیں ہیں۔ (۱) حدیث ابن عمر متفق علیہ ہے۔ بخاری اور مسلم دونوں میں ہے۔ (۲) عبداللہ بن زید کی حدیث خواب والی جس کی تخریج اصحاب السنن نے کی ہے امام ترمذی نے باب الاذان میں دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں۔

اشکال: غیر نبی کا خواب حجت نہیں تو پھر یہاں اس حکم شرعی کا مدار اس پر کیسے رکھا گیا۔

جواب: (۱) ممکن ہے اس خواب کے ساتھ وحی کی مقارنت ہوگئی ہو چنانچہ مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت میں ہے حضرت عمر نے جب خواب میں اذان کو دیکھا تو انہوں نے اس کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کی فوجد الوحی ورد بذالك جواب (۲) سنن ابی داؤد اور ترمذی میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن زید کا خواب سن کر فرمایا انها لرؤیا حق "کہ تمہارا خواب برحق ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال سے اذان دلوائی لہٰذا اب وہ خواب تصدیق نبی کی وجہ سے حجۃ شرعیہ بن گیا اسکی حیثیت محض ایک خواب کی نہیں رہی۔

۲۲۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَيْسَ يُنَادٰى لَهَا فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِّثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِیْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ رضی اللہ عنہ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' مسلمان جب مدینہ منورہ آئے تو وہ جمع ہو کر نماز کا وقت مقررہ کر لیتے' نماز کے لیے کوئی پکارتا نہ تھا' انہوں نے ایک دن اس سلسلہ میں مشورہ کیا' کچھ لوگوں نے کہا' عیسائیوں جیسا ناقوس بنالو اور بعض نے کہا' یہود کے سینگ کی طرح بگلی بنالو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' تم کیوں کسی آدمی کو نہیں بھیجتے جو نماز کے لیے پکارے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے بلال! اُٹھو اور نماز کے لیے پکارو۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۲۴۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ میں) آگ اور ناقوس کا ذکر کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کا تذکرہ کیا تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اذان کو دُہرا اور اقامت کو اکہرا کہو۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۲۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوةِ طَافَ بِیْ وَاَنَا نَائِمٌ رَّجُلٌ يَّحْمِلُ نَاقُوْسًا فِیْ يَدِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ فَقَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ فَقُلْتُ نَدْعُوْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَذَكَرَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ قَالَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِیْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهٗ يَقُوْلُ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ نے کہا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقوس بنانے کا حکم دے دیا تاکہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کی خاطر بجایا جائے تو میں سو رہا تھا' میرے پاس ایک آدمی آیا جو کہ اپنے ہاتھ میں ناقوس اُٹھائے ہوئے تھا' میں نے اسے کہا' اے اللہ کے بندے! کیا تم ناقوس بیچتے ہو؟ اس نے کہا تم اسے کیا کرو گے' میں نے کہا' ہم اس کے ساتھ لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے' اس نے کہا کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ میں نے اسے کہا' ہاں (بتایئے) اس نے کہا یوں کہو (اللہ اکبر اللہ اکبر)...... (اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں) تو اس نے پوری اذان اور اقامت کا ذکر کیا (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے کہا جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر جو میں نے دیکھا تھا آپ کو اس کی اطلاع دی' اس پر آپ نے فرمایا' بلاشبہ یہ سچا خواب ہے' ان شاء اللہ۔ تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تو میں وہ کلمات (بلال رضی اللہ عنہ کو) بتاتا اور وہ اذان پکارتے۔ (حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے) کہا' یہ اذان حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنی جب کہ وہ اپنے گھر میں تھے' وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے (یعنی جلدی سے) یہ کہتے ہوئے نکلے' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ بلاشبہ میں نے بھی (رات) ایسا ہی خواب دیکھا ہے' جیسا اسے (عبداللہ بن زید) کو دکھایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي التَّرْجِيْعِ

باب: جو روایات ترجیع کے بارہ میں آئی ہیں

۲۲۶۔ عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّاَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ بِتَثْنِيَةِ التَّكْبِيْرِ۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان سکھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔''

(اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں'

میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔) وہ (موذن) لوٹے اور کہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(آؤ نماز کے لیے، آؤ نماز کے لیے، آؤ کامیابی کے لیے، آؤ کامیابی کے لیے، اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے مستحق نہیں۔) یہ حدیث نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے اور یہ حدیث مسلم نے بھی تکبیر کے دوبار ذکر کے ساتھ نقل کی ہے۔

۲۲۷۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً رَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے انیس کلمات اذان اور سترہ کلمات اقامت سکھائی۔ یہ حدیث ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر ۱: اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر دومرتبہ ہے یا چار مرتبہ جمہور چار مرتبہ کے قائل ہیں مالکیہ دومرتبہ کے قائل ہیں۔

دلیل جمہور: وہ احادیث صحیحہ کثیرہ ہیں جن میں چار مرتبہ کا ذکر ہے۔ **دلیل مالکیہ:** حدیث عبداللہ بن زید جو بسند معمر و یونس عن الزہری مروی ہے جس میں یوں الفاظ ہیں: اللہ اکبر اللہ اکبر لم یثنیا یعنی معمر اور یونس نے زہری سے لفظ اللہ اکبر تثنیہ کے ساتھ ذکر نہیں کیا بلکہ افراد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اشکال: معمر اور یونس نے تو اللہ اکبر دومرتبہ ذکر کیا ہے پھر تثنیہ کی نفی کیسے صحیح ہے۔

جواب: دومرتبہ اللہ اکبر ملکر ایک سانس میں یہ ایک شمار ہوتا ہے کیونکہ ایک ہی سانس میں دومرتبہ کہا جاتا ہے بہرحال مالکیہ کی اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ دیگر تمام رواۃ چار مرتبہ ذکر کرتے ہیں اور وہ سب ثقہ ہیں لہٰذا ثقات کی یہ زیادتی مقبول ہے۔

مسئلہ نمبر ۲: الترجیع ہو رفع الصوت بکلمتی الشہادۃ بعد الخفض بہما یعنی شہادتین کو آہستہ کہنے کے بعد دوبارہ زور سے کہنا امام ابوحنیفہ اور امام احمد ترجیح کے قائل نہیں امام شافعی اور امام مالک کے ہاں ترجیع سنت ہے ویسے امام احمد کے ہاں دونوں امر جائز ہیں مگر حنابلہ نے عدم ترجیع کو ترجیح دی ہے بہرحال یہ اختلاف اولیٰ غیر اولیٰ کا ہے۔ **ترجیع کی دلیل:** حدیث ابی محذورۃ حدیث باب نمبر ۲۲۶ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ترجیع کی تلقین فرمائی۔

جواب: (۱) امام طحاوی فرماتے ہیں انہوں نے شہادتین کے کلمات ذرا پست آواز سے کہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ارجع وامدد من صوتك یعنی ضرورت کے مطابق بلند آواز سے کہنے کے لیے تکرار کا حکم دیا ورنہ ترجیع مقصود نہ تھی۔

جواب: (۲) ابن الجوزی فرماتے ہیں حضرت ابومحذورہ نومسلم تھے ان کے دل میں توحید راسخ کرنے کے لیے شہادتین کا اعادہ

کرایا گویا یہ وقتی مصلحت تھی نہ کہ عام سنت۔ عدم ترجیع کے دلائل: آئندہ باب کی احادیث حدیث عمر نمبر ۲۲۸ حدیث عبداللہ بن زید حدیث نمبر ۲۲۹۔ اشکال: ابومحذورہ کی حدیث حضرت عبداللہ بن زید کی حدیث سے متاخر ہے اس میں ترجیع ہے لہٰذا ترجیع راجح ہے۔ جواب: حضرت ابومحذورہ کے واقعہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے حضرت بلال ؓ کو حسب سابق یعنی عدم ترجیع پر برقرار رکھا لہٰذا عدم ترجیع کا واقعہ متاخر اور راجح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ عَدَمِ التَّرْجِيْعِ

باب: جو روایات عدم ترجیع کے بارہ میں آئی ہیں

۲۲۸۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' جب مؤذن نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا تم میں سے بھی جس کسی نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا پھر مؤذن نے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا' اس نے بھی "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا پھر مؤذن نے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا اس نے بھی "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا' پھر مؤذن نے "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہا اس نے کہا "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہے) پھر مؤذن نے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہا اس نے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہا' پھر مؤذن نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا اس نے بھی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا' پھر مؤذن نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا اس نے بھی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا۔ (یہ کلمات اس نے) دل سے (کہے) تو جنت میں داخل ہو گیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

حضرت عمر کی حدیث میں اللہ اکبر اختصار کی وجہ سے دو مرتبہ کہا گیا ہے کہ سمجھانے کے لیے دو مرتبہ کہنا کافی تھا اس لیے شہادتین میں بھی صرف ایک مرتبہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

اس کا معنی واضح ہے کہ برائی سے بچنے اور نیک کام کی توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے ساتھ لوگوں کو نماز کی دعوت دیتا ہے تو اس کے جواب میں یہ کلمات کہنے والا اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ یہ ایک امر عظیم اور زبردست فرض کی ادائیگی کا معاملہ ہے میں ایک عاجز کمزور بندہ ہوں میری قوت اور طاقت کہاں کہ اس عظیم ذمہ داری کا عمل کرسکوں یہ تو صرف اللہ ہی کی توفیق سے ہوسکتا ہے۔

۲۲۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّ بِالْبُوْقِ وَاَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَأُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَأَيْتُ رَجُلاً عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ تَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ اُنَادِيْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلاَ اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ۔ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا رَاٰى قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْتُ رَجُلاً عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَاٰى رُؤْيَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاَلْقِهَا عَلَيْهِ وَلْيُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِّنْكَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَى الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِيْ بِهَا قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ رَاٰى۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبُخَارِيُّ فِيْمَا حَكَاهُ عَنْهُ التِّرْمِذِيُّ فِي الْعِلَلِ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بگل کا ارادہ فرمالیا تھا اور ناقوس بنانے کے لیے حکم دے دیا تھا تو وہ چھیل (بنا) لیا گیا تو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھایا گیا (حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے) کہا' میں نے ایک آدمی کو جس پر دو سبز چادریں تھیں' ناقوس اُٹھائے ہوئے دیکھا تو میں نے اسے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے بندے! کیا تم ناقوس فروخت کرتے ہو؟ اس نے کہا' تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ میں نے کہا' میں اس کے ساتھ نماز کے لیے پکاروں گا' اس نے کہا' کیا میں تمہیں اس سے بہتر نہ بتاؤں؟ میں نے کہا' وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تم یوں کہو:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ۔"

(راوی نے) کہا' حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ (گھر سے) نکلے' یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو خواب دیکھا تھا بتا دیا' انہوں نے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے ایک آدمی کو جس پر دو سبز کپڑے تھے' ناقوس اُٹھائے ہوئے دیکھا' پھر تمام واقعہ آپ کو بتا دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے' تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جاؤ' تم بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات بتاؤ اور بلال رضی اللہ عنہ پکاریں' بلاشبہ وہ تم سے بلند آواز

والے ہیں (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے) کہا' میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا' میں وہ کلمات ان کو بتا تا جا تا اور وہ پکارتے جاتے' (عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے) کہا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آواز سنی تو (گھر سے) نکل کر کہا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! خدا کی قسم' میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے' جیسا اُس نے دیکھا ہے۔''

یہ حدیث ابن ماجہ' ابوداؤد اور احمد نے نقل کی ہے۔ ترمذی' ابن خزیمہ اور بخاری نے'' جیسا کہ ترمذی نے کتاب العلل میں بخاری سے نقل کیا ہے۔'' اسے صحیح قرار دیا ہے۔

بَابٌ فِیْ اِفْرَادِ الْاِقَامَۃِ

باب: اقامت کو اکہرا کہنے کے بارہ میں

۲۳۰۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَیُوْتِرَ الْاِقَامَةَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ بَعْضُهُمْ اِلَّا الْاِقَامَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا' بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کو دُہرا اور اقامت کو اکہرا کہے۔

یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے اور بعض نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں کہ:

"قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" کے سوا (یعنی انہیں دُہرا کہے)

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک اقامت کے کلمات مثنیٰ مثنیٰ ہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک افراد ہے۔ **امام ابو حنیفہ کے دلائل:** آئندہ باب کی احادیث ہیں۔ **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** حدیث باب حدیث انس نمبر ۲۳۰ امر بلال ان یشفع الاذان ویوتر الاقامۃ۔

جواب: (۱) یہ ابتداء پر محمول ہے اور مذکورہ احادیث سے منسوخ ہے مسلم کی ایک روایت میں ابتداء کی تصریح ہے۔

جواب: (۲) یہ شفع اور ایتار آواز کے لحاظ سے ہے کہ کلمات اذان دو سانس میں اور قامت کے کلمات ایک سانس میں کہے جائیں۔

اشکال: بعض روایات میں الا الاقامۃ کا استثناء ہے اس توجیہ پر یہ منطبق نہیں ہوگا کیونکہ اب معنی یہ ہوگا کہ باقی میں دو کلمے ایک سانس میں ہوں مگر قد قامت الصلوٰۃ دو سانس میں ہو۔ **جواب:** (۱) مالکیہ کہتے ہیں یہ استثناء مدرج من الراوی ہے اسی لیے ان کے نزدیک پوری اقامت میں ایتار ہے جبکہ شوافع کے نزدیک قد قامت الصلوٰۃ کے علاوہ میں ایتار ہے۔

جواب: (۲) یہ استثناء یوتر الاقامۃ سے نہیں ہے بلکہ حدیث کے مفہوم سے ہے مفہوم یہ ہے اقامت اذان کی مانند ہے صرف کیفیت ادا میں فرق ہے مگر قد قامت کی زیادۃ صرف اقامت میں ہے حدیث باب کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ماہ رمضان سے ہے کہ اذان دو مرتبہ ہوتی تھی ایک سحری کے لیے دوسری نماز فجر کے لیے مگر اقامت صرف نماز کے لیے ایک مرتبہ ہوئی تھی یا ایتار والی حدیث بیان جواز پر محمول ہے۔

فائدہ: اذان و اقامت میں ائمہ کا اختلاف جواز عدم جواز کا نہیں بلکہ اولیٰ اور غیر اولیٰ کا اختلاف ہے۔ حاصل کلام امام ابوحنیفہ و

امام احمد کے نزدیک کلمات اذان پندرہ ہیں تربیع تکبیر ہے لیکن ترجیع نہیں ہے۔امام مالک کے نزدیک کلمات اذان سترہ ہیں۔ترجیع ہے تربیع تکبیر نہیں امام شافعی کے ہاں انیس (۱۹) ہیں ترجیع اور تربیع دونوں ہیں۔ نیز امام ابوحنیفہ کے نزدیک اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔امام احمد امام شافعی کے نزدیک گیارہ ہیں باقی کلمات مفرد ہیں لیکن قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ ہے امام مالک کے مشہور قول میں دس ہیں قد قامت الصلوٰۃ بھی مفرد ہے۔

۲۳۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اذان دو' دو بار تھی اور اقامت ایک ایک بار مگر وہ (اقامت کہنے والا) کہتا "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" (یعنی یہ جملہ دو بار کہتا)۔ یہ حدیث احمد' ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۳۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ طَافَ بِيْ وَاَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ فَقَالَ تَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَذَكَرَ الْاَذَانَ بِتَرْبِيْعِ التَّكْبِيْرِ بِغَيْرِ تَرْجِيْعٍ وَالْاِقَامَةَ فُرَادٰى اِلَّا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا' جب کہ میں سویا ہوا تھا' ایک شخص نے میرے پاس چکر لگایا تو اس نے کہا تم یوں کہو اللہ اکبر تو اس نے اذان چار بار تکبیر کے ساتھ بغیر ترجیع (یعنی شہادتین کو دُہرا کہنا) کے اور اقامت ایک ایک بار مگر "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ"۔ یہ حدیث احمد' ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس اسناد کی حسن ہے۔

بَابٌ فِيْ تَثْنِيَةِ الْاِقَامَةِ

باب: دو دو بار اقامت کہنے کے بارہ میں

۲۳۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدِنِ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ فَقَامَ عَلٰى حَائِطٍ فَاَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَاَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى. رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا ہم سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے اور اس پر دو سبز رنگ کی چادریں تھیں' پھر وہ دیوار پر کھڑا ہوا تو اس نے اذان دو دو

بار کہی اور اقامت بھی دو دو بار کہی۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۳۴۔ وَعَنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ رَاٰی فِی الْمَنَامِ الْاَذَانَ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ عَلِّمْہُ بِلَالًا فَاَذَّنَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَاَقَامَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَقَعَدَ قَعْدَۃً رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے نے کہا' مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خواب میں اذان (کا واقعہ) دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو بتایا' آپ نے فرمایا' "یہ بلال رضی اللہ عنہ کو سکھاؤ" تو انہوں نے اذان کہی' دو دو بار اور اقامت بھی دو دو بار کہی اور (درمیان میں) تھوڑی دیر بیٹھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۳۵۔ وَعَنْ اَبِی الْعُمَیْسِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیَّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّہٗ اُرِیَ الْاَذَانُ مَثْنٰی مَثْنٰی وَالْاِقَامَۃُ مَثْنٰی مَثْنٰی قَالَ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ عَلِّمْھُنَّ بِلَالًا قَالَ فَتَقَدَّمْتُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اُقِیْمَ۔ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی الْخِلَافِیَاتِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی الدِّرَایَۃِ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابوالعمیس نے کہا' میں نے عبداللہ بن محمد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو بواسطہ اپنے والد' دادا سے بیان کرتے ہوئے سنا کہ مجھے خواب میں اذان دو دو بار اور اقامت دو دو بار دکھائی گئی (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے) کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو بتلایا تو آپ نے فرمایا "یہ کلمات بلال رضی اللہ عنہ کو سکھاؤ' انہوں نے کہا تو میں آگے بڑھا' پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ میں اقامت کہوں۔"

یہ حدیث بیہقیؒ نے "خلافیات" میں نقل کی ہے اور حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے درایہ میں بیان کیا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۳۶۔ وَعَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ اَذَانَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَکَانَ اَذَانُہٗ وَاِقَامَتُہٗ مَثْنٰی مَثْنٰی۔ رَوَاہُ اَبُوْ عَوَانَۃَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَھُوَ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔

شعبی سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذان سنی' آپ کی اذان اور اقامت دو دو بار تھی۔ یہ حدیث ابوعوانہ نے نقل کی ہے اور یہ مرسل قوی ہے۔

۲۳۷۔ وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَّمَہُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشَرَۃَ کَلِمَۃً وَّالْاِقَامَۃَ سَبْعَ عَشَرَۃَ کَلِمَۃً۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اذان انیس کلمات اور اقامت سترہ کلمات سکھائے۔ یہ حدیث ترمذی' نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٢٣٨۔ وَعَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اَلْاَذَانُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَذَكَرَهٗ بِالتَّرْجِيْعِ مُفَسَّرًا قَالَ وَالْاِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اذان کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ اذان اللہ اکبر اللہ اکبر پھر ترجیع کے ساتھ تفصیل سے بیان کی اور اقامت سترہ کلمات:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"۔

یہ حدیث ابن ماجہ اور ابوداود نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٢٣٩۔ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى مَثْنٰى۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبدالعزیز بن رفیع نے کہا' میں نے حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ کو اذان دو دو بار اور اقامت دو دو بار کہتے ہوئے سنا۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اسناد حسن ہے۔

٢٤٠۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُثَنِّي الْاَذَانَ وَيُثَنِّي الْاِقَامَةَ وَكَانَ يَبْدَاُ بِالتَّكْبِيْرِ وَيَخْتِمُ بِالتَّكْبِيْرِ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اسود بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دو دو بار اور اقامت دو دو بار کہتے تھے اور وہ تکبیر سے شروع کرتے اور تکبیر پر ختم کرتے۔ یہ حدیث عبدالرزاق' طحاوی اور دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٢٤١۔ وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنٰى وَيُقِيْمُ مَثْنٰى۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

سوید بن غفلہ نے کہا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دو دو بار، اقامت دو دو بار کہتے ہوئے سنا۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

٢٤٢۔ وَعَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

وَسَلَّمَ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی مَثْنٰی۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّبْرَانِیُّ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ لِیْنٌ۔

عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اذان دودو بار اور اقامت دودو بار کہتے۔ یہ حدیث دارقطنی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۲۴۳۔ وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا لَمْ یُدْرِکِ الصَّلٰوۃَ مَعَ الْقَوْمِ اَذَّنَ وَاَقَامَ وَیُثَنِّی الْاِقَامَۃَ۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ جب باجماعت نماز نہ پاتے تو اذان اور اقامت کہتے اور اقامت دودو بار کہتے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۴۴۔ وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ کَانَ ثَوْبَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُؤَذِّنُ مَثْنٰی وَیُقِیْمُ مَثْنٰی۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَھُوَ مُرْسَلٌ۔

ابراہیم (نخعی) نے کہا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت دودو بار کہتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور یہ مرسل ہے۔

۲۴۵۔ وَعَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِیْفَۃَ عَنْ مُّجَاھِدٍ ذُکِرَ لَہُ الْاِقَامَۃُ مَرَّۃً مَرَّۃً فَقَالَ ھٰذَا شَیْءٌ اِسْتَخَفَّہُ الْاُمَرَآءُ اَلْاِقَامَۃُ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ۔ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْبَکْرِ بْنِ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

فطر بن خلیفہ نے مجاہد سے بیان کیا کہ ان کے لیے اقامت ایک بار کہی گئی تو انہوں نے کہا' یہ ایک ایسی چیز ہے کہ امراء نے اسے ہلکا کر دیا ہے' اقامت دودو بار ہے۔ یہ حدیث عبدالرزاق' ابوبکر بن ابی شیبہ اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ"

باب: "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے بارہ میں

۲۴۶۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِیْ اَذَانِ الْفَجْرِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ رَوَاہُ ابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ بات سنت ہے کہ مؤذن جب فجر کی اذان میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہے تو الصلوٰۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) کہے۔ یہ حدیث ابن خزیمہ' دارقطنی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قال الصلوٰۃ خیر من النوم: فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کو اہل تشیع بدعت عمری کہتے ہیں۔ ان کو موطا مالک کی ایک روایت سے اشتباہ ہوا ہے جس میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت مؤذن حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ آرام کر رہے تھے۔ تو مؤذن نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم یا امیر المؤمنین فامرہ ان یجعلھا فی اذان الفجر شیعہ نے اس روایت سے یہ سمجھا کہ یہ اضافہ حضرت عمر کا ہے یا ان کے حکم سے اس کو زیادہ کیا گیا ہے مگر حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں لہٰذا حضرت عمر کے قول کا یہ مطلب ہو سکتا ہے ان کلمات کو اذان فجر ہی میں بند رکھو اس سے باہر مت کہو ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا مسنون ہے۔

۲۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْاَذَانُ الْاَوَّلُ بَعْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ۔ اَخْرَجَهُ السِّرَاجُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ وَسَنَدُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' پہلی (فجر کی) اذان حی علی الصلوٰۃ' حی علی الفلاح کے بعد دو بار "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" تھی۔ یہ حدیث سراج' طبرانی اور بیہقی نے نقل کی ہے۔ حافظ نے تلخیص میں بیان کیا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔

۲۴۸۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ وَ اُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ مُخْتَصِرًا وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

عثمان بن السائب نے کہا' مجھ سے میرے والد اور عبدالملک بن ابی محذورۃ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے بیان کیا کہ حضرت ابی محذورۃ رضی اللہ عنہ نے کہا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین سے نکلے اور آگے حدیث بیان کی اور اس میں ہے: "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔" یہ حدیث نسائی اور ابوداؤد نے مختصر بیان کی ہے اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

بَابٌ فِيْ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا

باب: چہرے کو دائیں بائیں پھیرنے کے بیان میں

۲۴۹۔ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ اَنَّهٗ رَاٰى بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا بِالْاَذَانِ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا تو میں اذان میں ان کے منہ کی طرف نظر پھیرتا اس طرف اور اُس طرف (یعنی دائیں اور بائیں) یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۵۰۔ وَعَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ اِلَى الْاَبْطَحِ فَاَذَّنَ فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ لَوٰى عُنُقَهٗ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَمْ يَسْتَدِرْ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ابطح (جگہ کا نام ہے) کی طرف نکلے تو اذان پکاری' جب "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" پر پہنچے تو اپنی گردن دائیں اور بائیں جانب پھیری اور خود نہیں گھومے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۵۱۔ وَعَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ بِلاَ لاً يُؤَذِّنُ وَيَدُوْرُ وَيَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَاِصْبَعَاهُ فِيْ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ عَوَانَهَ وَقَالَ التِّرْمَذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے گھومتے اور چہرے کو اِدھر اُدھر پھیرتے دیکھتا اور ان کی دو انگلیاں اُن کے دونوں کانوں میں تھیں۔ یہ حدیث ترمذی' احمد اور ابو عوانہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا اس کی سند حسن صحیح ہے۔

اشکال: ابو جحیفہ کی روایت ۲۵۰ میں **ولم یستدر** کے الفاظ ہیں جبکہ ان ہی کی دوسری روایت ۲۵۱ میں **ویدور** کی تصریح ہے بظاہر تعارض ہے۔

جواب: جن روایات میں استدارہ کا ثبوت ہے اس سے مراد استدارۃ الرأس ہے اور جن روایات میں نفی ہے اس سے مراد استدارۃ الجسد ہے۔

مسئلہ: نفس التفات کے تو سبھی قائل ہیں بجز ابن سیرین کے وہ اس کو مکروہ کہتے ہیں لیکن اختلاف استدارہ میں ہے یعنی بالکل گھوم جانا' دراصل اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں بعض میں اثبات ہے بعض میں نفی۔ اب یا تو یہ کہا جائے کہ اثبات کی روایات صرف تحویل رأس پر محمول ہیں نفی کی استدارہ جمیع بدن پر کما مرّ۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ اثبات کی روایات ضرورت پر محمول ہیں اور نفی کی عند عدم الحاجۃ جیسے اگر منارہ غیر وسیع ہے تب تو وہاں سینہ پھیرنے کی حاجت نہیں ہوگی کیونکہ اس کی کھڑکیاں مؤذن کے قریب ہوں گی اور آواز باہر کی طرف پہنچ جائے گی اور اگر منارہ وسیع ہوگا تو اس صورت میں چونکہ کھڑکیاں فاصلہ پر ہوں گی اس لیے وہاں گھومنے کی ضرورت پیش آئے گی تاکہ آواز باہر جاسکے۔ تحویل کی کیفیت کے بارہ میں تین قول ہیں۔ (۱) ایک مرتبہ دائیں طرف چہرہ پھیر کر دو مرتبہ حی علی الصلوٰۃ کہہ لے پھر قبلہ رخ ہو جائے اور اس کے بعد بائیں طرف چہرہ پھیر کر دو مرتبہ حی علی الفلاح کہہ لے۔ (۲) دائیں طرف رخ پھیر کر ایک دفعہ حی علی الصلوٰۃ کہے اور قبلہ رخ ہو جائے پھر دوبارہ دائیں طرف منہ کر کے حی علی الصلوٰۃ کہے اور قبلہ رخ ہو جائے۔ ثانیاً بائیں طرف رخ کر کے حی علی الفلاح کہے پھر قبلہ کی طرف رخ کر لے پھر بائیں طرف رخ کر کے حی علی الفلاح کہے۔ (۳) دائیں طرف رخ کر کے حی علی الصلوٰۃ کہے پھر بائیں طرف رخ کر کے حی علی الصلوٰۃ کہے ثانیاً دائیں طرف رخ کر کے حی علی الفلاح اور پھر قبلہ رخ ہو جائے پھر بائیں طرف رخ کر کے حی علی الفلاح کہے۔ امام نووی شافعی کہتے ہیں ہمارے ہاں پہلا قول راجح ہے حنفیہ کے ہاں دوسرا قول راجح ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ عِنْدَ سَمَاعِ الْاَذَانِ

باب: اذان سننے کے وقت کیا کہے

۲۵۲۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت ابوخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

اجابت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجابت بالقول (۲) اجابت بالاقدام ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اجابت بالقول مستحب ہے اور مشائخ حنفیہ کے اس میں دو قول ہیں۔ وجوب اور استحباب کے لیکن راجح عدم وجوب ہے اس لیے متون اس کے ذکر سے خالی ہیں (متون سے مراد قدوری وغیرہ) قیل الواجب الاجابۃ بالاقدام یعنی اذان سن کر چل دینا اس روایت میں **فقولوا مثل ما یقول المؤذن** سے معلوم ہوتا ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں بھی اسی طرح کہا جائے مگر بعض رویات میں اس بات کی تصریح ہے کہ حیعلہ کے جواب میں حوقلہ یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا جائے اور یہی جمہور کے ہاں مختار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حیعلہ کے جواب میں اگر وہی الفاظ کہے جائیں جو مؤذن کہہ رہا ہے تو استہزا کا شبہ ہوگا اور ہمارے بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرنا اولیٰ ہے تا کہ دونوں قسم کی روایت پر عمل ہو جائے اور حی علی الصلوٰۃ والفلاح میں اپنے نفس کو خطابت کی نیت کرے باقی اذان خطبہ کی اجابت کے بارے میں علامہ شامی لکھتے ہیں امام ابوحنیفہ کے نزدیک دل میں جواب دے امام احمد کے ہاں فراغت کے بعد جواب دے امام ابو یوسف کے نزدیک مطلقا جواب نہ دے اور صحیح یہی قول ہے۔

۲۵۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب مؤذن نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا تم میں سے جس کسی نے (جواباً) "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا پھر مؤذن نے "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا، اس نے بھی "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا پھر مؤذن نے "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا اس نے بھی "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کہا، پھر مؤذن نے "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ" کہا اس نے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہا، پھر مؤذن نے "حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ" کہا اس نے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہا، پھر مؤذن نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا اس نے بھی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا، پھر مؤذن نے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا اس نے بھی "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا دل (کی تصدیق) سے تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔'' یہ حدیث مسلم اور داؤد نے نقل کی ہے۔

۲۵۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "جب تم مؤذن (کی اذان) سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے' پھر مجھ پر درود بھیجو' بلاشبہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا' اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتیں نازل فرمائے گا' پھر میرے لیے (دعائے) وسیلہ مانگو' بے شک وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہی کو حاصل ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔ پس جس نے میرے لیے وسیلہ کی دُعا کی' اس کے بارے میں (میری) سفارش منظور ہوگی۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اشکال: اس میں صلوٰۃ کی کیا خصوصیت ہے۔ تمام حسنات کے لیے یہی قاعدہ ہے۔ من جاء بالحسنہ فلہ عشر امثالھا۔

جواب: ابن العربی کہتے ہیں کہ یہ اشکال اس صورت میں تھا اگر حدیث میں یہ ہوتا تو ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجنے والے کو دس صلوٰۃ کا ثواب ملتا ہے جبکہ حدیث میں تو یہ ہے کہ ایک مرتبہ صلوٰۃ بھیجنے پر اللہ تعالیٰ دس صلوٰت نازل فرماتے ہیں اللہ کی تو ایک ہی صلوٰۃ بندہ کی صلوٰۃ سے بدرجہا افضل واکمل ہے چہ جائیکہ دس صلوٰۃ۔ حافظ عراقی نے یہ جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس صلوٰت کے علاوہ اس کے درجات کا بلند ہونا اور دس گناہوں کا معاف ہونا مزید برآں ہے کما فی بعض الروایات۔

بَابُ مَا یَقُوْلُ بَعْدَ الْاَذَانِ

باب: اذان کے بعد کیا دعا پڑھے

۲۵۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے اذان سن کر یہ دُعا پڑھی:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ"

(اے اللہ! اس کامل دعوت (اذان) اور قائم ہونے والی نماز کے پروردگار! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما' جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔) تو قیامت کے دن اس کے لیے میری شفاعت جائز ہوگئی۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اَذَانِ الْفَجْرِ قَبْلَ طُلُوْعِهٖ

۲۵۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ بِلَالاً یُّنَادِیْ بِلَیْلٍ فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ رَّوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان پکارتا ہے' پس تم کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ ابن ام مکتومؓ اذان پکارے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اذان چونکہ نماز کے وقت کی اطلاع کا نام ہے اس لیے ظاہر ہے قبل دخول وقت جائز نہ ہونی چاہیے چنانچہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز فجر کے علاوہ باقی چار نمازوں میں اذان قبل الوقت جائز نہیں البتہ صلوٰۃ فجر میں اختلاف ہو رہا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قبل دخول الوقت اس میں بھی ناجائز ہے ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے۔

احناف کے دلائل: باب ھذا کے تحت متعدد احادیث میں مثلاً حدیث ابن عمر نمبر ۲۶۱ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل از وقت اذان دینے کی غلطی کا اعلان کروایا الا ان العبد قد نام نوم سے مراد بیان غفلت اور چوک ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ اذان طلوع فجر سے پہلے پڑھ دی۔ یا نوم کو اپنی حقیقت پر محمول کیا جائے اور مطلب یہ لیا جائے کہ میری بے وقت آنکھ لگ گئی تھی بیدار ہونے پر یہ سوچ کر کہ کہیں دیر نہ ہوگئی ہو قبل از وقت اذان کہہ دی اور حدیث عمر ۲۶۶ میں حضرت عمر نے بھی اپنے موذن مسروح سے اذان قبل از وقت دینے پر غلطی کا اعلان کرایا۔ جمہور علماء جو قبل از وقت جواز اذان کے قائل ہیں وہ باب ھذا کے تحت حدیث نمبر ۲۵۷ ان بلال یؤذن بلیل سے استدلال کرتے ہیں دیکھیے حضرت بلال صبح صادق سے پہلے اذان کہتے تھے۔

جواب: اس میں غور کرنا چاہیے کہ وہ پہلی اذان کس لیے ہوتی تھی آیا صبح کی نماز کے لیے ہوتی تھی یا کسی اور غرض سے ہم کہتے ہیں کہ اس کی تصریح خود روایات میں موجود ہے لیوقظ نائمکم ویرد قائمکم یعنی پہلی اذان اس لیے ہوتی تھی کہ جو لوگ پہلے سے بیدار ہیں اور تہجد پڑھ رہے ہیں وہ آرام کرلیں اور جو اب تک سو رہے تھے وہ بیدار ہو کر چند رکعت تہجد پڑھ لیں پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ صبح کی اذان قبل از وقت جائز ہے اس حدیث کی بناء پر اس لیے کہ اول تو یہ بات اس تصریح کے خلاف ہے دوسرا اس لیے اگر مان لیا جائے کہ وہ صبح کی نماز ہی کے لیے ہوتی تھی تو کبھی تو اس پر اکتفاء کیا جاتا آخر یہ کیا بات ہے کہ طلوع فجر کے بعد ہمیشہ دوسری اذان کہی جاتی معلوم ہوا کہ پہلی اذان نہ صبح کی نماز کے لیے کہی جاتی تھی اور نہ ہی وہ صبح کے لیے کافی تھی۔

۲۵۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِہٖ فَاِنَّہٗ یُؤَذِّنُ اَوْ یُنَادِیْ بِلَیْلٍ لِّیَرْجِعَ قَآئِمُکُمْ وَلِیُنَبِّہَ نَآئِمُکُمْ۔ اَخْرَجَہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کسی کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری کھانے سے نہ روکے' بلاشبہ وہ رات کے وقت اذان پکارتا ہے تاکہ تم میں تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے (یعنی کھانا کھالے) اور سونے والا بیدار ہوجائے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۵۸۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَغُرَّنَّ اَحَدَ كُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ مِّنَ السُّحُوْرِ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَسْتَطِيْرَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''تم میں سے کسی کو سحری (کھانے) سے بلال رضی اللہ عنہ کی اذان دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ یہ سفیدی (یعنی صبح کاذب) یہاں تک کہ یہ سفیدی پھیل جائے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۲۵۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ فَاِنَّ فِيْ بَصَرِهٖ شَيْئًا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں بلال رضی اللہ عنہ کی اذان دھوکہ میں نہ ڈالے بلاشبہ اس کی نگاہ میں کچھ کمزوری ہے۔'' یہ روایت طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۶۰۔ وَعَنْ شَيْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ الْمَسْجِدَ فَاسْتَنَدْتُّ اِلٰى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهٗ يَتَسَحَّرُ فَقَالَ اَبُوْ يَحْيٰى؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ اُرِيْدُ الصِّيَامَ قَالَ وَاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ وَلٰكِنْ مُّؤَذِّنُنَا هٰذَا فِيْ بَصَرِهٖ سُوْءٌ اَوْ قَالَ شَيْءٌ وَّ اِنَّهٗ اَذَّنَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت شیبان رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے سحری کھائی' پھر مسجد میں آ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک سے ٹیک لگادی' میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ سحری کھا رہے ہیں' آپ نے فرمایا' ابویحییٰ! میں نے عرض کیا' جی ہاں! آپ نے فرمایا' آؤ صبح کا کھانا کھالو' میں نے عرض کیا' میں نے تو روزے کا ارادہ کیا ہے' آپ نے فرمایا: میں نے بھی روزے کا ارادہ کیا ہے لیکن ہمارے اس موذن کی نظر میں کچھ خرابی ہے اور اس نے طلوع فجر سے پہلے اذان دے دی ہے۔'' پھر آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور کھانا بند کر دیا اور آپ اذان کہتے نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے۔ یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۶۱۔ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رَوَادٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ بِلَالًا اَذَّنَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ اسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا وَسِنَانٌ فَظَنَنْتُ اَنَّ الْفَجْرَ طَلَعَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَادِيَ بِالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثًا اَنَّ الْعَبْدَ قَدْ نَامَ ثُمَّ اَقْعَدَهٗ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبدالعزیز بن ابی روادرضی اللہ عنہ نے بواسطہ نافع' ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا' تمہیں کس چیز نے اس پر آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا' میں بیدار ہوا حالانکہ

میں اونگھ رہا تھا' میں نے سمجھا کہ طلوع فجر ہو چکی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا' مدینہ منورہ میں تین دفعہ اعلان کرو کہ اذان دینے والا بندہ نیند میں تھا' پھر انہیں اپنے پہلو میں بٹھالیا' یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۲۶۲۔ وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ اَنَّ بِلَالاً اَذَّنَ لَيْلَةً بِسَوَادٍ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى مَقَامِهٖ فَيُنَادِيَ اَنَّ الْعَبْدَ نَامَ فَرَجَعَ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَقَالَ فِي الْاِمَامِ هُوَ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ لَّيْسَ فِيْ رِجَالِهٖ مَطْعُوْنٌ فِيْهِ۔

حمید بن ہلال سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ نے ایک رات اندھیرے میں اذان کہہ دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اذان کی جگہ جا کر اعلان کرو کہ بندہ نیند میں تھا' تو وہ لوٹ گئے۔

یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور ''امام'' میں کہا ہے کہ مرسل جید ہے۔ اس حدیث کے رجال میں کسی پر طعن نہیں کیا گیا۔

۲۶۳۔ وَعَنِ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ قَالَتْ كَانَ بَيْتِيْ مِنْ اَطْوَلِ بَيْتٍ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَكَانَ بِلَالٌ يَّاْتِيْ بِسَحَرٍ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ يَنْظُرُ اِلَى الْفَجْرِ فَاِذَا رَاٰهُ اَذَّنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي الدِّرَايَةِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

(قبیلہ) بنی نجار کی ایک عورت نے کہا میرا گھر مسجد کے ارد گرد کے گھروں میں سب سے اونچا تھا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ سحری کو آتے تو اس پر بیٹھ جاتے' فجر کی طرف دیکھتے رہتے' پھر جب اسے دیکھ لیتے تو اذان کہہ دیتے۔

یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور حافظ نے درایہ میں بیان کیا کہ اسکی اسناد حسن ہے۔

۲۶۴۔ وَعَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يُصْبِحَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن فجر کی اذان دیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) پڑھتے' پھر مسجد کی طرف تشریف لے جاتے اور کھانا بند کر دیتے اور وہ مؤذن صبح ہی کو اذان کہتا تھا۔ یہ حدیث طحاوی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے۔

۲۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا كَانُوْا يُؤَذِّنُوْنَ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاَبُو الشَّيْخِ فِيْ كِتَابِ الْاَذَانِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' صحابہ رضی اللہ عنہم اذان نہیں دیتے تھے یہاں تک فجر طلوع ہو جاتی۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور ابوالشیخ نے ''کتاب الاذان'' میں نقل کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۲۶۶۔ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنْ مُّؤَذِّنٍ لِّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَالُ لَهٗ مَسْرُوْحٌ اَذَّنَ قَبْلَ الصُّبْحِ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَّرْجِعَ فَيُنَادِيَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

نافع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن جنہیں ''مسروح'' کہا جاتا تھا' سے بیان کیا کہ میں نے صبح (صادق) سے پہلے اذان کہہ دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ لوٹ کر دوبارہ اذان کہو۔ یہ حدیث ابوداؤد اور دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ ثَبَتَ بِهٰذِهِ الْاَخْبَارِ اَنَّ صَلٰوةَ الْفَجْرِ لَا يُؤَذَّنُ لَهَا اِلَّا بَعْدَ دُخُوْلِ وَقْتِهَا وَاَمَّا اَذَانُ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ طُلُوْعِهٖ فَاِنَّمَا كَانَ فِيْ رَمَضَانَ لِيَنْتَبِهَ النَّآئِمُ وَلِيَرْجِعَ الْقَآئِمُ لَا لِلصَّلٰوةِ وَاَمَّا فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ فَكَانَ ذٰلِكَ خَطَاءً مِّنْهُ لِظَنِّهٖ اَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

نیموی نے کہا' ان احادیث سے ثابت ہوا کہ فجر کی اذان' فجر کا وقت داخل ہونے پر ہی کہی جائے مگر بلال رضی اللہ عنہ کی اذان طلوع فجر سے پہلے تو وہ (صرف) رمضان میں ہوتی تھی تا کہ سونے والا بیدار ہو جائے اور تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے (وہ اذان) نماز کے لیے نہیں ہوتی تھی مگر رمضان المبارک کے علاوہ تو یہ ان سے غلطی سے ہوا کیونکہ انہوں نے سمجھا فجر طلوع ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اَذَانِ الْمُسَافِرِ

باب: جو روایت مسافروں کی اذان کے بارہ میں ہیں

۲۶۷۔ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَاَذِّنَا ثُمَّ اَقِيْمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ نے کہا' دو آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو سفر کا ارادہ رکھتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم جاؤ تو اذان کہو' پھر اقامت کہو' پھر تم میں سے بڑا تمہیں امامت کرائے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

سفر میں اذان غیر مؤکد ہے یعنی صرف مستحب ہے عندالائمۃ الاربعہ ھدایہ میں لکھا ہے مسافر کے لیے صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے لیکن اذان اور اقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے البتہ داؤد ظاہری اور عطاء کے نزدیک مسافر کے حق میں بھی فرض ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ جَوَازِ تَرْكِ الْاَذَانِ لِمَنْ صَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ

باب: گھر میں نماز پڑھنے والے کے لیے اذان چھوڑ دینے کے جواز میں

۲۶۸۔ عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا اَتَيْنَا عَبْدَ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ اَصَلّٰى هٰؤُلَآءِ خَلْفَكُمْ قُلْنَا لَا قَالَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا وَلَمْ يَاْمُرْ بِاَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ رَّوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ.

اسود اور علقمہ نے کہا' ''ہم عبداللہ (ابن مسعود) کے گھر گئے تو انہوں نے کہا' کیا انہوں نے تمہارے پیچھے نماز پڑھی

ہے؟ ہم نے کہا نہیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اُٹھو! اور نماز پڑھو، ہمیں اذان اور اقامت کے لیے نہیں کہا۔" یہ حدیث ابن ابی شیبہ اور مسلم اور دوسرے لوگوں نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: اندرون شہر گھر میں رہتے ہوئے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ تاکہ نماز کی ادائیگی جماعت کے طرز پر ہو جائے اور اگر دونوں چھوڑ دے تو یہ بھی جائز ہے حدیث باب کا بھی یہی مدلول ہے۔

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

باب: قبلہ کی طرف منہ کرنا

۲۶۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَهُوَ بِمَكَّةَ نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَالْكَعْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے، بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کعبہ آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بعض محدثین کی رائے ہے کہ مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس کا استقبال فرماتے تھے لیکن اس طرح کہ بیت اللہ کو درمیان میں لیتے تھے تاکہ دونوں کا استقبال ہو جائے البتہ ظاہری طور پر لوگوں کو پتہ نہیں چل سکا اس حدیث باب کا بھی یہی مدلول ہے۔ جس کی صورت یہ ہے چونکہ بیت المقدس مکہ سے جانب شمال میں ہے اس طرف درمیان میں مدینہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کی جانب جنوب میں کھڑے ہوتے تھے آپ کے بیت المقدس کی طرف رخ کرنے میں بیت اللہ بھی سامنے ہوتا تھا بعد میں جب مدینہ منورہ شریف آنا ہوا تو سمتیں مختلف ہونے کی وجہ سے دونوں کا اجتماع نہ ہو سکا کیونکہ مدینہ سے بیت المقدس جانب شمال میں ہے اور مکہ جنوب میں ہے۔

۲۷۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِذْ جَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے جب کہ ایک آنے والے نے آ کر کہا، بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات کو قرآن پاک نازل ہوا اور انہیں حکم دیا گیا کہ کعبہ کی طرف منہ کریں تو تم کعبہ کی طرف منہ کر لو اور ان کا چہرہ شام کی طرف تھا، وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۷۱۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى اَجْدَادِهٖ اَوْ قَالَ اَخْوَالِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهٗ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى اَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى

مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰی مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰی اَهْلِ مَسْجِدٍ وَّهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شروع میں مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار میں اپنے ننھیال یا اپنے ماموؤں کے پاس اُترے اور آپ نے بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ مہینہ تک نماز پڑھی اور آپ کو یہ بات بہت زیادہ پسند تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو اور آپ نے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ عصر کی نماز تھی' ایک شخص جس نے آپ کے ہمراہ نماز پڑھی' نکلا اور ایک مسجد والوں کے پاس سے گزرا جب کہ وہ رکوع میں تھے' اس شخص نے کہا' میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو وہ جس حالت میں تھے اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

نزل علی اجداده اوقال علی اخواله: او شک کے لیے ہے اور ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں بلکہ اجداد سے مراد اجداد من قبل الام یعنی ننھیال تو وہ اخوال ہی ہوا۔ **انه صلی قبل بیت المقدس۔** تحویل قبلہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں راجح قول یہ ہے کہ نسخ دو مرتبہ ہوا وہ اس طرح کہ مکہ المکرمہ میں استقبال کعبہ کا حکم تھا پھر ابتدائی مدنی دور میں بیت المقدس کے استقبال کا حکم دیا گیا اور سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا پھر دوسری بار نسخ ہوا اور کعبہ کو مستقل قبلہ بنا دیا گیا۔

انه صلی قبل بیت المقدس: تحویل قبلہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: راجح قول یہ ہے کہ نسخ دو مرتبہ ہوا وہ اس طرح کہ مکہ مکرمہ میں استقبال کعبہ کا حکم تھا۔ پھر ابتدائی مدنی دور میں بیت المقدس کے استقبال کا حکم دیا گیا اور سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس ہی قبلہ رہا۔ پھر دوسری بار نسخ ہوا اور کعبہ کو مستقل قبلہ بنا دیا گیا۔

۲۷۲۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ. رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَقَوَّاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور بخاری نے قوی قرار دیا ہے۔

مابین المشرق والمغرب قبلة: یہ حکم اہل مدینہ کے لیے ہے کیونکہ مدینہ سے بیت اللہ جانب جنوب میں ہے پھر مشاہد کعبہ کے لیے عین کعبہ کا استقبال فرض ہے کہ کعبہ کی طرف اس طرح متوجہ ہو کر نماز پڑھے کہ اس کے چہرے کی سیدھ سے خارج ہونے والا خط مستقیم کعبہ پر منطبق نہ ہو تو اس کی نماز جائز نہ ہوگی اگر مشاہد کعبہ نہ ہو بلکہ اس کے اور کعبہ کے درمیان دیوار پہاڑ وغیرہ کی آڑ ہو تو اس کا حکم مثل غائب کے جہت کعبہ ہے نہ کہ عین کعبہ

۲۷۳۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پس تم جب نماز کے لیے کھڑے

ہو(یعنی نماز کا ارادہ کرو) تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ کی طرف منہ کرو اور تکبیر کہو۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۲۷۴۔ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ وَصَفَهَا ثُمَّ قَالَ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالاً قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ وَرُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرِ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ وَّلَا أَرٰى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلاَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

نافعؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب ان سے صلوٰۃ خوف کے بارے میں پوچھا جاتا، اسے بیان کر دیتے، پھر کہتے اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو پیادہ یا پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور سوار ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے۔ نافعؒ نے کہا میرے خیال میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی بیان کیا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۲۷۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر نماز (نفل) پڑھتے جس طرف بھی متوجہ ہوتے اور وتر بھی اس پر ہی پڑھتے مگر فرض نماز اس پر نہیں پڑھتے تھے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

یسبح علی الراحلۃ۔ مسئلہ: نوافل کو سواری پر بیٹھ کر اشارہ سے پڑھنا مطلقاً عذر و بلا عذر بالاتفاق جائز ہے۔ جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وتر کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ جمہور وجوب وتر کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک وتر نوافل کے حکم میں ہیں حنفیہ کے نزدیک وتر نوافل کے حکم میں نہیں حنفیہ کے نزدیک وتر علی الراحلہ بلا عذر جائز نہیں اس مسئلہ میں صاحبین امام صاحب کے ساتھ ہیں اگرچہ عدم وجوب وتر میں صاحبین جمہور کے ساتھ ہیں (یہ بات ذہن میں رہے) حدیث باب حدیث ابن عمر نمبر ۲۷۵ حنفیہ کے خلاف ہے۔ جواب راوی حدیث یعنی ابن عمر سے اس کے خلاف مروی ہے۔ عن ابن عمر انه كا يصلى على راحلته ويوتر بالارض ويزعم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يفعل كذالك نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں بعض روایات ایسی ہیں جن میں یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نماز وتر کے لیے سواری سے نزول فرماتے تھے لہٰذا یوں کہا جائے گا وتر علی الراحلہ کی روایات احکام وتر اور وجوب وتر سے پہلے کی ہیں وتر کا استحکام اور وجوب دفعۃً نہیں ہوا بلکہ تدریجاً ہوا ہے۔

۲۷۶۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ يُؤْمِئُ بِرَأْسِهٖ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سواری پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آپ اپنے سر کے ساتھ اشارہ فرماتے جس طرف بھی آپ متوجہ ہوتے اور آپ فرض نماز میں ایسا نہیں فرماتے تھے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّیْ

باب: نمازی کا سترہ

سترہ کا لغوی معنی مطلق وہ شئی جس کے ذریعہ سے دو چیزوں کے درمیان آڑ قائم کی جائے اور عرف فقہاء میں اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی کے سامنے گزرنے والوں سے حیلولت کے لیے قائم کی جائے سترہ کا مقصد نمازی کے خشوع وخضوع کو آگے سے گزرنے والوں سے بچانا ہے جب وہ جانتا ہے کہ میرے سامنے ایک چیز پڑی ہے جو مجھے آگے سے گزرنے والوں سے ڈھانکے ہوئے ہے تو اسے تشویش لاحق نہ ہوگی اور عبادت کی جو اصل غرض ہے یعنی خشوع وخضوع وہ حاصل رہے گا۔

۲۷۷۔ عَنْ اَبِیْ جُهَیْمِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ لَکَانَ اَنْ یَّقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ

حضرت ابوجہیم بن الحارث رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا ہو کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس (سال) کھڑا رہنا اس کے لیے بہتر ہے اس کے آگے گزرنے سے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

لکان ان یقف اربعین: امام طحاوی فرماتے ہیں یہاں چالیس سال مراد ہیں نہ چالیس مہینے یا چالیس دن کیونکہ ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم سے کوئی جان لے کہ اپنے مسلمان بھائی کے سامنے سے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو عرضاً گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کے لیے سو برس کھڑے رہنا ایک قدم آگے بڑھانے سے بہتر معلوم ہو۔ علامہ شامی لکھتے ہیں سترہ نہ ہونے کی صورت میں گناہ کا مدار تعدی پر ہے۔ اگر تعدی جانبین سے ہو تو دونوں گناہگار ہوں گے اور ایک جانب سے ہوگی تو صرف وہی گناہگار ہوگا اور اگر کسی جانب سے نہیں تو کوئی بھی گناہگار نہ ہوگا۔ مثلاً آدمی بغیر سترہ کے ایسی جگہ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا جو لوگوں کے گزرنے کی جگہ ہے اور گزرنے والے کے لیے دوسرا راستہ بھی ہے تو اس صورت میں دونوں گناہگار ہوں گے اور اگر مصلی محل مرور میں نہیں کھڑا ہوا لیکن گزرنے والے کے لیے اتفاق سے کوئی اور راستہ نہیں ہے سوائے اس کے تو اس صورت میں کوئی گناہگار نہ ہوگا۔

۲۷۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّیْ فَقَالَ کَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کجاوہ کے پچھلے حصہ جتنا (یعنی تقریباً ایک ہاتھ)'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۲۷۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ یُصَلِّیْ فَاِنَّهٗ یَسْتُرُهٗ اِذَا کَانَ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَ

يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنَّهُ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ قُلْتُ يَآ اَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَصْفَرِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِي سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطٰنٌ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ.

عبداللہ بن الصامت سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو اس کا سترہ بن جاتا ہے جب اس کے سامنے کجاوہ کے پچھلے حصہ کے برابر (کوئی چیز) ہو اور جب اس کے سامنے کجاوہ کے پچھلے حصہ کے برابر نہ ہو تو اس کی نماز' گدھا' عورت اور سیاہ کتا (جب کہ سامنے سے گزرے) توڑ دیتا ہے۔'' میں نے کہا اے حضرت ابوذر! کیا حال (فرق) ہے کالے کتے کا سرخ اور زرد کتے سے' انہوں نے کہا' اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ہی سوال کیا جیسے تو نے کیا' تو آپ نے فرمایا ''سیاہ کتا شیطان ہے۔'' یہ حدیث بخاری کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

فانه یقطع صلوته الحمار الخ: مصلی کے سامنے اگر سترہ قائم نہ ہو تو ایسی صورت میں حمار' عورت' کلب اسود کا گزرنا قاطع صلوٰۃ ہے لہٰذا معلوم ہوا نمازی کو اپنے سامنے سترہ قائم کرنا چاہیے تا کہ اس کی نماز ان چیزوں کے گزرنے سے خراب نہ ہو۔

مسئلہ: جمہور کے نزدیک کسی بھی چیز کا مرور قاطع نہیں اہل ظاہر کے نزدیک عورت' حمار اور کتے کا مرور قاطع ہے امام احمد کے نزدیک صرف کلب اسود کا مرور قاطع ہے جبکہ عورت اور حمار کے بارے میں تردد ہے بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت' حمار اور کتا قاطع صلوٰۃ ہیں اور بعض سے معلوم ہوتا ہے چھ چیزوں کا مرور قاطع صلوٰۃ ہے مذکورہ تین چیزوں کے علاوہ خنزیر' مجوسی اور یہودی۔ جواب (۱) احادیث جو قطع پر دال ہیں وہ منسوخ ہیں (۲) ان میں قطع صلوٰۃ سے مراد نماز کے خشوع کا قطع ہے (۳) احادیث دونوں قسم کی ہیں تو امام ابوداؤد فرماتے ہیں اس صورت میں آثار صحابہ اور عمل صحابہ کی طرف رجوع کریں گے اور آثار صحابہ کے مطابق کسی چیز کا مرور قاطع نہیں مثلاً حضرت ابن عباس قطع صلوٰۃ کی حدیث کے راوی ہیں ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے اس باب کے آخر میں مصنف نے بھی چند آثار عدم قطع کے بارے میں ذکر کیے ہیں۔

الکلب الاسود شیطان: بعض نے اس کو ظاہر پر محمول کیا ہے کہ شیطان بسا اوقات کلب اسود کی شکل میں متشکل ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ شیطان کا استعمال شریر و سرکش کے معنی میں بھی ہوتا ہے اور چونکہ کلب اسود زیادہ شریر اور ضرر رساں ہوتا ہے اس لیے اس کو شیطان سے تعبیر کر دیا۔

۲۸۰۔ وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَّرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے کجاوہ کے پچھلے حصہ کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو نماز پڑھے اور کوئی پروا نہ کرے جو اس کے آگے سے گزرے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٢٨١۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کتا' گدھا اور عورت نماز کو توڑ ڈالتے ہیں۔'' یہ حدیث بزار نے نقل کی ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

٢٨٢۔ وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَّنَا وَمَعَهٗ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِيْ صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَّحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم اپنے دیہات میں تھے' آپ کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے' آپ نے صحرا میں نماز پڑھی' آپ کے سامنے سترہ نہیں تھا' ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیلتے تھے' آپ نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی اور ان جیسے دیگر حضرات نے نقل کی ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے۔

٢٨٣۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جِئْتُ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنْ بَنِيْ هَاشِمٍ عَلٰى حِمَارٍ فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَنَزَلْنَا عَنْهُ وَتَرَكْنَا الْحِمَارَ يَاْكُلُ مِنْ بَقْلِ الْاَرْضِ اَوْ قَالَ نَبَاتِ الْاَرْضِ فَدَخَلْنَا مَعَهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَكَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ لَا رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں اور بنی ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر آئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے گزرے جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے' ہم نے اس سے اُتر کر گدھا چھوڑ دیا کہ وہ زمین سے سبزہ چر لے' ہم آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے' ایک شخص نے کہا' کیا آپ کے سامنے سترہ تھا؟ انہوں نے کہا ''نہیں۔'' یہ حدیث ابویعلی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٢٨٤۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَمَرَّ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حِمَارٌ فَقَالَ عَيَّاشُ بْنُ رَبِيْعَةَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْمُسَبِّحُ اٰنِفًا سُبْحَانَ اللّٰهِ قَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّيْ سَمِعْتُ اَنَّ الْحِمَارَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے سے گدھا گزرا تو عیاش رضی اللہ عنہ بن ربیعہ نے سبحان اللہ' سبحان اللہ' سبحان اللہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرنے کے

بعد پوچھا' ابھی کون سبحان اللہ کہہ رہا تھا' عیاش رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں کہہ رہا تھا کیونکہ میں نے سنا تھا کہ گدھا نماز کو توڑ دیتا ہے' آپ نے فرمایا' نماز کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی۔ اس حدیث کو دارقطنی نے نقل کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۲۸۵۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ شَيْءٌ مِّمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّیْ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ''نمازی کے سامنے سے گزرنے والی کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۸۶۔ وَعَنْهُ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ اَبِیْ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ رَّوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سالم بن عبداللہ نے کہا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''نماز کو کتا اور گدھا توڑ دیتے ہیں۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''مسلمان کی نماز کو (سامنے سے گزرنے والی) کوئی چیز نہیں توڑتی۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۸۷۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوةَ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ وَّادْرَءُوْا عَنْهَا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا ''مسلمان کی نماز کوئی چیز نہیں توڑتی اور اسے ہٹاؤ جتنا تم ہٹا سکو۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

وادرء واعنها ما استطعتم: نمازی کا اس کے سامنے سے گزرنے والے کو روکنا باشارۃ الیہ وبالتسبیح جمہور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مستحب ہے حنفیہ کا مسلک بظاہر یہی ہے کما فی الھدایہ وغیرہ لیکن دُرمختار میں لکھا ہے گزرنے والے کو ہٹانا رخصت کا درجہ ہے اور عزیمت اس کا نہ ہٹانا ہے بعض روایات میں گزرنے والے کے لیے فلیقاتلہ کے لفظ بھی ہیں بعض شافعیہ جیسے امام نووی نے اس مقاتلہ کو حقیقت پر محمول کیا ہے لیکن قاضی عیاض وغیرہ شراح حدیث نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ گزرنے والے کو ہٹانے کے لیے مشی اور عمل کثیر جائز نہیں اس لیے یہ تو گزرنے والے کے مرور سے بھی زیادہ نمازی کے حق میں سخت اور مضر ہے علامہ باجی فرماتے ہیں کہ قتال سے مراد لعنت ہے کما فی قوله تعالیٰ قاتلهم الله انی یؤفکون۔ علامہ زیلعی بھی یہی فرماتے ہیں کہ قتال سے مراد بددعا ہے علامہ شامی فرماتے ہیں یہ حدیث منسوخ ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب عمل کثیر نماز میں جائز تھا۔

۲۸۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ شَيْئًا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھ لے' پس اگر وہ کوئی چیز نہ پائے تو لاٹھی کھڑی کرے' اگر اس کے پاس لاٹھی نہ ہو تو وہ لکیر کھینچ دے' پھر اسے اس کے سامنے سے گزرنے والی کوئی چیز نقصان نہیں دے گی۔'' یہ حدیث ابوداؤد' ابن ماجہ اور احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

فان لم یکن معه عصا فیلخطط: اگر سترہ کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو امام احمد کے نزدیک اپنے سامنے زمین پر لکیر اور خط ہی کھینچ دے جیسا کہ حدیث باب سے معلوم ہو رہا ہے اگر چہ حدیث ضعیف ہے خود امام احمد سے منقول ہے حدیث الخط ضعیف۔ جمہور ائمہ ثلاثہ اس کے قائل نہیں شامی میں امام محمد سے منقول ہے خط کھینچنا مسنون ہے کہ سترہ بالخط اعلام موضع سجدہ کا فائدہ گو حاصل نہیں ہوتا لیکن دوسرے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں مثلاً کف البصر عما وراءھا وغیرہ۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ

باب: مسجدوں کے بارہ میں

۲۸۹۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جس نے اللہ تعالیٰ کی (رضا) کے لیے مسجد بنائی' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۹۰۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَفِيْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَّذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آدمی کی نماز جماعت سے پچیس گنا زیادہ (ثواب والی) ہے اس کے گھر اور بازار میں نماز پڑھنے سے' اور یہ اس وقت ہے جب کہ وہ اچھی طرح وضوء کرے' پھر مسجد کی طرف نکلے' نماز کے علاوہ اسے کوئی اور چیز نکالنے والی نہ ہو' وہ کوئی قدم نہیں اُٹھائے گا مگر اس کے لیے ایک درجہ بلند ہو گا اور اس کا ایک گناہ معاف ہو گا' پھر جب وہ نماز پڑھے تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ میں ہے (فرشتے کہتے) اے اللہ! اس پر رحمت بھیج' اے اللہ! اس پر رحم فرما اور تم میں سے کوئی مسلسل نماز میں رہتا ہے' جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۹۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اَسْوَاقُهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مقامات اس کی مسجدیں ہیں اور سب سے برے مقامات اس کے بازار ہیں۔'' یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

۲۹۲۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز ایک ہزار گنا زیادہ بہتر ہے اس کے علاوہ دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے' سوائے مسجد حرام کے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۹۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةَ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میرے سامنے میری اُمت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ تنکا جسے آدمی مسجد سے نکال دے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے' ابن خزیمہ نے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۹۴۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَ كَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اُسے دفن کرنا ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۵۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے یہ بدبودار پودا (لہسن' پیاز وغیرہ) کھایا وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے' بلاشبہ فرشتے تکلیف اُٹھاتے ہیں اس سے جس سے انسان تکلیف اُٹھاتے ہیں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۹۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَّبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ مسجد میں خرید و فروخت ہو رہی ہے تو تم کہو اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے۔'' یہ حدیث نسائی اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

۲۹۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَوُجُوْهُ بُيُوْتِ اَصْحَابِهٖ شَارِعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَصْنَعِ الْقَوْمُ شَيْئًا رِجَآءَ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْهِمْ رُخْصَةٌ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّيْ لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَآئِضٍ وَّلَا لِجُنُبٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانوں کے دروازے مسجد میں کھلے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا: ''ان گھروں کو مسجد سے پھیر دو' آپ پھر تشریف لائے تو لوگوں نے ابھی تک کچھ بھی نہ کیا تھا' اس اُمید پر کہ ان کے معاملہ میں کچھ رُخصت نازل ہو جائے' آپ ان کی طرف نکلے اور فرمایا' ان گھروں کو مسجد سے پھیر ڈالو' میں حیض والی عورت اور جنبی کے لیے مسجد کو حلال قرار نہیں دیتا۔'' یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۲۹۸۔ وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوْ اَبِيْ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ابوحمید رضی اللہ عنہ یا ابواسید رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے:

''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ''

(اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔)

اور جب نکلے تو یوں کہے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ''

(اے اللہ! میں آپ سے آپ کا فضل مانگتا ہوں۔) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۲۹۹۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: تحیۃ المسجد عندالجمہور مستحب ہے اہل ظواہر کے ہاں واجب ہے انہوں نے صیغہ امر سے استدلال کیا ہے۔

دلیل جمہور: حدیث اعرابی هل علیّ غیرهن قال لا الا ان تطوع۔ **دوسری دلیل:** حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور تخطی رقاب کرتا آگے بڑھا آ رہا تھا تو اس پر آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اجلس فقد اذیت حالانکہ اس نے ابھی تک تحیۃ المسجد نہیں پڑھی تھی پھر قعود سے پہلے تحیۃ المسجد احناف کے ہاں مستحب ہے لیکن قعود کے بعد بھی جائز ہے مالکیہ کے ہاں جلوس طویل ہو گیا تو استحباب ختم ہو جائے گا۔

۳۰۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا یَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ الْهَیْثَمِیُّ رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ایک شخص (مسجد سے) مؤذن کے اذان کہنے کے بعد نکلا تو انہوں (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) نے کہا بہر حال اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ہے' پھر کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ''جب تم مسجد میں ہو اور اذان کہہ دی جائے تو تم میں سے کوئی نماز پڑھے بغیر باہر نہ جائے۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا' اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَی الْمَسْجِدِ

باب: عورتوں کا مسجدوں میں جانا

۳۰۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَآئُكُمْ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم سے تمہاری عورتیں رات کو (نماز کے لیے) مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو انہیں اجازت دے دو۔'' یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ جماعت محدثین نے نقل کی ہے۔

باب ھذا کی پہلی تینوں روایات کا مدلول یہ ہے کہ عورتوں کو مساجد میں اجازت لینے پر اجازت دینی چاہیے۔ اس کے بعد تمام روایات یا تو خروج الی المساجد سے منع پر دلالت کرتی ہیں یا پھر گھر ہی میں نماز پڑھنے کی ترغیب پر مبنی ہیں اِئذنوا حدیث باب کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورتوں کے لیے بغیر اجازت گھروں سے نکلنا درست نہیں اگرچہ یہ خروج عبادت واطاعت کے لیے ہو پھر خروج کو بھی زینت نہ کرنے کے ساتھ مشروط کر دیا چنانچہ آگے روایت میں **فلیخرجن تفلات** کے الفاظ آرہے ہیں۔

۳۰۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْیَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے نہ روکو اور انہیں بغیر زینت کے نکلنا چاہیے۔'' یہ حدیث احمد' ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے نقل کی ہے۔ اس کی اسناد حسن ہے۔

لا تمنعوا اماء اللہ: بعض صحابہ کرام جو اپنی بیویوں کو مساجد میں جانے کی اجازت نہیں دیتے تھے ان کا اجازت نہ دینا کسی

فتنہ کے اندیشہ یا کسی بدگمانی کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ اس وقت پورا اسلامی معاشرہ اس لحاظ سے ہر طرح قابل اطمینان تھا بلکہ ایک غیر شرعی قسم کی غیرت اس کی بنیاد تھی بہر حال یہ اجازت دینے کا حکم اس وقت ہے جبکہ عورتوں کے مسجد جانے میں کسی برائی کا خطرہ اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہیں تھا۔

۳۰۳۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَآءَ اللهِ الْمَسَاجِدَ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو مسجدوں سے نہ روکو انہیں چاہیے کہ وہ بغیر زیب وزینت کے نکلیں۔'' یہ حدیث احمد' بزار اور طبرانی نے نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

۳۰۴۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دیکھ لیتے جو عورتوں نے اب (زیب وزینت کے ساتھ مسجد میں جانا) شروع کیا تو انہیں مسجدوں سے اسی طرح روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئیں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۳۰۵۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ اَصَابَتْ بُخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو عورت خوشبو لگائے تو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔'' یہ حدیث مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

۳۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سُوَيْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَمَّتِهٖ اُمِّ حُمَيْدٍ امْرَأَةِ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّهَا جَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِيْ وَصَلٰوتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلٰوتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلٰوتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ اَقْصٰى شَيْءٍ مِّنْ بَيْتِهَا وَاَظْلَمِهٖ فَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللهَ عَزَّوَجَلَّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبداللہ بن سوید انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی پھوپھی حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم حمید رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ کے پیغمبر! میں آپ کے ہمراہ نماز

پڑھنے کو پسند کرتی ہوں۔'' آپ نے فرمایا '' مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز کو پسند کرتی ہو اور تیری نماز تیرے لیے تیرے رہائشی کمرہ میں بہتر ہے بہ نسبت بیٹھک کے اور تیری نماز بیٹھک میں تیرے لیے بہتر ہے بہ نسبت حویلی کے اور تیری نماز حویلی میں تیرے لیے زیادہ بہتر ہے اپنے قبیلہ کی مسجد سے اور اپنے قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا تیرے لیے زیادہ بہتر ہے میری مسجد میں نماز پڑھنے سے۔'' (عبداللہ بن سوید انصاری رضی اللہ عنہ نے) کہا تو انہوں نے حکم دیا ان کے لیے ان کے رہائشی کمرہ کے آخری کونے کے تاریک حصہ میں مسجد بنادی گئی (یعنی نماز کے لیے جگہ مخصوص کردی گئی) تو وہ اسی میں نماز ادا کرتی رہیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جاملیں۔ یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لیے نماز میں نکلنے کا حکم ابتداء اسلام میں دشمنوں کی نظروں میں مسلمانوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لیے دیا گیا تھا اب یہ علت باقی نہیں رہے گی۔ علامہ عینی فرماتے ہیں اس علت کی وجہ سے بھی اجازت ان حالات میں تھی جبکہ کہ امن کا دور دورہ تھا اب جبکہ دونوں علتیں ختم ہو چکی ہیں لہٰذا اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

۳۰۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا صَلَّتِ امْرَأَۃٌ خَیْرٌ لَّھَا مِنْ قَعْرِ بَیْتِھَا اِلاَّ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ اَوْ مَسْجِدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلاَّ امْرَأَۃٌ تَخْرُجُ فِیْ مَنْقَلَیْھَا یَعْنِیْ خُفَّیْھَا۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا '' کسی عورت نے نماز نہیں پڑھی جو اس کے لیے اپنے گھر کے پوشیدہ حصہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہو مگر یہ کہ مسجد حرام ہو یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مگر وہ عورت جو اپنے چرمی موزے پہن کر نکلے۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

حدیث نمبر ۳۰۴ سے نمبر ۳۰۹ تک تمام احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے متاخرین علماء جو یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں عورتوں کا مساجد کی طرف نکلنا درست نہیں ہے ان کا مستدل بھی یہی احادیث ہیں مثلاً باب ھذا کی حدیث نمبر ۳۰۴ جو سیدہ عائشہ سے مروی ہے صراحۃً فرماتی ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب عورتوں کو مساجد میں دیکھ لیتے تو ان کو ضرور منع کرتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو مساجد میں جانے سے منع کر دیا گیا تھا جس کا واقعہ اس باب کی روایت نمبر ۳۰۹ میں تفصیل سے مذکور ہے وجہ ظاہر ہے کہ عہد رسالت میں ایک تو فتنہ کا احتمال کم تھا دوسرے عورتیں بغیر تزین کے باہر نکلا کرتی تھیں اس لیے ان کو نمازوں کی جماعت میں حاضر ہونے کی اجازت تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انہوں نے تزین کا طریقہ اختیار کیا نیز فتنہ کے مواقع بھی بڑھ گئے اس لیے اب انہیں نماز کی جماعت میں حاضر نہیں ہونا چاہیے اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ہوتے تو آپ بھی اس زمانہ میں عورتوں کو خروج للصلوٰۃ کی اجازت نہ دیتے۔

۳۰۸۔ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یُصَلُّوْنَ جَمِیْعًا فَکَانَتِ الْمَرْأَۃُ اِذَا کَانَ لَھَا خَلِیْلٌ تَلْبَسُ الْقَالِبَیْنِ تَطُوْلُ بِھَا لِخَلِیْلِھَا فَاَلْقَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلَیْھِنَّ الْحَیْضَ فَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یَّقُوْلُ اَخِّرُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَّرَھُنَّ اللّٰہُ قُلْنَا مَا الْقَالِبَیْنِ قَالَ رَفِیْضَتَیْنِ مِنْ خُشُبٍ رَّوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' بنی اسرائیل کے مرد' عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے جب کسی عورت کا کوئی دوست ہوتا تو وہ قالبین پہن کر اپنے دوست کے لیے اونچی ہو جاتی (اور دور سے پہچانی جاتی) تو اللہ تعالیٰ نے ان پر حیض مسلط کر دیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے انہیں نکالو جہاں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نکالا ہے ہم نے کہا قالبین کیا چیز ہے' انہوں نے کہا ''لکڑی کے بنے ہوئے جوتے۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

۳۰۹۔ وَعَنْ اَبِیْ عَمْرِنِ الشَّیْبَانِیِّ اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُخْرِجُ النِّسَآءَ مِنَ الْمَسْجِدِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَقُوْلُ اُخْرُجْنَ اِلٰی بُیُوْتِکُنَّ خَیْرٌ لَّکُنَّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَقَالَ الْهَیْثَمِیُّ رِجَالُهٗ مُوَثَّقُوْنَ۔

ابو عمرو الشیبانی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ (بن مسعود) کو جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالتے ہوئے دیکھا' وہ کہہ رہے تھے ''اپنے گھروں میں جاؤ' وہ تمہارے لیے بہتر ہیں۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

اَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ

بَابُ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ بِالتَّکْبِیْرِ

باب: تکبیر سے نماز شروع کرنا

۳۱۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَکَبِّرْ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو' پھر قبلے کی طرف منہ کر کے تکبیر کہو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۳۱۱۔ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِیْمُهَا التَّکْبِیْرُ وَتَحْلِیْلُهَا التَّسْلِیْمُ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَآئِیُّ وَفِیْ اِسْنَادِهٖ لِیْنٌ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نماز کی چابی طہارت ہے اور اس کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس سے حلال کرنے والا اسلام ہے۔'' یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے' اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

یعنی جس طرح کنجی سے تالا کھول کر گھر میں داخل ہوتے ہیں اس طرح نماز میں داخل ہونے کی سب سے بڑی شرط طہارت ہے۔

تحریمها التکبیر: تکبیر کو تحریم اور سلام کو تحلیل اس بناء پر کہا گیا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی نماز کے منافی تمام افعال حرام ہو جاتے ہیں اور انتہاء صلوٰۃ پر سلام کے ساتھ مذکورہ تمام افعال حلال ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ: طرفین کے نزدیک افتتاح الصلوٰۃ کے لیے ہر وہ لفظ جو تعظیم خداوندی پر دال ہو اس کا کہنا فرض ہے اور خاص اللہ اکبر کہنا واجب ہے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک خاص اللہ اکبر کہنا فرض ہے۔ **طرفین کی پہلی دلیل:** قوله تعالیٰ وذکر اسم ربہ فصلی۔ ذکر اسم سے مراد تحریمہ ہے۔ **دوسری دلیل:** حدیث باب ہے تکبیر کے لغوی معنی تعظیم کے ہیں جیسے وربك فكبر میں تعظیم کے معنی مراد ہیں لہٰذا تکبیر والی احادیث سے مراد تعظیمی الفاظ ہیں۔ **تیسری دلیل:** عن ابی العالیه انهٗ سئل بای شئی کان الانبیاء علیهم السلام یستفتحون الصلوٰۃ قال بالتوحید والتسبیح والتهلیل (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۸ ج۔۱) **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** حدیث باب ہے۔ تحریمها التکبیر مبتداء اور خبر کا معرفہ ہونا موجب حصر ہے نیز بہت سی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ اکبر پر مواظبت و مداومت کرنا ثابت ہے۔

جواب: یہ سب احادیث اخبار احاد ہیں جن سے زیادہ سے زیادہ وجوب ثابت ہو سکتا ہے جس کے ہم بھی قائل ہیں تو مطلق ذکر الٰہی قطعی دلیل قرآن مجید سے ثابت ہے اور فرض ہے خاص اللہ اکبر کہنا خبر واحد سے ثابت ہے اور واجب ہے۔

تحلیلها التسلیم: احناف کے نزدیک نماز سے خروج کے لیے تسلیم یعنی السلام کہنا واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے ہاں فرض ہے۔

دلائل احناف

پہلی دلیل: عن عبدالله بن مسعود اخذ رسول الله بیدیه فعلّمه التشهد فی الصلوٰۃ ... اذا قلت هذا او قضیت هذا فقد قضیت صلوتك ان شئت ان تقوم فقم و ان شئت ان تقعد فاقعد (ابو داؤد باب التشهد ص ۱۴۶)

قضاء کے لفظ سے اور قیام اور قعود میں تخییر سے واضح ہوا کہ نماز کا کوئی فرض باقی نہ رہا۔ **دوسری دلیل:** حضرت رفاعہ کی حدیث جو قصہ مسئ الصلوٰۃ کے بارے ہے اس کے آخر میں ثم اجلس فاطمئن جالسا ثم قم فاذا فعلت ذلك فقد تمت صلوتك و ان انتقصت شيئًا انتقصت من صلوتك. **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** حدیث باب تحلیلها التسلیم کلمہ حصر ہے صرف تسلیم سے نماز سے باہر آ سکتا ہے۔

جواب: اس طرح کے مضمون کی احادیث سب اخبار احاد ہیں جس سے وجوب ثابت ہو سکتا ہے جس کے ہم بھی قائل ہیں دراصل یہ بھی احناف کے دلائل ہیں فرضیت کے لیے قطعی دلیل درکار ہے۔

۳۱۱۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلاَّ النَّسَائِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نماز کی چابی طہارت ہے اور اس کی تحریمہ تکبیر ہے اور اس سے حلال کرنے والا اسلام ہے۔''

یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے‘ اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۳۱۲۔ وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے‘ ہاتھوں کو اُٹھاتے اور فرماتے اللہ اکبر۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۳۱۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ التَّکْبِیْرُ وَاِنْقِضَاؤُھَا التَّسْلِیْمُ۔ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِیْ کِتَابِ الصَّلٰوۃِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی التَّلْخِیْصِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ (ابن مسعودؓ) نے کہا ”نماز کی چابی تکبیر ہے اور اس کا پورا ہونا سلام پھیرنے سے ہے۔“ یہ حدیث ابونعیم نے ”کتاب الصلوٰۃ“ میں نقل کی ہے اور حافظ نے تلخیص (الحبیر) میں کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ تَکْبِیْرَۃِ الْاِحْرَامِ وَبَیَانِ مَوَاضِعِہٖ

باب: تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اُٹھانا اور ہاتھ اٹھانے کے مقام

۳۱۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا فْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اُٹھاتے۔“ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں عندالاحناف کانوں کی محاذاۃ تک عندالشافعیہ کندھوں کے محاذاۃ تک احادیث دونوں طرح کی ہیں تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اور انگلیوں کے پورے کانوں کے اوپر کے حصہ تک ہوں۔ دوسری صورت تطبیق کی یہ ہے کہ احادیث حذاء المنکبین عذر پر محمول ہیں سردیوں کے موسم میں جب چادر اور کمبل اوڑھی ہوئی ہو تو یہ بھی جائز ہے جبکہ حدیث حذاء الاذنین غیر عذر پر محمول ہیں۔

۳۱۵۔ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ۔ رَوَاہُ الْخَمْسَۃُ وَصَحَّحَہٗ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے‘ تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتے۔ حدیث آخر تک بیان کی۔ یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے۔ احمد اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

٣١٦۔ وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا مَنْکِبَیْہِ الْحَدِیْثَ اَخْرَجَہُ الْخَمْسَۃُ اِلاَّ النَّسَائِیُّ وَصَحَّحَہُ التِّرْمَذِیُّ۔

ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے' یہاں تک کہ اپنے دونوں کندھوں کے برابر کرتے۔ حدیث آخر تک بیان کی۔

یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

٣١٧۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَفَعَ یَدَیْہِ مَدًّا۔ رَوَاہُ الْخَمْسَۃُ اِلاَّ ابْنَ مَاجَۃَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے اُٹھاتے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٣١٨۔ وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا اُذُنَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِھِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْہِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے' یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے برابر کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے ''یہاں تک کہ انہیں اپنے دونوں کانوں کے اوپر کے حصہ کے برابر کرتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٣١٩۔ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ حِیْنَ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ کَبَّرَ وَصَفَ ھُمَامٌ حِیَالَ اُذُنَیْہِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ''جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے' تکبیر کہی۔ ہمام نے بیان کیا' اپنے دونوں کانوں کے برابر۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٣٢٠۔ وَعَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حِیَالَ اُذُنَیْہِ قَالَ ثُمَّ اَتَیْتُھُمْ فَرَاَیْتُھُمْ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ اِلٰی صُدُوْرِھِمْ فِی افْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ وَعَلَیْھِمْ بَرَانِسُ وَّ اَکْسِیَۃٌ رَّوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا' جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر اُٹھایا (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے) کہا' میں پھر آیا تو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ نماز کے شروع میں اپنے ہاتھوں کو سینوں تک اُٹھاتے تھے اور ان پر لمبی ٹوپیاں اور چادریں تھیں۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے' اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى

باب: دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

۳۲۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا يَنْمِيْ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا' لوگوں سے کہا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں کی کلائی پر رکھیں۔ ابو حازمؒ نے کہا' میں تو یہی جانتا ہوں کہ (حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے) یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع بیان کی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حالت قیام میں دونوں ہاتھ باندھنے چاہئیں امام مالک کی ایک روایت میں بھی یہی مذکور ہے ابن عبدالبر مالکی فرماتے ہیں: لم يأت عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم فيه خلاف وهو قول الجمهور من الصحابه والتابعين. امام مالک کی ایک روایت ارسال کی ہے اکثر مالکیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ **جمہور کے دلائل:** احادیث باب میں ارسال یدین کی دلیل عن معاذ ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان اذا قام فى الصلوٰة رفع يديه حيال اذنيه فاذا كبّر ارسلها (طبرانی)

جواب: (۱) اس کی سند میں حلب بن جحد ہے شعبہ اور یحیٰ بن قطان نے اس کی تکذیب کی ہے۔ **جواب:** (۲) مذکورہ احادیث کے قرینہ سے مؤدل ہے مطلب یہ ہے شروع میں ارسال کیا پھر ہاتھ باندھ لئے۔

۳۲۲۔ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَكَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو دونوں ہاتھ اُٹھائے اور تکبیر کہی' پھر اپنا کپڑا اوڑھ لیا' پھر دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا۔ یہ حدیث احمد اور مسلم نے نقل کی ہے۔

۳۲۳۔ وَعَنْهُ قَالَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا ''پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی گٹے اور کلائی کی پشت پر رکھا۔'' یہ حدیث احمد' نسائی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۲۴۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ اِلَّا التِّرْمَذِيَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نماز ادا کرتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھتے، پھر انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا۔

یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابٌ فِیْ وَضْعِ الْیَدَیْنِ عَلَی الصَّدْرِ

باب: ہاتھوں کو سینے پر رکھنا

۳۲۵۔ عَنْ وَّآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی عَلٰی صَدْرِہٖ۔ رَوَاہُ ابْنُ خُزَیْمَۃَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ نَظْرٌ وَّزِیَادَۃُ عَلٰی صَدْرِہٖ غَیْرُ مَحْفُوْظَۃٍ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینے کے اوپر رکھا۔ یہ حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔ سینے پر ہاتھ رکھنے (کے الفاظ) کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

۳۲۶۔ وَعَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَنْصَرِفُ عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ یَّسَارِہٖ وَرَأَیْتُہٗ یَضَعُ ھٰذِہٖ عَلٰی صَدْرِہٖ وَوَصَفَ یَحْیٰی الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فَوْقَ الْمِفْصَلِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ لٰکِنْ قَوْلُہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ۔

قبیصہ بن ہلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی دائیں جانب سے پھرتے اور بائیں جانب سے بھی اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے یہ اپنے سینے پر رکھا۔'' یحییٰ نے طریقہ بیان کیا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر، جوڑ کے اوپر۔ یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اسکی اسناد حسن ہے لیکن انکی بات ''سینے'' پر غیر محفوظ ہے۔

۳۲۷۔ وَعَنْ طَاؤُسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَضَعُ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی ثُمَّ یَشُدُّ بِہِمَا عَلٰی صَدْرِہٖ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ وَاِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ۔

طاؤس نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھتے، پھر دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے اور آپ نماز میں ہوتے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے مراسیل میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ اُخَرُ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ۔

نیمویؒ نے کہا اور اس باب میں اور بھی احادیث ہیں جو سب کی سب ضعیف ہیں۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ فَوْقَ السُّرَّةِ

باب: ہاتھوں کوناف کے اوپر رکھنے کے بارہ میں

۳۲۸۔ عَنْ جَرِيْرِ الضَّبِّيِّ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُّمْسِكُ شِمَالَهٗ بِيَمِيْنِهٖ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَزِيَادَةُ فَوْقَ السُّرَّةِ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ.

جریر الضبی نے کہا "میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے ناف کے اوپر رکھے ہوئے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ گٹے کے اوپر سے پکڑا ہوا تھا۔" یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور "ناف کے اوپر" (کے الفاظ) کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔

۳۲۹۔ وَعَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ اَمَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنْ اَسْئَلَ سَعِيْدًا اَيْنَ تَكُوْنُ الْيَدَانِ فِي الصَّلٰوةِ فَوْقَ السُّرَّةِ اَوْ اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ سَعِيْدٌ فَوْقَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

ابوالزبیر رضی اللہ عنہ نے کہا، مجھے عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں سعید (ابن جبیرؒ) سے پوچھوں کہ نماز میں ہاتھ کہاں ہوں، ناف کے اوپر یا ناف کے نیچے، میں نے ان سے پوچھا تو سعید نے کہا "ناف کے اوپر۔" یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

بَابٌ فِيْ وَضْعِ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ

باب: ہاتھوں کوناف کے نیچے رکھنا

۳۳۰۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

علقمہ بن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا۔" یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ: حنفیہ وضع الیدین تحت السرۃ کے قائل ہیں شافعیہ، مالکیہ فوق السرۃ تحت الصدر کے قائل ہیں۔ **فریق اول کی دلائل:** احادیث باب ہیں، **فریق ثانی کے دلائل** باب سابق کی احادیث ہیں جن پر مصنف کا کلام کتاب میں مذکور ہے لہٰذا وہ قابل استدلال نہیں۔

۳۳۱۔ وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مِجْلَزٍ اَوْ سَاَلْتُهٗ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ اَضَعُ قَالَ يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِيْنِهٖ عَلٰى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهٖ وَيَجْعَلُهُمَا اَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

حجاج بن حسان نے کہا میں نے ابومجلز سے سنا یا کہا' ان سے پوچھا (راوی کو شک ہے) میں نے کہا میں (ہاتھ) کیسے رکھوں' انہوں نے کہا کہ وہ دائیں ہاتھ ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور انہیں ناف سے نیچے رکھے۔

یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۳۲۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يَضَعُ يَمِيْنَهٗ عَلٰى شِمَالِهٖ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابراہیم (نخعیؒ) نے کہا ''نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھے۔'' یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ

باب: تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھے

۳۳۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْكَاتَةً قَالَ اَحْسِبُهٗ قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قراءۃ اور تکبیر کے درمیان خاموشی اختیار فرماتے (راوی نے کہا) میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا تھوڑی دیر (خاموشی فرماتے)...... (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا) میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ تکبیر اور قراءۃ کے درمیان خاموشی کے دوران کیا پڑھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں کہتا ہوں:

"اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔"

(اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اس طرح دوری فرما جیسا تو نے مشرق ومغرب کے درمیان دوری فرمائی ہے' اے اللہ! مجھے خطاؤں سے ایسے صاف ستھرا فرما دیں جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ستھرا کیا جاتا ہے' اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی' برف اور اولوں سے دھوڈالیں۔) یہ حدیث ترمذی کے علاوہ جماعت محدثین نے نقل کی ہے۔

مصنف نے اس باب میں متعدد ادعیہ ذکر کی ہیں ان میں سے حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک مختار اور اولیٰ سبحانك اللهم الخ ہے امام شافعی کے نزدیک مختار دعاء توجہ ہے اس دعاء توجہ کے حنفیہ میں سے امام ابو یوسف بھی قائل ہیں کہ سبحانك اللهم کے

ساتھ اس کو بھی شامل کرے اور یہی ایک روایت امام شافعی کی بھی ہے۔

اللّٰھم اغسلنی بالماء والثلج والبرد۔

سوال: کپڑا یا بدن صاف کرنے میں جتنا گرم پانی مفید ہو سکتا ہے اتنا ٹھنڈا مفید نہیں ہوتا جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر یہاں برف اور اولے کو کیوں خاص طور پر اختیار کیا گیا؟

جواب: حدیث میں بدن کی ظاہری صفائی میل کچیل تو مراد نہیں' یہاں پر تو مقصود معاصی اور خطایا کا ازالہ ہے جو کہ موجب نار ہیں تو معاصی کو عین نار کا درجہ دیتے ہوئے اس کے ازالے کے لیے ان مبردات کو ذکر کیا گیا جو ازالہ نار کے لیے عین مناسب ہیں۔

۳۳۴۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّآ اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاِذَا رَكَعَ قَالَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو پڑھتے:

"وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّآ اَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔"

(میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف یکسو ہو کر پھیر دیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز' قربانی' زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں۔ ان کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ میرے پروردگار ہیں اور میں آپ کا بندہ ہوں' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس آپ مجھے میرے تمام گناہ معاف فرما دیں کیونکہ آپ کے بغیر کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا اور عمدہ اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔ اچھے اخلاق کی

طرف آپ کے سوا کوئی رہنمائی نہیں کر سکتا اور مجھ سے برے اخلاق ہٹا دے۔ آپ کے سوا مجھ سے برے اخلاق کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ میں آپ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوں اور تمام بھلائی آپ کے قبضہ میں ہے اور برائی آپ کی طرف نہیں آ سکتی' میں آپ کے ساتھ اور آپ کی طرف پناہ پکڑتا ہوں۔ آپ بابرکت اور بلند ہیں۔ میں آپ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔) اور جب رکوع فرماتے تو آخر تک حدیث بیان کی۔ یہ حدیث مسلم نے (باب) صلاۃ اللیل میں نقل کی ہے۔

وانا من المسلمین: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اشکال نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ دوسروں کو انا من المسلمین کہنا چاہیے۔ ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک انا اول المسلمین کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن اس صورت میں مقصود تلاوت یا حکایت ہو اخبار علی نفسہٖ نہ ہو ورنہ نماز یقیناً فاسد ہو جائے گی۔

۳۳۵۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ تَطَوُّعًا قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ ثُمَّ يَقْرَأُ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نفل پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ۔"

پھر قراءۃ فرماتے۔" یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۳۶۔ وَعَنْ حُمَيْدِ نِ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِيْ كِتَابِهِ الْمُفْرَدِ فِي الدُّعَآءِ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

حمید الطویل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز شروع فرماتے تھے تو پڑھتے:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔"

(اے اللہ! آپ پاک ہیں' ہم آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں' آپ کا نام بابرکت ہے' آپ کی بزرگی بلند ہے اور آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔) یہ حدیث طبرانی نے اپنی کتاب "المفرد" (باب) دعا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے۔

۳۳۷۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوۃَ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

اسود سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو یہ دُعا پڑھتے:

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔"

یہ حدیث دارقطنی اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۳۸۔ وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ یَقُوْلُ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ یُسْمِعُنَا ذَالِکَ۔ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ

ابووائل نے کہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو کہتے:

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔"

ہمیں یہ سناتے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَقِرَآئَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَتَرْکِ الْجَھْرِ بِھِمَا

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ)

باب: تعوذ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا اور انہیں بلند آواز سے نہ پڑھنا

۳۳۹۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَاَیْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ ثُمَّ یَتَعَوَّذُ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

اسود بن یزید نے کہا، میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب وہ نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے۔ پھر یہ دُعا پڑھتے:

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔"

اس کے بعد اعوذ باللہ پڑھتے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۴۰۔ وَعَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَانُوْا یُسِرُّوْنَ التَّعَوُّذَ وَالْبَسْمَلَۃَ فِی الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ سَعِیْدُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابووائل نے کہا "وہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نماز میں "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ" اور "بِسْمِ اللّٰہِ" آہستہ پڑھتے تھے۔"

یہ حدیث سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ: تعوذ قرأت کے تابع ہے ثناء کے نہیں لہٰذا مسبوق اس کو پڑھے لیکن مقتدی کے لیے پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام احمد کے نزدیک تسمیہ کا اخفاء سنت ہے امام شافعی کے نزدیک جہری قرأت میں جہر سنت ہے۔ امام مالک کے ہاں سرے سے تسمیہ نہیں ہے۔ نہ جہراً نہ سرّاً ہاں صرف فاتحہ میں نوافل میں جائز ہے۔ **اخفاء کی دلیل:** احادیث باب ہیں جہر کی دلیل نمبر ۱ عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفتتح صلوته بسم اللہ الرحمن الرحیم (ترمذی) **جواب:** قرأت سے جہر لازم نہیں آتا ممکن ہے قرأت بالسرّ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی خبر دی ہو نیز یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں اسماعیل اور ابو خالد دونوں ضعیف ہیں۔ **دوسری دلیل:** حدیث باب حدیث نعیم ۳۴۱ **جواب:** یہ معلوم ہے حضرت ابوہریرہ کے آٹھ سو تلامذہ میں صرف نُعیم اس میں منفرد ہے۔ **جواب:** (۲) قرء فرمایا جہر نہیں فرمایا علاوہ ازیں جہر کی روایات منسوخ ہیں خلفاء راشدین کا عمل اس کی دلیل ہے۔ **امام مالک کی دلیل:** حدیث باب عبداللہ بن مغفل ۳۴۵ قال سمعنی ابی وانا فی الصلوٰۃ اقول بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال ای بُنی محدث الخ۔

جواب: دوسری احادیث کے قرینہ سے اس سے مقصود جہر کی نفی ہے نہ کہ قرأت کی۔

۳۴۱۔ وَعَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَءَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ فَقَالَ النَّاسُ اٰمِيْنَ وَيَقُوْلُ كُلَّمَا سَجَدَ اللهُ اَكْبَرُ وَاِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوْسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ قَالَ اللهُ اَكْبَرُ وَاِذَا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ الْجَارُوْدِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

نعیم المجمر نے کہا، میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے پڑھا: "بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" (شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والے ہیں) پھر انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی یہاں تک کہ جب "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پر پہنچے تو آمین کہی، لوگوں نے بھی آمین کہی۔ جب سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھ کر کھڑے ہوئے اللہ اکبر کہا اور جب سلام پھیرا تو کہا "اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں تم سب سے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ مشابہ ہوں۔"

یہ حدیث نسائی، طحاوی، ابن خزیمہ، ابن الجارود، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۴۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَآئَةٍ وَّلَا فِيْ اٰخِرِهَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کو "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" سے شروع فرماتے تھے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور مسلم نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں اور یہ حضرات قرأت کے شروع اور آخر میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" ذکر نہیں فرماتے تھے۔

۳۴۳۔ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ نماز پڑھی' میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی نہیں سنا جو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوں۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۳۴۴۔ وَعَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی' میں نے ان میں سے کسی ایک سے بھی نہیں سنا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اونچی آواز سے پڑھتے ہوں۔ یہ حدیث نسائی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ سَمِعَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ اَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ لِيْ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ قَالَ وَلَمْ اَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْغَضُ اِلَيْهِ الْحَدَثَ فِي الْاِسْلَامِ يَعْنِيْ مِنْهُ وَقَالَ قَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِّنْهُمْ يَقُوْلُهَا فَلَا تَقُلْهَا اِذَا اَنْتَ صَلَّيْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ۔

ابن عبداللہ بن المغفل نے کہا' مجھے میرے والد نے سنا میں نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ رہا تھا تو انہوں نے مجھے کہا "اے میرے بیٹے! یہ (دین میں) نئی بات ہے اور تم نئی بات سے بچو اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کے نزدیک اسلام میں نئی پیدا کرنے سے زیادہ کوئی چیز بری ہو۔" اور (میرے والد نے) کہا "تحقیق میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' ابوبکر' عمر' عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ نماز پڑھی' میں نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں سنا جو یہ (اونچی آواز سے) پڑھتا ہو تو تم بھی یہ (اونچی آواز سے) نہ پڑھو' جب تم نماز پڑھو تو الحمد للہ رب العالمین کہو۔" یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔

۳۴۶۔ وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْجَهْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ ذٰلِكَ فِعْلُ الْاَعْرَابِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اونچی پڑھنے کے بارہ میں بیان کیا کہ انہوں نے کہا ''یہ دیہاتیوں نے (شروع) کیا ہے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابٌ فِيْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ

باب: سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بارہ میں

۳۴۷۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ رکن مطلق قرأت ہے یا خاص سورۃ فاتحہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مطلق قرأت فرض ہے فاتحہ اور ضم سورت واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سورہ فاتحہ فرض ہے ضم سورۃ سنت ہے امام مالک کے مشہور قول میں فاتحہ اور ضم سورۃ دونوں فرض ہیں۔ **دلائل حنفیہ:** فاقرء وا ماتیسر من القرآن اس آیت سے معلوم ہوا مطلق قرأت قران فرض ہے کسی خاص حصہ قرآنی کی قرأت فرض نہیں لہٰذا خبر واحد سے فرض قرار دینا کتاب اللہ پر زیادتی ہے جو ناجائز ہے۔

اشکال: ماتیسر میں کلمہ مَا مجمل ہے اور حدیث اسکی تفسیر ہے لہٰذا فاتحہ کو فرض قرار دینے میں کوئی قباحت نہیں۔ **جواب:** ما مجمل نہیں بلکہ عام ہے جو اپنے عموم پر باقی رکھا جاتا ہے۔ **اشکال:** حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب خبر واحد نہیں بلکہ خبر مشہور ہے لہٰذا اس کے ذریعہ کتاب اللہ پر زیادتی درست ہے۔ **جواب:** (۱) خبر مشہور وہ ہوتی ہے جس میں تابعین کا اختلاف نہ ہو حالانکہ اس مسئلہ میں ان کا اختلاف ہے۔ **جواب:** (۲) علی تقدیر التسلیم اس خبر مشہور سے زیادتی جائز ہوتی ہے جو محکم ہو اور یہ محکم نہیں یہاں احتمال ہے کہ لا نفی جنس کے لیے ہو یا نفی کمال کے لیے جیسے لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد لہٰذا اس سے کتاب اللہ پر زیادتی درست نہیں۔ **دوسری دلیل:** حدیث ابی ہریرۃ لاصلوٰۃ الّا بالقران۔ ولو بفاتحۃ الکتاب فما زاد۔ یہ حدیث دو وجہ سے ائمہ ثلاثہ کے خلاف ہے۔ ایک اس میں ما زاد علی الفاتحہ مذکور ہے۔ اس کی فرضیت کے وہ قائل نہیں۔ دوسرا اس لیے کہ اس میں فاتحہ کی تعیین نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ الا بالقران۔ **تیسری دلیل:** حدیث ابی ہریرۃ من صلی صلوٰۃ لم یقرء فیھا بام القران فھی خداج غیر تمام۔ خداج تمام کے مقابل میں بمعنی ناقص کے ہے اور نقصان صفات میں ہوتا ہے ترک رکن سے فساد اور بطلان ہوتا ہے۔ **دلائل ائمہ ثلاثہ:** احادیث باب لاصلوٰۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب (صحاح ستہ) **جواب:** (۱) خبر واحد ہے جس سے زیادہ سے زیادہ وجوب ثابت ہوسکتا ہے جس کے ہم بھی قائل ہیں۔ **جواب:** (۲) مذکورہ نصوص کے قرینہ سے نفی کمال پر محمول ہے۔ **جواب:** (۳) اس کے بعض طرق میں فصاعدا کی زیادتی ہے جو شذوذ وغیرہ سے خالی ہے اس زیادتی کی تائید دوسری احادیث

سے بھی ہوتی ہے۔

۳۴۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ یَقُوْلُهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے نماز پڑھی، اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو یہ نماز ناقص ہے۔'' یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۳۴۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جس نے نماز پڑھی، اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو یہ نماز ناقص ہے۔'' یہ حدیث احمد، ابن ماجہ اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۳۵۰۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَّقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَمَا تَیَسَّرَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ یَعْلٰی وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم سورۃ فاتحہ اور جو (قرآن میں سے) آسان ہو پڑھیں۔ یہ حدیث ابوداؤد، احمد، ابویعلی اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۵۱۔ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی قَرِیْبًا مِّنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَعِدْ صَلٰوتَکَ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ کَیْفَ اَصْنَعُ قَالَ اِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَاِذَا رَکَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَیْکَ عَلٰی رُکْبَتَیْکَ وَامْدُدْ ظَهْرَکَ وَمَکِّنْ لِرُکُوْعِکَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَکَ فَاَقِمْ صُلْبَکَ حَتّٰی تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰی مَفَاصِلِهَا فَاِذَا سَجَدْتَّ فَمَکِّنْ لِسُجُوْدِکَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَکَ فَاجْلِسْ عَلٰی فَخِذِکَ الْیُسْرٰی ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ اور یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں نے کہا، ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آپ کے قریب ہی نماز پڑھی، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹا تو آپ نے اس سے فرمایا: ''نماز دوبارہ پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! مجھے بتائیے کہ میں کیسے کروں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم قبلہ کی طرف منہ کرو تو تکبیر کہو، پھر سورۃ فاتحہ پڑھو، پھر (قرآن میں سے) جو چاہو پڑھو، جب تم رکوع کرو تو اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ دو، اپنی پشت پھیلا دو، اپنا رکوع

اطمینان سے کرو پس جب تم اپنا سر اُٹھاؤ تو اپنی کمر سیدھی کر دو یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں تک لوٹ جائیں۔ جب سجدہ کرو تو اپنا سجدہ اطمینان سے کرو پھر جب (سجدہ سے) سر اُٹھاؤ تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ پھر اسی طرح ہر رکعت میں کرو۔" یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

بَابٌ فِي الْقِرَآئَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ

باب: امام کے پیچھے پڑھنے کے بارہ میں

۳۵۲۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْاِسْتِدْلَالِ بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ نَظَرٌ۔

نیموی نے کہا، ان احادیث سے (امام کے پیچھے پڑھنے پر) استدلال کرنے میں اعتراض ہے۔

مسئلہ: احناف کے نزدیک مقتدی کے لیے قرأۃ خلف الامام مطلقاً منع اور مکروہ تحریمی ہے خواہ نماز جہری ہو یا سرّی۔ امام مالک کے نزدیک جہری میں قرأت نہ کرے سرّی میں مستحب ہے امام احمد کے ہاں جہری میں امام کی قرأت سنائی دے تو قرأت نہ کرے اگر نہ سنے تو قرأت مستحب ہے سرّی میں بھی مستحب ہے امام شافعی کے مشہور قول میں مطلقاً واجب ہے خواہ نماز جہری یا سری ہو لیکن محقق قول جو امام شافعی کی آخری تصنیف کتاب الام (ص ۱۵۲ ج ۔ ۷) سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سری میں واجب ہے جہری میں استماع قرأت نہ ہو تو تب واجب ہے اگر امام کی قرأت سنائی دے تب واجب نہیں: حاصل یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں اور امام شافعی کے محقق قول میں جہری میں قرأت خلف الامام نہیں سری میں حنفیہ کے ہاں مکروہ مالکیہ حنبلیہ کے ہاں مستحب ہے۔

فائدہ: امام احمد فرماتے ہیں کسی کے ہاں بھی قرأت خلف الامام نہ کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی صحابہ تابعین تبع تابعین میں سے کوئی بھی بطلان کا قائل نہیں (المغنی ص ۲۰۲ ج ۔ ۱) لیکن آج کل غیر مقلدین بطلان کے قائل ہیں ان کا یہ قول خلاف اجماع اور باطل ہے۔ **دلائل حنفیہ:** قوله تعالیٰ و اذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتو اس آیت کریمہ کے سبب نزول کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) نماز (۲) وعظ (۳) مطلق قرأت۔ راجح یہ ہے کہ یہ نماز کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ قال ابن عباس انها نزلت فی الصلوٰۃ المفروضه (کتاب القرء للبیہقی) امام احمد فرماتے ہیں: اجمع الناس علی ان هذا الاية نزلت فی الصلوٰۃ (بیہقی) حاصل یہ ہے کہ اس آیت سے پہلے فاقرء وا ما تیسر سے امام اور مقتدی سب پر قرأت فرض تھی پھر

اس آیت سے مقتدی کے حق میں منسوخ ہوگئی مزید دلائل آئندہ "باب کی احادیث ہیں۔ **شوافع کی دلیل**: حدیث عبادۃ بن صامت لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب یہ شوافع کی قوی ترین دلیل ہے نکرہ تحت النفی عموم کا فائدہ دیتا ہے اور من کا لفظ عام ہے اس سے ثابت ہوا کسی نمازی کی کوئی نماز بدون قرأت فاتحہ نہیں ہوتی خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔ پھر نماز جہری ہو یا سری ہو۔

جواب: بے شک کلمہ من عموم کے لیے آتا ہے مگر بسا اوقات قرائن و شواہد کی وجہ سے خصوص کے لیے بھی آتا ہے مثلاً ویستغفرون لمن فی الارض پ ۲۵ میں صرف مومن مراد ہیں۔ اور حدیث اذا ھلك من کان قبلکم بخاری میں صرف کفار مراد ہیں تو اسی طرح یہاں بھی دلائل مذکورہ کے قرینہ سے یہ حدیث لاصلوٰۃ لمن یقرء بفاتحۃ الکتاب بھی امام اور منفرد کے ساتھ خاص ہے امام احمد بن حنبل اور سفیان بن عیینہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: ھذا لمن یصلی وحدہ امام کو رکوع میں پانے والا مسبوق جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی وہ باتفاق جمیع فقہاء اس حدیث کے عموم سے مستثنیٰ ہے۔ تو اسی طرح مقتدی بھی دلائل مذکورہ کے قرینہ سے اس حدیث کے حکم سے مستثنیٰ ہے نیز اس روایت عبادہ بن صامت کے بعض صحیح سندوں میں فصاعدا کی زیادتی بھی آئی ہے۔ صحیح مسلم (ص ۱۶۹ ج ۱) سنن نسائی ص ۱۰۵۔ اور ما زاد علی الفاتحہ کا حکم فریق ثانی کے نزدیک بھی صرف امام اور منفرد کے لیے ہیں تو معلوم ہوا اسی طرح فاتحہ کا حکم بھی صرف انہی کے لیے ہے۔ فریق ثانی کے مزید دلائل وہ احادیث جو باب فی القرأۃ خلف الامام کے تحت مذکور ہیں جن کو مصنف نے معلول اور غیر محفوظ قرار دیا اور بعض سے صرف سورۃ فاتحہ کی فضیلت مفہوم ہو رہی ہے نہ کہ وجوب۔

فائدہ: فاتحہ خلف الامام کے بارے میں حضرت گنگوہی کی تقریر۔ چونکہ نماز کی ابتداء صلوۃ اللیل سے ہوئی تھی شروع میں صرف وہی فرض تھی جس میں صحابہ کرام قرأت کے عادی ہو چکے تھے اس کے بعد جب صلوٰۃ خمسہ کی فرضیت ہوئی تو استصحاب حال کے طور پر فرائض میں خلف الامام بھی وہ قرأت کرتے رہے اسی اثناء میں آیت کریمہ و اذا قریء القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ نازل ہوئی اس وقت صحابہ کرام کا طرز عمل مختلف ہو گیا۔ بعض حضرات نے تو قرأت خلف الامام کو مطلقا ترک کر دیا لیکن بعض حضرات ثواب کی حرص میں لاحراز الفضیلتین۔ سکتات امام میں اپنی رائے اور اجتہاد سے قرأت فرماتے رہے اور یہ جو ہم نے کہا کہ وہ اپنے اجتہاد سے ایسا کرتے رہے اس کی دلیل روایات میں موجود ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں: ھل قرء معی احد منکم اب صحابہ کی اس قرأت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرأت میں خلجان واقع ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس قرأت سے منع فرمایا۔ ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال فرماتے ہوئے کہ سورۃ فاتحہ سب کی زبانوں پر چڑھی ہوئی ہے۔ شاید اس میں منازعت اور التباس نہ ہو صرف اس کی قرأت کی آپ علیہ السلام نے اجازت دے دی اور کچھ روز یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرما دیا لیکن صرف جہری نمازوں میں جیسے کہ حدیث ابی ہریرۃ میں ہے جو صلوٰۃ صبح کے قصہ میں ہے فانتھی الناس عن القرأۃ فیما جھر فیہ الامام اب صرف سری نمازوں میں قرأت رہ گئی لیکن آخر کار بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بھی روکنا پڑا جیسا کہ عمران بن حصین کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو صلوٰۃ ظہر

کے بارے میں ہے حاصل یہ ہے کہ اس سلسلہ میں بتدریج نسخ واقع ہوا اور آخر الامر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرما دیا من کان لہٗ امام فقراء ۃ الامام لہ قراء ۃ اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اذا قراء فانصتوا۔

اشکال: لہٗ قراء ۃ میں ضمیر کا مرجع امام ہے نہ کہ مقتدی لہٰذا اس لیے حنفیہ کا استدلال درست نہیں۔

جواب: نحو کا قاعدہ ہے اگر خبر جملہ ہو تو اس میں مبتداء کی طرف ضمیر عائد کا ہونا ضروری ہے لہٰذا لہٗ کی ضمیر کا مرجع من ہے جس کا مصداق مقتدی ہے احادیث میں اس کے نظائر بے شمار ہیں من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔

۳۵۳۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا خَلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَقْرَئُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قُلْنَا نَعَمْ هَذًّا يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤدَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُوْنَ۔

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے کہا' نماز فجر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قراءۃ فرمائی تو آپ پر قراءۃ ثقیل (بھاری) ہوگئی' جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا ''شاید کہ تم اپنے امام کے پیچھے پڑھتے ہو'' ہم نے عرض کیا' جی ہاں! جلدی سے پڑھتے ہیں' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! آپ نے فرمایا ''ایسا نہ کرو مگر سورۃ فاتحہ بلاشبہ اس شخص کی نماز نہیں جس نے یہ نہیں پڑھی۔'' یہ حدیث ابوداؤد' ترمذی' بخاری نے جزء القراءۃ میں اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ فِيْهِ مَكْحُوْلٌ وَّهُوَ يُدَلِّسُ۔ رَوَاهُ مُعَنْعَنًا وَّقَدِ اضْطَرَبَ فِيْ إِسْنَادِهٖ وَمَعَ ذٰلِكَ قَدْ تَفَرَّدَ بِذِكْرِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عُبَادَةَ فِيْ طَرِيْقِ مَكْحُوْلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ وَهُوَ لَا يُحْتَجُّ بِمَا انْفَرَدَ بِهٖ فَالْحَدِيْثُ مَعْلُوْلٌ بِثَلَاثَةِ وُجُوْهٍ۔

نیموی نے کہا' اس حدیث (کی سند) میں مکحول ہے اور وہ مدلس ہے۔ اس نے یہ روایت معنعن نقل کی ہے اور وہ اس کی اسناد میں مضطرب بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مکحول کی سند میں یہ حدیث حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے میں محمود بن ربیع کا ذکر صرف اکیلے محمد بن اسحاق نے کیا ہے اور جس سند میں محمد بن اسحاق اکیلا ہو' اس حدیث سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی' تو یہ حدیث تین طریقہ سے معلول ہے۔

۳۴۵۔ وَعَنْ نَّافِعِ بْنِ مَحْمُوْدِ بْنِ رَبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَبْطَأَ عُبَادَةُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُوْ نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ فَيُصَلِّيْ أَبُوْ نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عُبَادَةُ وَأَنَا مَعَهٗ حَتّٰى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِيْ نُعَيْمٍ وَّأَبُوْ نُعَيْمٍ يَّجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ فَجَعَلَ عُبَادَةُ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعُبَادَةَ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ يَّجْهَرُ قَالَ أَجَلْ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْضَ

الصَّلَوَاتِ الَّتِي يُجْهَرُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ قَالَ فَالْتُبِسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ هَلْ تَقْرَءُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ بَعْضُنَا إِنَّا لَنَصْنَعُ ذٰلِكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا وَأَنَا أَقُولُ مَا لِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَءُوا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُ إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَخَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَآخَرُونَ وَفِيهِ مَسْتُورٌ.

نافع بن محمود بن ربیع الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہا' صبح کی نماز سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ لیٹ ہو گئے تو ابونعیم مؤذن نے نماز کھڑی کی' ابونعیم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ آئے' میں ان کے ساتھ تھا' یہاں تک کہ ہم ابونعیم کے پیچھے صف میں کھڑے ہو گئے' ابونعیم اونچی آواز میں قراءۃ کر رہے تھے' حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاتحہ پڑھنا شروع کر دی' جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا' میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ ابونعیم اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے' انہوں نے کہا ہاں' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نماز پڑھائی جس میں اونچی آواز سے قراءۃ کی جاتی ہے تو آپ پر قراءۃ خلط ملط ہو گئی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''کیا تم پڑھتے ہو جب میں اونچی آواز سے قراءۃ کرتا ہوں؟'' ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا' ہم تو ایسا کرتے ہیں' آپ نے فرمایا ''ایسا نہ کرو' (اور فرمایا) میں بھی تو کہوں میرے ساتھ قرآن کیوں جھگڑتا ہے، جب میں اونچی آواز سے پڑھوں تو تم سوائے سورۃ فاتحہ کے قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھو۔''

یہ حدیث ابوداؤد' نسائی' بخاری نے جزء القراءۃ وخلق افعال العباد میں اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس میں ایک راوی مستور الحال ہے۔

قَالَ النِّيمَوِيُّ إِنَّ حَدِيثَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فِي الْتِبَاسِ الْقِرَاءَةِ قَدْ رُوِيَ بِوُجُوهٍ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ.

نیموی نے کہا' قراءۃ کے خلط ملط ہونے کے بارے میں حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے' سب کے سب ضعیف ہیں۔

۳۵۵۔ وَعَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلٰوتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ أَتَقْرَءُونَ فِي صَلٰوتِكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكَتُوا فَقَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ إِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ الْقِرَاءَةِ وَآخَرُونَ وَأَعَلَّهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ هٰذِهِ الطَّرِيقَ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

ابو قلابہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی' جب آپ نے اپنی نماز پوری فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''کیا تم اپنی نماز میں امام کے پیچھے پڑھتے ہو جب کہ امام پڑھ رہا ہوتا ہے' صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے' یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی' ایک صحابی نے یا متعدد

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا (راوی کو شک ہے) ہم ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، تم ایسا نہ کرو، تم میں سے کوئی ایک اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھ لے۔''

یہ حدیث بخاری نے جزء القراءۃ میں اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معلول قرار دیا ہے کہ یہ سند غیر محفوظ ہے۔

۳۵۶۔ وَعَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَآئِشَۃَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَلَّکُمْ تَقْرَءُوْنَ وَالْاِمَامُ یَقْرَأُ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَنَفْعَلُ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا اَنْ یَّقْرَأَ اَحَدُکُمْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِیْفٌ

ابو قلابہ نے بواسطہ محمد بن ابی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''شاید کہ تم پڑھتے ہو جب کہ امام پڑھ رہا ہوتا ہے'' آپ نے یہ بات دو یا تین بار فرمائی (راوی کو شک ہے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! ہم تو ایسا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ''ایسا مت کرو مگر یہ کہ تم میں سے کوئی سورۃ فاتحہ پڑھ لے۔'' یہ حدیث احمد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۵۷۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِیَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَیْرُ تَمَامٍ فَقِیْلَ لِاَبِیْ هُرَیْرَۃَ اِنَّا نَکُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ قَالَ هٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ وَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے نماز پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز ناقص ہے، تین بار فرمایا کہ ناقص ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) کہا تم اسے اپنے جی میں پڑھ لو۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں نے سورۃ (فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا جب بندہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے بندے نے میری حمد بیان کی اور جب بندہ ''اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے بندے نے میری ثنا بیان کی اور جب بندہ ''مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور جب بندہ ''اِیَّاكَ نَعْبُدُ

وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ (آیت) میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا اور جب بندہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۳۵۸۔ وَعَنْهُ قَالَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاقْرَأْبِهَا وَاسْبِقْهُ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَتِ الْمَلَآئِكَةُ اٰمِيْنَ مَنْ وَّافَقَ ذٰلِكَ قَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ بِهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ الْقِرَاْتِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو تم بھی وہ پڑھو اور اس سے آگے نکل جاؤ۔ بلاشبہ "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں جو اس کے موافق ہو گیا تو یہ اس لائق ہے کہ ان کی دُعا قبول ہو جائے۔'' یہ حدیث بخاری نے جزء القراءۃ میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ اُخَرُ عَنِ الصَّحَابَةِ۔

نیموی نے کہا اس سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دیگر آثار بھی موجود ہیں۔

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْقِرَآئَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ فِي الْجَهْرِيَّةِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

باب: امام کے پیچھے جہری نمازوں میں قراءۃ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمایا: جب قرآن پاک پڑھا جائے تو اُسے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر رحم کیا جائے

۳۵۹۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ وَاِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دی' آپ نے فرمایا'' جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تم میں سے ایک تمہیں امامت کرائے اور جب امام قراءۃ کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔'' یہ حدیث احمد اور مسلم نے نقل کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۶۰۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَهٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:'' بلاشبہ امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءۃ کرے تو تم خاموش ہو جاؤ۔''

یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

٣٦١۔ وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةً نَّظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ إِنِّيْ أَقُوْلُ مَالِيْ أُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

سفیان بن عیینہ نے زہری سے بیان کیا کہ ابن اکیمہ نے کہا' میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی' ہمارا خیال ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی تو آپ نے فرمایا ''کیا تم میں سے کسی نے پڑھا ہے' ایک شخص نے کہا' میں نے' آپ نے فرمایا' میں کہتا ہوں مجھے کیا ہے کہ میرے ساتھ قرآن میں جھگڑا کیا جا رہا ہے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابٌ فِيْ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا

باب: تمام نمازوں میں امام کے پیچھے قراءۃ نہ کرنا

٣٦٢۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَّقْرَأُ خَلْفَهٗ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ أَيُّكُمُ الْقَارِئُ قَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی تو ایک شخص نے آپ کے پیچھے (سورۃ) ''سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلٰى'' پڑھنی شروع کر دی' جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا ''تم میں سے کس نے پڑھا'' یا فرمایا ''تم میں سے کون پڑھنے والا ہے۔'' (راوی کو شک ہے) ایک شخص نے عرض کیا' میں' تو آپ نے فرمایا ''میں سمجھا کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٣٦٣۔ وَعَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَقْرَءُوْنَ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَلَطْتُمْ عَلَيَّ الْقِرَاءَةَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ

ابوالاحوص سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قراءۃ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا ''تم نے مجھ پر قراءۃ خلط کر دی ہے۔ یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

٣٦٤۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ رَوَاهُ الْحَافِظُ أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْمُوَطَّا وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءۃ اس کے لیے قراءۃ ہے۔'' یہ حدیث حافظ احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، محمد بن الحسن نے موطا میں۔ نیز طحاوی اور دار قطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۶۵۔ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُہٗ قِرَآئَۃُ الْاِمَامِ وَ اِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ فَلْیَقْرَأْ قَالَ وَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔ رَوَاہُ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''تم میں سے کوئی جب امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسے امام کی قراءۃ کافی ہے اور جب وہ اکیلا پڑھے تو قراءۃ کرے اور حضرت عبداللہ (ابن عمرؓ) امام کے پیچھے قراءۃ نہیں کرتے تھے۔'' یہ حدیث مالک نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۶۶۔ وَعَنْ وَّھْبِ بْنِ کَیْسَانَ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَّمْ یَقْرَأْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ۔ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ

وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ''جس شخص نے ایک رکعت پڑھی، اس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔''
یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۶۷۔ وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّہٗ سَأَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الْقِرَآءَۃِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَآءَۃَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ۔ رَّوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ بَابِ سُجُوْدِ التِّلَاوَۃِ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قراءۃ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ''کسی چیز میں بھی امام کے ساتھ قراءۃ نہیں۔'' یہ حدیث مسلم نے باب سجود التلاوۃ میں نقل کی ہے۔

۳۶۸۔ وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مِقْسَمٍ اَنَّہٗ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَجَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالُوْا لَا یُقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ

عبیداللہ بن مقسم نے کہا ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا تو ان سب نے کہا ''کسی نماز میں بھی امام کے پیچھے قراءۃ نہ کی جائے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۶۹۔ وَعَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَنْصِتْ لِلْقِرَآءَۃِ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ شُغْلاً وَّسَیَکْفِیْکَ ذٰلِکَ الْاِمَامُ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ

ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' قراءۃ کے وقت خاموش رہو' بلاشبہ نماز میں مشغولیت ہوتی ہے اور تمہیں اس میں امام کفایت کرے گا۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۷۰۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْتَ الَّذِيْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوْهُ تُرَابًا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''کاش وہ جو شخص جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے اس کا منہ مٹی سے بھر دیا جائے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۳۷۱۔ وَعَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ فَقَالَ لَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا ''کیا میں قراءۃ کروں جب کہ امام میرے آگے ہو' تو انہوں نے کہا' نہیں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۳۷۲۔ وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَفِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ قُرْاٰنٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هٰذَا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَا كَثِيْرُ وَأَنَا إِلٰى جَنْبِهٖ لَا أَرَى الْإِمَامَ إِذَا أَمَّ الْقَوْمَ إِلَّا قَدْ كَفَاهُمْ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّفِي الْبَابِ اٰثَارُ التَّابِعِيْنَ رحمہم اللہ۔

کثیر بن مرۃ سے روایت ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا' ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا' اے اللہ کے پیغمبر! کیا ہر نماز میں قراءۃ ہے' آپ نے فرمایا' ہاں۔ تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یہ تو ضروری ہوگئی' تو ابوالدرداء نے کہا' اے کثیر! میں اس کے پہلو میں تھا' میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جب امام لوگوں کو جماعت کرائے تو وہ ان کی طرف سے کافی ہے۔

یہ حدیث دارقطنی' طحاوی' احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے اور اس سلسلہ میں تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار موجود ہیں۔

بَابُ تَأْمِيْنِ الْإِمَامِ

باب: امام کا آمین کہنا

۳۷۳۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو' بلاشبہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

آمین سے متعلق چند بحثیں ہیں:

پہلی بحث:

آمین کا حکم: جمہور کے نزدیک آمین کہنا مستحب ہے۔ اہل ظاہر کے نزدیک فاتحہ کے بعد آمین کہنا واجب ہے۔

دلیل جمہور: حدیث اعرابی۔ حدیث مسیٔ الصلوٰۃ اس میں آپ علیہ السلام نے آمین کا حکم نہیں دیا۔

دلیل اہل ظاہر: وہ احادیث ہیں جن میں آمین کا حکم بصیغہ امر ہے۔

جواب: حدیث اعرابی کے قرینہ سے یہ استحباب پر محمول ہے۔

دوسری بحث

امام کا آمین کہنا: جمہور کے نزدیک امام کے لیے بھی آمین کہنا مستحب ہے۔ مالکیہ کے نزدیک امام آمین نہ کہے۔ **مالکیہ کی دلیل:** حدیث باب حدیث ابی ہریرۃ (ص ۲۷۴) اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم والا الضالین فقولوا آمین یہاں تقسیم ہے اور آمین مقتدی کا وظیفہ ہے **جمہور کی دلیل:** حدیث باب حدیث ابی ہریرۃ (نمبر ۲۷۳) اذا امّن الامام فامنوا۔ یہ حدیث ناطق ہے جبکہ نمبر ۲۷۴ والی حدیث ساکت ہے۔ تو یہ راجح ہے۔

تیسری بحث

امام اور مقتدی آمین سرًا کہیں یا جہراً کہیں: احناف ؒ مالکیہ کے نزدیک آمین میں اخفاء سنت ہے۔ شافعیہ وحنبلیہ کے نزدیک جہری نمازوں میں جہر سنت ہے اخفاء کے دلائل وہ احادیث ہیں جو مصنف نے ترک الجہر بالتامین کے تحت ذکر کی ہیں۔ **جہر کے دلائل:** وہ احادیث ہیں جو باب الجہر بالتامین کے تحت مذکور ہیں۔ مثلاً پہلی حدیث وائل بن حجر کی ہے۔ اس کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں۔ **جواب:** (۱) بعض مواقع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بغرض تعلیم آمین میں جہر کیا جیسا کہ روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر میں کبھی کسی آیت میں بغرض تعلیم جہر کر دیتے تھے اس کی تائید حضرت وائل کے اس فرمان سے ہوتی ہے ما اراہ الا لیُعلمنا میرا خیال یہ ہے ہمیں سکھانے کے لیے کہتے تھے۔ **جواب:** (۲) یہ حدیث مضطرب ہے۔ اس لیے کہ اس کو روایت کرنے والے دو راوی ہیں سفیان ثوری اور شعبہ بن الحجاج دونوں ہی بڑے محدث اور امام ہیں سفیان ثوری اس حدیث کو دفع بھا صوتہٗ کے ساتھ اور شعبہ اس کو خفض بھا صوتہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں تعارض کی صورت میں ترجیح کی ضرورت پڑے گی احناف شعبہ کی روایت کی ترجیح کے ہیں وجوہ ترجیح یہ ہیں۔ (۱) اس کا مدلول اوفق بالقران ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ۔ آمین بھی دعا ہے۔ (۲) اکابر صحابہ کے عمل کا توافق ہے جیسے حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ کا عمل سراً آمین کہنے کا ہے (۳) جیسے شعبہ کی روایت اخفاء کی ہے ان کا عمل بھی آمین بالاخفاء کا ہے جبکہ سفیان کا عمل اخفاء کا ہے جو کہ انکی روایات کے خلاف ہے (۴) شعبہ

تدلیس کو انتہائی قبیح سمجھتے ہیں جبکہ سفیان کبھی کبھی تدلیس کا ارتکاب کر لیتے ہیں (۵) اگر حدیث وائل بطریق شعبہ پر عمل کریں تو بطریق سفیان کی بہترین توجیہ ہو سکتی ہے کہ یہ جہر تعلیم پر محمول ہے اور اگر بطریق سفیان پر عمل کریں تو بطریق شعبہ کا بالکلیہ ترک لازم آئے گا مصنف جہر کی اس حدیث پر کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں حضور علیہ السلام اور چاروں خلفاء سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت نہیں اور جو روایات اس سلسلہ میں آئی ہیں وہ کسی نہ کسی چیز (ضعف) سے خالی نہیں ہیں۔

۳۷۴۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب امام "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو' بلاشبہ جس کا قول (آمین کہنا) ملائکہ کے قول کے مشابہ ہوگا' اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم میں بھی اس جیسی روایت ہے۔

۳۷۵۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُحِبَّكُمُ اللّٰهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک لمبی حدیث میں کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا' ہم سے ہماری سنتیں بیان کیں اور ہمیں ہماری نماز سکھائی اور فرمایا ''جب تم نماز پڑھنے لگو تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو' پھر تم میں سے ایک تمہیں امامت کرائے' جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو' اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۳۷۶۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاَنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَقُوْلُ اٰمِيْنَ وَاَنَّ الْاِمَامَ يَقُوْلُ اٰمِيْنَ فَمَنْ وَّافَقَ تَأْمِيْنُهٗ تَأْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب امام "غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو تم آمین کہو' بلاشبہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے' پس جس کا آمین کہنا' فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' یہ حدیث نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالتَّامِيْنِ

باب: اُونچی آواز سے آمین کہنا

۳۷۷۔ عَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ رَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ مُّضْطَرِبٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا ’’جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کہتے‘ اس کے ساتھ آواز بلند فرماتے۔‘‘ یہ حدیث ابوداؤد‘ ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور یہ حدیث مضطرب ہے۔

۳۷۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ اُمِّ الْقُرْاٰنِ رَفَعَ صَوْتَهٗ وَقَالَ اٰمِيْنَ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورۃ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے‘ آواز بلند فرماتے اور آمین کہتے۔‘‘ یہ حدیث دارقطنی اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۳۷۹۔ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمِّ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّامِيْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَ اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

ابوعبداللہ بن عم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا‘ لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ’’غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ‘‘ کہتے تو آمین کہتے‘ یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے‘ یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد گونج اُٹھتی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۳۸۰۔ وَعَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا صَلَّتْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ فَسَمِعَتْهُ وَهِیَ فِیْ صَفِّ النِّسَآءِ رَوَاهُ ابْنُ رَاهُوَيْهِ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ فِی الْكَبِيْرِ وَفِيْهِ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمِ الْمَكِّيِّ وَهُوَ ضَعِيْفٌ۔

اُم الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی‘ جب آپ نے ولا الضالین کہا تو آپ نے آمین کہی‘ جسے میں نے سنا‘ حالانکہ میں عورتوں کی صف میں تھی۔ یہ حدیث ابن راہویہ نے اپنی مسند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کی ہے۔ اس کی (سند) میں اسماعیل بن مسلم المکی ہے اور وہ ضعیف راوی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ لَمْ يَثْبُتِ الْجَهْرُ بِالتَّامِيْنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَلَا عَنِ الْخُلَفَآءِ الْاَرْبَعَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَا جَآءَ فِی الْبَابِ فَهُوَ لَا يَخْلُوْ مِنْ شَيْءٍ۔

نیموی نے کہا‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) سے اونچی آواز سے آمین کہنا ثابت نہیں اور جو روایات اس سلسلہ میں آئی ہیں وہ کسی نہ کسی چیز (ضعف) سے خالی نہیں ہیں۔

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِالتَّامِيْنِ قَالَ عَطَآءٌ اٰمِيْنَ دُعَآءٌ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

باب: آمین اونچی نہ کہنا عطاء نے کہا، آمین دعا ہے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے پروردگار کو عاجزی اور آہستگی سے پکارو

۳۸۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا یَقُوْلُ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے ہوئے فرماتے تھے، امام سے جلدی نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ"

(اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی جس کی اس نے تعریف کی)

کہے تو تم کہو

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ"

(اے اللہ! ہمارے پروردگار! آپ ہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ یُسْتَفَادُ مِنْهُ اَنَّ الْاِمَامَ لَا یَجْهَرُ بِاٰمِیْنَ.

نیموی نے کہا اس حدیث سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ امام آمین اونچی آواز سے نہ کہے۔

۳۸۲۔ وَعَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَكْتَتَیْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآئَةِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ سَمُرَةُ وَاَنْكَرَ عَلَیْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَكَتَبَ فِیْ ذٰلِكَ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ فِیْ كِتَابِهٖ اِلَیْهِمَا اَوْ فِیْ رَدِّهٖ عَلَیْهِمَا اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَالِحٌ.

حسن سے روایت ہے کہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے آپس میں مباحثہ کیا، حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سکتے (یعنی قراءۃ کے درمیان خاموش ہونا) یاد کیے ہیں، ایک سکتہ جب آپ تکبیر (تحریمہ) کہتے اور ایک سکتہ جب آپ "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ"

سے فارغ ہوتے' یہ بات حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ نے یاد کی اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو دونوں نے اس سلسلہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو خط ان کی طرف لکھا یا جو جواب انہیں بھیجا اس میں یہ تھا کہ سمرۃ رضی اللہ عنہ نے صحیح یاد رکھا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صالح ہے۔

۳۸۳۔ وَعَنْهُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلّٰى بِهِمْ سَكَتَ سَكْتَتَيْنِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ سَكَتَ أَيْضًا هُنَيَّةً فَأَنْكَرُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ إِلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ أُبَيٌّ أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا صَنَعَ سَمُرَةُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ

حسن سے روایت ہے کہ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو دو دفعہ خاموش ہوتے' جب نماز شروع کرتے اور جب ولا الضالین کہتے تو بھی تھوڑی دیر خاموش ہو جاتے' لوگوں نے اس بات کا ان پر انکار کیا' انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ معاملہ ایسے ہی ہے جیسا سمرۃ نے کیا ہے۔ یہ حدیث احمد اور دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۸۴۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَأَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى وَسَلَّمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالطَّيَالِسِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَآخَرُوْنَ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَفِيْ مَتْنِهٖ اِضْطِرَابٌ۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی' جب آپ نے ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' پڑھا تو آمین کہی' اس کے ساتھ اپنی آواز کو آہستہ کیا اور اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہاتھ پر رکھا' اپنی دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

یہ حدیث احمد' ترمذی' ابوداؤد' طیالسی' دارقطنی' حاکم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے، اس کی اسناد صحیح اور متن میں اضطراب ہے۔

۳۸۵۔ وَعَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِاٰمِيْنَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ

ابووائل نے کہا ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم' تعوذ (اعوذ باللہ) اور آمین کو اونچی آواز سے نہیں کہتے تھے۔'' یہ حدیث طحاوی اور ابن جریر نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۳۸۶۔ وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ خَمْسٌ يُخْفِيْهِنَّ الْإِمَامُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاٰمِيْنَ وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

ابراہیم نے کہا ''پانچ چیزوں کو امام آہستہ کہے ''سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ. تَعَوُّذ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''

آمین اور "اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ"

یہ حدیث عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ قِرَآئَةِ السُّوْرَةِ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ فِی الْاَوَّلَیْنِ

باب: پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورۃ پڑھنا

۳۸۷۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَأُ فِی الظُّھْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ وَیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی مَالَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ وَھٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَھٰکَذَا فِی الصُّبْحِ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں اور آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ تلاوت فرماتے اور ہمیں کوئی آیت سنا دیتے۔ پہلی رکعت میں قراءۃ لمبی فرماتے جتنی کہ دوسری رکعت میں لمبی نہ فرماتے۔ اسی طرح عصر اور صبح میں فرماتے۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فقہاء کے مابین اس میں اختلاف ہے کہ محل قراءت کون سی دو رکعتیں ہیں قول راجح یہ ہے کہ رکعتین اولیین ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقا رکعتیں خواہ اولین ہوں یا اخیرین۔

۳۸۸۔ وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔ رَوَاہُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا التِّرْمِذِیَّ۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور تلاوت فرماتے ہوئے سنا۔" یہ حدیث ترمذی کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

یقرء فی الغرب بالطّور: صبح کی نماز میں تطویل اور مغرب کی نماز میں تقصیر فی القراءۃ تقریباً متفق علیہ ہے جن روایات میں مغرب کی نماز میں تطویل قرأت ثابت ہوئی ہے علماء نے اس کی مختلف توجیہات کی ہیں۔

(۱) بیان جواز (۲) لعدم المشقۃ علی القوم (۳) منسوخ ہے۔ (۴) لعله کان یقراء بعض السورة الطویلة یعنی سورۃ طویلہ کا کچھ حصہ پڑھتے تھے کما قاله الطحاوی و ابن الجوزی۔

۳۸۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِی صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ بِسُوْرَةِ الْاَعْرَافِ فَرَّقَھَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ۔ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۃ اعراف تلاوت فرمائی اور اسے دو رکعتوں میں تقسیم کیا۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۹۰۔ وَعَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَآءِ فِيْ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر میں تھے تو عشاء کی دو رکعتوں میں سے ایک میں (سورۃ) "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ" تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۳۹۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ لَقَدْ شَكَوْكَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلٰوةَ قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَلَا اٰلُوْ مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا "لوگوں نے ہر چیز یہاں تک کہ نماز میں بھی تمہاری شکایت ہے۔" حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا "مگر میں تو پہلی دو رکعتوں میں (قراءۃ) لمبی کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں مختصر اور میں اس میں کوتاہی نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز میں اقتداء کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "تم نے سچ کہا میرا تمہارے بارہ میں یہی خیال تھا۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۳۹۲۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُمِرْنَا اَنْ نَّقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاَحْمَدُ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا "ہم سے کہا گیا کہ ہم سورۃ فاتحہ اور جو (قرآن پاک میں سے) آسان ہو پڑھیں۔" یہ حدیث ابوداؤد، احمد، ابویعلی اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب: رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اٹھانے

۳۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَّقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، اپنے دونوں ہاتھ دونوں کندھوں کے برابر اُٹھاتے، جب رکوع کی تکبیر کہتے اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اسی طرح اُٹھاتے اور فرماتے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" اور آپ سجدہ میں ایسا نہیں فرماتے تھے۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَوَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِمْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

نیموی نے کہا' اس سلسلہ میں ابوحمید الساعدی' مالک بن الحویرث' وائل بن حجر' علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اوران کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر صحابہؓ سے روایات موجود ہیں۔

مسئلہ: احناف کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین نہیں ہے۔ امام مالک کی ایک روایت بھی یہی ہے مالکیہ حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رفع الیدین کے قائل ہیں۔ دلائل سے پہلے دو فائدے ذہن نشین کرلیں۔

فائدہ نمبر (۱): جن احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز نقل کی گئی ہے رفع یدین کو نقل کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) وہ احادیث جن میں تصریح ہے کہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا جاتا تھا جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی احادیث۔ (۲) وہ احادیث جن میں ترک کی تصریح ہے یعنی صراحۃً ذکر کیا گیا ہے کہ صرف تکبیر افتتاح الصلوٰۃ کے وقت رفع یدین ہوتا تھا پھر کہیں نہیں ہوتا تھا جیسے عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث۔ (۳) جن میں نہ رفع کا ذکر ہے نہ ترک کا دونوں سے ساکت ہیں یعنی راوی باقی آداب کو نقل کرتا ہے لیکن ان دو موقعوں پر رفع یدین کو نقل نہیں کرتا اگر غور کیا جائے تو یہ بھی ترک ہی کی دلیل بنتی ہیں اس لیے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفع یدین کرتے تو راوی اس کو ضرور بیان کرتا بیان نہ کرنا اور سکوت کرنا بظاہر دلیل ہے کہ ان جگہوں میں رفع یدین نہیں ہوتا تھا اسی لیے سکوت اختیار کیا اگر صرف پہلی دونوں قسموں کا تقابل کیا جائے تو قسم اول کی گنتی قسم ثانی کی گنتی سے زیادہ ہے اسی لیے قائلین رفع کہہ دیتے ہیں کہ رفع کی احادیث زیادہ ہیں لیکن قسم ثالث کی احادیث بھی دراصل ترک ہی کی دلیلیں ہیں تو جب ان کو قسم ثانی کے ساتھ ملایا جائے تو ان کی تعداد بڑھ جائے گی اور اگر رفع کی احادیث زیادہ بھی ہوں تو یہ ترک کے پہلو کے کمزور ہونے کی دلیل نہیں اس لیے کہ رفع ایک وجودی چیز ہے اور ترک عدمی چیز ہے وجودی چیز کو لوگ زیادہ نقل کرتے ہیں۔ عدم کی نقل کی طرف کم ہی دھیان جاتا ہے مثلاً کسی نے ایک کام ایک مرتبہ کیا اور دس مرتبہ چھوڑا تو کرنا چونکہ وجودی چیز ہے اس لیے اس کرنے کے ناقل بیسیوں اٹھ کھڑے ہوں گے اور دس مرتبہ کا ترک چونکہ عدمی چیز ہے اس لیے اس کے نقل کی طرف شاید ہی ایک آدھ آدمی کا دھیان ہو۔ لہٰذا ناقلین کی قلت وکثرت کو دیکھ کر رفع کو ترجیح دینا حقیقت شناسی کے خلاف ہے۔

فائدہ (۲): رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اس ثبوت میں کوئی نزاع اور اختلاف نہیں اختلاف تو ان دو جگہوں میں دوام رفع یدین کا ہے کہ آیا ان دو جگہوں میں رفع یدین پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات شریفہ تک دوام واستمرار کیا ہے یا نہیں؟ وہ دوام کے مدعی ہیں اور ہم دوام کو ثابت نہیں مانتے ان دو جگہوں کا نفس ثبوت رفع یدین متفق علیہ بات ہے اس میں نزاع ہی نہیں اب اگر وہ ایسی حدیثیں پیش کریں جن سے ان دو جگہ کا رفع یدین ثابت ہوتا ہے تو ان کے لیے درست نہ ہوگا اس ثبوت رفع یدین کو تو ہم بھی مانتے ہیں ہمیں سمجھانے کے لیے ایسی احادیث پیش کریں جو نقطہ نزاعیہ کو ثابت کریں یعنی جن سے دوام ثابت ہو اور ایسی انکے پاس ایک بھی صریح حدیث نہیں ہے اس پر وہ کہتے ہیں مضارع پر کان داخل ہو تو مفید استمرار ہے اس سے ثابت ہوا کہ ان دو جگہ میں رفع یدین کرنے پر دوام

استمرار ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مضارع پر کان کا داخل ہونا دوام استمرار کی دلیل نہیں۔ مضارع با کان کی دلالت استمرار پر صریح نہیں کتاب الطہارۃ میں حدیث گزر چکی ہے کان یطوف علی نسائہٖ بغسل واحد یطوف مضارع ہے اس پر کان داخل ہے حالانکہ یہاں استمرار کا معنی نہیں ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہ دائمی معمول تھا نہ اکثری: عمر میں ایک دو مرتبہ کا واقعہ ہے اس تقریر سے مغالطہ دور ہو گیا جو یہ کہتا ہے کہ رفع یدین کرنے والوں کی دلیلیں زیادہ ہیں یہ واقعہ کے خلاف ہے اور مغالطہ ہے نفس ثبوت رفع یدین کی احادیث کو اپنی دلیلیں سمجھ لیا حالانکہ ان کا اختلافی مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں آپ ان احادیث کی گنتی کیجئے جو صحیح ہوں صراحۃً دوام پر دال ہوں بعض اوقات دوام ثابت کرنے کے لیے حضرت ابن عمر کی وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں تکبیر تحریمہ اور رکوع سے اٹھتے اور جاتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفع یدین مذکور ہے اور اس کے بعد یہ زیادتی ہے فمازالت تلك صلوٰتہٗ حتی تقی اللہ اس حدیث کو مصنف نے باب ما استدل بہ علی ان رفع الیدین فی الرکوع واظب الخ کے تحت ذکر کیا ہے یہ زیادتی انتہائی درجہ کی ضعیف ہے بلکہ موضوع ہے۔ اس کی سند میں عصمت بن محمد ایک راوی ہے اس پر محدثین نے شدید جرح کی ہے یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کذاب یضع الحدیث اس کی سند میں ایک اور راوی عبدالرحمن بن قریش ہے اس پر بھی ائمہ رجال نے جرح کی ہے۔ **احناف کے دلائل:** وہ احادیث ہیں جو باب ترك رفع الیدین فی غیر الافتتاح کے تحت مذکور ہیں۔ **فریق ثانی کی دلیل:**

حدیث باب حدیث ابن عمر ۳۹۳۔

جواب: (۱) اختلاف ثبوت میں نہیں بلکہ دوام اور بقاء میں ہے جو اس سے ثابت نہیں۔ یہ جواب فریق ثانی کے تمام دلائل کا جواب ہوگا۔ **جواب:** (۲) یہ سنداً ومعناً مضطرب ہے (اضطراب کی تفصیل تسہیل السنن میں ملاحظہ فرمائیں)

جواب: (۳) حضرت ابن عمر نے اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل رفع یدین نقل کیا ہے لیکن خود ان کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عدم رفع کا ہے راوی کا عمل اپنی بیان کردہ روایت کے خلاف دلیل نسخ ہے حضرت ابن عمر کے شاگرد حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر کے ساتھ دس سال رہا میں نے ان کو سوائے موضع اول کے رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس اثر مجاہد کی سند میں ابوبکر بن عیاش راوی ہیں جن کے بارہ میں بعض نے کلام کیا ہے کہ اخیر میں انکا حافظہ کمزور ہو گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ صحیحین بلکہ صحاح ستہ کے راوی ہیں باقی اختلاط والی بات کے بارے میں اہل اصول نے ضابطہ لکھا ہے کہ اس کی روایت قبل الاختلاط معتبر ہے اور یہ روایت قبل الاختلاط ہے کیونکہ اس کو اس نے نقل کرنے والے احمد بن یونس ہیں جو اس کے قدماء اصحاب میں سے ہیں۔

بَابُ مَا اسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى اَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي الرُّكُوْعِ وَاظَبَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ مَادَامَ حَيًّا

باب: جس روایات سے استدلال کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکوع میں ہاتھ اُٹھانے پر ہمیشگی کی ہے، جب تک آپ ﷺ زندہ رہے

۳۹۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ بَلْ مَوْضُوْعٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع فرماتے' اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب آپ رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے اور آپ سجدہ میں ایسا نہیں فرماتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز اسی طرح رہی' یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جاملے۔'' یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور یہ حدیث ضعیف بلکہ من گھڑت ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

باب: دو رکعتوں سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھانا

۳۹۵۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے' جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ عمل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع بیان کرتے ہیں۔ (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی فرماتے تھے) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

رکعتین سے قیام کے وقت اور رفع یدین للسجود متفقہ متروک ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ

۳۹۶۔ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي صَلٰوتِهٖ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جب آپ نے اپنی نماز میں رکوع فرمایا اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھایا' جب سجدہ فرمایا اور جب سجدہ سے سر مبارک اُٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے' یہاں تک کہ انہیں اپنے کانوں کے اوپر والے حصہ کے برابر فرمایا۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۹۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ یہ حدیث ابویعلی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ تَكْبِيْرِ الرُّكُوْعِ وَعِنْدَ التَّكْبِيْرِ حِيْنَ يَهْوِيْ سَاجِدًا۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع کی تکبیر اور اس تکبیر کے وقت جب کہ سجدہ کرنے کے لیے جھکتے' اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۳۹۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ رُوَاتُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ اِلَّا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ وَهُوَ صَدُوْقٌ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ عَنْ غَيْرِ الشَّامِيِّيْنَ كَلَامٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں کندھوں کے برابر ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا جب کہ آپ نماز شروع فرماتے اور جب آپ رکوع فرماتے اور جب آپ سجدہ فرماتے۔''

یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں' مگر اسماعیل بن عیاش اور وہ صدوق ہے البتہ شامیوں کے علاوہ دوسرے محدثین سے اس کی روایت میں کلام ہے۔

۴۰۰۔ وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَهٗ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ صَلَّيْنَا فِيْ مَسْجِدِ الْحَضْرَمِيِّيْنَ فَحَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اَرٰى اَبَاكَ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ الْوَاحِدَ فَحَفِظَ ذٰلِكَ وَعَبْدُ اللّٰهِ لَمْ يَحْفَظْ ذٰلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنَّمَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

حصین بن عبدالرحمن نے کہا' ہم ابراہیم (نخعیؒ) کے پاس گئے تو عمرو بن مرہ نے کہا' ہم نے حضرمیین کی مسجد میں نماز پڑھی تو علقمہ بن وائل نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز شروع فرماتے' رکوع اور سجدہ فرماتے وقت

اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا' ابراہیمؒ نے کہا ''میرے خیال میں تو تمہارے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی ایک دن دیکھا تو ان سے یہ بات یاد کر لی۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یاد نہیں کی' پھر ابراہیمؒ نے کہا ''رفع یدین صرف نماز کے شروع میں ہی ہے۔'' یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۰۱۔ وَعَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِي اِسْحَاقَ قَالَ رَأَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

یحییٰ بن ابی اسحٰق نے کہا ''میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔'' یہ حدیث بخاری نے جزء رفع یدین میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ لَمْ يُصِبْ مَنْ جَزَمَ بِاَنَّهٗ لَا يَثْبُتُ شَيْئٌ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ لِلسُّجُوْدِ وَمَنْ ذَهَبَ اِلٰى نَسْخِهٖ فَلَيْسَ لَهٗ دَلِيْلٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا مِثْلَ دَلِيْلِ مَنْ قَالَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْاِفْتِتَاحِ۔

نیموی نے کہا ''یقیناً یہ بات صحیح نہیں ہے کہ سجدہ کے وقت رفع یدین میں کوئی چیز ثابت نہیں اور جس نے اسے منسوخ قرار دیا ہے تو اس کے لیے اس دعویٰ پر اور کوئی دلیل نہیں مگر جیسی دلیل اس شخص کی ہے جس نے یہ کہا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرو۔''

بَابُ تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي غَيْرِ الْاِفْتِتَاحِ

باب: تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا

۴۰۲۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

علقمہ نے کہا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ انہوں نے نماز پڑھی تو پہلی بار کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔'' یہ حدیث اصحاب ثلاثہ نے نقل کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

۴۰۳۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَهُوَ اَثَرٌ صَحِيْحٌ۔

اسود نے کہا ''میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ پہلی تکبیر میں اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے۔''
یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور یہ اثر صحیح ہے۔

۴۰۴۔ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ''بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے' پھر اس کے بعد نہ اُٹھاتے۔'' یہ حدیث طحاوی' ابوبکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۰۵۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَسَنَدُهٗ صَحِيْحٌ۔

مجاہد نے کہا ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ صرف نماز کی پہلی تکبیر میں ہی ہاتھ اُٹھاتے تھے۔'' یہ حدیث طحاوی، ابو بکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے معرفت (کتاب کا نام ہے) میں نقل کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

۴۰۶۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِي الْاِفْتِتَاحِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ۔

ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز کی کسی چیز میں ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے، سوائے شروع کے۔'' یہ حدیث طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل جید ہے۔

۴۰۷۔ وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاَصْحَابُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اِلَّا فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَكِيْعٌ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابو اسحٰق نے کہا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اپنے ہاتھ صرف نماز کے شروع میں ہی اُٹھاتے تھے۔'' وکیع (راوی) نے کہا، پھر نہیں اُٹھاتے تھے۔ یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مُخْتَلِفُوْنَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَمَّا الْخُلَفَآءُ الْاَرْبَعَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُمْ رَفْعُ الْاَيْدِيْ فِيْ غَيْرِ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ۔ وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

نیموی نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والے اس مسئلہ میں اختلاف کرتے رہے ہیں۔ بہر حال چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (حضرت صدیق اکبر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم) سے یہ ثابت نہیں کہ وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ ہاتھ اُٹھاتے ہوں۔

باب التکبیر للرکوع والسجود والرفع

باب: رکوع، سجدہ اور اٹھتے وقت تکبیر کہنا

نماز کے اندر بوقت تحریمہ تکبیر کہنا واجب ہے اور اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے مگر تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر ارکان انتقالیہ میں اختلاف ہے اس باب کی غرض بھی اس مسئلہ کی توضیح ہے تاکہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر ارکان انتقالیہ میں تکبیر کا حکم واضح ہوجائے دراصل اس باب کے انعقاد کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ خلفاء بنو امیہ نے رکوع اور سجود کی طرف جاتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہنا ترک کر دیا تھا ان کا خیال یہ تھا کہ جب امام نیچے جھکتا ہے تو مقتدی اس کی اس حرکت کو واضح طور پر دیکھتے ہیں بعض حضرات نے اس شاہی ادا کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ ایسا حضرت عثمانؓ کرتے تھے مگر انکا یہ کہنا اس لیے غلط ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ترک تکبیر کا اہتمام نہیں کیا تھا بلکہ ضعف اور پیرانہ سالی اور غایت حیا کی وجہ سے ان کی آواز بلند

نہیں ہوئی تھی مگر بنو اُمیّہ اس کو نخرے کے طور پر کرتے تھے ان کی حرکت درست نہیں تھی اور ان کا یہ نظریہ غلط تھا کیونکہ مقتدیوں میں ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں جن کی آنکھیں کام نہیں کرتیں جب وہ امام کو نہیں دیکھیں گے تو نماز میں خلل اور انتشار پیدا ہوگا چنانچہ مصنف نے اسی ضرورت کے پیش نظر مستقل ترجمۃ الباب قائم کر کے اس غلط نظریہ کی تردید کی اور صحیح مسئلہ قطعی دلائل سے واضح کر دیا۔ شارحین حدیث نے تین مذاہب ذکر کیے ہیں (۱) خلفاء بنی امیّہ حضرت عمر بن عبد العزیز امام ابن سیرین امام قتادہ وغیرہ کے نزدیک تمام ارکان انتقالیہ میں تکبیر مشروع نہیں ہے انکے نزدیک صرف عند الرفع (یعنی اوپر اٹھتے وقت) تکبیر مشروع ہے مثلاً جب رکوع سے قومہ کی طرف آئے اور سجدے سے قیام کی طرف انتقال کرے اور عند الخفض (اوپر سے نیچے کی طرف جاتے وقت) تکبیر مشروع نہیں مثلاً قیام سے رکوع کی طرف قومہ سے سجدہ کی طرف۔ (۲) ائمہ ثلاثہ و جمہور علماء کے نزدیک عند الخفض اور عند الرفع دونوں صورتوں میں تمام ارکان انتقالیہ میں انتقال کے وقت تکبیر مسنون اور مشروع ہے (۳) اصحاب ظواہر اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک تکبیر تحریمہ کی طرح تمام ارکان انتقالیہ کے وقت بھی تکبیر واجب ہے۔

منکرین تکبیر عند الخفض کے دلائل: امام طحاوی نے ان کی دو دلیلیں ذکر کی ہیں: (۱) عبد الرحمن ابن ابزی کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ارکان انتقالیہ میں (لا یتم التکبیر) یعنی پوری تکبیر نہیں کہا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تکبیرات انتقالیہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے البتہ عند الرفع اللہ تعالیٰ کی کبریائی ثابت کرنے کے لیے کہنا چاہیے۔

جواب: اس روایت میں فکان لا یتم التکبیر کے لفظ سے صاف طور پر واضح نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند الخفض تکبیر نہیں کہا کرتے تھے حالانکہ یہ تو ایک مجمل روایت ہے نیز کثرت طرق سے ثابت بھی نہیں ہے جبکہ اس کے مقابل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تکبیر عند الرفع و عند الخفض دونوں صورتوں میں تکبیرات انتقالیہ کا ثبوت تواتر سند کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ باب ھذا کی تمام روایات اس کی شاہد ہیں۔ تو ان کے مقابلہ میں مجمل روایت کو مستدل نہیں بنایا جا سکتا۔

دوسری دلیل: حضرت عثمانؓ کا فعل ہے وہ عند الخفض تکبیر نہیں کرتے تھے۔

جواب: حضرت عثمانؓ حد درجہ شرمیلے اور آخر عمر میں ضعیف و کمزور ہو گئے تھے عند الخفض اپنی آواز کو مبالغہ کے ساتھ بلند نہیں کر پاتے تھے پیچھے بعض لوگ یہ محسوس کرتے گویا حضرت عثمانؓ عند الخفض تکبیر ہی نہیں کہتے۔ **جمہور علماء کے دلائل:** احادیث باب ہیں۔

۴۰۸۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْکَعُ ثُمَّ یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَھُوَ قَآئِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَسْجُدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یَفْعَلُ ذٰلِكَ فِی الصَّلٰوۃِ کُلِّهَا حَتّٰی یَقْضِیَهَا وَیُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَیْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔ (رواہ الشیخان)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا ارادہ فرما کر کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے' پھر جب رکوع کرتے تکبیر کہتے' پھر جب رکوع سے پشت اُٹھاتے تو کہتے سمع اللہ لمن حمدہ، پھر آپ کھڑے ہوتے ربنا ولک الحمد کہتے' پھر جب (سجدہ کے لیے) جھکتے تو تکبیر کہتے پھر جب اپنا سر مبارک اُٹھاتے تو تکبیر کہتے' پھر تکبیر کہتے' جب سجدہ فرماتے' پھر جب اپنا سر مبارک اُٹھاتے تو تکبیر کہتے' پھر آپ اسی طرح اپنی پوری نماز میں کرتے' یہاں تک کہ آپ اپنی نماز پوری فرما لیتے اور جب دو رکعتوں پر بیٹھ کر اُٹھتے تو تکبیر کہتے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۴۰۹۔ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ فَیُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ اِنِّیْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں نماز پڑھاتے تھے تو وہ جب بھی (نماز میں) جھکتے اور اُٹھتے تو تکبیر کہتے اور جب سلام پھیرتے تو کہتے ''میں تم سے زیادہ مشابہ ہوں از روے نماز کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۴۱۰۔ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰی لَنَا اَبُوْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِیْرِ حِیْنَ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِیْنَ سَجَدَ وَحِیْنَ رَفَعَ وَحِیْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَیْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ابوسعید بن الحارث نے کہا ہمیں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی ''تو بلند آواز سے تکبیر کہی جب کہ اپنا سر سجدہ سے اُٹھایا اور جب سجدہ فرمایا' جب (سجدے سے سر) اُٹھایا اور جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوئے'' اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۴۱۱۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُكَبِّرُ فِیْ كُلِّ رَفْعٍ وَّخَفْضٍ وَّقِیَامٍ وَّقُعُوْدٍ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالتِّرْمَذِیُّ وَصَحَّحَهٗ)

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر اُٹھتے' جھکتے' کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت تکبیر کہتے ہوئے دیکھا۔'' یہ حدیث احمد' نسائی اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۱۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ ثَلَاثٌ كَانَ یَفْعَلُهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَهُنَّ النَّاسُ كَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ مَدًّا وَكَانَ یَقِفُ قَبْلَ الْقِرَآئَةِ هُنَیَّةً وَكَانَ یُكَبِّرُ فِیْ كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''تین چیزیں ایسی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے' لوگوں نے ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو اونچا کر کے اُٹھاتے' آپ قراءۃ سے پہلے تھوڑی دیر چپ رہتے اور آپ ہر جھکتے اور اُٹھتے وقت تکبیر کہتے۔'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب هيئات الركوع

باب: رکوع کی حالتیں

ہیئت رکوع میں دوصورتیں اور مذاہب منقول ہیں (۱) تطبیق: رکوع اور تشہد میں دونوں ہاتھوں کو ملاکر (تشبیک کر کے) دونوں رانوں کے درمیان کمان کی طرح رکھ دیا جائے بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ تطبیق یہ حالت رکوع اور تشہد میں مسنون ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت علقمہ اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے یہی منقول ہے۔(۲) ائمہ اربعہ اور جمہور محدثین کہتے ہیں تطبیق مسنون نہیں ہے بلکہ مسنون یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو قدرے کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھ دیا جائے اور ایسا معلوم ہو جیسا گھٹنوں کو پکڑ رکھا ہے باب ھذا کی پہلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے شروع اسلام میں صحابہ کرام ایسا (تطبیق) کرتے تھے بعد میں آپ نے اس سے ممانعت فرمائی۔ اس لیے نہ ائمہ اربعہ میں اس کے بارے میں کوئی اختلاف ہے اور نہ ہی ظاہریہ کا کوئی اختلاف ہے بہر حال یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔

۴۱۳۔ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِيْ فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِيْ أَبِيْ وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِيْنَا عَنْهُ أُمِرْنَا أَنْ نَّضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ. (رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ)

مصعب بن سعد نے کہا ”میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ بند کر کے اپنی رانوں کے درمیان رکھ لیے، مجھے میرے والد نے منع کیا اور کہا ہم ایسا کرتے تھے تو ہمیں اس سے منع کیا گیا اور ہمیں کہا گیا کہ ہم اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھیں۔“ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۴۱۴۔ وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَكَعَ فَجَافٰى يَدَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ مِنْ وَّرَآءِ رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ. (رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.)

ابو مسعود عقبہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھ (بغل سے) دور رکھے اور اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھے اور اپنی انگلیوں کو اپنے گھٹنوں کے سامنے حصہ پر کھول کر رکھا اور فرمایا ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔“ یہ حدیث احمد، داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۱۵۔ وَعَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَوْ صُبَّ عَلٰى ظَهْرِهٖ مَآءٌ لَاسْتَقَرَّ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْأَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تو اگر ان کی پشت مبارک پر پانی بہا دیا جاتا، وہ ٹھہر جاتا (یعنی پشت مبارک ہموار رکھتے۔)“ یہ حدیث طبرانی نے کبیر اور اوسط میں نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

باب الاعتدال والطمانية فی الرکوع والسجود

باب: رکوع اور سجدہ میں اعتدال

۴۱۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَحْسِنُ غَیْرَهٗ فَعَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔ (رَوَاهُ الشَّیْخَانِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص نے آ کر نماز پڑھی' پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ''لوٹ کر نماز پڑھو' تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ نماز پڑھ کر پھر حاضر ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا' آپ نے فرمایا ''لوٹ کر نماز پڑھو' تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' آپ نے تین بار ایسے ہی فرمایا' اس نے عرض کیا' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اس سے بہتر طریقہ پر نماز نہیں پڑھ سکتا آپ مجھے سکھا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو' پھر تمہیں قرآن پاک میں سے جو آسان ہو' پڑھو' پھر رکوع کرو' یہاں تک جب تمہیں رکوع کی حالت میں اطمینان ہو جائے تو اُٹھو یہاں تک کہ تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ' پھر سجدہ کرو' یہاں تک کہ تمہیں سجدہ کی حالت میں اطمینان ہو جائے' پھر (سجدہ سے) اُٹھو' یہاں تک کہ تمہیں بیٹھے ہوئے اطمینان ہو جائے' پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ تمہیں سجدہ کی حالت میں اطمینان ہو جائے' پھر تمام نماز میں اسی طرح کرو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فائدہ: حرکت کے انقطاع کا نام تعدیل ارکان وطمانیت ہے۔ ایک تسبیح کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے تین تسبیح کی مقدار ٹھہرنا درست ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ امام محمد کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے ائمہ ثلاثہ اور امام ابویوسف کے نزدیک فرض ہے۔

وجوب کے دلائل: رکوع سجود قرآن سے ثابت ہے جو قطعی دلیل ہے لہٰذا وہ فرض ہیں۔ تعدیل ارکان خبر واحد سے ثابت ہے جو ظنی دلیل ہے لہٰذا وہ واجب ہے ارکعوا واسجدوا کا معنی واضح ہے۔ خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی جائز نہیں۔

دوسری دلیل: حضرت ابوقتادہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرق الناس سرقة الذی یسرق من صلوته قال یارسول اللہ کیف یسرق من صلوته قال لایتم رکوعها ولاسجودها (مسند احمد وغیرہ)

تیسری دلیل: عن ابی عبداللہ الاشعری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل الذی لا یتم رکوعہ وینقر فی سجودہ مثل الجامع یاکل التمر والتمرتین۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تعدیل کے بغیر بھی نفس نماز باقی رہتی ہے گو وہ ناقص ہے۔ **فرضیت کے دلائل:** احادیث باب ہیں۔ نمبر ۴۱۶ نمبر ۴۱۵ وغیرہ۔ جواب یہ اخبار احاد ہیں ظنی دلیلیں ہیں۔ ان سے زیادہ سے زیادہ وجوب ثابت ہوتا ہے فرضیت کے ثبوت کے لیے قطعی دلیل درکار ہے۔ لم تصل سے صلوٰۃ کامل کی نفی مراد ہے نیز پہلی حدیث (مسیئ الصلوٰۃ) میں بھی متعدد قرائن اس توجیہ پر دال ہیں رفاعہ بن رافع کی حدیث میں آ رہا ہے۔ اذا فعلت فقد تمت صلوٰتك وما انتقصت من هذه فانما انتقصته عن صلوٰتك اگر نماز نہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطلان سے تعبیر فرماتے دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر نماز فاسد یا باطل ہوتی تو اس کو اس پر برقرار نہ رکھا جاتا کیونکہ باطل نماز میں مشغولیت جائز نہیں ہے۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی مرتبہ اعرابی کو خطاء کیوں نہیں بتائی؟

جواب: شاید اس وجہ سے کہ اس اعرابی کو مسئلہ معلوم ہو مگر اس میں کوتاہی کر رہا ہو جب معلوم ہوا کہ اسے مسئلہ ہی معلوم نہیں پھر بتایا۔

۴۱۷۔ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامِ وَالْقُعُوْدِ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ (رواه الشيخان)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع، سجدہ اور دو سجدوں کا درمیانی وقفہ اور جب آپ اپنا سر مبارک رکوع سے اُٹھاتے، سوائے قیام اور قعود (یعنی تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھنا) کے تقریباً برابر ہوتا تھا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

قریبا من السواء: اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) قریب سے قرب تام مراد ہو یعنی رکوع میں ایک منٹ ہوتا تو سجود بھی ایک منٹ کا ہوتا اور اگر سجود ایک منٹ کا ہوتا تو ما بین السجدتین اور قومہ بھی ایک ہی منٹ کا ہوتا سوائے قیام وقعود کے اس لیے کہ اس میں برابری ہو ہی نہیں سکتی۔ (۲) قریب سے قرب تناسب مراد ہو یعنی کہ رکوع وسجود اور جلسہ سب مناسب ہوتے یہ نہیں کہ ایک چیز تو دس منٹ کی دوسری چیز ایک منٹ کی۔

۴۱۸۔ وَعَنْ رِّفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى قَرِيْبًا مِّنْهُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَنَحْوِ مَا صَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعِدْ صَلٰوتَكَ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ

فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ فَقَالَ اِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَۃَ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ فَاِذَا رَکَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَیْکَ عَلٰی رُکْبَتَیْکَ وَامْدُدْ ظَھْرَکَ وَمَکِّنْ رُکُوْعَکَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَکَ فَاَقِمْ صُلْبَکَ حَتّٰی تَرْجِعَ الْعِظَامُ اِلٰی مَفَاصِلِھَا فَاِذَا سَجَدْتَّ فَمَکِّنْ لِّسُجُوْدِکَ فَاِذَا رَفَعْتَ رَأْسَکَ فَاجْلِسْ عَلٰی فَخِذِکَ الْیُسْرٰی ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِکَ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ وَّسَجْدَۃٍ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ)

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آپ کے قریب نماز پڑھی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا کر آپ کو سلام کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنی نماز لوٹاؤ' بلاشبہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے لوٹ کر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹ کر آپ کو سلام کہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اپنی نماز لوٹاؤ' بلاشبہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔'' اس نے عرض کیا' اے اللہ کے پیغمبر! آپ مجھے سکھلائیں تو آپ نے فرمایا ''جب تم قبلہ کی طرف منہ کرلو تو تکبیر کہو' پھر سورۃ فاتحہ پڑھو' پھر (قرآن پاک میں سے) جو چاہو پڑھو' جب تم رکوع کرو تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھو' اپنی پشت پھیلا دو اور اپنا رکوع اطمینان سے کرو' جب تم اپنا سر اُٹھاؤ تو اپنی پشت سیدھی کردو' یہاں تک کہ ہڈیاں اپنے جوڑوں پر آ جائیں اور جب تم سجدہ کرو' اپنا سجدہ اطمینان سے کرو اور جب (سجدہ سے) اپنا سر اُٹھاؤ اپنی بائیں ران پر بیٹھ جاؤ' پھر اسی طرح ہر رکوع اور سجدہ میں کرو۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۴۱۹۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْوَاُ النَّاسِ سَرِقَۃً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِہٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَھَا وَلَا سُجُوْدَھَا وَلَا یُقِیْمُ صُلْبَہٗ فِی الرُّکُوْعِ وَلَا فِی السُّجُوْدِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' چوری کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ شخص ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے' لوگوں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! وہ اپنی نماز میں چوری کیسے کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ''نماز میں رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا' رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت سیدھی نہیں رکھتا۔'' یہ حدیث احمد' طبرانی نے نقل کی ہے۔ ہیثمی نے کہا ہے اس حدیث کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

اسوء الناس سرقۃ: مال کی چوری کرنے سے نماز کی چوری کرنے والا شخص اس لیے زیادہ برا ہے کہ مال چرانے والا شخص کم از کم دنیا میں تو فائدہ اٹھا لیتا ہے اور پھر یہ کہ مالک سے معاف کرانے کے بعد مواخذہ آخرت سے بچ جاتا ہے لیکن اس کے برخلاف نماز کی چوری کرنیوالا شخص ثواب کے معاملہ میں خود اپنے نفس کا حق مارتا ہے اور اس کے بدلے میں عذاب آخرت لے لیتا ہے لیکن اس نقصان وخسران کے علاوہ اس کے ہاتھ میں اور کچھ نہیں لگتا۔

۴۲۰۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ فَلَمَحَ بِمُؤَخَّرِ عَيْنِهِ رَجُلاً لَّايُقِيْمُ صَلٰوتَهُ يَعْنِيْ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا يُقِيْمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ۔

(رواہ ابن ماجہ واسنادہ صحیح)

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ اور یہ وفد میں سے تھے' نے کہا ''ہم نکلے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' ہم نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ نے گوشۂ چشم سے خفیف نظر سے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی نماز کو سیدھا نہیں کر رہا تھا' یعنی رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کی' تو فرمایا ''اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص کی نماز نہیں جو رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۲۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَجْدَةٌ مِّنْ سُجُوْدِ هٰؤُلَاءِ اَطْوَلُ مِنْ ثَلَاثِ سَجَدَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان لوگوں کے سجدوں میں سے ایک سجدہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سجدوں سے زیادہ لمبا ہے۔ یہ حدیث احمد' طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۲۲۔ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ اَمَّنَا فَلْيُتِمِّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَاِنَّ فِيْنَا الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَعَابِرَ سَبِيْلٍ وَذَا الْحَاجَةِ هٰكَذَا كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا ''جو ہمیں امامت کرائے تو وہ رکوع وسجود پورا کرے' بلاشبہ ہم میں کمزور' بوڑھے' مسافر اور ضرورت مند لوگ موجود ہوتے ہیں' ہم اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب مايقال فى الركوع والسجود

باب: رکوع اور سجدہ میں کیا کہا جائے

۴۲۳۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع

کیا تو آپ نے رکوع میں فرمایا:

سبحان ربی العظیم (پاک ہے میرا رب عظمت والا)

اور آپ نے اپنے سجود میں فرمایا:

سبحان ربی الاعلیٰ (پاک ہے میرا پروردگار جو بلند و برتر ہے)

یہ حدیث نسائی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

رکوع و سجود میں ان تسبیحات کو تین مرتبہ پڑھنا ادنی درجہ کمال سنت کا ہے ورنہ تو اصل سنت ایک مرتبہ میں بھی ادا ہو جاتی ہے اور کمال سنت کا اوسط درجہ پانچ مرتبہ اور اعلیٰ درجہ سات مرتبہ کہنا ہے جبکہ انتہائے کمال کی کوئی حد نہیں ہے گو بعض حضرات نے دس مرتبہ تک بھی پڑھا ہے۔

۴۲۴۔ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْهَا فِيْ رُكُوْعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ اجْعَلُوْهَا فِيْ سُجُوْدِكُمْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ)

حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب (آیت) "فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے اپنے رکوع میں رکھ دو" اور جب "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى" نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا "اسے اپنے سجدہ میں رکھ دو۔" یہ حدیث احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

اجعلوھا فی رکوعکم: یعنی اس آیت کے مضمون کو رکوع میں پڑھا کرو اور یہی مراد اگلے جملے کی ہے۔

۴۲۵۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَبِّحُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثًا وَّفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوبکرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع کی تسبیح تین بار سبحان ربی العظیم اور اپنے سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ فرماتے۔" یہ حدیث بزار اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب ما یقول اذا رفع رأسه من الرکوع

باب: جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے

۴۲۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔ (رواہ الشیخان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا ارادہ فرماتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر

کہتے' پھر جب رکوع فرماتے تو تکبیر کہتے' پھر جب اپنی پشت مبارک رکوع سے سیدھی فرماتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے' پھر کھڑے کھڑے فرماتے ربنا لک الحمد'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۴۲۷۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ بلاشبہ جس کا قول ملائکہ کے قول کے مشابہ ہو گیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک کا مذہب یہ ہے جیسا کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ رکوع سے اٹھتے وقت امام کے لیے صرف تسمیع اور مقتدی کے لیے صرف تحمید اور اسی حدیث سے استدلال ہے کہ اس حدیث میں تسمیع اور تحمید کو امام اور مقتدی کے درمیان تقسیم کیا جا رہا ہے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ القسمة تنافی الشرکة۔ امام شافعی کے نزدیک ان دونوں میں شرکت ہے کلاھما لکلیھما ان کی دلیل حدیث ابی ہریرۃ جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ قال اللّٰھمّ ربنا ولك الحمد اگرچہ یہ صرف امام کے بارے میں ہے اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام ہی ہوا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ایک دوسرے موقع پر صلوا کما رأیتمونی اصلّی۔ سے امام کی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے امام احمد اور صاحبین کے نزدیک للامام کلاھما وللمقتدی احدھما یعنی امام کے لیے جمع بین التسمیع والتحمید ہے اور مقتدی کے لیے صرف تحمید ہے ان کی دلیل مقتدی کے حق میں تو حدیث باب ہے اور امام کے حق میں حضرت ابو ہریرہ کی وہ حدیث جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے جو ابھی اوپر مذکور ہوئی۔

۴۲۸۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهٗ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔ (رَوَاهُ الشَّيْخَانِ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گرے تو آپ کی دائیں طرف خراش آ گئی' ہم آپ کے پاس آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے' نماز کا وقت ہوا تو آپ نے بیٹھ کر ہمیں نماز پڑھائی۔ ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی' جب آپ نے نماز پوری کی تو فرمایا ''بلاشبہ امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی

اقتداء کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ اُٹھے تو تم بھی اُٹھو، جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب وضع اليدين قبل الركبتين عند الانحطاط للسجود

باب: سجدہ کے لیے جھکتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنا

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سجدہ جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے جائیں امام مالک کے ہاں اسکا عکس ہے۔ **ائمہ ثلاثہ کے دلائل:** آئندہ باب کی احادیث ہیں۔ **امام مالک کی دلیل:** حدیث باب حدیث ابی ہریرۃ ۴۲۹۔ **جواب:** (۱) آئندہ باب کی حدیث وائل اثبت واقوی ہے بنسبت حدیث ابی ہریرہ چنانچہ ابن قیم نے اس حدیث کی دس وجوہ ترجیح ذکر کی ہیں۔

جواب: (۲) اس حدیث کا آخر اس کے اول کے معارض ہے اس لیے شروع میں بروک ابل سے منع ہے اور اونٹ بیٹھتے وقت رکبتین سے پہلے یدین زمین پر رکھتا ہے مالکیہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ انسان کے رکبتین تو رجلین کی طرف ہوتے ہیں اور دابۃ کے رکبتین یدین میں ہوتے ہیں لہٰذا اونٹ جب بیٹھتا ہے تو اگرچہ وہ یدین پہلے رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے لیکن چونکہ اس کے رکبتین بھی یدین میں ہیں اس لیے وہ رکبتین بھی زمین پر پہلے رکھتا ہے اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد رکبتین ہی کو پہلے رکھنے سے منع کرنا ہے لہٰذا تعارض رفع ہو گیا ہماری طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ آپ کی یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی اہل لغت بھی اس کو نہیں مانتے لہٰذا حدیث میں تعارض ہی ماننا پڑے گا بلکہ یہ حدیث مقلوب ہے کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں اس حدیث کے الفاظ اس کے برخلاف یوں ہیں۔ **اذا سجد احدکم یبتدا برکبتیه قبل یدیه ولا یبرك کبروك الفحل** (سانڈھ کی طرح نہ بیٹھے)۔ **مالکیہ کی دوسری:** حدیث ابن عمر کو مصنف نے **وھو معلول** کہہ کر اس کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۴۲۹۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَبْرُكْ کَمَا یَبْرُكُ الْبَعِیْرُ وَلْیَضَعْ یَدَیْهِ ثُمَّ رُکْبَتَیْهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالثَّلَاثَةُ وَهُوَ حَدِیْثٌ مَّعْلُوْلٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو ایسے نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے (یعنی اونٹ پہلے گھٹنے رکھتا ہے) اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ رکھے، پھر اپنے گھٹنے رکھے۔" یہ حدیث احمد اور اصحاب ثلاثہ نے نقل کی ہے اور یہ حدیث معلول ہے۔

۴۳۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَجَدَ یَضَعُ یَدَیْهِ قَبْلَ رُکْبَتَیْهِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَالْحَاکِمُ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَصَحَّحَهٗ وَهُوَ مَعْلُوْلٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ مبارک رکھتے۔" یہ حدیث دارقطنی، طحاوی، حاکم اور ابن خزیمہ نے نقل کی ہے اور ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ حدیث معلول ہے۔

باب وضع الركبتين قبل اليدين عند الانحطاط للسجود

باب: سجدہ کے لیے جھکتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنا

۴۳۱۔ عَنْ وَّآئِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ السَّكَنِ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا تو اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے رکھے اور جب آپ اُٹھے تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھ اُٹھائے۔

یہ حدیث اصحاب اربعہ' ابن خزیمہ' ابن حبان اور ابن السکن نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

۴۳۲۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَ حَفِظْنَا عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ صَلٰوتِهٖ اَنَّهٗ خَرَّ بَعْدَ رُكُوْعِهٖ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَمَا يَخِرُّ الْبَعِيْرُ وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علقمہ اور اسود نے کہا' ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی نماز میں یہ بات یاد رکھی ہے کہ وہ رکوع کے بعد اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھے جیسے کہ اونٹ بیٹھتا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے رکھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب هيئات السجود

باب: سجود کی کیفیات

حنفیہ کہتے ہیں سجدہ کی حقیقت وضع الوجہ علی الارض ہے پھر وجہ میں دو چیزیں ہیں پیشانی اور ناک لیکن اصل ان دونوں میں پیشانی ہے اسی لیے اقتصار علی الجبہۃ تو جائز ہے گو بلا عذر مکروہ ہے لیکن اقتصار علی الانف جائز نہیں اس کے علاوہ کچھ اعضاء حدیث میں جو مذکور ہیں یدین رکبتین' قدمین سجدہ میں ان کا زمین پر رکھنا سنت ہے۔ عندالاحناف والمالکیہ اور ایک قول شافعیہ کا لیکن امام شافعی کا زیادہ ظاہر قول اور امام احمد کے نزدیک اعضاء سبعہ کو زمین پر رکھنا فرض ہے احناف کہتے ہیں کتاب اللہ میں مطلق سجود کا حکم وارد ہے جس کی حقیقت وضع الجبہہ علی الارض ہے لہٰذا اس حکم مطلق کی تقیید خبر واحد کے ذریعہ جائز نہ ہوگی بلکہ ان باقی اعضاء مذکورہ فی الحدیث کو بیان سنت کہا جائے گا۔

سوال: فقہاء احناف لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص سجدہ کے وقت دونوں قدم زمین پر نہ رکھے تو اس کا سجدہ باطل ہے اس سے معلوم ہوا وضع القدمین فرض ہے حقیقت سجود میں داخل ہے۔

جواب: حقیقت سجود میں تو داخل نہیں لیکن چونکہ رفع قدمین کے ساتھ سجدہ کرنے میں استہزاء کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے بطلان صلوٰۃ کا حکم لگایا گیا۔

۴۳۳۔عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِى السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے سجدہ میں اعتدال پیدا کرو اور تم میں سے کوئی کتے کی طرح اپنے بازو نہ پھیلائے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۴۳۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى اَنْفِهٖ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفُتُ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں' پیشانی اور آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اپنی ناک مبارک کی طرف اشارہ فرمایا' دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے کنارے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۴۳۵۔وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے' بازوؤں کو کھولتے' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ: ممکن ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کے بالائی حصہ پر چادر نہ ہو یا ہو لیکن چھوٹی ہو۔ اس زمانہ میں مردوں کا لباس عام طور پر ازار اور رداء تھا۔ قمیص کے وہ لوگ زیادہ عادی نہ تھے ورنہ ظاہر ہے لبس قمیص کی صورت میں بیاض ابطین کا نظر آنا مشکل ہے بعض نے کہا ہے کہ ممکن ہے وہ قمیص واسع ہو اور ایک قول یہ بھی ہے ممکن ہے راوی کی مراد یہ ہو کہ آپ علیہ السلام نے سجدہ اس طرح کیا کہ اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر اس وقت کپڑا نہ ہوتا تو بیاض ابطین نظر آتی۔

۴۳۶۔وَعَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ اَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَجَبْهَتَهٗ مِنَ الْاَرْضِ وَنَحّٰى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِىْ صَحِيْحِهٖ۔

ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو اپنی ناک اور پیشانی مبارک زمین پر جما دیتے' اپنے دونوں ہاتھ اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے کندھوں کے برابر رکھتے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ نیز ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے۔

وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ: سجدہ کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھوں کو کہاں رکھنا بہتر ہے حنفیہ کے نزدیک امام احمد کی ایک روایت میں بحالت سجدہ اپنے چہرے کو ہتھیلیوں کے درمیان اور ہاتھوں کو کانوں کیمقابل رکھنا چاہیے ان کی دلیل باب ہذا کی حدیث نمبر ۴۳۷ جو وائل بن حجر سے منقول ہے۔ **دوسری دلیل:** امام طحاوی نے حفص بن غیاث سے نقل کی ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے براء بن عازب سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں پیشانی کہاں رکھتے تھے فرمایا دونوں ہتھیلیوں کے درمیان۔ امام شافعیؒ امام احمد اسحاق بن راھویہ کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو سجدے کی حالت میں مونڈھوں کے برابر رکھنا مسنون ہے۔ ان کی دلیل اس باب کی روایت نمبر ۴۳۶ ہے جسے حمید الساعدی نے نقل کیا ہے۔ جس میں تصریح ہے وضع کفیه حذو منكبيه بہرحال اس بارے میں مختلف روایات میں مختلف الفاظ منقول ہیں۔ مثلاً وضع كفيه حذو منكبيه، وضع يديه حذا اذنيه، سجد بين كفيه اذا سجد وضع وجهه بين كفيه۔ ان تمام روایات میں تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے کہ ہاتھوں کا وہ حصہ جو کلائی سے متصل ہے اسے منکبین کے بالمقابل رکھا جائے اور بقیہ حصہ کو اذنین اور وجہ کے مقابل رکھا جائے اس طرح تمام روایات میں تطبیق ہو جائے گی۔

۴۳۷۔ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ فرمایا تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ فرمایا۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۳۸۔ وَعَنْهُ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ حِذَآءَ أُذُنَيْهِ۔ رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بغور دیکھا کہ جب آپ نے سجدہ فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھ مبارک اپنے کانوں کے برابر رکھے۔'' یہ حدیث اسحاق بن راھویہ، عبدالرزاق، نسائی اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب النهى عن الاقعاء كاقعاء الكلب

باب: کتے کی طرح بیٹھنے کی ممانعت

۴۳۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نُقْرَةٍ كَنُقْرَةِ الدِّيْكِ وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَفِيْ إِسْنَادِهِ لِيْنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں سے منع فرمایا (نماز میں) مرغ کی طرح ٹھونگا لگانے، کتے کی طرح (سرین زمین پر ٹیک کر گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھنا) بیٹھنے اور لومڑی کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے سے۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی سند میں کمزوری ہے۔

۴۴۰۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِقْعَآءِ فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

حضرت سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کتے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔'' یہ حدیث حاکم نے نقل کی ہے اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن شیخین نے اسے نقل نہیں کیا۔

باب الجلوس علی العقبین بین السجدتین

باب: دوسجدوں کے درمیان ایڑھیوں پر بیٹھنا

۴۴۱۔ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ قُلْنَا لِاِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْاِقْعَآءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهٗ اِنَّا لَنَرَاهُ جَفَآءً بِالرِّجْلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

طاؤس نے کہا ہم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قدموں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا'' یہ سنت ہے'' ہم نے کہا ہم اسے پاؤں کے ساتھ ظلم سمجھتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' یہ تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اس سلسلہ میں روایات اور فقہاء کرام میں اختلاف ہے روایات دونوں طرح کی ہیں جواز عدم جواز کی اکثر اہل علم نے اقعاء بین السجدتین کو مکروہ قرار دیا ہے امام نووی نے روایات میں رفع تعارض کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دراصل اقعاء کی دو تفسیریں کی گئی ہیں ایک یہ کہ سرین کو زمین پر ٹیکے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور ساقین کو کھڑا کرلے۔ دوسری تفسیر جلوس علی العقبین بین السجدتین یعنی جلسہ بین السجدتین میں دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا۔ منع کی روایات قسم اول سے متعلق ہیں اور جواز کی روایات قسم ثانی سے۔ چنانچہ امام شافعی اس قسم ثانی کے استحباب کے قائل ہیں لیکن دوسرا قول ان کا اس سے زیادہ مشہور یہ ہے کہ طریق سنت ہیئت افتراش ہے یہی جمہور ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے صاحب الکوکب الدری نے حدیث ابن عباس (بل هي سنته نبيك) کا ایک لطیف جواب لکھا ہے کہ یہ خُذْهُ بالموت حتی یرضی بالحمیّ کے قبیل سے ہے کہ موت کی دھمکی دے کر بخار پر راضی کر لینا یعنی ممکن ہے سائل اس مسئلہ میں متشدد ہو اور اس کو حرام جانتا ہو اس لیے حضرت ابن عباس نے اس کے رد میں فرمایا ارے میاں یہ تو سنت ہے۔

اِنَّا لَنَرَاهُ جَفَآءً بِالرِّجْلِ: لفظ رجل کے ضبط میں دو قول ہیں عند الجمهور فتح الراء وضم الجيم بمعنی مرد۔ عند عبد البر بکسر الراء وسکون الجیم بمعنی قدم اگر جمہور کا قول لیا جائے تو جفاء سے مراد جہالت اور گوار پن ہوگا کہ ایسا کرنا آدمی کی جہالت ہے۔ اگر دوسرا قول لیا جائے تو جفاء بمعنی مشقت لیں گے یعنی اس طرح بیٹھنے میں قدمین کو مشقت لاحق ہوتی ہے۔

۴۴۲۔ وَعَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ رَاَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقْعُوْنَ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابن طاؤس نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (نماز میں) ایڑھیوں پر بیٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب افتراش الرجل الیُسریٰ والقعود علیھا بین السجدتین وترك الجلوس علی العقبین

باب: دوسجدوں کے درمیان بایاں پاؤں پھیلا کر اس پر بیٹھنا اور ایڑھیوں پر نہ بیٹھنا

باب ھذا کی احادیث جمہور ائمہ ثلاثہ کے دلائل ہیں۔

۴۴۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ۔ اَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَّهُوَ مُخْتَصَرٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بایاں پاؤں پھیلا دیتے اور اپنا دایاں پاؤں مبارک کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور یہ حدیث مختصر ہے۔

۴۴۴۔ وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا ثُمَّ يَهْوِيْ اِلَى الْاَرْضِ فَيُجَافِيْ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ اِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُوْلُ اللهُ اَكْبَرُ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سجدہ کے لیے) زمین کی طرف جھکے اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھا' پھر اپنا سر مبارک اُٹھایا' بایاں پاؤں دُہرا کیا اور اس پر بیٹھ گئے اور جب سجدہ فرمایا' اپنے پاؤں مبارک کی انگلیاں کھولیں' پھر سجدہ فرمایا پھر اللہ اکبر کہا' آگے پوری روایت بیان کی۔ یہ حدیث ابوداؤد' ترمذی اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۵۵۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ حَكِيْمٍ اَنَّهٗ رَاَى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَرْجِعُ فِيْ سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذُكِرَ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِسُنَّةِ الصَّلٰوةِ وَاِنَّمَا اَفْعَلُ هٰذَا مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ اِشْتَكٰى۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

مغیرہ بن حکیم نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا' نماز میں دوسجدوں کے درمیان اپنے قدموں کے سینے پر لوٹے جب انہوں نے نماز پوری کی' یہ بات ان سے ذکر کی گئی تو انہوں نے کہا یہ نماز کی سنت نہیں ہے میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ یہ حدیث مالک نے مؤطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب مایقال بین السجدتین

باب: دوسجدوں کے درمیان جودعا پڑھی جائے

۴۴۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَهُوَ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوسجدوں کے درمیان یہ دُعا پڑھتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔"

(اے اللہ! مجھے معاف فرمادیں مجھ پر رحم فرمادیں، میرا نقصان پورا فرمادیں' میری رہنمائی فرمادیں اور مجھے رزق عطا فرمادیں۔) یہ حدیث ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں فی صلوٰۃ الیل کی قید بھی مذکور ہے چنانچہ حنفیہ کے نزدیک یہ دعا تطوع پر محمول ہے۔

باب فی جلسۃ الاستراحۃ بعد السجدتین فی الرکعۃ الاولیٰ والثالثۃ

باب: پہلی اور تیسری رکعت میں دوسجدوں کے درمیان جلسہ استراحت

۴۴۷۔ عَنْ مَّالِكِ ابْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَاِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔ (رواہ البخاری)

مالک بن الحویرث اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اُٹھتے نہیں تھے' یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ جاتے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب فی ترک جلسۃ الاستراحۃ

باب: جلسہ استراحت نہ کرنا

۴۴۸۔ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

عکرمہ نے کہا میں نے مکہ کے شیخ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے بائیس تکبیریں کہیں' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا' بلاشبہ یہ بیوقوف شخص ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا '' تجھے تیری ماں گم پائے۔ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ يُسْتَفَادُ مِنْهُ تَرْكُ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ وَاِلَّا لَكَانَتِ التَّكْبِيْرَاتُ اَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً لِاَنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ وَّقِيَامٍ وَّقُعُوْدٍ۔

نیموی نے کہا' اس سے جلسہ استراحت کا نہ کرنا سمجھا جاتا ہے وگرنہ تکبیریں چوبیس مرتبہ ہوتیں' اس لیے کہ تحقیق سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جھکتے' اُٹھتے قیام اور بیٹھتے وقت تکبیر کہتے۔

۴۴۹۔ وَعَنْ عَبَّاسٍ اَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ اَبُوْهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْمَجْلِسِ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ اُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكْ. رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عباس یا عیاش بن سہل الساعدی سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں تھا جس میں میرے والد جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے تھے' بھی موجود تھے اور اسی مجلس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ اور ابواسید رضی اللہ عنہ بھی تھے' انہوں نے حدیث بیان کی' اس میں یہ بھی بیان کیا کہ ''پھر آپ نے تکبیر کہی پھر سجدہ کیا' پھر تکبیر کہی تو کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۵۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ اَنَّ اَبَامَالِكِ نِ الْاَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ قَوْمَهٗ فَقَالَ يَامَعْشَرَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اجْتَمِعُوْا وَاجْمَعُوْا نِسَآءَكُمْ وَاَبْنَآءَكُمْ اُعَلِّمُكُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَاجْتَمَعُوْا وَاَجْمَعُوْا نِسَآءَهُمْ وَاَبْنَآءَهُمْ فَتَوَضَّاَ وَاَرَاهُمْ كَيْفَ يَتَوَضَّاُ فَاَحْصَى الْوُضُوْءَ اِلٰى اَمَاكِنِهٖ حَتّٰى لَمَّا اَنْ فَآءَ الْفَيْئُ وَانْكَسَرَ الظِّلُّ قَامَ فَاَذَّنَ فَصَفَّ الرِّجَالُ فِيْ اَدْنَى الصَّفِّ وَصَفَّ الْوِلْدَانُ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَآءُ خَلْفَ الْوِلْدَانِ ثُمَّ اَقَامَ الصَّلٰوةَ فَتَقَدَّمَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَكَبَّرَ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ يُّسِرُّهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاسْتَوٰى قَائِمًا ثُمَّ كَبَّرَ وَخَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَانْتَهَضَ قَائِمًا فَكَانَ تَكْبِيْرُهٗ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ سِتَّ تَكْبِيْرَاتٍ وَكَبَّرَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ احْفَظُوْا تَكْبِيْرِيْ وَتَعَلَّمُوْا رُكُوْعِيْ وَسُجُوْدِيْ فَاِنَّهَا صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ كَانَ يُصَلِّيْ لَنَا كَذَا السَّاعَةَ مِنَ النَّهَارِ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبدالرحمن بن غنم سے روایت ہے کہ ابو مالک الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا: اے اشعریین کی جماعت! خود بھی جمع ہو جاؤ' اپنی عورتوں اور بیٹوں کو بھی جمع کر لو' میں تمہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ بتاتا ہوں جو آپ نے ہمیں مدینہ منورہ میں پڑھائی۔ چنانچہ قبیلہ کے لوگ خود بھی جمع ہو گئے' اپنی عورتوں اور بیٹوں کو بھی جمع کر لیا' انہوں نے وضو کیا اور انہیں دکھایا کہ آپ کیسے وضو فرماتے تھے تو پھر اعضاء وضوء کو مکمل طور پر گھیرا (اچھی طرح دھویا) اور جب سایہ بڑھنے لگا اور سایہ اصلی

ٹوٹا تو انہوں نے کھڑے ہوکر اذان کہی' پھر پہلی صف میں مردوں نے صف بنائی' ان کے پیچھے بچوں نے اور عورتوں نے بچوں کے پیچھے صف بنائی۔ پھر نماز کی اقامت کہی تو وہ آگے بڑھ گئے' پھر ہاتھوں کو اُٹھا کر تکبیر کہی' پھر سورۃ فاتحہ اور ایک اور سورۃ پڑھی' دونوں کو آہستہ پڑھا' پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا تو سبحان اللہ وبحمدہ (اللہ تعالیٰ جملہ عیوب سے منزہ ہے اور ہم اس کی تعریف کرتے ہیں) تین بار کہا' پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ اور سیدھے کھڑے ہو گئے' پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلے گئے' پھر تکبیر کہی تو اپنا سر اُٹھایا' پھر تکبیر کہی تو سجدہ کیا' پھر تکبیر کہی تو سیدھے اُٹھ کھڑے ہوئے تو ان کی تکبیریں پہلی رکعت میں چھ تکبیریں تھیں اور جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو تکبیر کہی' جب انہوں نے اپنی نماز پوری کی تو قوم کی طرف متوجہ ہوکر کہا' میری تکبیر یاد کرلو' میرا رکوع اور سجود سیکھ لو' بلاشبہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے جو آپ ہمیں دن کے اسی وقت پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

مسئلہ: پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں سجدہ سے فارغ ہوکر فوراً کھڑا ہو جائے یا جلسہ استراحت کرے۔ امام ابوحنیفہؒ امام مالک جلسہ استراحت کی نفی کے قائل ہیں۔ امام احمد کا مشہور قول بھی یہی ہے۔ حنبلیوں نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام شافعی جلسہ استراحت کے اثبات کے قائل ہیں۔ **جمہور کے دلائل:** باب ھذا کی احادیث ہیں اور **امام شافعی کی دلیل:** باب سابق کی حدیث ہے۔ **جواب:** مذکورہ بالا احادیث اور صحابہ کے عمل کے قرینہ سے حالت عذر پر محمول ہیں۔ نیز جمہور کہتے ہیں کہ نماز استراحت کے لیے موضوع نہیں علاوہ ازیں اگر یہ جلسہ فی حد ذاتہٖ مقصود ہوتا تو اس حالت کے لیے کوئی ذکر بھی مشروع ہوتا حالانکہ اس حالت کے لیے کوئی ذکر مشروع نہیں۔

۴۵۱۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِیْ عَیَّاشٍ قَالَ اَدْرَکْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ السَّجْدَۃِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَّالثَّالِثَۃِ قَامَ کَمَا ھُوَ وَلَمْ یَجْلِسْ۔ رَوَاہُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

نعمان بن ابی عیاش نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو دیکھا' جب وہ پہلی اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اُٹھاتے تو وہیں سے سیدھے کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۴۵۲۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَمَقْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِی الصَّلٰوۃِ فَرَأَیْتُہٗ یَنْھَضُ وَلَا یَجْلِسُ قَالَ یَنْھَضُ عَلٰی صُدُوْرِ قَدَمَیْہِ فِی الرَّکْعَۃِ الْاُوْلٰی وَالثَّالِثَۃِ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ الْکُبْرٰی۔ وَصَحَّحَہٗ۔

عبدالرحمن بن یزید نے کہا' میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نماز میں بغور دیکھا' میں نے انہیں دیکھا کہ وہ کھڑے ہوئے اور بیٹھے نہیں۔ راوی نے کہا' وہ پہلی اور تیسری رکعت میں اپنے قدموں کے بل اُٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ حدیث طبرانی نے کبیر اور بیہقی نے سنن الکبریٰ میں نقل کی ہے اور بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۵۳۔ وَعَنْ وَّهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَجَدَ السَّجْدَةَ الثَّانِيَةَ قَامَ كَمَا هُوَ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

وہب بن کیسان نے کہا' میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب انہوں نے دوسرا سجدہ کیا تو اپنے پاؤں کے بل جیسے تھے کھڑے ہو گئے۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب افتتاح الثانیہ بالقرأۃ

باب: دوسری رکعت کو قراءۃ سے شروع کرنا

۴۵۴۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۴۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت میں اُٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قراءۃ شروع فرماتے اور سکوت نہیں فرماتے تھے۔ (یعنی کھڑے ہوتے ہی قراءت شروع فرما دیتے)۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب ما جاء فی التورك

باب: جو روایات تورک کے بارہ میں آئی ہیں

۴۵۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُّكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فِقَارٍ مَّكَانَهٗ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا تو حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا' تم میں سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو زیادہ یاد رکھنے والا ہوں' میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ جب تکبیر کہتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر لگا دیتے' پھر آپ اپنی پشت مبارک کو ہموار کر دیتے' پھر جب آپ اپنا سر مبارک اُٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ کمر کی ہر ہڈی اپنی جگہ آ جاتی۔ پھر جب آپ سجدہ فرماتے تو ہاتھ اس طرح رکھتے کہ

نہ بچھائے ہوتے نہ سمیٹے ہوتے اور اپنے پاؤں مبارک کی انگلیاں قبلہ رُخ کرتے اور جب دو رکعتوں پر بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا کر دیتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے کر دیتے اور دوسرا پاؤں کھڑا کر دیتے اور اپنے مقعد پر بیٹھ جاتے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب ما جاء في عدم التورك

باب: تورک نہ کرنے کے بارہ میں جو روایات آئی ہیں

۴۵۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَّكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَّكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يُفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطٰنِ وَيَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ اِفْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کے ساتھ نماز شروع فرماتے اور قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے اور آپ جب رکوع فرماتے تو اپنا سر مبارک نہ اوپر اُٹھاتے اور نہ جھکاتے اور لیکن اس کے درمیان رکھتے اور جب اپنا سر مبارک رکوع سے اُٹھاتے تو سجدہ نہ فرماتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب آپ سجدہ سے سر مبارک اُٹھاتے تو (دوسرا) سجدہ نہ فرماتے جب تک کہ سیدھے بیٹھ نہ جاتے ہیں اور آپ ہر دو رکعتوں میں التحیات پڑھتے تھے اور آپ بایاں پاؤں مبارک بچھا دیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور آپ شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور آپ اس سے بھی منع فرماتے کہ آدمی درندے کی طرح اپنے بازو پھیلا دے اور آپ اپنی نماز سلام کے ساتھ ختم فرماتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۵۷۔ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَعَدَ وَتَشَهَّدَ فَرَّشَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى عَلَى الْاَرْضِ وَجَلَسَ عَلَيْهَا۔ رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی جب آپ بیٹھے اور تشہد پڑھا تو اپنا بایاں پاؤں مبارک زمین پر بچھا دیا اور اس پر بیٹھ گئے۔ یہ حدیث سعید بن منصور اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۵۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تُنْصَبَ الْقَدَمُ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''نماز کی سنت میں سے ہے دایاں پاؤں کھڑا کرنا، پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں افتراش مسنون ہے امام مالک کے ہاں دونوں میں تورک مسنون ہے امام شافعی کے نزدیک پہلے قعدہ میں افتراش اور دوسرے قعدہ میں تورک مسنون ہے ثنائی نماز میں تورک ہے امام احمد کے مشہور قول میں تورک صرف رباعی نماز کے دوسرے قعدہ میں ہے باقی سب میں افتراش ہے تو امام احمد کا مذہب حنفیہ کے زیادہ قریب ہے۔ **حنفیہ کے دلائل:** باب ھذا کی احادیث ہیں۔ **شافعیہ کی دلیل:** باب سابق کی حدیث ابوحمید الساعدی۔ **جواب:** مذکورہ احادیث کے قرینہ سے عذر یا بیان جواز پر محمول ہے۔ علاوہ ازیں یہ حدیث مضطرب ہے جس کا بیان بذل (ص ۱۷ ج ۱) میں ہے۔ **مالکیہ کی دلیل:** حضرت ابن عمر تورک کیا کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ ہیں تربع فی الصلوٰۃ اذا جلس (موطا مالک) تربع بھی تورک کی ایک قسم ہے۔ **جواب:** یہ عذر کی وجہ سے تھا۔ ایک روایت میں قال الرجل انك تفعل ذالك فقال عبداللہ بن عمر انی اشتکی (موطا مالک) ایک روایت میں ان رجلی لا تحملانی۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عورت مطلقاً تورک کرے شافعیہ کے نزدیک جلوس المرءۃ کجلوس الرجل دلائل جمہور عن ابن عمر انہ سئل کیف کان النساء یصلین علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کن یتربعن (مسند ابی حنیفہ)

دوسری دلیل: عن خالد بن اللجلاج کن نساء یومرن ان یتربعن اذا جلسن فی الصلوٰۃ (مصنف ابن ابی شیبہ) تربع کے معروف معنی چوکڑی مار کر بیٹھنا لیکن یہاں وہ مراد ہے جو مسلم میں ابن الزبیر کی مرفوع حدیث میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اذا قعد فی الصلوٰۃ جعل قدمه الیسری بین فخذہ وساقة وفرش قدمه الیمنی (اوجز المسالک ص ۲۵۸ ج ۱)

باب ماجاء فی التشهد

باب: جو روایات تشہد کے بارہ میں آئی ہیں

چوبیس صحابہ کرام سے تشہد کے مختلف الفاظ مروی ہیں۔ سب بالاتفاق جائز ہیں۔ (۱) فضیلت میں اختلاف ہے ان میں تین تشہد مشہور ہیں۔ (۱) تشہد ابن مسعود (۲) تشہد ابن عباس (۳) تشہد عمر۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک تشہد ابن مسعود افضل ہے امام شافعی کے نزدیک تشہد ابن عباس افضل ہے۔ امام مالک کے نزدیک تشہد عمر افضل ہے تینوں قسم کے تشہد احادیث میں ہیں۔ **تشہد ابن مسعود کی وجوہ ترجیح:** (۱) اس پر محدثین کا اجماع ہے کہ حدیث ابن مسعود سب سے اصح ہے۔ (فتح الباری ص ۲۶۱ ج ۲) (۲) صحاح ستہ لفظاً معنیً اس کی تخریج پر متفق ہیں تشہد ابن عباس بخاری میں نہیں ہے۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اہتمام سے حضرت ابن مسعود کا ہاتھ پکڑ کر اس کی تعلیم دی۔ یہ حدیث مسلسل باخذ الید کہلاتی ہے۔ (۴) حضرت ابن مسعود نے ایک ایک کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا۔ (۵) بیس سے زائد اسکی سندیں ہیں (۶) اس کے الفاظ میں اختلاف نہیں ہے۔ باقی تشہدوں کے الفاظ میں اختلاف ہے تو متفق علیہ مختلف فیہ سے افضل ہے۔ (۷) اس کے ثبوت میں امر کے صیغے وارد ہیں۔ فلیقل :قولو: باقی تشہدات میں صرف حکایت ہے۔ (۸) جمہور صحابہ اور تابعین نے اس کو اختیار کیا ہے۔ **تشہد ابن عباس کی وجوہ ترجیح:** (۱) اس کے الفاظ زیادہ ہیں۔ (۲) اس کے الفاظ قرآن کے مشابہ ہیں۔ **جواب:** مرجحات کثیرہ کے مقابلہ میں یہ مرجوح ہے۔ **تشہد عمر کی وجہ ترجیح** یہ ہے کہ حضرت عمر نے منبر پر لوگوں کو اس کی تعلیم دی تو گویا اس پر اجماع ہوا۔ **جواب:** سب الفاظ جائز تھے اختلاف افضلیت میں تھا اس لیے کسی نے انکار نہ کیا پھر اس سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر لوگوں کو تشہد ابن مسعود کی تعلیم دے چکے تھے۔ تو اس پر اجماع ہو چکا تھا۔ (اوجز المسالک ص ۲۶۹ ج۔۱)

۴۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ وَّ فُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ فَاِنَّکُمْ اِذَا قُلْتُمُوْھَا اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدِ اللّٰہِ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم کہتے السلام علی جبرائیل و میکائیل علیہ السلام وعلی فلان وفلان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ وہ ہی سلام ہے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتے تو یوں کہے:

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔''

(تمام بدنی، قولی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، سلامتی ہو آپ پر اے اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر)

بلاشبہ جب تم نے یہ کہہ لیا تو تمہارا سلام اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندہ کو پہنچے گا جو آسمان پر ہو یا زمین پر۔

''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ''

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔) یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۲۶۰۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِذَا قَعَدْتُمْ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ اَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَلْيَدْعُ بِهٖ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم ہر دو رکعتوں میں بیٹھو تو کہو:

''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔''

پھر تم میں سے کوئی ایک دعا منتخب کرے جو اسے پسند ہو تو وہ اپنے پروردگار عزوجل سے دُعا کرے۔ یہ حدیث احمد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۲۶۱۔ وَعَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّخْفَى التَّشَهُّدُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''یہ بات سنت میں ہے کہ تشہد کو آہستہ پڑھا جائے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے' ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے' اُسے حاکم نے بھی نقل کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

باب الاشارہ بالسبابۃ

باب: شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا

مذاہب اربعہ اس کے استحباب کے قائل ہیں البتہ حنفیہ میں بعض متاخرین نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ روایات میں طریقہ اشارہ کے بارے میں اضطراب کی وجہ سے لیکن تمام طریقے جائز ہیں کسی کو بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔ بعض روایات میں لا یحرکھا کے الفاظ آرہے ہیں تو جمع بین الرواتین اس طرح کیا گیا ہے عدم تحریک سے مراد عین اشارہ کے وقت انگلی کو دائیں بائیں حرکت نہیں دی جائے گی اور تحریک سے مراد عین اشارہ ہے اس لیے کہ اشارہ تحریک ہی سے ہوتا ہے تو یہ اشارہ کے لیے انگلی کو اٹھانا اور رکھنا یہی تحریک ہے۔

۲۶۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهٗ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھ کر دُعا فرماتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران مبارک پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران مبارک پر رکھتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور اپنا انگوٹھا مبارک انگلی پر رکھتے اور آپ کی بائیں ہتھیلی آپ کے گھٹنے کو لقمہ (کی مانند) بنائے ہوتی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۶۳۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَعَدَ فِی التَّشَھُّدِ وَضَعَ یَدَہُ الْیُسْرٰی عَلٰی رُکْبَتِہِ الْیُسْرٰی وَوَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی رُکْبَتِہِ الْیُمْنٰی وَعَقَدَ ثَلاَ ثًا وَّخَمْسِیْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ مبارک بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ مبارک دائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنی انگلیوں سے ترپن کے عدد کی طرح گرہ بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۶۴۔ وَعَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَّقَ الْاِبْھَامَ وَالْوُسْطٰی وَرَفَعَ الَّتِیْ تَلِیْھِمَا یَدْعُوْبِھَا فِی التَّشَھُّدِ۔ رَوَاہُ الْخَمْسَۃُ اِلاَّ التِّرْمَذِیَّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنایا اور ان کے ساتھ والی (انگشت شہادت) کو بلند کیا اور اس کے ساتھ تشہد میں اشارہ فرمایا۔'' یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۶۵۔ وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ نُمَیْرِ نِ الْخُزَاعِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی فِی الصَّلٰوۃِ وَیُشِیْرُ بِاِصْبَعِہٖ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

مالک بن نمیر الخزاعی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے ہوئے اپنی انگلی مبارک کے ساتھ اشارہ فرماتے ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث ابن ماجہ' ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ اِنَّ الْاِشَارَۃَ بِالسَّبَّابَۃِ فِی التَّشَھُّدِ ذَھَبَ اِلَیْھَا جَمَاعَۃٌ مِّنْ اَھْلِ الْعِلْمِ وَھُوَ قَوْلُ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی مَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِیْ مُؤَطَّاہُ۔

نیموی نے کہا شہادت کی انگلی کے ساتھ تشہد میں اشارہ کرنا' اہل علم کی ایک جماعت نے اسے اختیار کیا ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جیسا کہ محمد بن الحسنؒ نے اپنے موطا میں نقل کیا ہے۔

باب فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ

باب: نبی اکرم ﷺ پر درود

مسئلہ: شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک تشہد اخیر کے بعد درود کا پڑھنا فرض ہے۔ حنفیہ' مالکیہ کے نزدیک مستحب ہے۔ شافعیہ کا استدلال فرضیت درود میں آیت کریمہ **یایھا الذین آمنو صلوا علیہ وسلموا تسلیما** ہے اس لیے کہ امر مطلق وجوب کے لیے آتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا لہٰذا زندگی بھر میں ایک دفعہ درود پڑھنا فرض ہے اور پھر

آیت کریمہ میں حالت صلوٰۃ کی تعیین بھی نہیں ہے اور امام طحاوی کی رائے یہ ہے کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی سنے تو درود پڑھنا واجب ہے۔

۴۶۶۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَكَ هَدِیَّةً اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ عَلِمْنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ رواہ الشیخان

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا' حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے کہا' کیا میں تمہیں ایک خاص قسم کا ہدیہ نہ دوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! بلاشبہ ہم معلوم کر چکے ہیں کہ آپ پر سلام کیسے بھیجیں (تشہد میں) لیکن ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود کیسے بھیجیں؟ آپؐ نے فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جیسا کہ آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی ہے۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف کیے گئے بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد کو برکت عطا فرما' جیسا کہ آپ نے آل ابراہیم کو برکت عطا فرمائی۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف کیے گئے بزرگی والے ہیں۔) یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

آل کے مصداق میں چند اقوال ہیں: (۱) جن پر زکوٰۃ حرام ہے جیسے بنو ہاشم اور شافعیہ کے نزدیک حرمت زکوٰۃ میں بنو ہاشم کے ساتھ بنو عبدالمطلب بھی ہیں۔ (۲) ہر مومن متقی (۳) تمام امت اجابت (جس نے کلمہ پڑھ لیا ہو) (۴) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن واولاد اور ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ تمام خاندان والے جن پر صدقہ حرام ہے (۵) اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہن اور ان کی نسل۔ باقی آل ابراہیم سے مراد حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہم السلام اور ان کی اولاد۔

تشبیہ پر اشکال مشہور ہے: کیا صلوٰۃ ابراہیمی زیادہ قوی اور اولیٰ ہے صلوٰۃ محمدی سے؟ **جواب:** (۱) یہاں پر تشبیہ نفس صلوۃ اور اصل صلوۃ میں ہے قدر اور رتبے کے اعتبار سے نہیں جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے۔ انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح الایۃ اسی طرح کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم میں ہے۔

جواب: (۲) مشبہ بہ کا مشبہ سے اقوی اور افضل ہونا ضروری نہیں کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ مشبہ بہ کا اشہر اور اعرف ہونا ضروری ہوتا ہے کما فی قولہ تعالیٰ نور السموات والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح۔

اس آیت میں نور خدا مشبہ اور نور مصباح مشبہ بہ ہے۔ اب ظاہر ہے کہ چراغ کی روشنی اللہ کے نور کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے یقینا کمزور ہے۔ لیکن حسی اور مشاہد ہونے کی وجہ سے نہایت واضح اور کھلی ہوئی چیز ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے گو اعلیٰ اور افضل ہیں لیکن وصف شہرت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے من وجہ بڑھے ہوئے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم تمام مذاہب میں معروف اور مسلم تھی یہود و نصاریٰ حتیٰ کہ مشرکین بھی ان کی تعظیم کے قائل تھے اسی لیے یہاں صلوۃ محمدی کو صلوٰۃ ابراہیمی کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔

۴۶۷۔ وَعَنْهُ قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رواہ البخاری

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا' مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے تو فرمایا ''کیا میں تمہیں ہدیہ نہ دوں جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تو میں نے کہا' ہاں آپ مجھے وہ ہدیہ عطا فرمائیں تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' ہم نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! اے اہل بیت آپ پر دُرود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھلا دیا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد پر جیسا کہ آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی ہے۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف کیے گئے بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آل محمد کو برکت عطا عطا فرما جیسا کہ آپ نے برکت نازل فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم کو۔ بلاشبہ آپ بہت تعریف کیے گئے بزرگی والے ہیں۔) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۴۶۸۔ وَعَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ رَوَاهُ اَبُو الْعَبَّاسِ السِّرَاجُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابونعیم المجمر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر دُرود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

یہ حدیث ابوالعباس السراج نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب ما جاء فی التسلیم

باب: جو روایات سلام پھیرنے کے بارہ میں ہیں

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نماز کے اختتام پر ہر نمازی کے لیے دو سلام ہیں۔ امام مالک کے نزدیک امام اور منفرد کے لیے ایک سلام ہے مقتدی کے لیے تین سلام ہیں۔ **جمہور کی دلیل:** احادیث باب ہیں۔ **امام مالک کی دلیل:** (۱) حضرت عائشہؓ کی حدیث قالت ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کان یسلم فی الصلوٰة تسلیمة واحدة (ترمذی، ابن ماجه) **جواب:** (۱) ابوحاتم کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے بخاری ترمذی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ **جواب:** (۲) جہر سے ایک سلام ہوتا تھا۔ دوسرا آہستہ تو تسلیم واحد جہر کے اعتبار سے ہے۔ **جواب:** (۳) بیان جواز پر محمول ہے۔ **دوسری دلیل:** عن عائشه ثم یسلم تسلیمة واحدة یرفع بها صوته حتی یوقظنا (مسلم) **جواب:** (۱) جہر اور سماع صرف ایک سلام سے تھا جیسے یوقظنا سے واضح ہے۔ **جواب:** (۲) ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ اللیل میں کبھی ایک سلام پر اکتفا فرماتے ہوں اور تسلیمتین والی احادیث فرض نماز پر محمول ہیں۔

فائدہ: پہلا سلام بالاتفاق واجب ہے دوسرا سلام شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک سنت یا واجب ہے دونوں قول ہیں حنبلیہ کے ہاں فرض یا سنت دونوں قول ہیں بہرحال ایک سلام پر اکتفاء کرنے سے بالاتفاق نماز ہو جاتی ہے۔

۴۶۹۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰی اَرٰی بَيَاضَ خَدِّهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عامر بن سعید سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائیں اور بائیں سلام پھیرتے ہوئے دیکھتا تھا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخسارِ انور کی سفیدی دیکھ لیتا۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۷۰۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ حَتّٰی اَرٰی بَيَاضَ خَدِّهٖ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

(تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو' تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو)

یہاں تک کہ میں آپ کے رخسارِ انور کی سفیدی دیکھ لیتا۔ یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب الانحراف بعد السلام

باب: سلام کے بعد (مقتدیوں کی طرف) پھرنا

۴۷۱۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ لیتے تو رُخِ انور کے ساتھ ہماری طرف توجہ فرماتے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۴۷۲۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَيُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّأَبُوْدَاؤُدَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے تو ہم چاہتے کہ آپ کے دائیں جانب کھڑے ہوں تو (نماز کے بعد) آپ ہماری طرف رُخِ انور کے ساتھ توجہ فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

۴۷۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَكْثَرَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر اپنے دائیں طرف سے پھیرتے دیکھتا۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

احادیث کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد کبھی تو دائیں جانب سے پھرتے اور بائیں طرف بیٹھتے تھے اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ علیہ السلام سلام پھیر کر دعا مانگتے اور اپنے حجرہ شریف کی جانب جو بائیں طرف تھا تشریف لے جاتے اور کبھی اس کا برعکس کرتے تھے کہ بائیں طرف سے پھر کر دائیں طرف بیٹھ جاتے تھے پہلے طریقہ کو اولیت پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دائیں طرف سے ابتداء ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر عمل اسی طرح ہوتا تھا حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ دوسری صورت میں بائیں طرف سے پھرنا اگرچہ رخصت یعنی جائز ہے اور اس صورت کو کم ہی اختیار کیا جاتا تھا لیکن سنت کو واجب کا درجہ قرار دینا درست نہیں ہے اس لیے صرف پہلی ہی صورت یعنی دائیں طرف سے پھرنے کو لازم و واجب قرار نہ دیا جائے اور شارع کی طرف سے دی گئی رخصت یعنی اجازت کو جو کہ وہ دوسری صورت ہے ناقابل اختیار نہ جانا جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز پسندیدہ اور محبوب ہے کہ اس عمل کو اختیار کیا جائے جس میں عزیمت یعنی اولیت ہے اسی طرح اس کے نزدیک یہ چیز بھی قابل قبول اور پسندیدہ ہے کہ ان اعمال کو بھی اختیار کیا جائے جن کو حق تعالیٰ نے اولیٰ وافضل نہ سہی بہر حال جائز مقرر کر رکھا ہے۔

باب فی الذکر بعد الصلوٰۃ

باب: نماز کے بعد ذکر

اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان کے بعد نمازی دعا اور وظائف کے لیے کتنی دیر بیٹھ سکتا ہے چنانچہ دُرمختار میں لکھا ہے کہ فرض نماز پڑھ لینے کے بعد سنتوں میں تاخیر کرنا مکروہ ہے البتہ اللھم انت السلام الخ۔ کے بقدر دعا وغیرہ پڑھنے کے لیے کچھ دیر بیٹھنا ثابت ہے علامہ حلوانی کا قول ہے کہ اوراد وظائف پڑھنے کی غرض سے فرض اور سنتوں کے درمیان وقفہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس کو کمال رحمۃ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے علامہ حلبی نے ان دونوں اقوال میں تطبیق یوں پیدا کی ہے کہ اگر یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی نہ لیا جائے بلکہ مکروہ تنزیہی مراد لیا جائے تو ان دونوں اقوال میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ پہلے قول کا مطلب یہ بنے گا تاخیر کرنا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے ہاں اگر تاخیر نہ کی جائے تو بہتر ہوگا۔ اسی طرح علامہ حلوانی کے قول کا مطلب یہ ہوگا فرض نماز پڑھنے کے بعد اوراد وظائف کے لیے سنتوں میں تاخیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن مناسب یہی ہے کہ تاخیر نہ کی جائے۔ بندہ کے ذوق میں خاص تسبیحات فاطمہ کے لیے چونکہ معقبات کا لفظ استعمال ہو رہا ہے جس سے فرض کے بعد تعقیب مع الوصل مفہوم ہو رہی ہے لہٰذا فرض کے بعد فوراً پڑھنا شاید خلاف اولیٰ نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۴۷۴۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلٰوتِهٖ اِذَا سَلَّمَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو اپنی نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔"

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، انہیں کے لیے بادشاہی ہے اور انہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں، اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں جو آپ عطا فرمادیں اور کوئی دینے والا نہیں جو آپ روک دیں اور کسی بخت والے کو اس کا بخت آپ سے نفع نہیں دیتا۔) یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۴۷۵۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تھے تو تین بار استغفار

کرتے (استغفر اللہ) کہتے اور فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(اے اللہ! سلامتی والے آپ ہی ہیں اور سلامتی آپ ہی سے ہے' بڑے بابرکت ہیں آپ اے بندگی اور عزت والے رب) یہ حدیث بخاری کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۴۷۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (سلام کے بعد) صرف اتنی مقدار بیٹھتے ہیں جس میں یہ دُعا پڑھ لیتے۔

''اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔''

یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۷۷۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْفَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً رَّوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' نماز کے بعد چند کلمات کہتے جاتے ہیں جن کا ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا یا فرمایا کرنے والا (راوی کو شک ہے) ناکام نہیں ہوتا۔ ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۷۸۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ كَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زُبَدِ الْبَحْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جس شخص نے ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ ۳۳ بار اللہ اکبر کہا تو یہ ننانوے بار ہوا اور اس نے سو پورا کرتے ہوئے کہا:

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ''

تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۷۹۔ وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ سَعِيْدٍ هَلْ حَفِظْتَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا يَقُوْلُهٗ بَعْدَ مَا سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ كَانَ يَقُوْلُ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' میں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا' کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز یاد کی ہے جو آپ نماز کے بعد فرماتے' انہوں نے کہا' ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد یہ دُعا پڑھتے :

"سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔"

(آپ کا پروردگار جو بڑی عظمت والا ہے' ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔) یہ حدیث ابو یعلیٰ نے نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۴۸۰۔ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ اِلَى الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى. رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی تو وہ دوسری نماز تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوگا۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

۴۸۱۔ وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی تو اسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روک سکے گا۔'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

لم یمنعه من دخول الجنة الا الموت: اشکال: موت دخول جنت سے مانع نہیں ہے بلکہ موت تو جنت میں جانے کا ذریعہ ہے لہٰذا چاہیے تو یہ تھا کہ بجائے اس کے یہ فرمایا جاتا **لم یمنعه من دخول الجنة الا الحیوٰة۔**

جواب: (۱) علامہ طیبی نے کہا ہے کہ بندہ اور جنت کے درمیان موت ایک پردہ ہے کہ ایک طرف تو حیوٰۃ ہے اور دوسری طرف جنت ہے جب یہ پردہ ہٹے گا یعنی بندہ کو موت آئے گی تو وہ فوراً جنت میں داخل ہو جائے گا۔ **جواب:** (۲) موت سے مراد قبر میں بند رہنا جو بمنزل موت کے ہے چنانچہ بندہ قبر سے اٹھے گا فوراً جنت میں داخل ہو جائے گا۔

باب ما جاء فی الدعاء بعد المکتوبة

باب: جوروایات فرض نماز کے بعد دعا کے بارہ میں ہیں

۴۸۲۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' عرض کیا گیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کون سی دعا زیادہ مقبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کے آخری نصف میں اور فرض نمازوں کے بعد۔'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے۔

باب رفع الیدین فی الدعاء

باب: دعا میں ہاتھ اٹھانا

۴۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا رَأَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْا رَافِعًا یَّدَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِیْ اَیُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰذَیْتُہٗ اَوْ شَتَمْتُہٗ فَلَا تُعَاقِبْنِیْ فِیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی الْفَتْحِ ھُوَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا فرماتے ہوئے دیکھا' آپ فرما رہے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَلَا تُعَاقِبْنِیْ اَیُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰذَیْتُہٗ اَوْ شَتَمْتُہٗ فَلَا تُعَاقِبْنِیْ فِیْہِ''

(اے اللہ! بلاشبہ میں انسان ہوں مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیں جس مؤمن کو میں نے تکلیف دی ہو یا برا بھلا کہا تو مجھ سے اس میں مواخذہ نہ فرمائیں۔) یہ حدیث بخاری نے ادب المفرد میں نقل کی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

۴۸۴۔ وَعَنْھَا قَالَتْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَافِعًا یَّدَیْہِ حَتّٰی بَدَا ضَبْعُہٗ یَدْعُوْ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ جُزْءِ رَفْعِ الْیَدَیْنِ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حَجَرٍ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعا کرتے دیکھا' یہاں تک کہ آپ کی بغل مبارک ظاہر ہوگئی۔'' یہ حدیث بخاری نے جزء رفع یدین میں نقل کی ہے اور ابن حجرؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۸۵۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَّسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی الْفَتْحِ سَنَدُہٗ جَیِّدٌ۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارے پروردگار حیا کرنے والے درگزر کرنے والے ہیں' بندہ جب اپنے ہاتھ اُٹھائے تو اسے خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتے ہیں۔'' یہ حدیث ابوداؤد' ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ حافظ نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس کی سند جید ہے۔

باب کی تینوں احادیث میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رفع الیدین فی الدعاء سنت ہے مگر کہاں تک اٹھائیں جائیں؟ اس بارہ میں روایات مختلف ہیں چنانچہ حضرت انس کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو اتنا اٹھاتے تھے کہ آپ علیہ السلام کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ حضرت سہل بن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ صلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے اپنے مونڈھوں کے برابر لے جاتے اور پھر دعا مانگتے ۔ یہ دونوں روایات مشکوٰۃ کتاب الدعوات سے منقول ہیں۔ حضرت سہل بن سعد کی روایت میں دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی جو مقدار بیان کی گئی ہے یہی اوسط درجہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثری معمول بھی یہی ہے۔ حضرت انس والی حدیث کی صورت بعض اوقات پر محمول ہے یعنی جب دعا میں بہت زیادہ استغراق' مبالغہ اور محویت منظور ہوتی مثلاً استسقاء یا سخت آفات ومصائب کے وقت اپنے ہاتھوں کو اتنا اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

باب فی صلوٰۃ الجماعۃ

باب: باجماعت نماز کے بارہ میں

صاحب عنایۃ نے لکھا ہے کہ جماعت دین محمدی کے خصائص میں سے ہے اس سے پہلے کسی دین میں جماعت مشروع نہ تھی پھر جماعت کے سلسلہ میں بعض روایات تو ایسی ہیں جن سے بظاہر واجب مستفاد ہوتا ہے اور بعض ایسی ہیں جو صرف اس کی فضیلت پر دال ہیں۔

مسئلہ: امام احمد کے نزدیک جماعت فرض عین ہے۔ اہل ظواہر کے نزدیک فرض ہونے کے ساتھ صحت نماز کی شرط ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے بعض شافعیہ اور مالکیہ اور حنفیہ میں امام طحاوی اور کرخی کے نزدیک فرض کفایہ ہے بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ پورے شہر کے اعتبار سے فرض علی الکفایہ ہے اور ہر مسجد کے اعتبار سے سنت اور ہر شخص کے اعتبار سے مستحب ہے باب کی پہلی حدیث سے فرضیت پر استدلال کیا گیا ہے کہ اتنی بڑی وعید صرف ترک سنت کی وجہ سے نہیں ہوسکتی۔ **جواب:** (۱) گھروں کو جلانے کا حکم منافقین کے بارے میں ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جماعت کی نماز سے کوئی متخلف نہیں ہوتا تھا بجز اس شخص کے جو منافق بین النفاق ہو لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے یہ وعید منافقین کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ اس روایت میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگادوں جو گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ ظاہر کے منافق گھر میں کہاں نماز پڑھتے ہوں گے وہ اگر نماز پڑھیں گے تو لوگوں کو دکھلانے کے لیے مسجد ہی میں نماز پڑھیں گے۔ **جواب:** (۲) یہ زجر وتوبیخ کے قبیل سے ہے اس سے ڈرانا مقصود ہے حقیقت کلام مراد نہیں **جواب:** (۳) ان کے لیے جلانے کا حکم ہے جنہوں نے جماعت چھوڑنے کا معمول بنایا ہو یا اس وجہ سے جلانے کا حکم دیا کہ جماعت شعائر اسلام میں سے ہے نہ اس وجہ سے کہ یہ واجب ہے پھر خبر واحد سے صرف وجوب ثابت ہوسکتا ہے نہ کہ فرضیت **لان الفرض لایثبت بخبر الواحد۔**

۴۸۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَیُؤَذِّنُ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ مَعِیْ بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ حُزَمُ الْحَطَبِ اِلٰی قَوْمٍ یَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاُحَرِّقُ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ بِالنَّارِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن سے کہوں کہ وہ اذان کہے' پھر کسی شخص سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر میں کچھ لوگوں کے ساتھ جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں' ایسے لوگوں کی طرف جاؤں جو باجماعت نماز سے پیچھے رہتے ہیں تو ان کے گھروں کو آگ کے ساتھ جلا ڈالوں۔'' یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۸۷۔ وَعَنْهُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَّقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' ایک نابینا شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میرے پاس ساتھ چلنے والا کوئی شخص نہیں جو مجھے مسجد تک ساتھ لے چلے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرے' آپ نے اُسے اجازت عطا فرما دی' جب وہ مڑا تو آپ نے اُسے بلا کر فرمایا: ''کیا تم اذان سنتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا تو اُسے قبول کرو (یعنی مسجد میں حاضر ہو جاؤ۔)'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اشکال: آیت لیس علی الاعمیٰ حرج ولا علی المریض حرج۔ سے اعمیٰ کے بارہ میں رخصت مفہوم ہو رہی ہے جبکہ حدیث ھذا سے نفی تو یہ تعارض ہوا۔ **جواب:** (۱) ممکن ہے حدیث کا واقعہ نزول آیت سے پہلے ہو فلا تعارض۔ **جواب:** (۲) آیت میں رخصت ہے اور حدیث میں عزیمت کا حکم ہے۔

۴۸۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّلْقَی اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْیُحَافِظْ عَلٰی هٰؤُلَآءِ الصَّلَوَاتِ حَیْثُ یُنَادٰی بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِیِّکُمْ سُنَنَ الْهُدٰی وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰی وَلَوْ اَنَّکُمْ صَلَّیْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ کَمَا یُصَلِّیْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِیْ بَیْتِهٖ لَتَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ وَلَوْ تَرَکْتُمْ سُنَّةَ نَبِیِّکُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ یَّتَطَهَّرُ فَیُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ یَعْمِدُ اِلٰی مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلاَّ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ خُطْوَةٍ یَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّیَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَّیَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَیِّئَةً وَّلَقَدْ رَاَیْتُنَا وَمَا یَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلاَّ مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ یُؤْتٰی بِهٖ یُهَادٰی بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ حَتّٰی یُقَامَ فِی الصَّفِّ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اس پر خوش ہوتا ہے کہ وہ کل اللہ تعالیٰ سے مسلمان ہوتے ہوئے ملاقات کرے تو وہ ان نمازوں پر وہاں پابندی کرے جہاں ان کے لیے پکارا جائے۔ پس بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے راستے ظاہر فرمائے ہیں اور بلاشبہ یہ نمازیں ہدایت کے راستوں میں سے ہیں اور اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے' کوئی ایسا شخص نہیں جو اچھے طریقہ سے طہارت حاصل کرے۔ پھر ان مساجد میں سے کسی مسجد کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم پر جو وہ چلے ایک نیکی لکھ دیں گے' ایک درجہ بلند فرمائیں گے اور ایک گناہ معاف فرمائیں گے اور تحقیق میں اپنی جماعت (صحابہ کرامؓ) کو دیکھتا ہوں اور اس سے ایسا منافق ہی پیچھے رہتا ہے جس کا نفاق معلوم ہوا اور ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا جاتا یہاں تک کہ وہ صف میں کھڑا ہو جاتا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۸۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے (ثواب میں) ستائیس درجہ بڑھ جاتی ہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اشکال: اکثر روایات میں خمسا و عشرین مذکور ہے؟ **جواب:** اس کی مختلف توجیہات مذکور ہیں۔ (۱) ذکر القلیل لاینفی الکثیر (۲) مفہوم العدد غیر معتبر (۳) چونکہ اللہ تعالیٰ کا انعام اور فضل اس امت پر روز بروز بڑھ رہا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو شروع میں پچیس کا علم دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر کر دی اور بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستائیس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اطلاع کر دی (۴) یہ زیادتی اور کمی اختلاف احوال مصلین یا صلوٰت کے اختلاف پر محمول ہے۔ یعنی بعض مصلین کے پچیس اور بعض مصلین کے حق میں ستائیس درجے کا ثواب ہے یا خشوع وخضوع کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے یا نمازوں کے اختلاف کی وجہ سے یعنی بعض نمازوں میں جیسے فجر اور عشاء اور عصر یا جہری نماز میں ستائیس درجہ ثواب اور باقی میں پچیس درجہ۔

۴۹۰۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلٰوتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کی نماز ایک شخص کے ساتھ (یعنی دو شخصوں کا باجماعت نماز پڑھنا) زیادہ بہتر ہے' اکیلے نماز پڑھنے سے اور اس کا دو آدمیوں کے ساتھ پڑھنا بہتر ہے۔ ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور جس قدر اس سے بڑھ جائے تو اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۹۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ صَلٰوةِ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَحْدَهٗ بِضْعٌ وَّعِشْرُوْنَ دَرَجَةً۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مرد کا با جماعت نماز پڑھنا اس کے اکیلے نماز پڑھنے پر بیس سے کچھ اوپر درجہ فضیلت رکھتا ہے۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۹۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْجَمِيْعِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ جماعت کے ساتھ نماز پسند فرماتے ہیں۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۹۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلٰوةِ فِي الْجَمِيْعِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''بلاشبہ اللہ عز وجل جماعت کے ساتھ نماز پسند فرماتے ہیں۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب ترك الجماعة لعذر

باب: عذر کی وجہ سے جماعت چھوڑنا

فائدہ: ہر عاقل بالغ غیر معذور پر جماعت فرض یا سنت مؤکدہ ہے لیکن اگر کوئی شخص معذور ہو اور ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا تو اس کے لیے جماعت واجب نہیں رہتی اس باب میں ایسے اعذار کا بیان ہے فقہاء نے ترک جماعت کے لیے پندرہ اعذار لکھے ہیں۔

فائدہ: جماعت خواہ فرض قرار دی جائے کما عند الحنابلہ اور خواہ سنت مؤکدہ قرار دی جائے اس کا ترک بدون عذر کسی کے نزدیک جائز نہیں البتہ پہلے قول پر ترک سے معصیت لازم آئے گی جو عذر کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی اور دوسرے قول پر عذر کی وجہ سے کراہت ساقط ہو جائے گی لیکن جماعت کی فضیلت اور اس کا ثواب ساقط ہو جائے گا۔

۴۹۵۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَّقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سخت ٹھنڈی اور تیز ہوا والی رات نماز کے لیے اذان کہی، پھر کہا خبردار! اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز ادا کرلو پھر کہا ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت ٹھنڈی اور بارش والی رات ہوتی تو مؤذن سے فرماتے کہ یہ کہو، خبردار! اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز ادا کرلو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اذان بالصلوٰۃ: اذان عزیمت پر عمل کرنے والوں کے لیے ہوگی اور بعد میں اعلان رخصت پر عمل کرنے والوں کے لیے ہوگا۔

۴۹۶۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَأُوْا بِالْعَشَآءِ وَلَا يُعَجِّلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَأْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْاِمَامِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے لیے رات کا کھانا چن دیا جائے اور نماز کھڑی کر دی جائے تو پہلے کھانا شروع کرو' جلدی مت کرو' جب تک کہ کھانے سے فارغ نہ ہو جاؤ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کھانا رکھ دیا جاتا اور نماز کھڑی ہو جاتی تو وہ نماز کے لیے نہ آتے' یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاتے اور وہ امام کی قرأۃ سنتے تھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

ابن جوزی کا قول ہے یہ حق العبد کو حق اللہ پر مقدم کرنا نہیں ہے جیسا کہ بظاہر نظر آتا ہے بلکہ اللہ کے حق کو بچانے کی خاطر ہے تاکہ بندہ صحیح معنوں میں مشغول ہو سکے اس کا دل خشوع وخضوع کے ساتھ معبود کی طرف جھک سکے۔

۴۹۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا'' کھانے کی موجودگی میں (جب کہ بھوک شدید ہو) نماز نہیں ہوتی اور نہ جب کہ بول وبراز اسے پریشان کر رہے ہوں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۹۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّذْهَبَ اِلَى الْخَلَآءِ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَآءِ۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ کرے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے بیت الخلاء سے فارغ ہو جائے۔'' یہ حدیث اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۹۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اذان سنی اور جماعت کے لیے حاضر نہیں ہوا تو (اس کی) نماز قبول نہیں مگر عذر کی وجہ سے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ' ابن حبان' دارقطنی اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب تسویة الصفوف

باب: صفوں کو سیدھا کرنا

۵۰۰۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِیْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ وَكَانَ اَحَدُنَا یُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا، نماز کے لیے اقامت کہی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخِ انور ہماری طرف پھیر کر فرمایا: ''صفیں سیدھی کرو اور مل جُل کر کھڑے ہو، بلاشبہ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور بخاری ہی کی ایک روایت میں ہے۔ ''اور ہم میں سے (ہر) ایک اپنے کندھے کو اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اپنے ساتھی کے قدم سے ملاتا تھا۔''

نماز کے لیے جو اجتماعی نظام جماعت کی شکل میں تجویز کیا گیا ہے اس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا کہ لوگ صفیں بنا کر برابر کھڑے ہوں کہ نماز جیسی اجتماعی عبادت کے لیے اس سے زیادہ حسین وسنجیدہ اور اس سے بہتر صورت کوئی ہو نہیں سکتی پھر اس کی تکمیل کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ صفیں بالکل سیدھی ہوں کوئی شخص ایک انچ نہ آگے ہو نہ پیچھے۔ پہلے اگلی صف پوری کرلی جائے اس کے بعد پیچھے کی صف شروع کی جائے اور ذمہ دار اور اصحاب علم اگلی صفوں میں اور امام سے قریب جگہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر خواتین جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف سب سے پیچھے ہو امام سب سے آگے اور صفوں کے درمیان میں کھڑا ہو۔ ظاہر ہے ان سب باتوں کا مقصد جماعت کی تکمیل اور اس کو زیادہ مفید اور مؤثر بنانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی ان باتوں کا عملاً اہتمام فرماتے اور امت کو بھی ان کی ہدایت وتلقین فرماتے اور ان کا ثواب بیان فرما کر ترغیب دیتے نیز ان امور میں بے پروائی کرنے والوں کو سخت تنبیہ اور اللہ تعالیٰ سے ڈراتے تھے۔

۵۰۱۔ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِی الصَّلٰوةِ یَقُوْلُ اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَاَنْتُمُ الْیَوْمَ اَشَدُّ اِخْتِلَافًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابومسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں کو چھوتے' فرماتے سیدھے رہو اور اختلاف مت کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور چاہیے کہ تم میں سے عقل اور سمجھ والے میرے ساتھ کھڑے ہوں اور پھر جو ان سے ملتے ہیں (یعنی چھوٹے ہیں) پھر جو ان سے ملتے ہیں۔'' ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' پس تم آج اختلاف میں زیادہ سخت ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

قوله اُولُو الْاَحْلَامِ : احلام یا توحِلم بالکسر کی جمع ہے جس سے مراد عقل ہے اور سمجھ ہے یا حُلم بضم الحاء کی جمع ہے جس کے معنی خواب کے ہیں لیکن یہاں مراد بلوغ ہے پہلی صورت میں مراد عقلاء ہوں گے دوسری صورت میں بلغاء **قولہ و النُّھٰی** **نُھیۃ** بمعنی عقل کی جمع یعنی عقلاء پہلی صورت میں **اولوا الاحلام و النھی** دونوں کا مصداق ایک ہوگا یعنی عقلاء۔ اس صورت میں یہ عبارت **والقی قولھا کذبا و مینا** کے قبیل سے ہوگی **کذب** اور **مَین** دونوں کا معنی ایک ہے یعنی تغایر فی اللفظ کو تغایر فی المعنی کا حکم دے کر عطف لانا دوسری صورت میں تکرار معنی نہ ہوگا بلکہ اول سے مراد بلغاء اور ثانی سے مراد عقلاء ہوں گے پھر جو ان کے قریب ہوں عقل یا بلوغ کے اعتبار سے ان سے کم درجہ ہوں۔

۵۰۲۔ وَعَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنی صفوں کو ملاؤ اور انہیں قریب کرو اور (صفوں کو) گردنوں کے ساتھ برابر کرو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' بلاشبہ میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صف کے درمیان سے داخل ہوتا ہے گویا کہ وہ بھیڑ کا چھوٹا سا بچہ ہے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۵۰۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ لِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِّلشَّيْطٰنِ وَمَنْ وَّصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صفوں کو سیدھا کرو اور کندھوں کو برابر کرو' دراڑیں بند کرو' اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور شیطان کے لیے خالی جگہ مت چھوڑو' جس شخص نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائیں گے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اُسے کاٹیں گے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب اتمام الصف الاول

باب: پہلی صف کو پورا کرنا

۵۰۴۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگلی صف کو پورا کرو' پھر جو اس سے ملتی ہے اور جو کمی ہو تو وہ آخری صف میں ہونی چاہیے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب موقف الامام والماموم

باب: امام اور مقتدی کے کھڑا ہونے کی جگہ

۵۰۵۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قُوْمُوْا فَلِاُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَّنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِالْمَآءِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَآءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری نانی یا دادی ملیکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لیے بلایا جو کہ انہوں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا' آپ نے اس سے تناول فرمایا' پھر فرمایا: ''اُٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں اپنی ایک چٹائی لانے کے لیے اُٹھا جو کہ کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی تو میں نے اُسے پانی سے دھویا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' میں نے اور یتیم نے آپ کے پیچھے صف بنائی' بوڑھی عورتوں نے ہمارے پیچھے' آپ نے ہمیں دو رکعت پڑھائی' پھر آپ تشریف لے گئے' یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

اگر مقتدی صرف ایک ہو اور مرد ہو اگر چہ سمجھدار بچہ ہو تو وہ امام کے برابر دائیں طرف کھڑا ہو یہی مختار مذہب ہے یہی شیخین کا مسلک ہے امام شافعی کے نزدیک کچھ پیچھے ہٹ کر رہنا مستحب ہے لیکن یہ خلاف ظاہر ہے امام محمد کا مسلک ہے کہ مقتدی اپنا پنجہ امام کی ایڑیوں کے محاذات میں رکھے گا۔ فقہاء حنفیہ فرماتے ہیں اگر چہ دلیل کے اعتبار سے شیخین کا قول راجح ہے۔ لیکن تعامل امام محمد کے قول پر ہے اور وہ احوط بھی ہے کیونکہ برابر کھڑے ہونے میں غیر شعوری طور پر آگے بڑھ جانے کا اندیشہ ہے جبکہ امام محمد کے قول کو اختیار کرنے کی صورت میں یہ خطرہ نہیں ہے اس لیے فتویٰ بھی امام محمد کے قول پر ہے اگر مقتدی بائیں جانب یا پیچھے کھڑا ہو گیا تو نماز فاسد نہ ہو گی البتہ بعض مشائخ نے مکروہ کہا ہے اور یہی صحیح ہے اگر مقتدی دو ہوں یا دو سے زیادہ ہوں تو امام ان کے آگے کھڑا ہو یہ جمہور کا مسلک ہے طرفین بھی اسی کے قائل ہیں اگر دو کے درمیان کھڑا ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اگر دو سے زائد کے بیچ میں کھڑا ہو تو مکروہ تحریمی ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی دو ہوں تو امام بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے۔

قَوْلُهٗ طُوْلِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ: ایسا بوریا جو طول استعمال کی وجہ سے سیاہ ہو گیا تھا حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس سے غبار میل کچیل دور ہو جائے یا اس لیے کہ وہ نرم ہو جائے یا اس لیے کہ اس کی طہارت میں شک ہو گا وہ شک دور ہو جائے گا عام شراح نے پہلے اور دوسرے احتمال کو اختیار کیا ہے۔

۵۰۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَدَارَنِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِاَيْدِيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى اَقَامَنَا خَلْفَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا' آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پوری طرح گھمایا' یہاں تک کہ مجھے اپنی بائیں طرف کھڑا کر لیا' پھر حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے' آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ہمیں پیچھے کیا یہاں تک کہ ہمیں اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۰۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ أُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے سمجھ اور عقل والوں کو میرے ساتھ (قریب) کھڑے ہونا چاہیے' پھر جو ان سے ملتے ہیں (یعنی چھوٹے) پھر جو ان سے ملتے ہیں اور اختلاف مت کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے اور بازاری آوازوں (شور وشغب) سے بچو۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۰۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ فَاَطْلَقَ الْقِرْبَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ اَوْكَأَ الْقِرْبَةَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ كَمَا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَنِيْ بِيَمِيْنِهٖ فَاَدَارَنِيْ مِنْ وَّرَائِهٖ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری' رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاگے' پانی کی مشک کھول کر وضو فرمایا' پھر مشک کو بندھن (تسمہ) سے باندھ دیا۔ پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے' میں اُٹھا اور وضو کیا' جیسا کہ آپ نے وضوء فرمایا تھا' پھر میں آیا اور آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے اپنے دائیں ہاتھ مبارک سے پکڑ کر اپنے پیچھے سے گھمایا اور اپنے دائیں طرف کھڑا کر دیا' میں نے آپ کے ہمراہ نماز ادا کی۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

باب قیام الامام بین الاثنین

باب: امام کا دو آدمیوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھنا

۵۰۹۔ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّهُمَا دَخَلَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَصَلّٰى مَنْ خَلْفَكُمْ قَالَا نَعَمْ فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ اَحَدَهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا اَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا فَضَرَبَ اَيْدِيَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

علقمہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ''ہم دونوں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا' کیا نماز پڑھ چکے ہیں جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں؟ ہم نے کہا جی ہاں' وہ ہمارے درمیان کھڑے ہو گئے' ایک کو انہوں نے اپنے دائیں طرف اور دوسرے کو اپنے بائیں طرف کھڑا کر لیا' پھر ہم نے رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیے' انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اپنی رانوں کے درمیان رکھ دیا، جب نماز پڑھ لی تو کہا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۱۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَلْقَمَةُ وَالْاَسْوَدُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ كُنَّا اَطَلْنَا الْقُعُوْدَ عَلٰی بَابِهٖ فَخَرَجَتِ الْجَارِیَةُ فَاسْتَاذَنَتْ لَهُمَا فَاَذَّنَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبدالرحمن بن الاسود سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا ''علقمہؒ اور اسودؒ (راوی حدیث عبدالرحمن کے والد) نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حاضر ہونے کے لیے اجازت مانگی اور ہم کافی دیر سے ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے' ایک باندی نکلی' اس نے دونوں کو اجازت (کی اطلاع) دی' پھر انہوں نے اذان کہی' پھر میرے اور اس کے درمیان کھڑے ہو گئے' پھر کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب من احق بالا مامة

باب: امامت کا زیادہ حقدار کون ہے؟

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ اور امام محمد کے نزدیک امامت کا زیادہ حق دار اعلم بالاحکام ہے جبکہ بقدرِ ضرورت حسنِ قرأت سے متصف ہو۔ امام احمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک اقرء مقدم ہے اقرء سے مراد یہ ہے کہ قرآن کا زیادہ حافظ ہو حسن قرأت میں مقدم ہو اور اداء حروف کی کیفیت زیادہ جانتا ہو۔

دلیل جمہور:

(۱) عن ابی موسیٰ الاشعری قال مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس. (بخاری، مسلم)

حالانکہ حضرت ابی بن کعب کو حدیث مرفوع میں اقرء فرمایا گیا حضرت ابو سعید خدری کی طویل حدیث میں ہے **و کان ابوبکر اعلمنا** (بخاری، ومسلم)

دوسری دلیل: قرأت کی ضرورت نماز کے صرف ایک رکن میں ہے۔ اور علم کی ضرورت تمام ارکان نماز میں ہے۔ دلیل حدیث باب **حدیث ابو مسعود یؤم القوم اقرء هم لکتاب الله.** **جواب** صحابہ کے مقدس دور میں قرآن کی تعلیم مع احکام ہوتی تھی اس لیے اقرء اعلم بھی ہوتا تھا لہٰذا اقرء سے مراد اعلم ہے۔ **سوال:** پھر حدیث کے معنی میں تکرار لازم آئے گا

کیونکہ آگے الفاظ میں ان کانوا فی القرأۃ اے فی العلم سواء فاعلمهم بالسنة۔ حدیث کا معنی یوں بن جائے گا اس میں تکرار ہے۔ **جواب**: حدیث میں اعلمهم بالسنه کے الفاظ ہیں معنی یہ ہوگا علوم قرآنیہ کا عالم مقدم ہے پھر اس کے بعد علم سنت وحدیث کے ماہر کا درجہ ہے۔ **سوال**: اس پر لازم آئے گا کہ حضرت ابی بن کعب اقرء ہونے کی وجہ سے حضرت ابوبکر سے اعلم وافقہہ ہوں۔ **جواب**: اقرء کے دو مطلب ہیں (۱) اکثرهم حفظاً جس کو قرآن زیادہ مقدار میں یاد ہو مثلاً ایک کو صرف پانچ پارے یاد ہوں دوسرے کو دس پارے یاد ہوں۔ (۲) اتقنهم حفظاً یعنی جس کو یاد عمدہ ہو پس یہاں حدیث الباب میں پہلے معنی مراد ہیں اور حضرت ابی بن کعب کے بارے میں اقرء سے ثانی معنی مراد ہیں اول معنی کے لحاظ سے وہ اقرء نہیں ہیں اس لیے حضرت ابوبکر اور بہت سے صحابہ ظاہر ہے کہ پورے قرآن کے حافظ تھے۔

۵۱۱۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا یُؤَمَّنَّ الرَّجُلُ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَا یَقْعُدُ فِیْ بَیْتِهٖ عَلٰی تَکْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں کو نماز پڑھائے جو ان میں سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو زیادہ پڑھنے والا ہو۔ اگر وہ پڑھنے میں برابر ہوں تو جو اُن میں سے سنت کو زیادہ جاننے والا ہو اور اگر وہ سنت (کے علم) میں برابر ہوں تو جو ہجرت میں پہلا ہو اور اگر ہجرت میں بھی برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو اور کوئی شخص کسی شخص کو اس کے سلطنت (مقام ومحل) میں امامت نہ کرائے اور نہ بیٹھے اس کے گھر میں اس کے تکیے (مسند یا گدی وغیرہ) پر اس کی اجازت کے بغیر۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۱۲۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْیَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَأُهُمْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّالنَّسَائِیُّ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب وہ تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک انہیں امامت کرائے اور ان میں امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو ان میں قرآن کا زیادہ پڑھنے والا ہو۔'' یہ حدیث احمد' مسلم اور نسائی نے نقل کی ہے۔

باب امامة النساء

باب: عورتوں کی امامت

عورتوں کی جماعت کے بارہ میں دو قول ہیں: (۱) مکروہ تحریمی (۲) مکروہ تنزیہی۔ قول فیصل یہ ہے کہ عورتوں کا تنہا نماز پڑھنا افضل ہے۔ ان کی جماعت خلاف اولیٰ ہے اگر جماعت کرائیں تو جو ان میں امام بنے وہ صف کے درمیان کھڑی ہو۔

۵۱۳۔ عَنْ اُمِّ وَرَقَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَى الشَّهِيْدَةِ فَنَزُوْرُهَا وَاَمَرَ اَنْ يُّؤَذَّنَ لَهَا وَيُقَامَ وَتَؤُمَّ اَهْلَ دَارِهَا فِي الْفَرَآئِضِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّاَخْرَجَهٗ اَبُوْ دَاؤُدَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْفَرَآئِضِ۔

حضرت اُم ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے ''ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلو تاکہ ہم اس کی ملاقات کریں اور آپ نے ان کے لیے اذان اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی تھی اور یہ اپنے اہل خانہ کو فرائض میں امامت کراتی تھیں۔'' یہ حدیث حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے اور اسے ابوداؤد نے بھی نقل کیا ہے لیکن فرائض کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

قولہ اِنْطَلِقُوْا بِنَا اِلَى الشَّهِيْدَةِ: شہیدہ سے مراد ام ورقہ بنت نوفل ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے ساتھ شرکت کی اجازت مانگی شاید اللہ تعالیٰ شہادت نصیب فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گھر میں ٹھہری رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرمائیں گے اس وقت سے انکا نام شہیدہ پڑ گیا یہ قرآن کی حافظہ تھیں۔ انہوں نے حضور علیہ السلام سے گھر میں مؤذن رکھنے کی اجازت مانگی جو اذان کہے اس اذان کو سن کر اس کے قبیلہ کی عورتیں جمع ہو جائیں تو انہیں جماعت کی امامت کرا دیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی۔

۵۱۴۔ وَعَنْ رِّيْطَةَ الْحَنَفِيَّةِ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَمَّتْهُنَّ وَقَامَتْ بَيْنَهُنَّ فِيْ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ربطہ حنفیہ سے روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں نماز پڑھائی اور فرض نماز میں ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۱۵۔ وَعَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ قَالَتْ اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حجیرہ بنت حصین نے کہا ''اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عصر کی نماز میں ہمیں امامت کرائی اور ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔'' یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب امامة الاعمیٰ

باب: اندھے کی امامت

مسئلہ: شافعیہ کے نزدیک اعمٰی اور بصیر اس مسئلہ میں برابر ہیں اس لیے کہ بصیر میں اگر یہ وصف ہے کہ وہ نجاست کو دیکھ کر اس سے اچھی طرح بچ سکتا ہے تو اعمٰی میں یہ صفت ہے کہ وہ مبصرات میں مشغول نہیں ہوتا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امامت بصیر افضل ہے امامت اعمٰی سے اس لیے کہ بصیر اقدر ہے اجتناب نجاست سے اور استقبال پر۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ امامت اعمٰی ہمارے ہاں اس وقت

مکروہ ہے جبکہ ایسا بصیر موجود ہو جو علم میں اعمیٰ سے زائد یا اس کے برابر ہو ورنہ نہیں اس سب کے خلاف ابو اسحق اور امام غزالی کے نزدیک امامت اعمیٰ افضل ہے امامت بصیرہ سے اس لیے کہ اعمیٰ کی نماز اقرب الی الخضوع ہے بنسبت بصیر کے کہ وہ مبصرات میں مشغول ہوتا ہے۔

۵۱۶۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰى وَاَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ اِلٰى مَكَانٍ فِي الْبَيْتِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

محمود بن الربیع سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ لوگوں کو امامت کرتے تھے حالانکہ وہ نابینا تھے اور انہوں نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! اندھیرا اور پانی (راستہ میں) ہوتا ہے اور میں نابینا شخص ہوں، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! آپ میرے گھر میں ایسی جگہ نماز ادا فرمائیں جہاں میں نماز کی جگہ بنالوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ''تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟'' انہوں نے گھر میں ایک جگہ اشارہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۵۱۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ اَعْمٰى۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''بلا شبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہا کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے قائم مقام بنایا حالانکہ وہ نابینا تھے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۵۱۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَخْلَفَ ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ میں (اپنی عدم موجودگی کے دوران) لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے نائب بنایا۔ یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قولہ اِسْتَخْلَفَ : بعض نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مرتبہ اپنا نائب بنایا تمام امور میں وقیل صرف امامت میں اور ایک قول یہ ہے کہ تیرہ (۱۳) مرتبہ نائب بنایا گیا یعنی جب آپ علیہ السلام غزوات میں تشریف لے جاتے تھے۔

باب امامة العبد

باب: غلام کی امامت

فقہاء نے غلام اگر چہ وہ آزاد کر دیا گیا ہو اس کی امامت کو مکروہ تنزیہی لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ غلامی کی حالت میں اس کے اپنے مالک کی خدمت میں رہنے کی وجہ سے تحصیل علم اور مسائل نماز سیکھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ غلام جاہل کی مثال دیہاتی اور گنوار کی سی ہے جس کے پیچھے بوجہ جہالت کے نماز مکروہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ غلام کی امامت جمہور کے نزدیک درست ہے۔ صرف امام مالک نے مخالفت کی ہے اور کہا ہے غلام آزاد کے امام تو نہ بنیں البتہ وہ قاری عالم ہو اور مقتدی ایسے نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں بجز جمعہ اور عیدین کے کہ وہ غلام پر فرض نہیں ہیں۔

۵۱۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُھَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْعَصْبَۃَ مَوْضِعًا بِقُبَآءٍ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَؤُمُّھُمْ سَالِمٌ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَکَانَ اَکْثَرُھُمْ قُرْاٰنًا۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے جب مہاجرین اوّلین عصبۃ'' جو کہ قباء میں ایک جگہ ہے'' میں آئے تو انہیں سالم مولیٰ ابی حذیفہ امامت کراتے تھے اور وہ ان میں قرآن زیادہ پڑھے ہوئے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۵۲۰۔ وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّھُمْ کَانُوْا یَاْتُوْنَ عَآئِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ ھُوَ وَعُبَیْدُ بْنُ عُمَیْرٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَۃَ وَنَاسٌ کَثِیْرٌ فَیَؤُمُّھُمْ اَبُوْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَآئِشَۃَ وَاَبُوْ عَمْرٍو غُلَامُھَا حِیْنَئِذٍ لَّمْ یُعْتَقْ قَالَ وَکَانَ اِمَامَ بَنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُرْوَۃَ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ مَعْرِفَۃِ السُّنَنِ وَالْاٰثَارِ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ہم اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گاؤں کے بالائی حصہ میں حاضر ہوتے ہیں' عبید بن عمیر' مسور بن مخرمہ اور بہت سے دوسرے لوگ تو لوگوں کو اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابوعمرو نماز پڑھاتے تھے اور ابوعمرو اس وقت اُم المؤمنین رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' ابھی آزاد نہیں کیے گئے تھے (ابن ابی ملیکہ نے) کہا' وہ بنی محمد بن ابی بکر اور عروۃ کے امام تھے۔ یہ حدیث شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے معرفۃ السنن اور آثار میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب ما جاء فی امامة الجالس

باب: جو روایات بیٹھنے والے کی امامت کے بارہ میں ہیں

۵۲۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْہُ فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ فَصَلّٰی صَلٰوۃً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَھُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّیْنَا وَرَآءَہٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ فَاِذَا صَلّٰی قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا وَّاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر گئے' آپ کی دائیں طرف زخمی ہوگئی' آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھائی تو ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے نماز پڑھی' جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا'' بلاشبہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے' جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو' جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو' جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا و لک الحمد کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فَجُحِشَ شِقُّہُ الْاَیْمَنُ: ایک روایت میں فانفلت قدمہ یعنی پاؤں کو موچ آ گئی حافظ منذری فرماتے ہیں لا منافاۃ بینھما لاحتمال وقوع الامرین یعنی دائیں جانب بھی متاثر ہوئی ہو اور قدم مبارک میں موچ بھی آئی ہو یہ واقعہ ذی الحجہ ۵ھ میں پیش آیا اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد فرض نمازیں قاعدا پڑھائیں' صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاعدا پڑھنے کا حکم دیا ہے یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ جمہور کے نزدیک اس صورت میں مقتدی قائما پڑھیں کہ ان کو کوئی عذر نہیں۔ امام احمد کے نزدیک مقتدی بھی قاعداً نماز پڑھیں امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ قاعدا نماز پڑھانے والے کی امامت جائز ہی نہیں غیر معذور اس کی اقتدا قائما بھی نہ کریں۔

امام مالک کی دلیل: حدیث جابر لا یؤمّنّ احد بعدی جالسا۔

جواب: جابر جعفی کے سند میں ہونے کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے نیز یہ مرسل ہ۔

امام احمد کی دلیل: احادیث باب ہیں۔ **جواب:** احادیث باب کا واقعہ شروع شروع کا ہے اور مرض الوفات کا واقعہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی یہ احادیث باب کے لیے ناسخ ہے امام ترمذی نے اس مسئلے کے لیے الگ الگ دو باب قائم کیے ہیں ایک مذہب حنابلہ کے اثبات کے لیے دوسرا باب جمہور کا مسلک ثابت کرنے کے لیے قائم کیا اور اس مرض الوفات والی نماز کا قصہ مختلف روایات سے ذکر کیا۔

۵۲۲۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلّٰی جَالِسًا وَّصَلّٰی وَرَآءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا رَّوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھی، لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی تو آپ نے انہیں اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ، جب آپ نے سلام پھیرا، تو فرمایا: ''بلاشبہ امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے' جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو' جب وہ سر اُٹھائے تو تم بھی سر اُٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۵۲۳۔ وَعَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِیْنِیْ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بَلٰی ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ فَقُلْنَا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ قَالَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ فَقُلْنَا لَا هُمْ یَنْتَظِرُوْنَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ بِاَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَّقِیْقًا یَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰی اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَیَّامَ ثُمَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ

وَاَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ قَالَ اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ فَجَعَلَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہا' میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض الوفات کے بارے میں بتائیں گی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔'' اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا' ہم نے پانی رکھ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا' آپ نے بمشکل اُٹھنا چاہا (آپ اٹھنے لگے) کہ آپ کو غشی آ گئی' پھر افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے عرض کیا' نہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! وہ آپ کے منتظر ہیں' آپ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔'' آپ بیٹھے آپ نے غسل فرمایا' آپ نے بمشکل اُٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی' پھر افاقہ ہوا تو فرمایا ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! وہ آپ کے منتظر ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو' آپ بیٹھے اور غسل فرمایا' پھر آپ بمشکل اُٹھنا چاہتے تھے کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی' پھر افاقہ ہوا تو فرمایا' کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔'' آپ نے عرض کیا نہیں' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! وہ آپ کے منتظر ہیں' لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشاء کی نماز کے لیے انتظار کر رہے تھے' پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھاؤ' تو قاصد نے آ کر کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا'' اور وہ نرم دل والے تھے' اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم اس کے زیادہ حق دار ہو تو ان دنوں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو کچھ تندرست محسوس کیا تو دو شخصوں کے درمیان (سہارا لگا کر) تشریف لائے ظہر کی نماز ادا فرمانے کے لیے، ایک ان میں سے عباس رضی اللہ عنہ تھے' اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ پیچھے مت ہٹو، فرمایا مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو تو انہوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ (راوی نے) کہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھانے لگے حالانکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے' لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ عبید اللہ نے کہا' میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا' کیا میں

آپ کے سامنے وہ حدیث پیش نہ کروں جو مجھے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں بیان کی؟ انہوں نے کہا، لاؤ، میں نے انہیں اُم المؤمنین کی (بیان کردہ) حدیث سنادی۔ انہوں نے کسی چیز کا انکار نہیں کیا' سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا' کیا اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے تمہیں اس شخص کا نام بتایا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا؟ میں نے کہا' نہیں' انہوں نے کہا وہ علیؓ تھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

وَالنَّاس آبِیْ بَکْرٍ : مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم چونکہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پہلو مبارک میں کھڑے تھے، اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فعل کرتے حضرت ابوبکرؓ بھی اسی طرح کرتے تھے اور جو فعل حضرت ابوبکر کرتے تھے دوسرے مقتدی بھی اسی طرح کرتے تھے، لہٰذا یہاں اقتداء کے یہی معنی ہیں یہ معنی مراد نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت ابوبکرؓ کے امام تھے اور حضرت ابوبکرؓ دوسرے مقتدیوں کے امام تھے، کیونکہ مقتدی کی اقتداء کرنا جائز نہیں بہرحال حاصل یہ ہے کہ امام حضور علیہ السلام ہی تھے حضرت ابوبکر صدیق آپ کی اقتدار کررہے تھے۔ اور دوسرے لوگ بھی آپ ہی کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔

باب صلوٰۃ المفترض خلف المتنفل

باب: فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے

مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک اور اکثر تابعین کے نزدیک متنفل کے پیچھے مفترض کی اقتداء جائز نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک جائز ہے امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں۔ **فریق اول کے دلائل:** حدیث ابی ہریرہ الامام ضامن (ابوداؤد وغیرہ) امام کی ضمانت صحت وفساد وصلوٰۃ کے اعتبار سے ہوتی ہے ضعیف قوی کی ضمان نہیں دے سکتا۔ مساوی مساوی نیز قوی ضعیف کی ضمانت دے سکتا ہے۔

دوسری دلیل: صلوٰۃ خوف کا جائز ہونا، کیونکہ اگر صلوٰۃ مفترض خلف المتنفل جائز ہوتی تو صلوٰۃ خوف میں بلا وجہ گروہ بنانے کی اور مشی کثیر عمل کثیر کی اجازت نہ ہوتی۔

دلیل شوافع: حدیث باب ہے جواب حضرت معاذ کا یہ اپنا فعل تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **امّا ان تصلی معی ان تخفف** یعنی یا تو میرے ساتھ نماز پڑھو یا دوسری صورت یہ ہے کہ اپنی قوم کو نماز پڑھاؤ لیکن خفیف اور مختصر اس حدیث میں گویا آپ علیہ السلام نے دونوں جگہ نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس مقام پر حافظ ابن حجر کے اشکال کے جوابات علامہ عینی نے خوب دیئے ہیں یہ سارا مناظرہ مناظرہ حضرت سہار نپوری نے بذل میں ذکر فرمایا ہے۔

۵۲۴۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ مَعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَۃَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی قَوْمِہٖ فَیُصَلِّیْ بِھِمْ تِلْکَ الصَّلٰوۃَ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

وَزَادَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي رِوَايَةٍ هِيَ لَهُ تَطَوُّعٌ وَّلَهُمْ فَرِيْضَةٌ۔ وَفِي هٰذِهِ الزِّيَادَةِ كَلَامٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز عشاء ادا کرتے، پھر اپنی قوم کی طرف آ کر یہی نماز انہیں بھی پڑھاتے۔

یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور عبدالرزاق، شافعی، طحاوی، دارقطنی اور بیہقی نے ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ نقل کیے "یہ نماز ان (حضرت معاذؓ) کے لیے نفل ہوتی اور قوم کے لیے فرض" اور اس زیادت میں کلام ہے۔

باب صلوٰۃ المتوضی خلف المتیمم

باب: وضو کرنے والے کی نماز تیمم کرنے والے کے پیچھے

فی هذه الزیادة کلام : **مسئلہ:** ائمہ ثلاثہ اور شیخین کے نزدیک تیمم سے طہارت مطلقہ حاصل ہوتی ہے لہٰذا تیمم متوضئین کی امامت کرسکتا ہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ ناجائز ہے کیونکہ ان کے نزدیک تیمم طہارت ضروریہ ہے **والضروری یتقدر بقدر الضرورة**۔ باب ہذا کی حدیث سے جمہور کا استدلال ہے حدیث میں **لم یقل** کے الفاظ ہیں جس سے مراد یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا معلوم ہوا متوضئین کی نماز خلف **المتیمم** جائز ہے۔

۵۲۵۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاشْفَقْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ فَاَهْلِكَ فَتَيَمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِاَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتَ بِاَصْحَابِكَ وَاَنْتَ جُنُبٌ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْاِغْتِسَالِ وَقُلْتُ اِنِّي سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا رَّوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَّاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا، غزوہ ذات السلاسل میں ایک ٹھنڈی رات مجھے احتلام ہوگیا، میں ڈرا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، پھر میں نے تیمم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی، لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عمرو! تم نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟" تو میں نے آپ کو وہ بات بتلادی جس نے مجھے غسل سے روکا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اپنے آپ کو مت قتل کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمانے والے ہیں۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور کچھ نہ فرمایا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور بخاری نے تعلیقاً نیز دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب ما استدل به علی کراھة تکرار الجماعة فی مسجد

۵۲۶۔ عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ مِنْ نَّوَاحِی الْمَدِیْنَةِ یُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا فَمَالَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ فَجَمَعَ اَھْلَہٗ فَصَلّٰی بِھِمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَقَالَ الْھَیْثَمِیُّ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے اطراف سے تشریف لائے۔ آپ نماز ادا فرمانا چاہتے تھے کہ لوگوں کو دیکھا' انہوں نے نماز پڑھ لی تھی' آپ اپنے گھر تشریف لے گئے' اپنے گھر والوں کو جمع فرما کر ان کو نماز پڑھائی۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر اور اوسط میں نقل کی ہے۔ ہیثمیؒ نے کہا اس کے رجال ثقہ ہیں۔

ائمہ ثلاثہ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس مسجد کے لیے باضابطہ امام اور مؤذن کا تقرر رہا ہو اور اس میں ایک مرتبہ اہل محلہ نماز باجماعت پڑھ چکے ہوں وہاں پر دوبارہ جماعت مکروہ تحریمی ہے باب ھذا کی غرض بھی جمہور کے مسلک کی بیان دلیل ہے البتہ امام ابو یوسف سے اس سلسلہ میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے اگر ایسی صورت میں محراب سے ہٹ کر اذان و اقامت کے بغیر اور تداعی کے بغیر نماز ادا کر لی جائے تو جائز ہے تاہم حنفیہ کی معتبر کتابوں میں مفتی بہ قول یہی ہے کہ اس طرح بھی دوسری جماعت کرنا درست نہیں ہے مسجد طریق میں جماعت ثانیہ کی کراہت تحریمی نہیں ہے مسجد طریق وہ ہے جس کا امام مؤذن مقرر نہ ہو اس میں تکرار جماعت جائز ہے اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق کے لیے حضرت گنگوہی کا رسالہ القطوف الدانیہ فی کراھة الجماعة الثانیہ ملاحظہ کر لیا جائے جو ہر لحاظ سے شافی اور جامع ہے۔

باب ما جاء فی جواز تکرار الجماعة فی مسجد

باب: مسجد میں دوبارہ جماعت کے جواز مین جو روایات ہیں

باب ھذا کی غرض امام احمد اور اہل ظواہر کے مسلک کی دلیل بیان کرنا ہے جو تکرار جماعت کے قائل ہیں۔

جواب: حدیث باب میں جو فقام رجل آیا ہے اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں جو متنفل تھے کیونکہ اس سے قبل وہ فرض نماز پڑھ چکے تھے جبکہ مسئلہ مبحوث فیہا یہ ہے کہ جب امام اور مقتدی دونوں فرض پڑھ رہے ہوں۔

جواب: (۲) احادیث باب میں ایک جزوی واقعہ مذکور ہے اس کے علاوہ تمام ذخیرہ حدیث میں کوئی ایسا واقعہ موجود نہیں جس میں مسجد نبوی میں بھی دوسری جماعت کی گئی ہو اگر تکرار جماعت کی اجازت دے دی جائے تو جماعت کی اہمیت مسجد میں اس کی ضرورت اور مطلوبہ حکمت اور وقار قائم نہیں رہے گا باقی جہاں تک حضرت انس کا واقعہ اور تکرار جماعت کی بات ہے اس کا جواب یہ ہے۔ یہ عین ممکن ہے کہ یہ راستہ کی مسجد ہو اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مسند ابو یعلی میں یہ تصریح ہے کہ یہ مسجد بنی ثعلبہ کی تھی (فتح الباری ص ۱۰۹ جلد ۲) جبکہ اس نام سے مدینہ منورہ میں کوئی مسجد معروف نہیں ہے، ورنہ مدینہ منورہ کی چھوٹی چھوٹی مسجدوں کا ذکر بھی

کتابوں میں ملتا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسجد طریق تھی علاوہ ازیں حضرت انس سے یہ بھی مروی ہے کہ ان اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانوا اذافاتتھم الجماعۃ صلّو فی المسجد فرادٰی (معارف السنن ص ۲۸۸ ج ۲) اس سے صراحۃً جماعت ثانیہ کی نفی مفہوم ہو رہی ہے۔

۵۲۷۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّتَصَدَّقُ عَلٰی ذَا فَیُصَلِّیْ مَعَہٗ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلّٰی مَعَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمَذِیُّ وَحَسَّنَہٗ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھا چکے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کون کون اس پر صدقہ کرے گا تا کہ اس کے ساتھ نماز ادا کرے'' لوگوں میں سے ایک شخص نے اُٹھ کر اس کے ساتھ نماز ادا کی۔

یہ حدیث احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ حاکم نے بھی اسے نقل کیا ہے اور کہا ہے، یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

۵۲۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً جَآءَ وَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ یُصَلِّیْ وَحْدَہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّتَّجِرُ عَلٰی ھٰذَا فَیُصَلِّیْ مَعَہٗ اَخْرَجَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما چکے تھے، وہ کھڑا ہو کر اکیلا نماز پڑھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون اس کے ساتھ (نفع کی) تجارت کرتا ہے کہ اس کے ہمراہ نماز ادا کرے۔'' یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مَنْ یَّتَّجِرُ عَلٰی ھٰذَا: (۱) یہ تجارت سے مشتق ہے مراد اخروی تجارت ہے اب معنی یہ ہوگا کہ تم سے کون اس کے ساتھ نماز پڑھ کر نیکی کی تجارت کرے گا۔ (۲) یہ اجر سے ماخوذ ہو گویا اصل اِ تجر ہے اب معنی یہ ہوں گے کہ تم میں سے کون ہے جو اس کے ساتھ نماز پڑھ کر اجر حاصل کر لے۔

باب صلوۃ المنفرد خلف الصف

باب: صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ اور جمہور کے نزدیک اگر کوئی شخص خلف الصّف تنہا نماز پڑھے تو اس کی نماز جائز ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے پھر عند البعض نماز کا اعادہ واجب ہے اور عند البعض اعادہ مستحب ہے تاہم امام ابوحنیفہ اس مسئلہ میں قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کوئی شخص ایسے وقت میں جماعت میں پہنچا جب آخری صف مکمل طور پر بھر چکی ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرے شخص کی آمد

کا انتظار کرے تنہا نہ کھڑا ہو اور اگر اس رکعت کے رکوع تک کوئی دوسرا شخص نہ پہنچے تو اگلی صف سے کسی شخص کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرے اور اس کے ساتھ مل کر نماز پڑھے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بھی ہے اگر کوئی شخص پچھلی صف میں اکیلا ہو تو وہ اگلی صف سے آدمی کھینچ لے البتہ اگر ایسا کرنے میں ایذاء کا اندیشہ ہو یا بوجہ لاعلمی کسی فتنہ وانتشار کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں تنہا خلف الصّف کھڑا ہو کر نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ (معارف السنن ص ۳۰۷ ج ۲) اور بہر حال نماز جائز ہو جائے گی اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہ ہوگی البتہ اگر ان احکام کی رعایت نہ کی گئی تو کراہت ہوگی۔ امام احمد اور اہل ظواہر کے نزدیک اگر خلف الصّف کوئی شخص تنہا نماز پڑھے تو اس کی نماز فاسد ہے اور اس کا اعادہ واجب ہے ان کی دلیل نمبر (۱) باب ہذا کی روایت نمبر ۵۳۱ جو وابصہ بن معبد سے مروی ہے۔ **دوسری دلیل:** علی بن شیبان کی روایت نمبر ۵۳۲۔ **جواب:** (۱) وابصہ بن معبد کی روایت میں اعادہ کا امر استحباب پر محمول ہے (۲) ابن رشد بدایۃ المجتہد ص ۱۷۴ میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہے امام شافعی فرماتے ہیں **لو ثبت الحدیث لقلتُ بہ** اس سے معلوم ہوتا ہے امام شافعی کے نزدیک یہ حدیث حجت نہیں (۳) دیگر ائمہ بھی **اعادہ صلوٰۃ** کے قائل ہیں۔ بعض وجوبا اور بعض استحبابا لہٰذا ان کا قول حدیث کیخلاف نہیں باقی علی بن شیبان کی روایت کا جواب (۱) یہ ہے اس روایت کی سند میں ملازم بن عمرو اور عبداللہ بن بدر دونوں راوی ضعیف ہیں اس لیے یہ حدیث بھی قابل استدلال نہیں (۲) امام طحاوی فرماتے ہیں لاصلوٰۃ میں نفی جواز وصحت کی نہیں بلکہ نفی کمال ہے کیونکہ صفات صلوٰۃ اور سنت صلوٰۃ میں سے اتصال صفوف اور انسداد فرجہ بھی ہے لہٰذا یہ **لاصلوٰۃ صلوٰۃ کاملۃ** کے معنی میں ہوگا اور **خلف الصف منفردا** نماز کو باطل کہنا درست نہیں ہوگا بلکہ کمال ثواب سے محروم ہونے کی وجہ سے مکروہ ہوگی۔ **جمہور کے دلائل:** حضرت ابوبکر کی روایت نمبر ۵۳۰ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو اعادہ حکم نہیں دیا۔ بلکہ ان کے فعل کو تسلیم کیا اور آئندہ اس فعل کے نہ کرنے کی تاکید فرمائی **فقال زادك الله حرصا فلا تعد** جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ **صلوٰۃ خلف الصف وحدہ مفسد صلوٰۃ** نہیں البتہ مکروہ ضرور ہے دوسری دلیل باب ھذا کی پہلی روایت نمبر ۵۲۹ جس کے راوی انس بن مالک ہیں **و امی ام سلیم خلفنا** کا مدلول واضح یہی ہے کہ انہوں نے خلف الصّف وحدہ نماز ادا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

۵۲۹۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّیْتُ اَنَا وَیَتِیْمٌ فِیْ بَیْتِنَا خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاُمِّیْ اُمُّ سُلَیْمٍ خَلْفَنَا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے اور ایک یتیم نے ہمارے گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی، میری والدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے (تنہا) تھیں۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۵۳۰۔ وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ اِنْتَهٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَی الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تُعِدْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ آپ رکوع فرما رہے تھے، میں نے صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کیا تو اس کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ

(نماز کے بارے میں) تمہاری حرص زیادہ کرے دوبارہ ایسا نہ کرو'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

قوله وَلاَ تُعِدْ: یہ لفظ دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے (۱) لا تُعِد ان تر کع دون الصف حتیٰ تقوم فی الصف یعنی آئندہ سے صف کے پیچھے نماز کی نیت کبھی نہ باندھنا اور اس فعل کا اعادہ نہ کرنا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ کی ایک روایت ہے خلف الصّف نماز شروع نہ کرے یہاں تک کہ صف میں داخل ہو جائے اور صف میں داخل ہو کر نماز شروع کرے (۲) لا تَعْدُ یعنی نماز میں عجلت کیساتھ دوڑتا ہوا نہ آیا کرے بلکہ سکون وقار کے ساتھ آ کر صف میں داخل ہو کر نماز شروع کرے۔

۵۳۱۔ وَعَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلاً يُّصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلٰوةَ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلاَّ النَّسَائِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اُسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا۔ یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے۔ ترمذی نے اُسے حسن قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۵۳۲۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلاً يُّصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ فَوَقَفَ حَتّٰی انْصَرَفَ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهٗ اِسْتَقْبِلْ صَلٰوتَكَ فَلاَ صَلٰوةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا' آپ ٹھہر گئے' یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا تو آپ نے اسے فرمایا ''اپنی نماز دوبارہ پڑھ' صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز نہیں۔'' یہ حدیث احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

ابواب مالا يجوز فی الصلوٰة وما يباح فيها

باب النهی عن تسوية التراب و مسح الحصی فی الصلوٰة

باب: نماز میں مٹی برابر کرنے اور کنکریاں چھونے کی ممانعت

۵۳۳۔ عَنْ مُعَيْقِيْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلاً فَوَاحِدَةً۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سجدہ کی جگہ سے مٹی برابر کر رہا تھا' اگر تجھے ایسا کرنا ہی ہے تو ایک ہی دفعہ۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۵۳۴۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلاَ يَمْسَحِ الْحِصَا فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو کنکریاں نہ چھوئے' بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہے۔'' یہ حدیث اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۵۳۵۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَّسْحِ الْحِصَا فَقَالَ وَاحِدَةً وَّلَاَنْ تُمْسِكَ عَنْهَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ مِّائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا سُوْدُ الْحَدَقِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کنکر چھونے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بار اور اگر اس سے بھی رُک جاؤ تو تمہارے لیے ایسے سو اونٹوں سے بہتر ہے جو سارے کے سارے کالی آنکھوں والے ہوں۔'' یہ حدیث ابوبکر بن شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب فی النهی عن التخصر

باب: پہلو پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

۵۳۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی نماز پڑھے اور وہ پہلو پر ہاتھ رکھے ہوئے ہو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

تخصر اور اختصار کی تفسیر میں متعدد اقوال (۱) زیادہ مشہور اور راجح قول یہ ہے وضع الید علی الخاصر یعنی نماز کے قیام میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا اس سے منع کی حکمت میں مختلف اقوال ہیں: (۱) التشبہ بابلیس کہ ابلیس کو جب آسمانوں سے اتارا گیا تو وہ اس ہیئت سے اترا تھا (۲) التشبہ بالیہود (۳) راحت اہل النار جہنم میں جب جہنمی تھک جائیں گے تو سہارے کے لیے ایسا کریں گے بہرحال یہ تخصر جمہور کے نزدیک مکروہ اور ظاہریہ کے نزدیک حرام ہے۔ دوسرا قول تخصر کی تفسیر میں یہ ہے کہ لاٹھی کے سہارے نماز میں کھڑا ہونا تیسرا قول اختصار السورۃ یعنی پوری سورت نہ پڑھنا بلکہ اس کا کچھ حصہ پڑھنا' چوتھا قول اختصار الصلوٰۃ یعنی بغیر طمانیت کے نماز مختصر پڑھنا' پانچواں قول ترک آیت سجدہ۔

باب النهی عن الالتفات فی الصلوٰة

باب: نماز میں دائیں بائیں گردن موڑنے کی ممانعت

نماز میں التفات کی تین صورتیں ہیں (۱) تحویل الوجہ (۲) تحویل الصدر (۳) بصرف العین۔ قسم اول مکروہ' قسم ثانی حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک استقبال قبلہ فوت ہو جانے کی وجہ سے منسد صلوٰۃ ہے۔ اور قسم ثالث صرف خلاف اولیٰ ہے منافی خشوع ہونے کی وجہ سے۔

۵۳۷۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اِخْتِلَاسٌ يَّخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''وہ جھپٹ مارنا ہے' شیطان بندہ کی نماز سے جھپٹ مارلیتا ہے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

هُوَ اِخْتِلَاسٌ يَّخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ: اختلاس اچک لینا اور کسی سے کوئی چیز تیزی سے چھین لینا یہاں پر خشوع کا چھین لینا مراد ہے یعنی جو شخص نماز میں کسی دوسری چیز کی طرف التفات کرتا ہے تو گویا یوں سمجھو کہ شیطان نے اس شخص کی نماز کا خشوع اچک لیا۔

۵۳۸۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هُلْكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر کرنے سے بچو' بلاشبہ نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر کرنا موت ہے۔ پس اگر ضروری ہو تو نفل میں، فرض میں نہیں (باوجود مکروہ ہونے کے نفل میں کسی حد تک قابلِ برداشت ہے)'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۳۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْحَظُ فِي الصَّلٰوةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا وَّلَا يُلْوِيْ عُنُقَهٗ خَلْفَ ظَهْرِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ چشم (آنکھ کے کنارہ) سے نماز میں دائیں اور بائیں دیکھتے اور اپنی گردن مبارک اپنی پشت کے پیچھے نہیں گھماتے تھے۔'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب فی قتل الاسودین فی الصلوٰۃ

باب: نماز میں سانپ اور بچھو مارنا

۵۴۰۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اسودین کو نماز میں (بھی) مارو' سانپ اور بچھو۔'' یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

نماز میں سانپ بچھو مارنا جائز ہے، ایک ضرب سے مرے یا زیادہ سے نیز خوف ہو یا نہ ہو یہی اظہر ہے (مبسوط) یہی امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے، کیونکہ حضرت ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے۔ اقتلوا الاسودین فی الصلوٰۃ الحیۃ والعقرب اور مارنا اس لیے جائز ہے کہ اس سے دل کی مشغولیت دور ہوتی ہے تو یہ گزرنے والے کو دفع کرنے کے مشابہ ہو گیا۔

باب فی النھی عن السدل

باب: نماز میں سدل کی ممانعت

سدل کا معنی یہ ہے کہ چادر یا رومال کے وسط کو سر یا کندھے پر ڈال کر دونوں کنارے لٹکا دینا جمہور علماء کے نزدیک یہ نماز میں مکروہ ہے امام شافعی کے نزدیک مطلقاً صلوٰۃ یا خارج صلوٰۃ دونوں میں مکروہ ہے۔ امام احمد کے نزدیک کراہت اس وقت ہے جب نمازی کے بدن پر صرف ایک کپڑا ہوا گر کوئی شخص قمیص پر سدل کرے تو کوئی حرج نہیں سدل کی ممانعت اس لیے ہے کیونکہ یہود کا شیوہ ہے۔

۵۴۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ السَّدْلِ فِی الصَّلٰوةِ وَاَنْ یُّغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل سے اور آدمی کو نماز میں اپنا منہ ڈھانپنے سے منع فرمایا ہے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

اَنْ یُّغَطِّیَ الرَّجُلُ فَاهُ: نماز کی حالت میں منہ ڈھانکنا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ قرأت اور اذکار سے مانع ہے نیز اس میں تشبہ بالمجوس ہے مجوس آتش پرستی کے وقت اپنے منہ کو کپڑے سے لپیٹ لیتے تھے لہٰذا سردی کے زمانہ میں کمبل یا چادر اوڑھتے وقت اپنے منہ کو نہ لپیٹے اس طرح سر کے رومال یا پگڑی سے بھی نہ کرے اس کا خیال رکھنا چاہیے۔

باب من یصلی ورأسه معقوص

باب: جو شخص نماز پڑھے اور اس کا سر گوندھا ہوا ہو

عقص کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے بالوں کو بجائے ارسال کے سر کے پیچھے ان کا جوڑا باندھ لے جس طرح عورتیں باندھ لیا کرتی ہیں۔ یہ علماء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے امام مالک کے نزدیک کراہت اس صورت میں ہے جبکہ عقص نماز سے پہلے نماز ہی کی نیت سے کرے اگر پہلے سے ہو تب کوئی مضائقہ نہیں لیکن یہ کراہت مردوں کے حق میں ہے عورتوں کے حق میں نہیں اس لیے ان کے بال واجب الستر ہیں اور مردوں کے حق میں کراہت اس لیے ہے کہ اس صورت میں بالوں کو سجود سے محروم رکھنا ہے۔

۵۴۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَّلَا اَكُفَّ شَعْرًا وَّلَا ثَوْبًا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں، بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۵۴۳۔ وَعَنْ كُرَیْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ یُصَلِّیْ وَرَأْسُهٗ مَعْقُوْصٌ مِّنْ وَّرَائِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ یُحِلُّهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَالَكَ وَلِرَأْسِیْ

فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا مَثَلُ ھٰذَا مَثَلُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ وَھُوَ مَکْتُوْفٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کریب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں (ابن عباسؓ) نے عبداللہ بن الحارث کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ ان کے سر کے بال پیچھے کی طرف گوندے ہوئے تھے (یعنی سر کے بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا) تو ابن عباس رضی اللہ عنہ اُٹھے اور بالوں کو کھولنا شروع کر دیا' جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا' آپ میرے بالوں کے ساتھ کیا کر رہے تھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو نماز پڑھتا ہے اور اس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

وَھُوَ مَکْتُوْفٌ: وہ شخص کہ جس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ دیئے گئے ہوں جو شخص اس حالت میں نماز پڑھے گا تو ظاہر ہے اس کے یدین سجدہ نہیں کر سکیں گے ایسے ہی جو شخص بالوں کا جوڑا بنا کر نماز پڑھے گا اس کے بال بھی سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ تشبیہ اسی لحاظ سے ہے۔

باب التسبیح والتصفیق

باب: تسبیح کہنا اور تالی بجانا (ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا)

۵۴۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تسبیح مردوں کے لیے ہے اور تصفیق (ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مارنا) عورتوں کے لیے ہے۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔ مسلم اور دیگر محدثین نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں ''نماز کے اندر''

قولہ التَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ: تصفیق یعنی تالی بجانا یعنی اگر امام کو نماز میں سہو پیش آئے تو اگر پیچھے مرد ہے تو سبحان اللہ کے ذریعہ امام کو تنبیہ کرے اگر مقتدی عورت ہے تو وہ تالی بجائے جمہور علماء ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اس میں امام مالک کا اختلاف مشہور ہے وہ فرماتے ہیں لقمہ دینے والا مرد یا عورت دونوں کے لیے تسبیح مشروع ہے وہ کہتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تسبیح مردانہ فعل ہے۔ **تصفیق** زنانہ فعل ہے **ای التصفیق خارج الصلوۃ من شان النساء** یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نکیر اور مذمت کے طور پر فرما رہے ہیں لیکن مالکیہ کی یہ تاویل درست نہیں ابوداؤد کی حدیث میں **فلیصفح النساء** کے لفظ ہیں یہ امر کا صیغہ ہے اس میں مالکیہ کی تاویل نہیں چل سکتی۔ **تصفیق** کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے اور دوسرا قول یہ ہے کہ **احد الکفین** کی پشت کو بطن اخری پر مارے اور وہ **تصفیق** جو مذموم ہے وہ یہ ہے کہ **احد الکفین** کے بطن کو بطن اخری پر مارا جائے جس کی وجہ سے آواز زور سے پیدا ہوتی ہے یہ لہو ولعب کے قبیل سے ہے۔

۵۴۵۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّآ اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَآ اَمَرَهُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذَا اَمَرْتُكَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ مَنْ نَّابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهَا فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے پاس ان کے درمیان صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے' نماز کا وقت قریب ہو گیا تو مؤذن نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا' کیا تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ گے کہ میں اقامت کہوں' انہوں نے کہا ہاں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی' لوگ ابھی نماز میں ہی تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' آپ راستہ بناتے ہوئے پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے' لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے (خشوع وخضوع سے نماز ادا کرتے تھے) جب لوگ زیادہ تالیاں بجانے لگے' وہ متوجہ ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکریہ ادا کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹے' یہاں تک کہ صف کے برابر ہو گئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے تشریف فرما کر نماز پڑھائی' پھر آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا ''اے ابوبکر! آپ کو کس چیز نے (وہاں) ٹھہرا رہنے سے روکا جب کہ میں آپ سے کہہ چکا تھا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' ابن ابی قحافہ کی مجال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھائے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسرے صحابہ سے) فرمایا ''کیا بات ہے کہ میں نے تمہیں بہت زیادہ تالیاں بجاتے ہوئے دیکھا' جسے نماز میں کوئی چیز پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے' بے شک جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو امام اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور بلاشبہ تالی بجانا تو عورتوں کے لیے ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب النھی عن الکلام فی الصلوٰۃ

باب: نماز میں باتیں کرنے کی ممانعت

مسئلہ: احناف کے نزدیک نماز میں کلام کرنا مطلقاً منع ہے اور مبطل نماز ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر عمداً ہو یا نسیاناً اور خواہ مصلحت نماز کے لیے ہو۔ امام احمد کا راجح قول بھی یہی ہے مالکیہ کا مختار قول بھی یہی ہے امام بخاری کا میلان بھی اسی طرف ہے امام شافعی کے نزدیک قلیل نسیانا مبطل نہیں۔ امام مالک کے ہاں قلیل عمداً مصلحت نماز کے لیے مبطل نہیں امام احمد کی ایک روایت امام شافعی کے مطابق ہے اور ایک روایت امام مالک کے مطابق ہے بہر حال اس پر سب کا اجماع ہے بدون مصلحت نماز عمداً کلام مبطل نماز ہے۔

دلائل احناف: احادیث باب نمبر ۵۴۶ تا نمبر ۵۴۹۔ **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** آئندہ باب کی حدیث ابی ہریرۃ جو حدیث ذوالیدین کے نام سے مشہور ہے امام شافعی اس حدیث کو کلام ناسی پر محمول کرتے ہیں اور امام مالک لاصلاح الصلوٰۃ پر محمول کرتے ہیں۔ **جواب:** (۱) مذکورہ آیت (قوموا لِلّٰہ قانتین) اور احادیث مذکورہ سے منسوخ ہے۔ **جواب:** (۲) اس واقعہ میں ایسے امور پیش آئے جن کا کوئی امام بھی قائل نہیں مثلاً چلنا' مسجد سے باہر نکلنا' جلد باز لوگوں کا کہنا قصرت الصلوٰۃ' قبلہ سے منحرف ہونا وغیرہ یہ سب امور بالاتفاق مبطل صلوٰۃ ہیں اور منع ہیں اور نہ یہ کلام نسیان میں داخل ہیں نہ اصلاح صلوٰۃ میں۔ **جواب:** (۳) محدث نیموی فرماتے ہیں یہ حدیث اگرچہ صحیحین کی ہے مگر کئی وجوہ سے مضطرب ہے مثلاً وقت میں اضطراب ہے ظہر کا قصہ ہے یا عصر کا رکعات کی تعداد میں اختلاف ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت کے بعد سہواً سلام پھیرا یا تین کے بعد۔ موقف میں اختلاف ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد کہاں کھڑے ہوئے ایک روایت میں مسجد میں ایک ستون لکڑی کا تھا اس کے ساتھ غصہ کی حالت میں کھڑے ہوئے بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ میں تشریف لے گئے وغیرہ۔ ذالک جواب (۴) محرم مبیح سے راجح ہے۔

۵۴۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ اِلٰى جَنْبِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَنُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نماز میں باتیں کرتے تھے' آدمی اپنے ساتھی سے جو اس کے پہلو میں کھڑا ہوتا باتیں کرتا تھا' یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی'' اور کھڑے ہو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ تو ہمیں خاموشی کا حکم دے دیا گیا۔'' یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔ مسلم اور ابوداؤد نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں'' اور ہمیں کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔''

۵۴۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيۡكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيۡنَا فَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغۡلاً۔ رَوَاهُ الشَّيۡخَانِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتے تھے اور آپ نماز میں ہوتے آپ ہمیں جواب دیتے، جب ہم نجاشی کی طرف ہو کر واپس لوٹے تو ہم نے آپ کو سلام کیا آپ نے ہمیں جواب نہیں دیا (نماز کے بعد) ہم نے عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر! ہم نماز میں آپ کو سلام کہتے تھے، تو آپ ہمیں جواب دیتے تھے، آپ نے فرمایا ''بلاشبہ نماز میں مصروفیت ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۵۴۸۔ وَعَنۡهُ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قَبۡلَ اَنۡ تَاۡتِيَ اَرۡضَ حَبۡشَةَ فَيَرُدُّ عَلَيۡنَا فَلَمَّا رَجَعۡنَا سَلَّمۡتُ عَلَيۡهِ وَهُوَ يُصَلِّيۡ فَلَمۡ يَرُدَّ عَلَيَّ فَاَخَذَنِيۡ مَا قَرُبَ وَمَا بَعُدَ فَجَلَسۡتُ حَتّٰى قَضٰى رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ فَقُلۡتُ لَهٗ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ قَدۡ سَلَّمۡتُ عَلَيۡكَ وَاَنۡتَ تُصَلِّيۡ فَلَمۡ تَرُدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ يُحۡدِثُ مِنۡ اَمۡرِهٖ مَا يَشَآءُ وَاِنَّ مِمَّا اَحۡدَثَ لَا تُكَلِّمُوۡا فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ الۡحُمَيۡدِيُّ فِيۡ مُسۡنَدِهٖ وَاَبُوۡ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَاٰخَرُوۡنَ وَاِسۡنَادُهٗ صَحِيۡحٌ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حبشہ سے آنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کہتے، آپ ہمیں جواب دیتے، ہم واپس لوٹے، تو میں نے آپ کو سلام کہا، جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے مجھے جواب نہیں دیا، تو مجھے قریب اور دور کی فکروں نے آ گھیرا (یعنی خدا جانے آپ میری کس بات سے ناراض ہو گئے ہیں کہ آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا) میں بیٹھا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمالی۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے آپ کو سلام کہا جب کہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے، آپ نے مجھے جواب نہیں دیا، آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے معاملہ میں جو چاہتے ہیں نئے احکام (نازل) فرماتے ہیں اور ان احکام میں سے جو اللہ تعالیٰ نے نئے (نازل) فرماتے ہیں یہ ہے کہ تم نماز میں باتیں نہ کرو۔'' یہ حدیث حمیدی نے اپنی مسند میں ابوداؤد، نسائی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۴۹۔ وَعَنۡ مُّعَاوِيَةَ بۡنِ الۡحَكَمِ السُّلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ بَيۡنَا اَنَا اُصَلِّيۡ مَعَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِذۡ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الۡقَوۡمِ فَقُلۡتُ يَرۡحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الۡقَوۡمُ بِاَبۡصَارِهِمۡ فَقُلۡتُ وَاثُكۡلَ اُمِّيَاهُ مَاشَانُكُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوۡا يَضۡرِبُوۡنَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ عَلٰى اَفۡخَاذِهِمۡ فَلَمَّا رَاَيۡتُهُمۡ يُصَمِّتُوۡنَنِيۡ لٰكِنِّيۡ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَبِاَبِيۡ هُوَ وَاُمِّيۡ مَا رَاَيۡتُ مُعَلِّمًا قَبۡلَهٗ وَلَا بَعۡدَهٗ اَحۡسَنَ تَعۡلِيۡمًا مِّنۡهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيۡ وَلَا ضَرَبَنِيۡ وَلَا شَتَمَنِيۡ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصۡلُحُ فِيۡهَا شَيۡءٌ مِّنۡ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسۡبِيۡحُ وَالتَّكۡبِيۡرُ وَقِرَاءَةُ الۡقُرۡاٰنِ اَوۡ كَمَا قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قُلۡتُ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنِّيۡ حَدِيۡثُ عَهۡدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدۡ جَآءَ اللّٰهُ بِالۡاِسۡلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالاً يَّاۡتُوۡنَ الۡكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاۡتِهِمۡ قَالَ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوۡنَ قَالَ ذَاكَ

شَيْئٌ يَجِدُوْنَهُ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطُّهُ فَذَاكَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

معاویہ بن الحکم اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا' اس وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کر رہا تھا' لوگوں میں سے ایک آدمی نے نماز میں چھینک ماری' میں نے کہا یرحمک اللہ تو لوگوں نے مجھے اپنی نظروں سے گھورنا شروع کر دیا' میں نے کہا ''تمہیں تمہاری مائیں گم پائیں' تمہیں کیا ہے کہ تم مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو' پس وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے' جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کر رہے ہیں لیکن (باوجود نہ چاہنے کے) میں خاموش ہو گیا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے آپ سے پہلے اور بعد میں بھی کوئی استاد ایسا نہیں دیکھا جو (تربیت و تعلیم دینے میں) آپ سے اچھا ہو' خدا کی قسم! آپ نے نہ مجھے ڈانٹا نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا' آپ نے فرمایا: بلاشبہ یہ نماز لوگوں کی گفتگو کی گنجائش نہیں رکھتی' یہ تو تسبیح' تکبیر اور قرآن پاک کی قراءۃ ہے۔'' یا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میرا ابھی جاہلیت کے ساتھ نیا زمانہ ہے (یعنی میں ابھی تھوڑی دیر ہوئی مسلمان ہوا ہوں) ہم میں کچھ لوگ غیب کی خبریں بتانے والوں کے پاس جاتے ہیں' آپ نے فرمایا ''تم ان کے پاس مت جاؤ (حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے) کہا ہم میں کچھ لوگ شگون لیتے ہیں' آپ نے فرمایا' یہ ایک وسوسہ ہے جسے لوگ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ پس یہ وسوسہ ان کے لیے ہرگز رکاوٹ نہ بنے۔ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے) کہا' میں نے عرض کیا ہم میں کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''انبیاء کرام (علیہم السلام) میں سے ایک نبی بھی لکیر کھینچتے تھے جس کی لکیر ان کے موافق ہو گئی تو وہ درست ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ: یہاں شرط کی جزا محذوف ہے اور اس جزاء محذوف ہی پر یہ استدراک جس کو لکنی سے بیان کر رہے ہیں مرتب ہے وہ جزا محذوف غضبت ہے یعنی جب میں نے انہیں دیکھا کہ خاموش کرنا چاہ رہے ہیں تو مجھے بڑا غصہ آیا اس لیے کہ ایک تو وہ گھور رہے ہیں اور مجھ پر زیادتی کر رہے ہیں دوسرا میرے اظہار پر افسوس پر مجھے خاموش بھی کرانا چاہ رہے ہیں لیکن میں خاموش ہو گیا اپنے غصہ کے مقتضیٰ پر عمل نہیں کیا۔

قوله مِنَّا رِجَالٌ يَّخُطُّوْنَ: اس خط سے مراد علم رمل ہے کیونکہ اس کے اندر زمین پر کچھ نشان اور خط کھینچے جاتے ہیں یہ ایک مشہور و معروف علم ہے اس پر مستقل تصانیف بھی لکھی گئی ہیں۔ اصطلاحات وغیرہ بھی ہیں۔ اس کے ذریعہ مخفی امور کا استخراج کرتے ہیں بسا اوقات وہ بات درست نکلتی ہے اس علم رمل کی تعلیم و تعلم بتصریح علماء حرام ہے مگر چونکہ بعض انبیاء کے پاس یہ علم تھا جیسا کہ اس حدیث میں ہے بعض نے کہا وہ حضرت ادریس علیہ السلام یا دانیال علیہ السلام تھے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی رعایت میں اس کا ابطال نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا جس کا علم رمل میں اس نبی کے علم رمل کے مطابق ہو بس وہی معتبر ہے ورنہ نہیں اور ظاہر ہے یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی کہ کسی کا علم رمل ان کے علم رمل کے مطابق ہے اور کسی کا نہیں اس لیے خلاصہ منع ہی نکلا۔

باب ما استدل به علی ان کلام الساھی و کلام من ظن التمام لا یبطل الصلوٰۃ

باب: ان احادیث میں جن سے استدلال کیا گیا ہے کہ بھول کر کلام کرنا اور ایسے شخص کا کلام کرنا جو یہ خیال کرے کہ نماز پوری ہو چکی ہے، نماز کو باطل نہیں کرتا

۵۵۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَلٰكِنْ نَّسِیْتُ اَنَا صَلّٰی بِنَا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَیْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَیْمَنَ عَلٰی ظَهْرِ كَفِّهِ الْیُسْرٰی وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَا اَنْ یُّكَلِّمَاهُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ یَدَیْهِ طُوْلٌ یُّقَالُ لَهٗ ذُوالْیَدَیْنِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا یَقُوْلُ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَیَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پچھلے پہر دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی۔ ابن سیرین نے کہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن مجھے بھول گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیر دیا' پھر آپ نے مسجد میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس کھڑے ہو کر اس پر ٹیک لگا دی' گویا آپ ناراض تھے' آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنی انگلیاں ایک دوسرے پر ڈالیں اور اپنے دائیں رُخسار مبارک کو اپنی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جلدی جانے والے مسجد کے دروازوں سے نکلے تو کچھ لوگوں نے کہا' نماز کم کر دی گئی ہے اور لوگوں میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم موجود تھے اور یہ دونوں آپ سے بات کرنے سے گھبرائے اور انہیں لوگوں میں ایک شخص جس کے ہاتھ قدرے لمبے تھے اور اُسے ذوالیدین کہا جاتا تھا' اس نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کر دی گئی ہے' آپ نے فرمایا ''میں بھولا نہیں اور نہ ہی نماز کم کی گئی ہے''. پھر آپ نے دوسرے لوگوں سے فرمایا' کیا بات ایسے ہی ہے جیسے ذوالیدین کہہ رہا ہے' لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! اس پر آپ آگے بڑھے اور جس قدر نماز چھوٹ گئی تھی وہ پڑھائی' سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر اپنے سجدوں کی مانند یا ان سے لمبا سجدہ کیا' پھر آپ نے سر مبارک اُٹھایا اور تکبیر کہی' پھر آپ نے تکبیر کہہ کر اپنے سجدوں کی مانند یا ان سے لمبا سجدہ کیا' پھر آپ نے سر مبارک

اُٹھایا اور تکبیر کہی' بسا اوقات لوگ ابن سیرینؒ سے پوچھتے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ابن سیرینؒ کہتے مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر آپ نے سلام پھیرا۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب ما استدل به على جواز رد السلام بالاشارة في الصلوٰة

باب: جن روایات سے نماز میں اشارہ سے سلام کا جواب دینے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۵۱۔ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى بَعِيْرِهٖ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِيْ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهٖ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِيْ هٰكَذَا وَاَوْمَأَ زُهَيْرٌ اَيْضاً بِيَدِهٖ نَحْوَ الْاَرْضِ وَاَنَا اَسْمَعُهٗ يَقْرَأُ يُوْمِئُ بِرَاْسِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِيْ اَرْسَلْتُكَ لَهٗ فَاِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اُكَلِّمَكَ اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ابوالزبیر سے روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا جب کہ آپ بنوالمصطلق کی طرف جانے والے تھے' جب میں آپ کے پاس آیا تو آپ اپنے اونٹ پر نماز ادا فرما رہے تھے' میں نے آپ سے گفتگو کی' آپ نے مجھے اپنے ہاتھ مبارک سے اس طرح اشارہ فرمایا' زبیر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا' پھر میں نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے مجھے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور زبیر نے اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا اور میں آپ کو قراءۃ کرتے ہوئے سن رہا تھا' آپ اپنے سر سے اشارہ فرما رہے تھے' جب آپ فارغ ہوئے' آپ نے فرمایا' تم نے اس کام کے بارے میں کیا کیا جس کے بارے میں میں نے تمہیں بھیجا تھا' بلاشبہ مجھے تمہارے ساتھ گفتگو کرتے سے اور کسی چیز نے نہیں روکا مگر میں نماز پڑھ رہا تھا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۵۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے' جب کہ لوگ آپ کو سلام کرتے اور آپ نماز ادا فرما رہے ہوتے تھے' انہوں نے کہا' آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۵۳۔ وَعَنْهُ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ اِشَارَةً وَقَالَ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اِشَارَةً بِاِصْبَعِهٖ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا' جب کہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے' میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے اشارہ سے جواب دیا (حضرت صہیبؓ نے) کہا' میرے علم

میں یہی ہے کہ آپ نے اپنی انگلی مبارک سے اشارہ فرمایا۔ یہ حدیث اصحابہ ثلاثہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

۵۵۴۔ وَعَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّهُوَ مَسْجِدُ قُبَا لِيُصَلِّيَ فِيْهِ فَدَخَلَ مَعَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَدَخَلَ مَعَهُمْ صُهَيْبٌ فَسَأَلْتُهٗ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ۔ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرِكِ وَقَالَ عَلٰى شَرْطِهِمَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کی مسجد جو کہ قبا ہے میں داخل ہوئے تا کہ اس میں نماز ادا فرمائیں۔ آپ کے ساتھ انصار کے کچھ لوگ بھی داخل ہوئے جو کہ آپ کو سلام کرتے تھے' ان کے ساتھ صہیب رضی اللہ عنہ بھی داخل ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب کہ لوگ آپ کو سلام کہتے اور آپ نماز میں ہوتے؟ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے تھے۔ یہ حدیث حاکم نے مستدرک میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔

۵۵۵۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيْرُ فِي الصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اشارہ فرماتے تھے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ: اس میں کلام ہے کہ اشارہ بالید سے سلام کا جواب مفسد صلوٰۃ ہے یا نہیں تو یہ بالاجماع مفسد نہیں، البتہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے شوافع کے نزدیک کوئی کراہت نہیں باب ھذا کی پانچوں روایات شوافع کے دلائل ہیں حنفیہ کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں۔

باب ما استدل به على نسخ رد السلام بالاشارة في الصلوٰة

باب: جن روایات سے نماز میں اشارہ سے سلام کا جواب دینے کے منسوخ ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۵۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيَّ فَلَمَّا رَجَعْنَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغُلًا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہتا' جب کہ آپ نماز میں ہوتے آپ مجھے جواب دیتے' جب ہم (حبشہ سے) لوٹے' میں نے آپ کو سلام کیا' آپ نے مجھے جواب نہیں دیا اور آپ نے (نماز کے بعد) فرمایا: ''بلاشبہ نماز میں مصروفیت ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں سلام کا جواب اس وقت دیا کرتے تھے

جب نماز میں بات چیت ممنوع نہیں تھی۔ جب کلام فی الصلوٰۃ ممنوع ہوگیا تو سلام کا جواب بھی سلام اور اشارہ سے منسوخ ہوگیا گویا شارہ بھی کلام ہی کی ایک نوع ہے جیسا کہ حدیث جابر کے الفاظ ہیں انه لم یمنعنی ان ارد علیك الا انی کنت اصلی سے بھی یہی بات ثابت ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارہ پر قادر تھے۔

قوله فَلَمَّا رَجَعْنَا : حضرت عبداللہ ابن مسعود اصحاب الہجرتین میں سے ہیں یعنی پہلی ہجرت الی الحبشه پھر ہجرت الی المدینہ نیز یہ بھی مشہور ہے کہ جن صحابہ نے ہجرت الی الحبشہ فرمائی تھی وہ اس غلط اطلاع پر کہ کفار مکہ اسلام لے آئے۔ حبشہ سے مکہ لوٹ آئے تھے جب یہاں آکر دیکھا کہ ایسا نہیں ہے خبر غلط ہے پھر دوبارہ لوٹ کر حبشہ چلے گئے اس کے بعد ان حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت الی المدینہ کے بعد حبشہ سے ہجرت الی المدینہ کی تو گویا حبشہ سے دو دفعہ رجوع ہوا رجوع اول مکہ کی طرف، رجوع ثانی مدینہ کی طرف، اس حدیث میں کونسا رجوع مراد ہے۔ شراح احناف کے نزدیک رجوع الی المدینہ مراد ہے۔ شراح شافعیہ وغیرہ کے نزدیک رجوع الی مکہ مراد ہے دراصل یہ اختلاف ایک دوسرے اختلاف پر متفرع ہے وہ یہ کہ نسخ کلام فی الصلوٰۃ مکہ میں ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت الی المدینہ کے بعد مدینہ کے قیام میں ہوا۔ شافعیہ اول کے قائل ہیں۔ حنفیہ دوسرے کے قائل ہیں۔

۵۵۷۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيْكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا ''کیا ہے کہ میں تمہیں نماز میں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُم ہیں، نماز میں سکون پکڑو'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ : اس حدیث میں تسکین اطراف اور اشارہ کی ممانعت کا حکم ہے خیل شمس کے معنی بے چینی سے دم ہلانے والے گھوڑے، اکثر محدثین تو یہی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نکیر مالی اراکم رافعی ایدیکم کانها اذناب خیل شمس اس رفع عند السلام پر ہے اور علماء احناف یہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نکیر دونوں پر ہے رفع عند السلام پر بھی اور رفع فی اثناء الصلوٰۃ عند الرکوع وغیرہ پر بھی یہ بات قابل غور ہے کہ بار بار نماز کے درمیان کھڑے ہوتے ہوئے اور جھکتے ہوئے رفع یدین کرنا یہ خیل شمس کے فعل کے مشابہ نہ ہو اور سلام کے وقت میں بیٹھے بیٹھے صرف ہاتھ کا اشارہ وہ خیل شمس کے فعل کے مشابہ ہو جائے حالانکہ خیل تو ہمیشہ کھڑے کھڑے ہی دم ہلاتا ہے بلکہ مشہور تو یہ ہے کہ گھوڑا بیٹھتا ہی نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ قاعدہ یہ ہے کہ العبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص السبب پس اگر مان لیا جائے کہ اس حدیث کا تعلق رفع عند السلام سے ہے تب بھی سکون کا حکم عام ہے اور اس پر یہ نہ کہا جائے پھر تو رفع یدین عند التحریمہ بھی نہ ہونا چاہیے اس لیے کہ صرف ایک مرتبہ کی حرکت پر تشبیہ مذکور صادق نہیں آتی مطلق حرکت سے منع مقصود نہیں صرف ایک بار رفع یدین جو کہ فعل تعظیمی ہے اس کے نظائر موجود ہیں مثلاً عند رویۃ البیت وغیرہ وہاں بھی بار بار رفع یدین نہیں ہوتا باقی رہا مسئلہ صلوٰۃ العید تو وہ حکمتوں اور مصالح پر مبنی ہے اور نہ وہاں اختلاف روایات ہے۔

باب الفتح علی الامام

باب: امام کولقمہ دینا

مسئلہ: فتح الامام عندالجمہور جائز ہے بلکہ مستحب ہے عندالضرورۃ، پھر آگے تفصیل میں اختلاف ہے: چنانچہ ایک قول یہ ہے اگر امام قرأت کی مقدار مفروض پڑھ چکا ہو پھر امام کو لقمہ نہ دے نیز لقمہ دینے کا حق اس صورت میں ہے جبکہ امام قرأت سے رکا رہے اور اگر دوسری آیت کی طرف منتقل ہو جائے تب لقمہ نہ دے اگر دے گا تو لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کی بھی اگر وہ لقمہ لے لے یہ گفتگو اس لقمہ میں ہے جو اپنے امام کے لیے ہوا اور اگر کوئی نمازی اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دے خواہ وہ شخص مصلی ہو یا غیر مصلی تو اس صورت میں حنفیہ مالکیہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور حنابلہ کے نزدیک مکروہ۔

۵۵۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً فَقَرَأَ فِيْهَا فَلَبِسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِاُبَيٍّ اَصَلَّيْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَزَادَ اَنْ تَفْتَحَ عَلَيَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی، اس میں قراءۃ کی تو آپ کو متشابہ لگ گیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''تمہیں کس نے روکا؟'' یہ حدیث ابوداؤد اور طبرانی نے نقل کی ہے اور طبرانی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں'' (تمہیں کس نے روکا کہ) تم مجھے لقمہ دیتے۔'' اور اس کی اسناد حسن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اندر بعض آیات سہو ارہ گئیں اور حضرت ابی بن کعب نے نماز کے بعد عرض کیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے نماز ہی میں وہ آیات کیوں یاد نہ دلائیں۔

باب فی الحدث فی الصلوٰۃ

باب: نماز میں بے وضو ہونا

۵۵۹۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدْ صَلٰوتَهٗ۔ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْقَطَّانِ۔

حضرت علی بن طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی جب نماز میں پھسکی لگائے (جب ہوا خارج کرے) تو وہ لوٹ کر وضو کرے اور اپنی نماز لوٹائے۔'' یہ حدیث اصحاب ثلاثہ نے نقل کی ہے۔ ترمذی نے اسے حسن اور ابن قطان نے ضعیف قرار دیا ہے۔

۵۶۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصَابَهٗ قَيْئٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلَسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لْيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص کو قے' نکسیر' اُلٹی یا مذی لاحق ہو جائے تو وہ لوٹ کر وضو کرے' پھر اپنی پہلی نماز پر بنا کرے' جب کہ وہ اس دوران کلام نہ کرے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے' زیلعی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔

ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ : مسئلۃ البناء یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو نماز میں حدث لاحق ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے اور جہاں تک نماز ہو چکی تھی وہیں سے شروع کر کے پوری کرے اور اگر یہ امام ہو تو کسی کو اپنا خلیفہ بنا دے اور خلیفہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کچھ جھکا ہوا ہاتھ سے اس طرح ناک دبائے ہوئے پیچھے ہٹ جائے کہ دیکھنے والوں کو نکسیر پھوٹنے کا خیال ہو اور اپنے متصل اگلی صف سے اپنے خلیفہ کو آگے بڑھائے مگر کلام نہ کرے بلکہ اشارہ سے' امام شافعی کے نزدیک بناء علی الصلوٰۃ جائز نہیں لہٰذا حدث کے پیش آ جانے کی صورت میں از سر نو نماز پڑھے۔ حنفیہ کے نزدیک بناء علی الصلوٰۃ جائز ہے حنفیہ کے دلائل باب ہذا کی پہلی روایت علی بن طلق کے علاوہ تمام احادیث حنفیہ کا متدل ہیں۔ باب ہذا کی پہلی روایت شوافع کی دلیل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ابن القطان کہتے ہیں علی بن طلق کی حدیث صحت کو نہیں پہنچی کیونکہ اس کا راوی مسلم ابن سلام مجہول الحال ہے (غایۃ السعایہ) اور اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس میں بناء علی الصلوٰۃ سے ممانعت نہیں ہے جو دوسری احادیث صحیحہ اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اس کے تو احناف بھی قائل ہیں کہ از سر نو نماز پڑھنا افضل ہے۔

۵۶۱۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا رَعُفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں نکسیر پھوٹتی' تو وہ جا کر وضو کرتے پھر لوٹ کر (اسی نماز پر) بنا کرتے اور کلام نہیں کرتے تھے۔ یہ حدیث مالکؒ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۶۲۔ وَعَنْهُ قَالَ إِذَا رَعُفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ أَوْ وَجَدَ مَذْيًا فَإِنَّهٗ يَنْصَرِفُ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ عَلٰى مَا مَضٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب آدمی کو نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے یا قے غالب آ جائے یا وہ مذی پائے تو وہ جا کر وضو کرے' پھر لوٹ کر بقایا نماز اسی پر (بنا کر کے) پوری کرے' جب اس نے کلام نہ کیا ہو'' یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۶۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهٖ فِي بَطْنِهٖ ذَرًّا أَوْ قَيْئًا أَوْ رُعَافًا فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهٖ مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' تم میں سے جب کوئی اپنی نماز کے دوران' اپنے پیٹ میں ہوا محسوس کرے' قے یا نکسیر پائے تو لوٹ کر وضو کرے' پھر اپنی نماز پر بنا کرے' جب تک اس نے کلام نہیں کیا۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۵۶۴۔ وَعَنْهُ قَالَ اِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ اَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّ صَلٰوتُهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب کوئی شخص تشہد کی مقدار بیٹھ گیا' پھر وہ بے وضو ہو گیا تو اس کی نماز پوری ہو گئی۔'' یہ حدیث بیہقی نے سنن میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان میں سے آخری رکن قعدہ قدر التشہد ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ سلام فرض نہیں تو یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے۔

باب فی الحقن

باب: نماز میں پیشاب، پاخانہ روکنے کے بارے میں

حاقن پیشاب روکنے والے کو کہتے ہیں حاقب پاخانہ روکنے والے کو کہتے ہیں حاذق دونوں حاجات روکنے والے کو کہا جاتا ہے۔

۵۶۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا وَهُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' کھانے کی موجودگی میں (جب کہ بھوک خوب ہو) نماز نہیں اور نہ جب کہ دو خبیث چیزیں (بول و براز) اُسے پریشان کر رہی ہوں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ: جمہور کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے طعام سے مراد وہ کھانا ہے جو انسان کے کھانے کی خاطر آیا ہو اس کی اس طرف رغبت و خواہش و ضرورت ہو اس کے ساتھ ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ وقت میں ابھی گنجائش ہو کہ کھانا کھا کر نماز وقت کے اندر بخوبی پڑھ سکے اگر وقت تنگ ہو تو نماز کی تاخیر جائز نہ ہو گی ابن جوزی کا قول ہے یہ حق العبد کو حق اللہ پر مقدم کرنا نہیں ہے۔ جیسا کہ بظاہر نظر آتا ہے بلکہ اللہ کے حق کو بچانے کی خاطر ہے تاکہ بندہ صحیح معنوں میں نماز میں مشغول ہو سکے اس کا دل خشوع و خضوع کے ساتھ معبود کی طرف جھک سکے۔

۵۶۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّذْهَبَ اِلَى الْخَلَاءِ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيَبْدَاْ بِالْخَلَاءِ۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''تم میں سے جب کوئی بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ کرے اور جماعت کھڑی ہو جائے تو وہ پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے۔'' یہ حدیث اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ: یہ مسئلہ ائمہ کرام میں متفق علیہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں نماز میں دل نہیں لگتا اور خشوع وخضوع جو عبادت کا مغز ہے حاصل نہیں ہوسکتا۔

۵۶۷۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّفْعَلَهُنَّ لَا یَؤُمَّ رَجُلٌ قَوْمًا فَیَخُصَّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ قَعْرِ بَیْتٍ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ دَخَلَ وَلَا یُصَلِّیْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰی یَتَخَفَّفَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں کسی کے لیے بھی کرنی روا نہیں' ایسا شخص لوگوں کو امامت نہ کرائے جو انہیں چھوڑ کر صرف اپنے لیے ہی دُعا مانگے' اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے اُن سے خیانت کی ہے' اجازت لینے سے پہلے کسی گھر کے صحن میں نہ دیکھے' اگر اس نے ایسا کیا تو وہ (گویا کہ) گھر داخل ہو گیا اور نہ نماز پڑھے جب کہ وہ بول و براز روکے ہوئے ہو' یہاں تک کہ وہ ہلکا ہو جائے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

فَقَدْ خَانَهُمْ: امام جو اپنے آپ کو دعا سے مخصوص کرے گا اس سے مراد وہ امام ہے جو نماز کے بعد اندر کی دعاؤں میں مقتدیوں کو نظر انداز کرے اس کی نماز انفرادی نہیں ہوتی اور اس پر مقتدیوں کی ذمہ داری ہوتی ہے فقہاء کرام فرماتے ہیں اگر کسی ایک مقام میں جمع کا صیغہ ذکر کر دیا اور قوم کو اپنے ساتھ دعا میں شریک کر لیا پس حق ادا ہو گیا اب وہ وعید میں داخل نہیں باقی احادیث میں مفرد صیغوں والی دعاؤں کو نوافل پر محمول کریں گے تاکہ اشکال نہ رہے۔

بَابٌ فِی الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ

باب: کھانے کی موجودگی میں نماز

۵۶۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِکُمْ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا یُعَجِّلْ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْهُ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی کا رات کا کھانا لگا دیا گیا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو تم پہلے کھانا کھالو' جلدی مت کرو' یہاں تک کھانے سے فارغ ہو جاؤ۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۵۶۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ۔ اَخْرَجَهُ الشَّیْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ''جب رات کا کھانا لگا دیا گیا ہو اور نماز کھڑی کر دی جائے تو پہلے کھانا کھالو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب ما علی الامام

باب: امام پر کیا لازم ہے؟

۵۷۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے' بلاشبہ ان میں کمزور' بیمار اور بوڑھے لوگ شامل ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

صحابہ کرام جو اپنے اپنے قبیلہ یا محلہ کی مسجدوں میں نماز پڑھاتے تھے۔ اپنے عبادتی ذوق وشوق میں بہت لمبی نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے بعض بیمار، کمزور، بوڑھے اور تھکے ہارے مقتدیوں کو کبھی کبھی بڑی تکلیف پہنچ جاتی اسی غلطی کی اصلاح کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر اس بات کی ہدایت فرمائی کہ ائمہ کرام اس بات کا لحاظ رکھیں مقتدیوں میں جو معذور ہوں ان کو طول قرأت سے اذیت نہ پہنچے یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ اور ہر وقت کی نماز میں بس چھوٹی سی صورتیں پڑھی جائیں اور رکوع و سجود میں تسبیحات تین دفعہ سے زیادہ نہ پڑھی جائیں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح کی معتدل نماز پڑھاتے تھے وہی امت کے لیے اس بارے میں اصل معیار اور نمونہ ہے۔

۵۷۱۔ وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِّمَّا یُطِیْلُ بِنَا فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا' خدا کی قسم' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز سے پیچھے رہ جاتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نصیحت میں اس دن سے زیادہ غصہ میں نہیں دیکھا' پھر آپ نے فرمایا ''تم میں سے بعض لوگوں کو بھگانے والے ہیں جو بھی تم سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے بلاشبہ ان میں کمزور' بوڑھے اور ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

٥٧٢۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہلکی اور مکمل نماز کبھی بھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی' آپ جب بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو ہلکا فرما دیتے' اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ اس کی ماں آزمائش میں پڑے گی (یعنی اس کی توجہ اُدھر مبذول ہوگی۔) یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

٥٧٣۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَقُوْمُ فِي الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں' چاہتا ہوں کہ اس میں قراءۃ لمبی کروں' بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز میں اختصار کر لیتا ہوں' اس بات کو ناپسند سمجھتے ہوئے کہ اس کی ماں مشقت میں پڑے گی۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

٥٧٤۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا'' آخری عہد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے لیا' وہ یہ تھا کہ جب تو کسی قوم کو امامت کرائے تو ان کو ہلکی نماز پڑھائے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٥٧٥۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالتَّخْفِيْفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَاتِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز کو ہلکا کرنے کا حکم فرماتے اور آپ ہمیں سورۃ والصافات کے ساتھ امامت کراتے۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

حدیث کے دونوں اجزا میں بظاہر تعارض ہے کہ ایک طرف تو آپ صلی اللہ علی وآلہ وسلم ہلکی نماز پڑھانے کا حکم دیتے تھے اور دوسری طرف خود امامت کرتے وقت سورہ صافات کی قرأت فرماتے جو ایک طویل سورت ہے اس تعارض کو دفع کرنے کے لیے علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمبی لمبی سورتیں اور بہت زیادہ آیتیں بہت کم عرصہ میں پڑھ لیتے تھے جس سے لوگوں پر کوئی گرانی اور اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی تھی اور یہ خصوصیت دوسروں کو حاصل نہیں ہوسکتی اس طرح دونوں اجزاء میں کوئی تعارض نہیں رہا۔

باب على المأموم من المتابعة

باب: مقتدی پر (نماز میں امام کی) کتنی پیروی ضروری ہے

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ امام کی متابعت کی تین قسمیں ہیں (۱) امام کے فعل کے ساتھ ساتھ رہنا یعنی اس کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ تکبیر تحریمہ اس کے رکوع کے ساتھ رکوع اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ مثلاً اگر امام سے ذرا پہلے سجدہ یا رکوع میں چلا جائے اور امام اسے وہیں پالے (۲) امام کے فعل کی ابتداء کے بعد فعل کرنا مگر باقی فعل میں اس کے ساتھ شرکت کرنا (۳) امام کے فعل کے بعد فعل کرنا جیسے حدیث میں ہے کہ صحابہ کرامؓ کھڑے رہتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدے میں دیکھتے تو پھر سجدہ کرتے۔ مطلق متابعت ان تینوں صورتوں میں فرض نماز کے اندر فرائض میں فرض ہے۔

واجبات میں واجب ہے اور سنن میں سنت ہے یعنی ان ارکان میں جو سنت ہیں مقتدیوں کے لیے امام کی متابعت ضروری نہیں۔ چنانچہ اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرے تو حنفی مقتدی کو رفع یدین کرنا ضروری نہیں اسی طرح فجر کی نماز میں امام شافعی المذہب قنوت پڑھے تو حنفی مقتدیوں کے لیے قنوت پڑھنا واجب نہیں ہاں وتر میں قنوت پڑھنا واجب ہے لہٰذا شافعی المذہب امام اگر اپنے مذہب کے مطابق رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی امام کی متابعت ہی کے پیش نظر رکوع کے بعد ہی قنوت پڑھنا چاہیے سنت ہے واجب نہیں۔

۵۷۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی کیوں نہیں ڈرتا' اس بات سے کہ جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اُٹھائے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ رَأْسَ حِمَارٍ: اب یہ اپنی حقیقت پر محمول ہے یا مجاز پر اس میں دونوں قول ہیں جو لوگ مجاز پر محمول کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ کنایہ ہے بلادت وحماقت سے کیونکہ حمار حماقت میں مشہور ہے اور جو حقیقت جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حقیقت کے ماننے میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے باقی یہ اشکال کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مسخ سے محفوظ ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن روایات میں مسخ کی نفی کی گئی ہے اس سے مسخ عمومی مراد ہے اور عموم کی نفی سے فرد خاص کی نفی لازم نہیں آتی۔

۵۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَقَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهٗ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

عبداللہ بن یزید نے کہا' مجھ سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ سچے ہیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے' ہم میں سے کوئی اپنی پشت نہ جھکاتا۔ یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں نہ چلے جاتے' پھر ہم آپ کے بعد سجدہ میں گرتے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

وَهُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ : راوی کا مقصود اس سے حضرت براء کی توثیق و تعدیل نہیں **لان الصحابة کلهم عدول لايحتاجون الى التوثيق** بلکہ مقصود تقویت حدیث ہے کہ دیکھو حدیث بالکل صحیح ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے بعض دفعہ حضرت ابوہریرہ فرماتے تھے **سمعت خليلى الصادق المصدوق** ﷺ ظاہر ہے کہ یہاں راوی کا مقصود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توثیق نہیں ہے تقویت حدیث ہے۔

۵۷۸۔ **وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِىْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ اَمَامِىْ وَبَيْنَ وَمِنْ خَلْفِىْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔**

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا' ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی' جب آپ نے نماز پوری فرمائی تو اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے' آپ نے فرمایا'' اے لوگو! بلاشبہ میں تمہارا امام ہوں' پس تم رکوع و سجود اور سلام میں مجھ سے سبقت نہ کرو' بلاشبہ میں تمہیں اپنے سامنے اور پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

ابواب صلوة الوتر

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز وتر واجب ہے اور ائمہ ثلاثہ وصاحبین کے نزدیک سنت ہے۔

امام ابو حنیفہ کی دلیل نمبر (۱) حدیث باب نمبر ۵۸۳ حدیث بُریدہ۔ **دوسری دلیل:** حدیث ابی سعید خدری نمبر ۵۷۴ **ان الله زادکم صلوٰة**۔ مزید مزید علیہ کی جلس سے ہوتی ہے مزید علیہ فرض نماز ہے جو محدود ہے زیادتی محدود میں ہوتی ہے نوافل مراد نہیں کیونکہ وہ محدود نہیں پھر چونکہ دلیل ظنی ہے اس لیے وجوب ہے ورنہ فرضیت ہوتی۔

تیسری دلیل: عن ابی ایوب قال قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم الوتر حق واجب علی کل مسلم (ابوداؤد. نسائی)۔ ائمہ ثلاثہ کی دلیل: عن علی قال الوتر ليس بحتم کصلوتکم المکتوبه ولکن سن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ان الله وتر یحب الوتر فاوتروا یااهل القرآن (ترمذی، نسائی) جواب: جی ہاں فرض نماز کی مانند نہیں ہے لہٰذا اس کا منکر کافر نہیں ہے فرض نماز کا منکر کافر ہے تو اس سے فرضیت کی نفی مقصود ہے نہ کہ وجوب کی باقی سنت کے اصل معنی **الطريقه المسلوکة فی الدین** یعنی دین کے اندر رائج طریقہ پر یہ معنی فرض واجب کو بھی شامل ہے سنت کا اصطلاحی معنی بعد کے فقہاء کی اصطلاح ہے حدیث کا آخری جملہ **فاوتروا یااهل القرآن**۔ مستقل وجوب کی دلیل ہے۔ **دوسری دلیل: عن ابن عباس مرفوعا ثلث هن علی فرائض**

وھن لکم تطوع الوتر والنحر وصلوٰۃ الضحیٰ (مسند احمد) جواب: یہ ضعیف ہے اس کی سند میں ابوخباب کلبی ہے نسائی اور دارقطنی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ علامہ ذہبی کہتے ہیں ھو غریب منکر۔

باب ما استدل بہ علی وجوب الوتر

باب: جن روایات سے نماز وتر کے واجب ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۵۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۵۸۰۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبح آنے سے پہلے جلدی وتر کی نماز پڑھ لیا کرو۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۸۱۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صبح کرنے سے پہلے تم وتر پڑھ لو۔" یہ حدیث بخاری کے سوا محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۵۸۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَّذٰلِكَ اَفْضَلُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص خوف کھاتا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں (تہجد کے لیے) نہیں اُٹھ سکے گا تو اسے شروع رات میں ہی وتر پڑھ لینا چاہیے اور جو شخص رات کے آخری حصہ میں اُٹھنے کی اُمید رکھتا ہے تو اُسے رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھنا چاہیے۔ بلاشبہ رات کے آخری حصہ کی نماز فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے اور یہ بہتر ہے۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۸۳۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا" میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں' وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر واجب ہیں جس نے وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔" یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۵۸۴۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی زَادَکُمْ صَلٰوةً وَّهِیَ الْوِتْرُ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِیْ مُسْنَدِ الشَّامِیِّیْنَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی الدِّرَایَةِ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے۔" یہ حدیث طبرانی نے مسند شامیین میں نقل کی ہے۔ حافظ نے درایہ میں اسناد حسن کے ساتھ نقل کی ہے۔

۵۸۵۔ وَعَنْ اَبِیْ تَمِیْمِ نِ الْجَیْشَانِیِّ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ یَوْمَ جُمُعَةٍ فَقَالَ اِنَّ اَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ زَادَکُمْ صَلٰوةً وَّهِیَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْهَا فِیْمَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰی صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَالَ اَبُوْ تَمِیْمٍ فَاَخَذَ بِیَدِیْ اَبُوْ ذَرٍّ فَسَارَ فِی الْمَسْجِدِ اِلٰی اَبِیْ بَصْرَةَ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ اَبُوْ بَصْرَةَ اَنَا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَالطَّبَرَانِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

ابوتمیم الجیشانی سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا' ابوبصرہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ کی ہے اور وہ وتر ہے تو اُسے نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان پڑھو۔" ابوتمیم نے کہا' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں ابوبصرہ کی طرف لے گئے اور ان سے کہا' کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو عمرو نے کہا؟ ابوبصرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ یہ حدیث احمد' حاکم اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۸۶۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّامَ عَنْ وِتْرِهٖ اَوْ نَسِیَهٗ فَلْیُصَلِّهٖ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَکَرَهٗ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص اپنے وتر سے سوجائے یا بھول جائے (یعنی ادا نہ کرسکے) تو اسے چاہیے کہ جب صبح کرے یا اسے یاد آئے تو پڑھ لے۔" یہ حدیث دارقطنی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب الوتر بخمس او اكثر من ذلك

باب: وتر پانچ رکعت ہیں یا اس سے زیادہ

دراصل وتر کے سلسلے میں روایات دو قسم کی ہیں (۱) وہ روایات جن میں صلوٰۃ اللیل اور وتر دونوں کو ملا کر ذکر کیا گیا ہے۔ (۲) وہ روایات جن میں وتر کی رکعات کو راوی نے صلوٰۃ اللیل سے جدا کر کے بیان کیا ہے۔ یہ روایات مفصلہ سب ہی ہمارے موافق ہیں سوائے ایک یا دو کے یعنی اس باب کی دوسری حدیث نمبر ۵۸۸۔ اس کا جواب یہ ہے اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ پانچ رکعات مسلسل ایک سلام سے پڑھتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اب تک جو یہ ہوتا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کے ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر آرام کے لیے جلوس فرماتے کیونکہ تہجد کی رکعات لمبی لمبی ہوتی تھیں جس طرح تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھتے تھے جس کو ترویحہ کہتے ہیں پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز سے فارغ ہو جاتے اور صرف وتر کی نماز باقی رہ جاتی تو تھوڑی دیر حسب معمول آرام فرمانے کے بعد وتر کے لیے اٹھتے لیکن اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف وتر کی تین رکعات پر اکتفاء نہ فرماتے بلکہ اس کے شروع میں نفل کی مختصر دو رکعات بھی پڑھتے پھر اس کے فوراً بعد بغیر جلوس الاستراحۃ کے تین رکعات وتر پڑھتے الحاصل یہاں نفس جلوس کی نفی مراد نہیں بلکہ جلوس الاستراحة الذی یکون بین اثنا التهجد کی نفی ہے اسی طرح ایک روایت اور بھی ہے وہ بھی اپنے ظاہر سے حنفیہ کے خلاف ہے وہ اس باب کی حدیث نمبر ۵۹۰ ہے جس میں یہ الفاظ ہیں **ویصلی تسع رکعات لایجلس فیها الا فی الثامنه... ثم یقوم فیصلی التاسعة الخ** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی سلام سے کل نو رکعات پڑھیں۔ نیز ہر دو رکعات پر قعود اور تشہد نہیں کیا۔ **اس کا جواب یہ ہے** مطلق جلوس کی نفی نہیں ہے بلکہ جلوس بدون السلام کی نفی ہے آٹھویں رکعت سے قبل چھ رکعت تک ہر دو رکعت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر سلام پھیرتے رہے لیکن آخری چوتھا شفعہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکعتین پر جلوس بدون سلام فرمایا یعنی جلوس کر کے بغیر سلام کے ہی تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے پھر تیسری رکعت پوری کر کے اس پر سلام پھیرا۔ اس حدیث میں وتر کی دوسری رکعت پر ثامنہ اور تیسری رکعت پر تاسعۃ کا اطلاق مجموعہ رکعات کے اعتبار سے کیا گیا ہے اور ہماری اس بات کی دلیل کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ رکعات تک ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے رہے ابوداؤد میں باب فی صلوٰۃ اللیل کی چوبیسویں حدیث ہے جو حدثنا عبدالعزیز بن یحیٰی سے شروع ہو رہی ہے جس میں الفاظ یوں ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يصلى ثلاثة عشر ركعة بر كعتيه قبل الصبح يصلى مثنى مثنى الخ

۵۸۷۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ اَوْ قَالَ خَطِيْطَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا فرمائی' آپ تشریف لائے تو چار رکعت ادا فرمائیں' پھر آپ سو گئے' پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے تو میں آیا' آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا' آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کر دیا' آپ نے پانچ رکعت ادا فرمائیں' پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ سو گئے' یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے سنے (غطیطہ وخطیطہ کا ایک ہی معنی ہے۔ راوی کو شک ہے کہ انہوں نے کون سا لفظ کہا) پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۵۸۸۔ وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ بِخَمْسٍ وَّلَمْ يَجْلِسْ بَيْنَهُنَّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے دو دو رکعتیں ادا فرمائیں یہاں تک کہ آپ نے آٹھ رکعت ادا فرمائیں۔ پھر آپ نے پانچ رکعت وتر ادا فرمائے اور اُن کے درمیان نہیں بیٹھے۔

یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۵۸۹۔ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہشام نے بواسطہ اپنے والد بیان کیا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت ادا فرماتے' ان میں سے پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے' آپ کسی چیز میں (استراحت کے لیے) نہیں بیٹھتے تھے مگر آخر میں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۹۰۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِيْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُوْرَهٗ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ اَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا اِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُّسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا اَسَنَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَهُ اللَّحْمُ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهِ الْاَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَحَبَّ اَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ اِذَا غَلَبَهٗ نَوْمٌ اَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَلَا اَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا صَلّٰى لَيْلَةً اِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

سعد بن ہشام نے کہا' میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر عرض کیا' اے اُم المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے کہا' "ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور پانی تیار رکھتے' اللہ تعالیٰ رات کو جب آپ کو اُٹھانا چاہتے اُٹھاتے' آپ مسواک کر کے وضو فرماتے اور نو رکعات نماز پڑھتے ، اس میں آپ سوائے آٹھویں رکعت کے نہ بیٹھتے تو آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی حمد اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے' پھر آپ اُٹھتے اور سلام نہ پھیرتے' پھر آپ کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے' پھر بیٹھتے' اللہ تعالیٰ کا ذکر حمد اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے پھر سلام پھیرتے جو ہمیں بھی سناتے' پھر آپ سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے ہوئے دو رکعتیں پڑھتے' تو یہ گیارہ رکعتیں ہوئیں' اے میرے بیٹے! جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معمر ہو گئے اور آپ کا جسم بھاری ہو گیا' آپ نے سات رکعت وتر ادا فرمائے اور دو رکعتوں میں آپ ایسا ہی کرتے جیسا پہلے کرتے تھے تو یہ نو رکعت ہوئیں' اے میرے بیٹے! اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے' یہ پسند فرماتے کہ اس پر ہمیشگی فرمائیں اور جب آپ پر تہجد سے نیند غالب ہوتی یا کوئی تکلیف ہوتی تو آپ دن میں بارہ رکعت ادا فرماتے اور میرے علم میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا قرآن پاک ایک رات میں پڑھا ہو اور نہ پوری رات صبح تک نماز پڑھی اور نہ رمضان کے علاوہ پورا مہینہ (مسلسل) روزے رکھے۔"

یہ حدیث مسلم' احمد' ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

۵۹۱۔ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ وَّلَا تُشَبِّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَقَالَ الْحَافِظُ اِسْنَادُهٗ عَلٰى شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ۔

ابوسلمہ اور عبدالرحمن الاعرج نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین رکعت وتر نہ پڑھو' پانچ یا سات رکعت وتر پڑھو' مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔"

یہ حدیث دارقطنی' حاکم اور بیہقی نے نقل کی ہے۔ حافظ نے کہا' اس کی اسناد بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

۵۹۲۔ وَعَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ تُشَبِّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنْ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ اَوْ بِتِسْعٍ اَوْ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

عراک بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین رکعت وتر ادا نہ کرو کہ مغرب کی نماز سے مشابہ کر دو' لیکن پانچ' سات' نو' گیارہ یا اس سے زیادہ۔"

یہ حدیث محمد بن نصر المروزی' ابن حبان اور حاکم نے نقل کی ہے۔ حافظ عراقی نے کہا' اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۹۳۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَلْوِتْرُ سَبْعٌ اَوْ خَمْسٌ وَّلَا نُحِبُّ ثَلَاثًا بُتْرَاءَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّالطَّحَاوِیُّ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا" وتر سات یا پانچ رکعت ہیں اور ہم تین ناقص رکعتوں کو پسند نہیں کرتے۔"
یہ حدیث محمد بن نصر اور طحاوی نے نقل کی ہے۔عراقی نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۹۴۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَلْوِتْرُ سَبْعٌ اَوْ خَمْسٌ وَّاِنِّیْ لَاَ کْرَهُ اَنْ یَّکُوْنَ ثَلاَ ثًا بُتَرَاءَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ وَّالطَّحَاوِیُّ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا" وتر سات یا پانچ رکعت ہیں اور میں ناپسند سمجھتی ہوں کہ وہ تین ناقص رکعتیں ہوں۔" یہ حدیث محمد بن نصر اور طحاوی نے نقل کی ہے حافظ عراقی نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب الوتر برکعة

باب: ایک رکعت وتر

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک تین رکعت دو سلام کے ساتھ ہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایک رکعت سے گیارہ رکعات تک درست ہے البتہ تین رکعات دو سلام کے ساتھ افضل ہیں واضح رہے کہ وتر کا اطلاق صلوٰۃ اللیل اور وتر اصطلاحی دونوں پر ہوتا ہے۔ **حنفیہ کے دلائل:** آئندہ باب کی احادیث ہیں۔ **ائمہ ثلاثہ کے دلائل:** احادیث باب ہیں جن میں وتر ایک رکعت مذکور ہے۔

جواب: مطلب یہ ہے ایک رکعت ماقبل متصل دوگانے کو وتر بنائی ہے دراصل مابہ الوتر ایک ہی رکعت ہے جب تک یہ نہ ملے تو دوگانہ وتر نہیں بن سکتا ہے اس لیے ایتار کی نسبت رکعت واحدہ کی طرف کی گئی ہے صرف ایک رکعت پر اکتفاء کرنا کہیں ثابت نہیں بلکہ بعض روایات میں اس کی ممانعت ہے عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی عن البتیرا اے ان یصلی الرجل واحدۃ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک رکعت پر اکتفاء فرمایا ہو۔اس تشریح کے بعد اس قسم کی تمام روایات ان روایات مفصلہ کے مطابق ہو جائیں گے جن میں وتر تین رکعات کی تصریح ہے۔

۵۹۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّیْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰی رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا" رات کی نماز دو دو رکعت ہیں جب تم میں سے کوئی صبح طلوع ہونے کا خوف کھائے ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کے لیے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دیں گی۔" یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۵۹۶۔وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یُّوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْهَا اِضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَأْتِیَهُ الْمُؤَذِّنُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت ادا فرماتے' انہیں میں سے ایک کے ساتھ وتر ادا فرماتے' پھر جب آپ اس سے فارغ ہوتے تو اپنے دائیں پہلو مبارک پر لیٹ جاتے' یہاں تک کہ مؤذن آتا تو آپ ہلکی سے دو رکعتیں (سنت فجر) ادا فرماتے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُّوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ : مطلب یہ ہے کہ گزشتہ دس رکعات میں آخری شفعہ کو ایک رکعت کے ذریعہ وتر بناتے تھے۔

۵۹۷۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ تَرَ بِرَكْعَةٍ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

قاسم بن محمد نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت کے ساتھ وتر ادا فرماتے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۵۹۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوِتْرِ وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّيُسْمِعُنَاهَا. رَوَاهُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ قَوِيٍّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور دو رکعتوں کے درمیان سلام کا فاصلہ فرماتے اور سلام ہمیں سناتے تھے۔ یہ حدیث احمد نے اسناد قوی کے ساتھ نقل کی ہے۔

۵۹۹۔ وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ. رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ وَاٰخَرُوْنَ اِلاَّ التِّرْمِذِيَّ وَالصَّوَابُ وَقْفُهٗ۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وتر ہر مسلمان پر ضروری ہیں' واجب ہیں جو شخص پسند کرتا ہے کہ پانچ رکعت وتر پڑھے تو وہ پڑھ لے اور جو شخص تین رکعت پسند کرتا ہے تو وہ ایسا کرے اور جو شخص ایک رکعت پسند کرتا ہے تو وہ اس طرح کرے۔'' یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب اربعہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور درست یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔

۶۰۰۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهٖ وَوِتْرِهٖ بِتَسْلِيْمَةٍ وَّاَخْبَرَ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی دو رکعتوں اور اپنے وتر کے درمیان سلام کا فاصلہ کرتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی فرماتے تھے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔

۶۰۱۔ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ حَتّٰى يَاْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی ایک اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے' یہاں تک کہ اپنی کسی ضرورت کے متعلق (کہنا ہوتا تو) کہتے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۶۰۲۔ وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ يَا غُلَامُ ارْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ وَاَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ رَّوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّقَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

بکر بن عبداللہ المزنی نے کہا' ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز ادا کی' پھر کہا ''اے غلام! ہمارے لیے سواری پر کجاوہ ڈال دو۔'' پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر ادا کیا۔ یہ حدیث سعید بن منصور نے نقل کی ہے' حافظ نے فتح میں کہا ''صحیح سند کے ساتھ''

۶۰۳۔ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ اَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ الْعِشَاۗءِ بِرَكْعَةٍ وَّعِنْدَهٗ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ابن ابی ملیکہ نے کہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر ادا کیا' ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام بھی تھا' اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں یہ بات بتائی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' انہیں چھوڑ دو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ نے وتر کی ایک رکعت پڑھی جس پر دیکھنے والوں کو تعجب ہوا جبکہ دوسرے صحابہ وتر کی تین رکعتیں پڑھتے ہیں تو یہ ایک رکعت کیوں پڑھتے ہیں پھر انہوں نے اسی کا تذکرہ حضرت ابن عباس سے کیا لیکن یہاں یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ حضرت معاویہ نے پہلے پڑھی گئی دو رکعت کے ساتھ اس رکعت کو ملا لیا ہو تو یہ تین وتر دو سلاموں کے ساتھ ہوں جیسا کہ بعض کا مذہب ہے کہ تین وتر دو سلام کے ساتھ ہیں یہی توجیہ اگلی حدیث نمبر ۶۰۴ میں ہے۔

۶۰۴۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ قَالَ قُلْتُ لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةَ عَلَى الْمَقَامِ اَحَدٌ فَقُمْتُ اُصَلِّيْ فَوَجَدْتُّ حِسَّ رَجُلٍ مِّنْ خَلْفِ ظَهْرِيْ فَاِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَتَنَحَّيْتُ لَهٗ فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْاٰنَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ اَوْهَمَ الشَّيْخُ فَلَمَّا صَلّٰى قُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَةً وَّاحِدَةً فَقَالَ اَجَلْ هِيَ وِتْرِيْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبدالرحمن التیمی نے کہا' میں نے (اپنے جی میں) کہا' آج رات تہجد کے لیے کھڑا ہونے میں مجھ سے کوئی نہیں بڑھ سکتا' میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا' میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کے پاؤں کی چاپ سنی تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے' میں ان کی خاطر ایک طرف ہو گیا' انہوں نے آگے بڑھ کر قرآن پاک شروع کیا۔ یہاں تک کہ پورا قرآن پاک ختم کر لیا' پھر رکوع اور سجدہ کیا'

میں نے کہا' بوڑھے کو وہم ہو گیا ہے' جب وہ نماز پڑھ چکے' میں نے کہا' اے امیر المؤمنین ! آپ نے تو ایک رکعت پڑھی ہے' انہوں نے کہا' ہاں یہ میرے وتر ہیں۔ یہ حدیث طحاوی اور دارقطنی نے نقل کی ہے' اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۰۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ اَمَّنَا سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحّٰی فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهٗ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَقُلْتُ يَآ اَبَا اِسْحٰقَ مَا هٰذِهِ الرَّكْعَةُ فَقَالَ وِتْرٌ اَنَامُ عَلَيْهِ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ كَانَ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ يَّعْنِیْ سَعْدًا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبداللہ بن سلمہ نے کہا' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں عشاء کی امامت کرائی' جب انہوں نے سلام پھیرا تو مسجد کے ایک کونہ میں ہو کر ایک رکعت پڑھی' میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔ میں نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا' اے ابواسحاق! یہ ایک رکعت کیا ہے؟ انہوں نے کہا' وتر ہیں' میں پڑھ کر سو جاتا ہوں' عمرو بن مرہ (جو کہ عبداللہ بن سلمہ کے اس حدیث میں شاگرد ہیں) نے کہا' میں نے یہ بات حضرت سعد کے بیٹے مصعب سے بیان کی تو انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۰۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُغَيْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهٗ زَمَنَ الْفَتْحِ اَنَّهٗ رَاٰی سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ سَعْدٌ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا حَتّٰی يَقُوْمَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ جن کے چہرے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ہاتھ مبارک پھیرا تھا' سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر میں حاضر ہوئے تھے' عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ رات کے درمیان (تہجد کے لیے) کھڑے ہونے تک اس سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ یہ حدیث بیہقی نے معرفۃ میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِیُّ وَفِی الْبَابِ اٰثَارٌ اُخْرٰی جُلُّهَا لَا تَخْلُوْ عَنْ مَّقَالٍ وَّالْاَمْرُ وَاسِعٌ لٰكِنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يُّصَلِّیَ تَطَوُّعًا ثُمَّ يُصَلِّی الْوِتْرَ بِثَلَاثِ رَكْعَاتٍ مَّوْصُوْلَةٍ۔

نیموی نے کہا' اس باب میں دوسرے آثار بھی ہیں' ان میں اکثر تنقید سے خالی نہیں (یعنی اکثر پر کلام ہے) معاملہ میں گنجائش ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نفل پڑھے' پھر ایک سلام سے تین رکعت وتر ادا کرے۔

باب الوتر بثلاث رکعات

باب: تین رکعت وتر

اس باب کی غرض مسلک احناف کے دلائل کا بیان ہے۔

۶۰۷۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَآئِشَةُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ یَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان المبارک میں نماز کیسے ہوتی تھی تو انہوں نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور رمضان کے علاوہ گیارہ رکعتوں سے زیادہ ادا نہیں فرماتے تھے' آپ چار رکعت نماز ادا فرماتے کہ ان رکعتوں کے حسن اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو' پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے' تم اُن رکعتوں کے حسن اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو' پھر آپ تین رکعت ادا فرماتے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کیا آپ وتر ادا فرمانے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا ''اے عائشہ! بلاشبہ میری دونوں آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔'' اس حدیث کو بخاری نے نقل کی ہے۔

۶۰۸۔ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَیْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ یَقُوْلُ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ فَقَرَاَ هٰۤؤُلَآءِ الْاٰیٰتِ حَتّٰی خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَاَطَالَ فِیْهِمَا الْقِیَامَ وَالرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰی نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَکَعَاتٍ کُلُّ ذٰلِكَ یَسْتَاكُ وَیَتَوَضَّأُ وَیَقْرَاُ هٰۤؤُلَآءِ الْاٰیٰتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

علی بن عبداللہ بن عباس نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سوئے' آپ بیدار ہوئے' مسواک کی اور یہ آیات تلاوت فرماتے ہوئے وضو فرمایا۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔ (آل عمران:۱۹۰)

(بلاشبہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، رات اور دن کے بدلنے میں یقیناً سمجھداروں کے لیے نشانیاں موجود ہیں۔)

یہاں تک کہ آپ نے سورۃ مبارکہ ختم فرمائی۔ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت ادا فرمائیں' دو رکعتوں میں قیام' رکوع اور سجود کو لمبا کیا' پھر آپ سلام پھیر کر سو گئے' یہاں تک کہ آپ نے خراٹے بھرے' پھر آپ نے اس طرح تین بار چھ رکعات ادا فرمائیں' ان میں

آپ ہر بار مسواک کرتے، وضو فرماتے اور یہی آیات مبارکہ تلاوت فرماتے پھر آپ نے تین رکعت وتر ادا فرمائے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۶۰۹۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّآ اَبَا دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے۔" یہ حدیث ابوداؤد کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۱۰۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا التِّرْمِذِيَّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے۔" یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۱۱۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ وَيَقُوْلُ يَعْنِيْ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثًا. رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تلاوت فرماتے اور سلام صرف آخر ہی میں پھیرتے اور سلام کے بعد تین بار یہ دُعا پڑھتے:

(سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ) "تمام عیوب سے منزہ ہے پاک بادشاہ" یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۱۲۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ثَلَاثًا يَمُدُّ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَحْمَدُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّالنَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبدالرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وتر ادا کیے آپ نے پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ تلاوت فرمائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے تین بار یہ کلمات کہے سبحان الملک القدوس تیسری بار اپنی آواز بلند فرمائی۔ یہ حدیث طحاوی' احمد' عبد بن حمید اور نسائی نے نقل کی ہے' اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۱۳۔ وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

زرارہ بن اوفیٰ نے سعد بن ہشام سے روایت کی ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ یہ حدیث نسائی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۱۴۔ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلَّی الْعِشَآءَ دَخَلَ الْمَنْزِلَ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَهُمَا رَکْعَتَیْنِ اَطْوَلَ مِنْهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَّا یَفْصِلُ بَیْنَهُنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ بِاِسْنَادٍ یُّعْتَبَرُ بِهٖ۔

حسن نے بواسطہ سعد بن ہشام' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو گھر میں تشریف لاتے' پھر دو رکعت پڑھتے' پھر ان سے لمبی دو رکعت ادا فرماتے' پھر آپ تین رکعت وتر ادا فرماتے' آپ ان کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔ یہ حدیث احمد نے معتبر سند سے نقل کی ہے۔

۶۱۵۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِکَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ قَالَتْ بِاَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَّسِتٍّ وَ ثَلَاثٍ وَّثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَّعَشَرَةٍ وَثَلَاثٍ وَّلَمْ یَکُنْ یُوْتِرُ بِاَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَلَا اَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبداللہ بن ابی قیس نے کہا' میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے' اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا چار اور تین' چھ اور تین' آٹھ اور تین' دس اور تین اور آپ تیرہ رکعتوں سے زیادہ اور سات رکعتوں سے کم وتر ادا نہیں فرماتے تھے۔ یہ حدیث احمد' ابوداؤد اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۱۶۔ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کَانَ یَقْرَاُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ بِقُلْ یَآ اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَیْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْاَرْبَعَةُ اِلَّا النَّسَآئِیَّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عبدالعزیز بن جریج نے کہا' میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز (سورۃ) کے ساتھ وتر ادا فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی

اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) تلاوت فرماتے تھے۔'' یہ حدیث احمد نے اور نسائی کے علاوہ اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۱۷۔ وَعَنْ عُمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَّقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَصَحَّحَهُ۔

عمرۃ نے بواسطہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا فرماتے تھے' پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى دوسری رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تلاوت فرماتے۔ یہ حدیث دارقطنی اور طحاوی نے نقل کی ہے۔ طحاوی نے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔

۶۱۸۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ دَفَنَّا اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلاً فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّيْ لَمْ اُوْتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَآءَهٗ فَصَلّٰى بِنَا ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَّمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ اَخْرَجَهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

مسور بن مخرمہ نے کہا' ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے وتر نہیں پڑھے' وہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی' انہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے' سلام صرف آخر میں پھیرا۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۱۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْوِتْرُ ثَلَاثٌ كَوِتْرِ النَّهَارِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''وتر تین رکعت ہیں جیسا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۲۰۔ وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ صَلّٰى بِيْ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْوِتْرَ وَاَنَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاُمُّ وَلَدِهٖ خَلْفَنَا ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ لَّمْ يُسَلِّمْ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ ظَنَنْتُ اَنَّهٗ يُرِيْدُ اَنْ يُّعَلِّمَنِيْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ثابت نے کہا' مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین رکعت وتر پڑھائے' میں ان کے دائیں جانب تھا اور ان کی اُم ولد ہمارے پیچھے تھی' سلام صرف ان کے آخر میں پھیرا' میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ مجھے وتر کا طریقہ سکھانا چاہتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۲۱۔ وَعَنْ اَبِیْ خَالِدَةَ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ عَلَّمَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عَلَّمُوْنَا اَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ غَيْرَ اَنَّا نَقْرَأُ فِی الثَّالِثَةِ فَهٰذَا وِتْرُ اللَّيْلِ وَهٰذَا وِتْرُ النَّهَارِ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابو خالدہ نے کہا' میں نے ابوالعالیہ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ''ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعلیم دی۔ (یا کہا) کہ انہوں نے ہمیں تعلیم دی' وتر مغرب کی نماز کی طرح ہیں مگر یہ کہ ہم (وتر کی) تیسری رکعت میں قراءۃ کرتے ہیں تو یہ رات کے وتر ہیں اور وہ دن کے وتر ہیں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۲۲۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ وَرَأَيْنَا اُنَاسًا مُنْذُ اَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلاَثٍ وَاِنَّ كُلاًّ لَوَاسِعٌ وَّاَرْجُوْ اَنْ لاَّ يَكُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْهُ بَاْسٌ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

قاسم نے کہا ''ہم نے لوگوں کو دیکھا جب سے ہم نے ہوش سنبھالا کہ وہ تین رکعت وتر ادا کرتے ہیں اور بے شک ہر ایک میں گنجائش ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اس میں کچھ بھی حرج نہیں۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۶۲۳۔ وَعَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ السَّبْعَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِیْ مَشِيْخَةٍ سِوَاهُمْ اَهْلُ فِقْهٍ وَّصَلاَحٍ وَّفَضْلٍ وَّرُبَمَا اخْتَلَفُوْا فِی الشَّيْءِ فَاَخَذَ بِقَوْلِ اَكْثَرِهِمْ وَاَفْضَلِهِمْ رَاْيًا فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ اَنَّ الْوِتْرَ ثَلاَثٌ لاَّ يُسَلِّمُ اِلاَّ فِیْ اٰخِرِهِنَّ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابوالزناد نے سات حضرات (تابعین) سعید بن المسیبؒ عروہ بن زبیرؒ، قاسم بن محمدؒ، ابوبکر بن عبدالرحمنؒ، خارجہ بن زیدؒ، عبیداللہ بن عبداللہ اور سلیمان بن یسارؒ سے ان کے علاوہ دوسرے فقہاء' اہل صلاح اور صاحب فضل بزرگوں کی موجودگی میں روایت کی اور کبھی وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو وہ اس شخص کے قول پر عمل کرتے جو زیادہ رائے والا اور افضل ہوتا اور جو بات میں نے اُن سے یاد کی ہے وہ اس طرح ہے کہ وتر تین رکعت ہیں' سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۲۴۔ وَعَنْهُ قَالَ اَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِيْنَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلاَثًا لاَّ يُسَلِّمُ اِلاَّ فِیْ اٰخِرِهِنَّ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابوالزناد نے کہا ''حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کرام کے قول کے مطابق تین رکعت وتر مقرر کیے' سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

مسئلہ: یہاں تک تین رکعات کا مسئلہ صاف ہو گیا اب مسئلہ رہ جاتا ہے کہ یہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ تھیں یا دو سلام کے ساتھ حنفیہ کے نزدیک یہ تینوں رکعات ایک سلام کے ساتھ تھیں جس کی دلیل یہ ہے کہ تثلیث وتر کی جو روایات مذکور ہیں ان میں دو

سلاموں کا ذکر نہیں ہے صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت جن میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت علی رضی اللہ عنہمؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابن عباس، حضرت انس، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ داخل ہیں ایک سلام کے ساتھ تین رکعات پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان حضرات کی روایات وآ ثار مصنف عبدالرزاقؒ مصنف ابن ابی شیبہ اور طحاوی وغیرہ میں مذکور ہیں۔ پھر نماز مغرب کو وتر النہار کہا گیا ہے اور وتر کو وتر اللیل لہٰذا اس کو مغرب پر قیاس کیا جائے تو بھی تین رکعات بسلام واحد ثابت ہوتی ہیں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تین رکعات دو سلام کے ساتھ افضل ہیں ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ وتر کی تین رکعات دو سلام کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس پر عمل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب فرماتے تھے لیکن تحقیق سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے خود نہیں دیکھا ہوگا چنانچہ کہیں ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس کی تلقین فرمائی ہو بلکہ صحیح مسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے راوی ہیں الوتر رکعۃ من اٰخر اللیل لہٰذا ظاہر یہ ہے انہوں نے اس ارشاد کا مطلب یہ سمجھا کہ ایک رکعت منفرد پڑھی جائے گی اور چونکہ تین رکعات ہی حضور علیہ السلام سے ثابت تھیں لہٰذا دونوں میں انہوں نے تطبیق اس طرح دی کہ یہ تین رکعتیں دو سلام کے ساتھ پڑھی جائیں لہٰذا یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اس کے برخلاف حنفیہ الوتر رکعۃ من آخر اللیل کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ تہجد کے شفعہ کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کر کے اسے تین رکعت بنا دیا جائے نہ یہ کہ ایک رکعت منفرد پڑھی جائے۔ تعداد وتر کے بارے میں حنفیہ کے دلائل کا خلاصہ ذکر کیا جا چکا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ وتر کی روایات ذخیرہ احادیث کی مشکل ترین روایات میں سے ہیں اور ائمہ مجتہدین میں سے کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جو ان تمام روایات پر بلا تکلیف منطبق ہو جائے۔ ہر مذہب کو کسی نہ کسی روایت میں خلاف ظاہر توجیہ کرنی پڑتی ہے جہاں تک رکعات وتر کے درمیان فصل کا تعلق ہے مجموعی طور پر روایات حدیث کو دیکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روایات حدیث میں فصل اور عدم فصل دونوں طریقوں کی گنجائش موجود تھی لیکن امام ابوحنیفہ کا طرز عمل اس قسم کے مواقع پر یہ ہوتا ہے کہ وہ اس طریقہ کو اختیار فرماتے ہیں جو قواعد کلیہ کے مطابق ہو اور چونکہ تین رکعات میں اصل یہی ہے کہ وہ بغیر فصل ہو اس لیے عام اصول سے مطابقت رکھنے والا طریقہ عدم فصل ہی ہے لہٰذا امام ابوحنیفہ نے اسی کو اختیار فرمایا اور دوسرے طریقہ کو چھوڑ دیا احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تعارض کے وقت وہ راستہ اختیار کیا جائے جس میں صحت نماز بے غبار ہو عدم فصل کی صورت میں صحت نماز بے غبار ہے اور فصل کی صورت ہی خلاف اصول ہونے کی بناء پر مشکوک ہے لہٰذا حنفیہ نے اس میں تاویل کا راستہ اختیار کیا۔

باب من قال ان الوتر بثلاث انما يصلى بتشهد واحد

باب: جس نے کہا کہ وتر تین رکعت ہیں لیکن وہ ایک تشہد سے پڑھے جائیں

مسئلہ: امام شافعی فرماتے ہیں کہ وتر کی تین رکعتیں یکجا پڑھنی ہوں تو ایک تشہد سے پڑھے ورنہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے پھر ایک رکعت علیحدہ پڑھے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعتیں ایک سلام اور دو تشہدوں کے ساتھ ہیں امام مالک کا بھی مشہور

مسلک یہی ہے امام احمد سے بھی ایک روایت ایسی ہی ہے وتروں میں دوتشہدوں کا ثبوت ان عمومی روایات سے ہے جن میں ہر دورکعتوں کے بعد ضابطے اور قاعدہ کے طور پر تشہد کا ذکر ہے مثلاً عن عائشه قالت کان رسول الله یقول فی کل رکعتین التحیه الخ گویا ضابطہ بیان فرمایا کہ ہر دو رکعتوں کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم التحیات پڑھتے۔ امام شافعی کا ستدلال احادیث باب سے ہے پہلی روایت کے متعلق مصنف فرمارہے ہیں اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے کہ اس حدیث میں تشہد اور عدم تشہد کا ادنیٰ سا اشارہ بھی نہیں ہے اور صلوٰۃ مغرب سے عدم مشابہت کے یہ معنی ہیں کہ تین رکعتوں پر اکتفاء نہ ہو وتروں سے پہلے اور بعد میں نوافل ہوں۔

شوافع کی دوسری دلیل: حضرت عائشہؓ کی روایت ہے اس کے جواب میں امام نیموی فرماتے ہیں گزشتہ ابواب میں ذکر کردہ بہت سی احادیث صحیحہ کا ظاہر تشہدین پر دلالت کرتا ہے اور یہ ان کے خلاف ہے۔

۶۲۵۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوْتِرُوْا بِثَلَاثٍ اَوْتِرُوْا بِخَمْسٍ اَوْ بِسَبْعٍ وَّلَا تُشَبِّهُوْا بِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین رکعت وتر ادا نہ کرو پانچ یا سات رکعت وتر ادا کرو اور مغرب کی نماز کے مشابہ نہ کرو۔'' یہ حدیث محمد بن نصر المروزی، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ اَلْاِسْتِدْلَالُ بِهٰذَا الْخَبَرِ غَیْرُ صَحِیْحٍ۔

نیموی نے کہا، اس حدیث سے دلیل پکڑنی صحیح نہیں۔

۶۲۶۔ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْتِرُ بِثَلَاثٍ لَّا یَقْعُدُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ وَهٰذَا وِتْرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَنْهُ اَخَذَهٗ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ۔ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَهُوَ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ۔

سعید بن ہشام سے روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا فرماتے تھے، صرف ان کے آخر میں ہی بیٹھتے، یہی وتر ہیں امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ کے اور یہ انہی سے اہل مدینہ نے لیا ہے۔'' یہ حدیث حاکم نے مستدرک میں نقل کی ہے اور یہ غیر محفوظ ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ اَوْرَدْنَاهَا فِیْمَا مَضٰی تَدُلُّ بِظَاهِرِهَا عَلٰی تَشَهُّدَیِ الْوِتْرِ۔

نیموی نے کہا، بلاشبہ بہت سی احادیث جنہیں ہم گزشتہ اوراق میں نقل کر چکے ہیں ان کا ظاہر وتروں کے دوتشہدوں پر دلالت کرتا ہے۔

باب القنوت فی الوتر

باب: وتر میں قنوت

قنوت کے من جملہ معانی میں سے ایک معنی دعا بھی ہے اور یہاں اس سے مراد دعاء فی محل مخصوص ہے قنوت کی دو قسمیں ہیں ایک قنوت دائمی جو پورے سال پڑھی جائے اور دوسری قنوت نازلہ جو صرف حوادث کے وقت پڑھی جائے ثانی کا تعلق یعنی اس کا محل فرض نمازیں ہیں۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور امام احمد کی مشہور روایت میں قنوت وتر سارا سال پڑھی جائے امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک صرف رمضان المبارک کے آخری نصف میں پڑھی جائے دلائل آگے آ رہے ہیں۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک قنوت وتر قبل الرکوع ہے امام شافعی کے ہاں بعد الرکوع ہے۔ **دلائل حنفیہ:** آئندہ باب قنوت الوتر قبل الرکوع کی احادیث ہیں۔ **فریق ثانی کی دلیل:** عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لهم عشرین لیلة ولا یقنت بهم الا فی النصف الباقی۔

جواب: (۱) یہ منقطع ہے حضرت حسن بصریؒ نے حضرت عمرؓ کو نہیں پایا۔ **جواب:** (۲) قنوت نازلہ پر محمول ہے حضرت عمرؓ سے مروی ہے ان السنة اذا انتصف رمضان ان یلعن الکفرة فی الوتر (مرقات صفحہ ۱۷۲ ج ۳)

فریق ثانی کی دوسری دلیل: قنت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعد الرکوع (ابن ماجه) **جواب:** قنوت نازلہ مراد ہے جیسا کہ حضرت انس کی حدیث سے واضح ہے:

عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوتِ فِي الصَّلَاةِ

عن عاصم قال سالت انس بن مالك عن القنوت فی الصلوٰة کان قبل الرکوع او بعده قال قبله انما قنت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعد الرکوع شهرًا انه کان بعث ان سایقال لهم القراء سبعون رجلا فأصیبوا فقنت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعد الرکوع شهر (بخاری مسلم)

۶۲۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُنَّةٌ مَّاضِيَةٌ اَخْرَجَهُ السِّرَاجُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّسَيَأْتِيْ رِوَايَاتٌ اُخْرٰى فِي الْبَابِ الْاٰتِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ اُن سے قنوت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے انہوں نے کہا ''یہ نافذ شدہ سنت ہے'' یہ حدیث سراج نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔ دیگر روایات عنقریب آئندہ باب میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

باب قنوت الوتر قبل الركوع

باب: رکوع سے پہلے وتر کا قنوت

۶۲۸۔ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَاِنَّ فُلاَنًا اَخْبَرَنِيْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ كَذِبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُّقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ زُهَآءَ سَبْعِيْنَ رَجُلاً اِلٰى قَوْمٍ مُّشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَّدْعُوْا عَلَيْهِمْ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

عاصم نے کہا' میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا' قنوت تھا' میں نے کہا رکوع سے پہلے یا بعد' انہوں نے کہا' رکوع سے پہلے' عاصم نے کہا فلاں شخص نے مجھے آپ سے بیان کیا کہ آپ نے کہا ہے رکوع کے بعد ہے' تو انہوں نے کہا' اس نے جھوٹ کہا ہے' بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت پڑھا' میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے ستر کے قریب اشخاص کی ایک جماعت کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا' مشرکین کی طرف بھیجا' یہ مشرکین ان کے علاوہ تھے (جن پر آپ نے بددعا کی تھی) ان مشرکین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا۔ آپ ان کے خلاف بددعا فرماتے تھے۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

۶۲۹۔ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ بَعْدَ الرُّكُوْعِ اَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ قَالَ بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الْمَغَازِيْ۔

عبدالعزیز نے کہا' ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع کے بعد ہے یا قراءۃ سے فارغ ہونے کے وقت؟ انہوں نے کہا'' بلکہ قراءۃ سے فارغ ہونے کے وقت۔'' یہ حدیث بخاری نے مغازی میں نقل کی ہے۔

۶۳۰۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر ادا فرماتے تھے تو رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۳۱۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ اِلَّا الْوِتْرَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبدالرحمن بن اسود سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں بھی قنوت نہیں پڑھتے تھے' بلا شبہ وہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔'' یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۳۲۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۳۳۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقْنُتُ السَّنَةَ كُلَّهَا فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ۔

ابراہیم (نخعیؒ) سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پورا سال وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔ یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں نقل کی ہے اس کی اسناد مرسل جید ہے۔

۶۳۴۔ وَعَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ اَنَّ الْقُنُوْتَ وَاجِبٌ فِي الْوِتْرِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرْكَعَ فَكَبِّرْ اَيْضًا۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْحُجَجِ وَالْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حماد نے ابراہیم نخعیؒ سے بیان کیا کہ وتر میں قنوت رمضان اور غیر رمضان رکوع سے پہلے واجب ہے اور جب تم قنوت پڑھنا چاہو تو تکبیر کہو اور جب تم رکوع کرنا چاہو تو بھی تکبیر کہو۔ یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الحج اور آثار میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب رفع الیدین عند قنوت الوتر

باب: قنوت وتر کے وقت ہاتھ اٹھانا

رفع الیدین عند قنوت الوتر مسنون ہے دلائل مندرجہ ذیل احادیث ہیں۔

۶۳۵۔ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ اٰخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ جُزْءِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اسود سے روایت ہے کہ "حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد تلاوت کرتے' پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے' پھر رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔" یہ حدیث بخاری نے "جزر فع یدین" میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۳۶۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ تُرْفَعُ الْاَيْدِيْ فِيْ سَبْعِ مَوَاطِنَ فِيْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَفِي التَّكْبِيْرِ لِلْقُنُوْتِ فِي الْوِتْرِ وَفِي الْعِيْدَيْنِ وَعِنْدَ اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِجَمْعٍ وَّعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابراہیم نخعیؒ نے کہا' سات مقامات پر ہاتھ اُٹھائے جائیں' نماز کے شروع میں، وتر میں، قنوت کی تکبیر کے لیے، عیدین میں' حجر اسود کے استلام کے وقت' صفا اور مروہ پر' مزدلفہ' عرفات اور دونوں جمروں کے پاس رمی کے بعد ٹھہرنے کے وقت۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب القنوت فی صلوٰۃ الصبح

باب: نماز فجر میں قنوت

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قنوت وتر دائمی ہے سارے سال میں پڑھی جاتی ہے قنوت فجر اسی طرح قنوت مغرب جو احادیث میں ہے یہ قنوت نازلہ ہے کسی حادثہ مصیبت کے وقت جو مسلمانوں پر نازل ہوئی یہ پڑھی گئی اب بھی اس کا جواز ہے حادثہ کی شدت ہو تو تمام نمازوں میں قنوت نازلہ ہوسکتی ہے لیکن قنوت نازلہ فی الفجر فقط افضل ہے۔

۶۳۷۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ دُنیا سے جدا ہو گئے۔'' یہ حدیث عبدالرزاق' احمد' دارقطنی' طحاوی اور بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔

۶۳۸۔ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَآءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

طارق بن شہاب نے کہا ''میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی' جب وہ دوسری رکعت کی قراءۃ سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی' پھر قنوت پڑھی' پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۳۹۔ وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابوعبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز فجر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۴۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْنُتَانِ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبداللہ بن معقل نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۴۱۔ وَعَنْ اَبِيْ رَجَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْفَجْرَ فَقَنَتَ قَبْلَ الرَّكْعَةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابورجاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے (ابن عباسؓ) کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھی تو انہوں نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

باب ترك القنوت فی صلوۃ الفجر

باب: فجر کی نماز میں قنوت نہ پڑھنا

باب ھذا کی تمام روایات ازنمبر ۶۴۲ تانمبر ۶۶۳ اس بات کی قوی دلیل ہیں کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جمہور صحابہ نے مستقلاً ہمیشہ کے لیے صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھی اور جن روایات میں قنوت پڑھنا ثابت ہے وہ قنوت نازلہ ہوا کرتی تھی جس کے حنفیہ بھی قائل ہیں۔

۶۴۲۔ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

محمد نے کہا، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا' ہاں رکوع کے بعد تھوڑی سی مدت تک۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۶۴۳۔ وَعَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰی رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةٌ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

ابومجلز نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھی۔ آپ قبیلہ رعل' ذکوان کے خلاف بد دعا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے (بنی) عصیہ نے اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۶۴۴۔ وَعَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُهٗ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔ قَالَ قُلْتُ فَاِنَّ اُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلٰی اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

عاصم نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد تو انہوں نے کہا' رکوع سے پہلے' عاصم کہتے ہیں میں نے عرض کیا' کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی تو انہوں نے کہا' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ ان کے متعلق بد دعا کی جنہوں نے آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا تھا جنہیں قراء کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

٦٤٥۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَدْعُوْ عَلٰى بَنِيْ عُصَيَّةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

انس بن سیرین نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ رکوع کے بعد نماز فجر میں قنوت پڑھی۔ آپ بنی عصیہ کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٦٤٦۔ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلٰى (اَحْيَاءٍ مِّنْ) اَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپ عرب کے قبیلہ کے خلاف بددعا کرتے تھے، پھر آپ نے چھوڑ دیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٦٤٧۔ وَعَنْهُ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَقْنُتُ اِلَّا اِذَا دَعَا لِقَوْمٍ اَوْ دَعَا عَلٰى قَوْمٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قنوت اسی وقت پڑھتے جب کسی قوم کے لیے دعا یا کسی قوم کے خلاف بددعا فرماتے۔ یہ حدیث ابن خزیمہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٦٤٨۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ فِي الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا فُلَانًا لِاَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے خلاف بددعا یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ فرماتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے۔ بعض اوقات آپ سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد کہتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ۔"

(اے اللہ! ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ کو نجات عطا فرمائیں، اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی روندڈالنے والی سزا سخت فرمادیں اور ان پر قحط نازل فرمائیں۔ جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑے تھے۔)

یہ دُعا آپ بلند آواز سے فرماتے اور بعض اوقات آپ اپنی فجر کی نماز میں فرماتے "اے اللہ! عرب کے قبیلوں میں سے فلاں فلاں قبیلہ پر لعنت فرمائیں۔" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ" یہ روایت

بخاری نے نقل کی ہے۔

۶۴۹۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِلَّآ اَنْ يَّدْعُوَ لِقَوْمٍ اَوْ عَلٰى قَوْمٍ رَّوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر یہ کہ آپ کسی قوم کے لیے دُعا فرماتے یا کسی قوم کے لیے بد دعا فرماتے۔'' یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۰۔ وَعَنْ اَبِيْ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ يَا اَبَتِ اَنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْفَجْرِ قَالَ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّآ اَبَا دَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمَذِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابو مالک نے کہا' میں نے اپنے والد سے عرض کیا' اے ابا جان! بلاشبہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور کوفہ میں پانچ سال کے قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے' کیا یہ حضرات نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا ''اے بیٹے! یہ بدعت ہے'' یہ حدیث ابوداؤد کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے' ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے' حافظ نے تلخیص میں کہا ہے کہ اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۵۱۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اسود سے روایت ہے کہ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۲۔ وَعَنْهُ اَنَّهٗ صَحِبَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سِنِيْنَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ فَلَمْ يَرَهٗ قَانِتًا فِي الْفَجْرِ حَتّٰى فَارَقَهٗ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اسود سے روایت ہے کہ میں سالہا سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سفر اور حضر میں ساتھ رہا' مفارقت تک کبھی بھی اُن کو نماز فجر میں قنوت پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الاثار میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۵۳۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا حَارَبَ قَنَتَ وَاِذَا لَمْ يُحَارِبْ لَمْ يَقْنُتْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اسود نے کہا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب (دشمنوں سے) جنگ کرتے تو قنوت پڑھتے اور جب جنگ نہ کرتے تو نہ پڑھتے (یعنی صرف ہنگامی حالت میں قنوت پڑھتے تھے) یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۵۴۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ وَ مَسْرُوْقٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْفَجْرَ فَلَمْ يَقْنُتْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علقمہ، اسود اور مسروق نے کہا ''ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھتے تھے، وہ قنوت نہیں پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۵۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علقمہ نے کہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نمازِ فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۶۔ وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْنُتُ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ اِلَّا الْوِتْرَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اسود نے کہا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور وہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۷۔ وَعَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ مَا شَهِدْتُّ وَمَا رَاَيْتُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابوالشعثاء نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا نہ تو میں (ایسے موقع پر) حاضر ہوا اور نہ میں نے دیکھا۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۸۔ وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ مَا الْقُنُوْتُ فَقَالَ اِذَا فَرَغَ الْاِمَامُ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَامَ يَدْعُوْ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا يَّفْعَلُهٗ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكُمْ مَعَاشِرَ اَهْلِ الْعِرَاقِ تَفْعَلُوْنَهٗ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابوالشعثاء نے کہا ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا، قنوت کیا ہے؟ (سائل نے) کہا امام جب آخری رکعت میں قراءۃ سے فارغ ہو تو کھڑا ہو کر دعا کرے، انہوں نے کہا، میں نے کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا، میرا خیال ہے کہ عراق والوں کے گروہ ایسا کرتے ہیں۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۵۹۔ وَعَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ فَلَمْ يَقْنُتْ فَقُلْتُ الْكِبَرُ يَمْنَعُكَ فَقَالَ مَآ اَحْفَظُهٗ عَنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِيْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابومجلز نے کہا، میں نے نماز فجر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ادا کی تو انہوں نے قنوت نہ پڑھی، میں نے کہا آپ کو بڑھاپے نے (قنوت پڑھنے سے) روکا ہے؟ انہوں نے کہا، میں اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے بھی اسے یاد نہیں

رکھتا (کہ انہوں نے) قنوت پڑھی ہو۔ یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٦٦٠۔ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ لَا یَقْنُتُ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

افع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٦٦١۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحَارِثِ السُّلَمِیِّ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الصُّبْحَ فَلَمْ یَقْنُتْ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

عمران بن الحارث السلمی نے کہا ''میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی تو انہوں نے قنوت نہیں پڑھی۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

٦٦٢۔ وَعَنْ غَالِبِ بْنِ فَرْقَدِ الطَّحَّانِ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَھْرَیْنِ فَلَمْ یَقْنُتْ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

غالب بن فرقد الطحان نے کہا ''میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دو مہینے رہا' انہوں نے نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھی۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

٦٦٣۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُصَلِّیْ بِنَا الصُّبْحَ بِمَکَّۃَ فَلَا یَقْنُتُ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

عمرو بن دینار نے کہا ''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ہمیں فجر کی نماز پڑھاتے تھے تو وہ قنوت نہیں پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ تَدُلُّ الْاَخْبَارُ عَلٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَہٗ لَمْ یَقْنُتُوْا فِی الْفَجْرِ اِلَّا فِی النَّوَازِلِ۔

نیموی نے کہا احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فجر کی نماز میں سوائے ہنگامی حالات کے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

باب لا وتران فی لیلة

باب: ایک رات میں وتر دو دفعہ نہیں

اگر کوئی شخص آغاز شب میں فرض عشاء کے پڑھ لینے کے بعد وتر ادا کر کے سو جائے پھر آخر شب میں بیدار ہو کر تہجد پڑھے تو چاروں ائمہ اور جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک وتر کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور تہجد کی نماز بغیر وتر کے پڑھ لینا درست ہے کوئی

بھی نقض وتر کا قائل نہیں البتہ قرن اول میں بعض صحابہ نقض وتر کے قائل تھے مثلاً حضرت عثمانؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور نقض وتر اسوجہ سے تھا تا کہ اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا ۔ پر عمل ہو جائے اور حدیث لاوتران فی لیلة کی مخالفت لازم نہ آئے نقض وتر کی صورت یہ ہے کہ جو وتر کی نماز شروع رات میں پڑھی تھی اس کو تہجد شروع کرنے سے پہلے ایک رکعت نماز پڑھ کر توڑ دے ۔ ایک رکعت نماز اس نیت سے پڑھے کہ اس کو میں وتر کی رکعات میں جو شروع شب میں پڑھی تھیں شامل کرتا ہوں اور سابق وتر کی نماز بجائے وتر ہونے کے شفع ہوگئی جمہور علماء فرماتے ہیں کہ آدمی کے اختیار میں یہ کہاں ہے کہ وہ سابق وتر کو توڑ سکے وہ تو آسمان پر پہنچ گئی ۔ الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعه ۔ الایة ۔ لہٰذا اگر وہ صورت اختیار کرے گا جو قائلین نقض (اسحاق بن راھویہ) کہتے ہیں تو سابق وتر بھی باقی رہیں گے اور پھر تہجد کے بعد وتر پڑھے گا وہ تیسرا وتر ہو جائے گا ۔ حدیث میں تو دو وتر پڑھنے کی ممانعت ہے اور یہاں اس صورت میں تین ہو رہے ہیں جمہور علماء فرماتے ہیں اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا میں امر صرف استحباب کے لیے ہے جو وجوب کے لیے نہیں لہٰذا اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز کے بعد وتر پڑھ لیے اور پھر بعد میں تہجد کے لیے بیدار ہو تو وہ بلا تکلف تہجد کی نماز پڑھ لے اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ۔

۶۶۴۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

قیس بن طلق سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''ایک رات میں دوبارہ وتر نہیں ۔'' یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے ۔

۶۶۵۔ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَذَاكَرَا الْوِتْرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّيْ ثُمَّ اَنَامُ عَلٰى وِتْرٍ فَاِذَا اسْتَيْقَظْتُ صَلَّيْتُ شَفْعًا حَتَّى الصَّبَاحِ فَقَالَ عُمَرُ لٰكِنِّيْ اَنَامُ عَلٰى شَفْعٍ ثُمَّ اُوْتِرُ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ حَذِرَ هٰذَا وَقَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَوِيَ هٰذَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْخَطَّابِيُّ وَبَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

ابن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپس میں وتر کا ذکر کیا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو نماز پڑھتا ہوں' پھر وتر پڑھ کر سوتا ہوں' پھر جب بیدار ہوتا ہوں' صبح تک دو رکعت پڑھتا ہوں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن میں دو رکعت پڑھ کر سوجاتا ہوں' پھر سحری کے آخر وقت میں وتر پڑھتا ہوں' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا' اس نے احتیاط سے کام لیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا' اس نے مضبوط کام لیا ۔ یہ حدیث طحاوی' خطابی اور بقی بن مخلد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے ۔

۶۶۶۔ وَعَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ اِذَا اَوْ تَرْتَ اَوَّلَ اللَّیْلِ فَلَا تُوْتِرْ اٰخِرَہٗ وَاِذَا اَوْ تَرْتَ اٰخِرَہٗ فَلَا تُوْتِرْ اَوَّلَہٗ قَالَ وَسَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ مِثْلَہٗ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

ابو جمرۃ نے کہا' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وتر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا جب تم شروع رات میں وتر ادا کرلو تو رات کے آخری حصہ میں وتر مت پڑھو اور جب تم رات کے آخری حصہ میں وتر ادا کرلو تو رات کے اوّل حصہ میں وتر ادا نہ کرو' ابو جمرہ نے کہا اور میں نے عائذ بن عمرو سے پوچھا تو انہوں نے بھی انہیں جیسا جواب دیا۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۶۷۔ وَعَنْ خَلَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَسَأَلَہٗ رَجُلٌ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ اَمَّا اَنَا فَاُوْتِرُ ثُمَّ اَنَامُ فَاِنْ قُمْتُ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

خلاس نے کہا' میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے سنا' جب آپ سے ایک شخص نے وتر کے بارے میں دریافت کیا' انہوں نے کہا ''لیکن میں تو وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں' پھر اگر بیدار ہو جاؤں تو دو دو رکعتیں ادا کر لیتا ہوں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۶۸۔ وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نَقْضُ الْوِتْرِ فَقَالَتْ لَا وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَۃٍ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔

سعید بن جبیر نے کہا' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس وتر توڑنے کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا ''ایک رات میں دو بار وتر نہیں ہیں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

باب الرکعتین بعد الوتر

باب: وتر کے بعد دو رکعت

مسئلہ: امام مالک رکعتین بعد الوتر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں لا اصلیہا (معارف السنن) امام احمد سے صرف ایک مرتبہ پڑھنا ثابت ہے ایک روایت یہ ہے فرماتے ہیں وتر کے بعد دو رکعت نہ تو میں خود پڑھتا ہوں اور نہ کسی کو پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی سے اس بارے میں کوئی روایت مروی نہیں تاہم جمہور علماء اس کے قائل ہیں اور یہ ان کا معمول بہا بھی ہے کہ اکثر احادیث میں ان دو رکعتوں کا ثبوت موجود ہے۔ **اشکال**: ان رکعتین کا ثبوت اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا کے معارض ہے۔ **جواب**: (۱) اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وترا میں صلوۃ سے مراد ان دو رکعتوں کے علاوہ دوسرے نوافل نہ ہوں اس طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا رات میں وتر پڑھ لینے کے بعد ان دو رکعتوں کے علاوہ دوسرے نوافل نہ ہوں۔ **جواب**: (۲) یہ حدیث اجعلوا اخر صلوتکم الخ استحباب پر محمول ہے نہ کہ وجوب پر یعنی اس میں

جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے۔

۶۶۹۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيْهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہلی پڑھی ہوئی نماز کو) ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے تھے' دو رکعت پڑھتے۔ (ان) دو رکعتوں میں بیٹھے ہوئے قراءۃ فرماتے۔ پس جب آپ رکوع کا ارادہ کرتے' کھڑے ہو کر رکوع فرماتے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۷۰۔ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جُهْدٌ وَّثِقْلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَإِلَّا كَانَتَا لَهٗ۔ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ رات کا جاگنا محنت و مشقت ہے' پس جب تم میں سے کوئی وتر پڑھ لے تو دو رکعتیں پڑھے' پھر اگر وہ رات کو اُٹھ بیٹھا (تو تہجد پڑھ لے) ورنہ یہ دو رکعتیں اس کے لیے (تہجد) ہو جائیں گی۔'' یہ حدیث دارمی' طحاوی اور دار قطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۷۱۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَّقْرَأُ فِيْهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو رکعتیں وتر کے بعد بیٹھے ہوئے پڑھتے تھے۔ ان میں اذا زلزلت الارض اور قل یا ایہا الکافرون تلاوت فرماتے۔ یہ حدیث احمد اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب التطوع للصلوات الخمس

باب: پانچ نمازوں کے لیے نفل

تطوع، سنت، نفل، مندوب اور مستحب یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں یعنی وہ عبادت جس کی شریعت میں ترغیب آئی ہے اور ترک بھی جائز ہے ویسے سنت کا اطلاق عموماً سنت مؤکدہ پر ہوتا ہے اور نفل مندوب مستحب وغیرہ کا اطلاق سنت غیر مؤکدہ پر اور لفظ تطوع عام ہے دونوں کو شامل ہے نیز یہ جاننا چاہیے کہ سنن نوافل کی مشروعیت میں حکمت' مافات فی الفرائض کی تلافی ہے نیز فرض نماز کی اہمیت اور اس میں استعداد پیدا کرنے کے لیے اس طور پر کہ شروع میں نفس کو نفل میں مشغول رکھا تھا تاکہ فرض نماز جو کہ اصل ہے اس کے شروع ہونے تک انقطاع عن الغیر ہو جائے اور پھر فرض نماز پوری توجہ اور نشاط سے پڑھی جائے' نیز جاننا چاہیے جمہور علماء فرض نمازوں کے لیے سنن رواتب (مؤکدہ) کے قائل ہیں گو تعداد میں کچھ اختلاف ہے بخلاف مالکیہ کے وہ فرماتے ہیں کہ نماز کی صرف دو ہی قسمیں ہیں محدود اور غیر محدود یعنی فرض نمازیں جو متعین ہیں جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں ہو سکتی غیر محدود یعنی نفل جن

میں کوئی تحدید نہیں آدمی کو اختیار ہے جتنی چاہے پڑھ لے۔ البتہ صبح کی دو سنتوں کے بارہ میں ان کا ایک قول یہ ہے کہ وہ سنت ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ وہ رغیبہ ہیں رغیبہ کا رتبہ ان کے ہاں سنت سے کم نوافل سے زائد ہے پھر جمہور کا سنن رواتب کی تعداد میں اختلاف ہے شافعیہ حنابلہ کے نزدیک دس رکعات ہیں اور حنفیہ کے نزدیک بارہ۔ یہ فرق ظہر کی سنت قبلیہ کے بارے میں ہے حنفیہ کے نزدیک چار رکعات ہیں اور ان کے نزدیک دو رکعتیں ہیں جیسا کہ باب ھذا کی پہلی حدیث ابن عمر ۶۷۲ میں ہے حنفیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی چار رکعت سنت گھر پڑھا کرتے تھے لہٰذا ازواج مطہرات نے چار ہی ذکر کی ہیں جیسا کہ باب ھذا میں ان سے روایات نقل کی گئی ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھانے مسجد تشریف لاتے تو وہاں تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھتے تھے حضرت ابن عمر نے تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کو ظہر کی سنتیں سمجھ لیا حافظ ابن جریر طبری نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دونوں باتیں ثابت ہیں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا بھی اور دو رکعتیں پڑھنا بھی البتہ چار رکعتوں کی روایات زیادہ ہیں اور دو رکعتوں کی کم ہیں لہٰذا دونوں طریقے درست ہیں۔

۶۷۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِي بَيْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس رکعات یاد رکھی ہیں، دو رکعتیں ظہر سے پہلے دو رکعتیں ظہر کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعتیں فجر کی نماز سے پہلے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۶۷۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جتنا سخت اہتمام فجر کی سنتوں کا فرماتے' نوافل میں سے اور کسی کا اتنا اہتمام نہ فرماتے تھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اس حدیث میں مالکیہ پر رد ہے اس لیے کہ وہ ان کو رغیبہ کہتے ہیں یعنی صرف ایک رغبت کی چیز ہے جو زیادہ اہم نہ ہو جس کا مرتبہ سنت سے کم ہوتا ہے بعض علماء جیسے حسن بصری وہ تو رکعتین کے وجوب کے قائل ہیں۔

۶۷۴۔ وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے کی چار رکعات اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ترک نہیں فرماتے تھے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

٦٧٥۔ وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی دو رکعتیں (یعنی سنتیں) دُنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء سے بہتر ہیں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٦٧٦۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَصَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں کے ہاں رات گزاری، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری میں ان کے پاس تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز ادا فرمائی، پھر اپنے گھر تشریف لا کر چار رکعات ادا فرمائیں۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

٦٧٧۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عبداللہ بن شقیق نے کہا، میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا ''آپ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے، پھر تشریف لے جاتے، لوگوں کو نماز پڑھا کر تشریف لاتے، دو رکعتیں ادا فرماتے، آپ مغرب کی نماز لوگوں کو پڑھا کر تشریف لاتے دو رکعتیں ادا فرماتے اور آپ عشاء کی نماز لوگوں کو پڑھانے کے بعد میرے گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٦٧٨۔ وَعَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُوْنَ۔

اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہے سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جو مسلمان بندہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فرض نماز کے علاوہ ہر دن بارہ رکعت نفل ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتے ہیں۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

٦٧٩۔ وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ

الْعِشَآءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

انہی اُم المؤمنین رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے ایک دن رات میں بارہ رکعات ادا کیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے' چار رکعات ظہر سے پہلے' دو رکعتیں ظہر کے بعد' دو رکعتیں مغرب کے بعد' دو رکعتیں عشاء کے بعد اور نماز فجر کی دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے۔'' یہ حدیث ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۸۰۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِّنَ السُّنَّةِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ الْاَرْبَعَةُ اِلَّا اَبَا دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے بارہ رکعت سنت پر پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے' چار رکعات ظہر سے پہلے' دو رکعتیں ظہر کے بعد' دو رکعتیں مغرب کے بعد' دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔'' یہ حدیث ابوداؤد کے علاوہ اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۸۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاٰخَرُوْنَ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائیں جو عصر سے پہلے چار رکعات پڑھے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے' ترمذی نے اسے حسن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۶۸۲۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَيَّ اِلَّا صَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ اَوْسِتَّ رَكْعَاتٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے پاس تشریف لائے تو چار یا چھ رکعات ضرور ادا فرمائیں۔'' یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۸۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى اِثْرِ كُلِّ صَلٰوةٍ رَّكْعَتَيْنِ اِلَّا الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔ رَوَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور عصر کے علاوہ ہر نماز کے بعد دو رکعت ادا فرماتے تھے۔'' یہ حدیث اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۶۸۴۔ وَعَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعات ادا نہ فرماتے تو انہیں ظہر کے بعد ادا فرماتے ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے ۔

۶۸۵۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ يَّفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے' ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں اور مؤمنوں پر سلام کے ساتھ فاصلہ فرماتے ۔'' یہ حدیث ترمذی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے ۔

۶۸۶۔ وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوْا لَا يَفْصِلُوْنَ بَيْنَ اَرْبَعٍ قَبْلَ الْجُمُعَةِ وَلَا اَرْبَعٍ بَعْدَهَا۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحُجَجِ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ''(صحابہ کرامؓ) ظہر سے پہلے چار رکعتوں کے درمیان سلام سے فاصلہ نہ کرتے تھے مگر تشہد کے ساتھ نہ جمعہ سے پہلی چار رکعات میں اور نہ جمعہ کے بعد چار رکعات میں ۔'' یہ حدیث محمد بن الحسن نے حجج میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے ۔

۶۸۷۔ وَعَنْهُ قَالَ مَا كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ فِي الْاَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ''(صحابہ کرامؓ) ظہر سے پہلے چار رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے ۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے ۔

باب ما استدل به على الفصل بتسليتين بين الاربع من سنن النهار

باب: وہ روایت جس سے دن کی چار سنتوں کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ پر استدلال کیا گیا ہے

۶۸۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رات اور دن کی نماز دو دو (رکعت) ہے ۔'' یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے ۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ ذِكْرُ النَّهَارِ لَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ وَّيُعَارِضُهٗ بَعْضُ الْاَخْبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ فِي الْبَابِ السَّابِقِ۔

نیموی نے کہا (اس روایت میں) دن کا ذکر غیر محفوظ ہے اور اس کے معارض پہلی بعض احادیث ہیں جنہیں ہم گزشتہ باب میں ذکر کر چکے ہیں۔

صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی: شوافع کے نزدیک دن ہو یا رات ہو دو رکعت افضل ہیں مالکیہ کے ہاں چار رکعت جائز ہی نہیں صاحبین کہتے ہیں دن میں چار رکعت افضل ہیں اور رات میں دو دو افضل ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے ہاں مطلق چار رکعت ہی افضل ہیں دوٗ دو جائز ہیں۔ حدیث باب شوافع اور مالکیہ کے موافق ہے۔ صاحبین کہتے ہیں اس حدیث میں نہار کا لفظ ثابت نہیں اکثر روایات میں یہ لفظ نہیں ہے کما قال النیموی جبکہ امام صاحب مثنٰی مثنٰی کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ نہی عن البُتیرا پر محمول ہے کہ نوافل کم از کم دو ہی ہیں ایک رکعت نہیں۔

باب النافلہ قبل المغرب

باب: مغرب سے پہلے نفل

مغرب کی نماز سے قبل نماز ائمہ ثلاثہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ مباح ہے شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل تھا بعد میں چھوڑ دیا قرینہ صحابہ کا اس کو ترک کرنا ہے تو مستحب بھی نہ ہوا بلکہ مباح ہوا۔

۶۸۹۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ قَامَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِیَ حَتّٰی يَخْرُجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ مُسْلِمٌ حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا "جب مؤذن اذان کہتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ دیواروں کی طرف (جانے میں) جلدی کرتے' یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور وہ اسی طرح مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھ رہے ہوتے۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور مسلم نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں۔

"یہاں تک کہ اگر مسافر آدمی مسجد میں داخل ہوتا تو یہ دو رکعتیں کثرت سے پڑھنے والوں کی وجہ سے یہ سمجھتا کہ نماز (جماعت) ہو چکی ہے۔"

۶۹۰۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّاهُمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَانَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے (مختار فلفل کہتے ہیں) میں نے ان سے کہا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان دو رکعتوں کو پڑھتے تھے تو انہوں نے کہا ''آپ ہمیں دیکھتے تھے' نہ تو ہمیں پڑھنے کا حکم دیتے اور نہ منع فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۶۹۱۔ وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ اَلَا اُعَجِّبُكَ مِنْ اَبِي تَمِيمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغُلُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

مرثد بن عبداللہ الیزنی نے کہا' میں حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' میں نے کہا ابو تمیم کے بارے میں آپ کو عجیب بات نہ بتاؤں' وہ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہیں' عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہم بھی اسی طرح کرتے تھے' میں نے کہا' اب آپ کو کس چیز نے منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا ''مصروفیت نے'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۶۹۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ہے' ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے' آپ نے پھر تیسری بار فرمایا ''اس شخص کے لیے جو چاہے'' (یعنی ضروری نہیں۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۶۹۳۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِاَبِي دَاوٗدَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو' مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو' پھر آپ نے تیسری بار فرمایا جو شخص چاہے' اس بات کو ناپسند سمجھتے ہوئے کہ لوگ اسے سنت (مؤکدہ) بنالیں گے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو۔''

۶۹۴۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهٖ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ خَافَ اَنْ يَّحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور محمد بن نصر المروزی نے قیام اللیل میں نقل کی ہے (مروزی نے) یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں۔
آپ نے پھر فرمایا ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھو'' پھر تیسری بار فرمایا ''جو شخص چاہتا ہے'' اس بات کا خوف کھاتے ہوئے (آپ نے یہ فرمایا) کہ لوگ اسے سنت شمار کریں گے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب من انکر التنفل قبل المغرب

باب: جس شخص نے مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کا انکار کیا ہے

۶۹۵۔ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا يُصَلِّيْهِمَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْكَشِّيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

طاؤس نے کہا ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مغرب سے پہلے کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ایک کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' یہ حدیث عبد بن حمید الکشی نے اپنی مسند میں اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۶۹۶۔ وَعَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ اَنَّهٗ سَأَلَ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ عَنِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَالَ فَنَهَاهُ عَنْهَا وَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَكُوْنُوْا يُصَلُّوْنَهَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ مُنْقَطِعٌ وَّرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ۔

حماد بن ابی سلیمان سے روایت ہے کہ انہوں نے ابراہیم نخعیؒ سے مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے اسے ان سے منع کر دیا اور کہا ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ نہیں پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الاثار میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد منقطع ہے۔ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

باب التنفل بعد صلوٰۃ العصر

۶۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی بھی نہیں چھوڑیں۔'' یہ حدیث بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔

۶۹۸۔ وَعَنْهَا قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' دو رکعتیں ایسی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ اور نہ ظاہراً چھوڑا' دو رکعتیں صبح سے پہلے اور دو رکعتیں عصر کے بعد۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

دونوں حدیثوں کے علاوہ بھی اُن سے دیگر روایات بعد صلوۃ العصر نماز پڑھنے کے ثبوت میں منقول ہیں۔ صاحب فتح کہتے ہیں عصر کی یہ دو رکعتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت میں سے تھیں جیسا کہ آئندہ باب کی روایات سے معلوم ہوتا ہے دراصل یہ دو رکعتیں ظہر کے بعد والی تھیں جو کبھی وفد عبدالقیس کی آمد کی وجہ سے نہیں پڑھ سکے تھے جس کی تصریح صحیحین کی روایت میں ہے پھر جو عمل کرتے اس پر مداومت کرتے تھے اور آپ کی خصوصیت کی دلیل ابوداؤد میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تو عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے لیکن دوسروں کو منع فرماتے تھے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوم وصال رکھتے تھے اور دوسروں کو اس سے منع فرماتے تھے۔

۶۹۹۔ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ اَنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا اَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ اَثْبَتَهُمَا وَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلَاةً اَثْبَتَهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ابوسلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ان دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا جو آپ عصر کے بعد ادا فرماتے تھے' تو اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا'' وہ دو رکعتیں آپ عصر سے پہلے ادا فرماتے تھے پھر آپ اُن سے مصروف ہو گئے یا انہیں بھول گئے (اس وجہ سے ادا نہ کر سکے) ان کو عصر کے بعد ادا فرمایا' پھر آپ نے ان پر دوام فرمایا اور آپ جب کوئی نماز ادا فرماتے اس پر دوام فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب كراهة التطوع بعد صلوة العصر وصلوة الصبح

باب: نماز عصر اور نماز فجر کے بعد نفل ادا کرنے کی کراہت

۷۰۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ اَحَبَّهُمْ اِلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور وہ مجھے ان سب سے زیادہ محبوب ہیں' سے یہ حدیث سنی' بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۰۱۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوۃَ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نمازِ عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز نہیں ہے اور فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز نہیں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۰۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے اور صبح کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۰۳۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ السُّلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰہُ وَاَجْھَلُہٗ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوۃِ قَالَ صَلِّ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ فَاِنَّھَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَھَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ مَشْھُوْدَۃٌ مَّحْضُوْرَۃٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّ حِیْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَھَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْئُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ مَشْھُوْدَۃٌ مَّحْضُوْرَۃٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّھَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَھَا الْكُفَّارُ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّ اَحْمَدُ۔

حضرت عمرو بن عبسۃ السلمی رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے اس چیز کے بارے میں بتلائیں جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے اور میں اس سے بے خبر ہوں' آپ مجھے نماز کے بارے میں بتلائیں؟ آپ نے فرمایا: ''صبح کی نماز پڑھو' پھر نماز سے رُک جاؤ' یہاں تک کہ سورج طلوع ہوجائے' یہاں تک کہ بلند ہوجائے۔ بلاشبہ وہ جب طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اُسے کفار سجدہ کرتے ہیں' پھر نماز پڑھو' بلاشبہ نماز میں فرشتے گواہی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ سایہ ایک نیزہ سے کم ہوجائے' پھر نماز سے رُک جاؤ' بلاشبہ اس وقت جہنم گرم کی جاتی ہے جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو' بلاشبہ نماز میں فرشتے گواہی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ عصر پڑھ لو' پھر غروب آفتاب تک نماز سے رُک جاؤ' بلاشبہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔'' یہ حدیث مسلم اور احمد نے نقل کی ہے۔

۷۰۴۔ وَعَنْ كُرَیْبٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَۃَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْھَرَ اَرْسَلُوْہُ اِلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَقَالُوْا اِقْرَأْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِیْعًا وَّسَلْھَا عَنِ الرَّكْعَتَیْنِ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ وَقُلْ لَّھَا اَنَّا اُخْبِرْنَا اِنَّكِ تُصَلِّیْنَھُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْھُمَا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ كُنْتُ اَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْ
عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَخَرَجْتُ اِلَيْهِ
فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمِثْلِ مَآ اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ اِلٰى عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْ
فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِ
حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْ
قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ قُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ لَكَ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ
تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَاِنْ اَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ عَنْهُ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَاَشَارَ بِيَدِ
فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا ابْنَتَ اَبِيْ اُمَيَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاَنَّهٗ اَتَانِيْ نَاسٌ
مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

کریب سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمن بن ازہر نے انہیں اُم المؤمنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا، ہم سب کی طرف سے اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور نماز عصر کے بعد
دو رکعتوں کے بارے میں اُن سے پوچھنا اور ان سے کہنا ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ دو رکعتیں پڑھتی ہیں اور تحقیق ہم تک یہ بات بھی پہنچی
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، میں حضرت عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ کے ہمراہ یہ دو رکعتیں پڑھنے والوں کی پٹائی کرتا تھا، کریب نے کہا، میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی
خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو وہ پیغام پہنچا دیا جو انہوں نے مجھے دے کر بھیجا تھا۔ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا، اُم المؤمنین حضرت
اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو، میں نے ان کے پاس جا کر انہیں اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کا قول بتا دیا، انہوں نے مجھے واپس اُم
المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسی طرح کا پیغام دے کر بھیجا جو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس
بھیجا تھا تو اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے، پھر میں
نے آپ کو دیکھا کہ آپ جب عصر پڑھتے تو یہ دو رکعتیں بھی پڑھتے، پھر آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس انصار میں
سے (قبیلہ) بنی حرام کی عورتیں تھیں، میں نے آپ کے پاس ایک بچی بھیجی، میں نے (بچی سے) کہا، آپ کے ایک جانب کھڑی ہو
آپ سے کہنا، آپ سے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے ہوئے
ہے اور میں آپ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ خود انہیں پڑھ رہے ہیں، اگر آپ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمائیں تو آپ سے (تھوڑی
دیر) پیچھے ہٹ کر (کھڑی ہو) جانا، اس بچی نے ایسا ہی کیا، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا، وہ آپ سے پیچھے ہٹ گئی
جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا، فرمایا: ''اے ابو اُمیہ کی بیٹی! تم نے مجھ سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے بارے میں دریافت
کیا ہے، میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ آئے، انہوں نے مجھے ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے مشغول رکھا تو یہ وہ دو رکعتیں

ں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۴۰۵۔ وَعَنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَّقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا' تم ایک نماز پڑھتے ہو' تحقیق ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے لیکن ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور آپ نے اس نماز یعنی عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب کراھۃ التنفل بعد طلوع الفجر سوی رکعتی الفجر

باب: طلوع فجر کے بعد فجر کی دو سنتوں کے علاوہ نفل پڑھنے کی کراہت

طلوع فجر کے بعد سوائے سنت فجر کے نفل پڑھنا مکروہ ہے یہ جمہور کا مسلک ہے امام ترمذی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے امام مالک فرماتے ہیں جو شخص تہجد کا عادی ہو اور کسی وجہ سے تہجد کی نماز نہ پڑھ سکا ہو اس کے لیے طلوع فجر کے بعد نوافل کی احادیث ہے۔

۴۰۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِّنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَإِنَّهٗ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِيْ بِلَيْلٍ لِّيَرْجِعَ قَآئِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَآئِمَكُمْ رَوَاهُ السِّتَّةُ إِلَّا التِّرْمِذِيَّ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کسی شخص کو بلال رضی اللہ عنہ کی اذان اس کی سحری سے نہ روکے' بلاشبہ وہ رات کو اذان پکارتے ہیں تا کہ تہجد پڑھنے والا لوٹ آئے (اور سحری کھالے) اور سونے والا جاگ اُٹھے۔'' یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب ستہ نے نقل کی ہے۔

۴۰۷۔ وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہوتی سوائے فجر کی سنتوں کے کوئی نماز نہ پڑھتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب فی تاکید رکعتی الفجر

باب: فجر کی سنتوں کی تاکید

۴۰۸۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَعُوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَلَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ۔ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّقَدْ تَقَدَّمَ أَحَادِيْثُ الْبَابِ فِيْ بَابِ التَّطَوُّعِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فجر کی دوسنتوں کو نہ چھوڑو اگرچہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔'' یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اس کی اسناد صحیح ہے اور اس باب کی احادیث ''باب پانچ نمازوں کے لیے نفل'' میں گزر چکی ہیں۔

لَوْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ: یعنی مت چھوڑو تم ان دو رکعتوں کو اگرچہ تم کو تمہارا لشکر جہاد میں جانے والا دھکیل رہا ہو کہ جلدی چلو یعنی کیسا ہی عجلت کا وقت ہو پھر بھی اس کو نہ چھوڑا جائے۔ خیل تو گھوڑے کو کہتے ہیں مگر اس کا اطلاق گھوڑ سوار پر بھی ہوتا ہے، یہاں مراد گھڑ سوار قافلہ ہے یا خیل سے مراد خیلِ عدو ہے یعنی اگرچہ دشمن کا لشکر تمہیں دھکیل رہا ہو یعنی تمہاری اور اس کی دھکم پیل ہو رہی ہو پھر بھی سنتوں کو ترک مت کرو۔

بَاب فی تخفیف رکعتی الفجر

باب: فجر کی سنتوں کی تخفیف میں

۷۰۹۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَقُوْلُ هَلْ قَرَءَ بِأُمِّ الْكِتٰبِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں کو ہلکا فرماتے تھے' یہاں تک کہ میں کہتی' کیا آپ نے صرف فاتحہ پڑھی ہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۱۰۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ إِلاَّ النَّسَائِيَّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے ایک مہینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بغور مشاہدہ کیا تو آپ فجر سے پہلے کی دو رکعتوں میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد تلاوت فرماتے تھے۔ یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

باب کراھیة سنة الفجر اذا شرع فی الاقامة

باب: جب (مؤذن) اقامت شروع کر دے تو فجر کی سنت کا مکروہ ہونا

مسئلہ: باتفاق ائمہ اربعہ اقامت کے وقت ظہر' عصر' مغرب' عشاء میں سنت یا نفل پڑھنا منع ہے فجر میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد کے ہاں مطلقاً منع ہے خارج مسجد ہو یا داخل مسجد ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک رکعت پانے کا تیقن ہو تو مسجد سے باہر پڑھ لے بعد میں مشائخ حنفیہ نے توسع کیا اور کہا کہ مسجد کے اندر بھی ستون وغیرہ حائل ہو یا کم از کم جماعت کی صف کے ساتھ اختلاط نہ ہو تو

ھ لے۔امام مالک کے نزدیک دورکعت جماعت کے ساتھ پانے کی صورت میں خارج مسجد پڑھنا جائز ہے۔حاصل یہ ہے کہ امام حنیفہؒ امام مالک کے ہاں فی الجملہ جائز ہے امام شافعی امام احمد کے ہاں منع ہے۔ **جواز کی دلیل:** فجر کی سنتیں زیادہ موکد ہیں ن الامکان جماعت کی فضیلت اور سنتوں کی فضیلت کو جمع کیا جائے تو حنفیہ اور مالکیہ کا استدلال ایک تو ان احادیث سے ہے جن میں نت فجر کی بطور خاص تاکید کی گئی ہے بہت سے دوسرے فقہاء صحابہ سے مروی ہے کہ وہ فجر کی سنتیں جماعت کے کھڑے ہونے کے وجود ادا کرتے تھے جیسا کہ آئندہ باب میں احادیث آرہی ہیں۔ **منع کی دلیل:** احادیث باب ہیں۔ **پہلی حدیث کا جواب:** حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک لاصلوٰۃ الا المکتوب کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ جماعت کی نماز ہو رہی واس جگہ سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے اس لیے کہ اگر کوئی شخص فرض کیجئے اپنے گھر میں سنتیں پڑھ رہا ہو جیسا کہ فضل بھی یہی ہے اور اس حال میں مسجد میں جماعت کھڑی ہوگئی تو کیا اس شخص کی نماز درست ہوگی؟ بالا جماع درست اور جائز ہے پس معلوم ہوا حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں بلکہ حدیث کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ **باب ھذا کی دوسری حدیث کا جواب:** کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اس صحابی نے سنتیں صف میں کھڑے ہو کر پڑھی تھیں اور یہ صورت اربعاً کو ظاہر کر رہی تھی ورنہ اگر کسی نے ایک جگہ دو رکعت پڑھیں پھر دوسری جگہ بدل کر دو رکعت پڑھ لیں تو اس کو اربعاً نہیں کہا جا سکتا اس احتمال کی تائید اسی روایت سے ہے کہ نماز فجر کی تکبیر شروع ہوگئی تو حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ نے اسی ثناء میں درمیان میں کھڑے ہو کر سنت پڑھنا شروع کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سنت فجر کو ظہر کی سنت قبلیہ اور بعدیہ کی طرح فرض سے متصل نہ پڑھا کرو بلکہ سنت فجر اور فرض فجر کے درمیان کچھ فاصلہ کیا کرو تو اس روایت سے معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد سنت فجر سے ممانعت نہیں ہے بلکہ سنت کو فرض کے ساتھ ملانے اور خلط کرنے سے ممانعت مقصود ہے اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن مالک نے درمیان میں کھڑے ہو کر سنت پڑھی ہے اور سنت کو فرض کے ساتھ ملا دیا ہے لہٰذا اگر ایک کنارے برآمدے میں سنت پڑھی جائے اور پھر آگے بڑھ کر جماعت میں شرکت کی جائے تو اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے۔ **باب ھذا کی تیسری حدیث کے جواب** میں امام طحاوی فرماتے ہیں اس روایت میں جانب المسجد یا ہے جبکہ بعض روایات میں خلف الناس کے الفاظ منقول ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ جماعت کی صفوف سے متصل پیچھے کھڑا ہو گیا تھا اس آدمی اور جماعت والوں کے درمیان کوئی فصل نہیں تھا یہ بھی مخالطت کے مشابہ ہے جو ہمارے نزدیک مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک صفوف کے بالکل پیچھے جا کر سنت ادا کرے اور پھر وہاں سے چل کر صفوف میں آ کر شرکت کرے اور یہاں ایسا نہیں ہے۔ باب ھذا کی چوتھی پانچویں اور چھٹی حدیث کا مطلب یہی ہے کہ فرض اور سنت کے درمیان امتیازی فاصلہ اور فصل ہونا ضروری ہے باب ھذا کی ساتویں حدیث کی سند انتہائی ضعیف ہے جو نا قابل استدلال ہے۔

٤١١۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِیَّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب جماعت کھڑی کردی جائے تو سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز نہیں۔'' یہ حدیث بخاری کے علاوہ جماعت محدثین نے نقل کی ہے۔

٤١٢۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَیْنَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَّقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ یُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے' نماز کھڑی کردی گئی تھی' وہ (سنت فجر کی) دو رکعتیں پڑھ رہا تھا' جب آپ نے سلام پھیرا تو لوگ آپ کے اردگرد جمع ہوگئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں؟ کیا صبح کی چار رکعتیں ہیں؟'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

٤١٣۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ بِالْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ فِیْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا فُلَانُ بِاَیِّ الصَّلٰوتَیْنِ اعْتَدَدْتَّ بِصَلٰوتِكَ وَحْدَكَ اَمْ بِصَلٰوتِكَ مَعَنَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّالْاَرْبَعَةُ اِلَّا التِّرْمِذِیَّ۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا ''ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں تھے' اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں ادا کیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوگیا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا ''اے فلاں! اپنی دو نمازوں میں سے تو نے کسے شمار کیا ہے؟ اپنی نماز جو اکیلے پڑھی ہے یا اپنی وہ نماز جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے۔'' یہ حدیث مسلم اور ترمذی کے علاوہ اصحاب اربعہ نے نقل کی ہے۔

٤١٤۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُقِیْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَقَامَ رَجُلٌ یُّصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ فَجَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِهٖ وَقَالَ اَتُصَلِّی الصُّبْحَ اَرْبَعًا رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ جَیِّدٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' صبح کی نماز کھڑی کردی گئی۔ ایک شخص کھڑا ہوکر دو رکعتیں پڑھنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کپڑے سے پکڑ کر کھینچا اور فرمایا ''کیا تم صبح کی چار رکعتیں ادا کرتے ہو۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے۔

٤١٥۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّیْ وَاَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِی الْاِقَامَةِ فَجَذَبَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُصَلِّی الصُّبْحَ اَرْبَعًا رَّوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ الطَّیَالِسِیُّ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ الْحَاكِمُ فِیْ

الْمُسْتَدْرَكِ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نماز پڑھ رہا تھا اور موذن نے اقامت شروع کردی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھینچا اور فرمایا ''کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھتے ہو۔'' یہ حدیث ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں' ابن خزیمہ' ابن حبان اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں کہا' یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے اسے بیان نہیں کیا۔

۷۱۶۔ وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلاً صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْغَدَاۃِ حِیْنَ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ یُقِیْمُ فَغَمَزَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْکِبَیْہِ وَقَالَ اَلاَّ کَانَ ھٰذَا قَبْلَ ذَا۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ وَاِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کی سنتیں پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ موذن اقامت کہہ رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کندھوں سے (پکڑ کر) دبایا اور فرمایا ''یہ اس سے پہلے کیوں نہیں پڑھ لیں۔'' یہ حدیث طبرانی نے صغیر اور کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے۔

۷۱۷۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلاَ صَلٰوۃَ اِلاَّ الْمَکْتُوْبَۃَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلاَ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ قَالَ وَلاَ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔ رَوَاہُ ابْنُ عَدِیٍّ وَّالْبَیْھَقِیُّ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی الْفَتْحِ اِسْنَادُہٗ حَسَنٌ وَّفِیْمَا قَالَہٗ نَظَرٌ وَّھٰذِہِ الزِّیَادَۃُ لاَ اَصْلَ لَھَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب جماعت کھڑی کردی جائے تو سوائے فرض نمازوں کے کوئی نماز نہیں۔'' عرض کیا گیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! فجر کی دو سنتیں بھی نہیں' آپ نے فرمایا ''فجر کی دو سنتیں بھی نہیں۔'' یہ حدیث ابن عدی اور بیہقی نے نقل کی ہے۔ حافظ نے فتح الباری میں کہا' اس کی اسناد حسن ہے اور جو حافظ نے کہا ہے اس میں اعتراض ہے اور ان زیادہ الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔

باب من قال یصلی سنۃ الفجر عند اشتغال الامام بالفریضۃ خارج المسجد اوفی ناحیتہ اوخلف اُسطوانۃ اِن رجا ان یدرك رکعۃ من الفرض

باب: جس نے یہ کہا کہ جب امام فرض پڑھانے میں مشغول ہو تو فجر کی سنتیں مسجد کے باہر یا کونے میں یا ستون کے پیچھے پڑھ لی جائیں، جب یہ امید ہو کہ فرض کی ایک رکعت پالے گا

۷۱۸۔ عَنْ مَّالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا یَقُوْلُ اَیْقَظْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

مالک بن مغول نے کہا میں نے نافع کو یہ کہتے ہوئے سنا ''میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز کے لیے جگایا جب کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو انہوں نے اُٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۱۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَيْتِهٖ فَاُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِي الطَّرِيْقِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

محمد بن کعب نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے نکلے تو صبح کی نماز کھڑی ہو چکی تھی، انہوں نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیں جب کہ وہ راستہ میں تھے، پھر مسجد میں داخل ہو کر لوگوں کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھ لی۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے۔

۷۲۰۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَآءَ وَالْاِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ فَصَلَّاهُمَا فِيْ حُجْرَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثُمَّ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ اِلَّا يَحْيَى بْنَ اَبِيْ كَثِيْرٍ يُّدَلِّسُ.

زید بن اسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ آئے جب کہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا اور انہوں نے صبح سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں تو وہ دو رکعتیں اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں پڑھیں، پھر انہوں نے امام کے ہمراہ نماز ادا کی۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اس کے راوی ثقہ ہیں، سوائے یحییٰ بن ابی کثیر کے جو تدلیس کرتا ہے۔

۷۲۱۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے جب کہ لوگ صفیں باندھے فجر کی نماز میں کھڑے ہوتے تو وہ دو رکعتیں مسجد کے کونے میں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۷۲۲۔ وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبَا مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَمَّا اَبُوْ مُوْسٰى فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ. رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو نماز کھڑی کر دی گئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے لیکن حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ وہ صف میں شامل ہو گئے۔ یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۲۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ حِیْنَ دَعَاھُمْ سَعِیْدُ بْنُ الْعَاصِ دَعَا اَبَا مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَحُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ الْغَدَاۃَ ثُمَّ خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِہٖ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَلَسَ عَبْدُ اللّٰہِ اِلٰی اُسْطُوَانَۃٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَالطَّبَرَانِیُّ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ لِیْنٌ۔

عبداللہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ جب سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے بلایا تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز سے پہلے بلایا' پھر وہ اُن کے پاس سے نکلے جب کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں' پھر نماز میں شریک ہو گئے۔ یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۴۲۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْاِمَامُ فِی الصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَالطَّبَرَانِیُّ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

عبداللہ بن ابی موسیٰ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ مسجد میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ امام نماز میں تھا تو انہوں نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں۔ یہ حدیث طحاوی اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۴۲۵۔ وَعَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالْاِمَامُ یُصَلِّیْ فَاَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَاَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَکَانَہٗ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابومجلز نے کہا میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ صبح کی نماز کے لیے مسجد میں داخل ہوا جب کہ امام نماز پڑھ رہا تھا' ابن عمر رضی اللہ عنہ تو صف میں شامل ہو گئے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ' انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں' پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے' جب امام نے سلام پھیرا' ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ بیٹھ گئے' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا تو اُٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۲۶۔ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالْاِمَامُ فِیْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ وَلَمْ یَکُنْ صَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ فَصَلّٰی عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الرَّکْعَتَیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَھُمْ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابوعثمان انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آئے اور امام صبح کی نماز میں تھا' انہوں نے دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے دو رکعتیں (سنت) ادا کیں' پھر ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۲۷۔ وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ كُنَّا نَأْتِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّیَ الرَّكْعَتَیْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ فَنُصَلِّیْ فِیْ اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابوعثمان النہدی نے کہا ہم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس نماز صبح کی دوسنتیں پڑھنے سے پہلے آتے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں ہوتے' ہم مسجد کے آخری کونے میں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہوجاتے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد حسن ہے۔

۷۲۸۔ وَعَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ كَانَ مَسْرُوْقٌ یَّجِیْئُ اِلَی الْقَوْمِ وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ وَلَمْ یَكُنْ رَّكَعَ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَیُصَلِّی الرَّكْعَتَیْنِ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

شعبی نے کہا ''مسروق لوگوں کے پاس آتے جب کہ وہ نماز میں ہوتے اور انہوں نے فجر کی دوسنتیں نہ پڑھی ہوتیں۔ وہ مسجد میں دوسنتیں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہوجاتے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۲۹۔ وَعَنْهُ عَنْ مَّسْرُوْقٍ اَنَّهٗ فَعَلَ ذٰلِكَ غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

شعبی نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا' البتہ انہوں نے کہا ''مسجد کے کونے میں'' (دو رکعتیں پڑھیں)۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۳۰۔ وَعَنْ یَّزِیْدَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ وَلَمْ تُصَلِّ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ فَصَلِّهِمَا وَاِنْ كَانَ الْاِمَامُ یُصَلِّیْ ثُمَّ ادْخُلْ مَعَ الْاِمَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

یزید بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حسنؒ کہا کرتے تھے ''جب تم مسجد میں داخل ہواور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو انہیں پڑھ لو' اگرچہ امام نماز پڑھ رہا ہو' پھر امام کے ساتھ شریک ہوجاؤ۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۳۱۔ وَعَنْ یُّوْنُسَ قَالَ كَانَ الْحَسَنُ یَقُوْلُ یُصَلِّیْهِمَا فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ یَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِیْ صَلٰوتِهِمْ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

یونس نے کہا ''حسن کہا کرتے تھے انہیں (دوسنتوں کو) مسجد کے کونے میں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہو جاؤ۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

باب قضاء رکعتی الفجر قبل طلوع الشمس

باب: سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی سنتوں کی قضاء

مسئلہ: شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر کوئی شخص فجر کی سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو ان کو فرض کے بعد طلوع شمس سے پہلے ادا کرسکتا ہے حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فجر کے فرض کے بعد طلوع شمس سے پہلے فجر کی سنتیں پڑھنا جائز نہیں بلکہ ایسی صورت میں طلوع

شمس کا انتظار کرنا چاہیے اور اس کے بعد سنتیں پڑھنی چاہئیں۔ **فریق اول کی دلیل**: باب کی دونوں حدیثیں ہیں۔ باب ھذا کی پہلی حدیث کا **جواب**: (۱) یہ حدیث بقول امام ترمذی منقطع ہے کیونکہ محمد بن ابراہیم کا سماع قیس بن عمر سے ثابت نہیں۔ **جواب**: (۲) نماز صبح کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے نماز پڑھنے کی صریح ممانعت کی روایات آئندہ باب میں آ رہی ہیں ممکن ہے کہ یہ واقعہ ممانعت سے قبل کا ہو باب ھذا کی دوسری روایت کے بارے میں امام نیموی فرماتے ہیں کہ عراقی کا اس روایت کی سند کو حسن قرار دینا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث حضرت عطاء بن ابی رباح سے ان کا شاگرد حسن بن ذکوان ابوسلمۃ البصری نقل کرتا ہے حسن بن ذکوان پر کافی جرح ہے (میزان الاعتدال ص ۴۸۹ ج ۱) لہٰذا ایسے راوی کی روایت حسن نہیں ہوسکتی حنفیہ کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں۔

۴۳۲۔ عَنْ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الصُّبْحَ ثُمَّ انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَنِيْ أُصَلِّيْ فَقَالَ مَهْلاً يَا قَيْسُ أَصَلٰوتَانِ مَعًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَمْ أَكُنْ رَّكَعْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قَالَ فَلَا إِذَنْ. رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ إِلَّا النَّسَائِيَّ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو نماز کھڑی کر دی گئی، میں نے آپ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے، مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا، آپ نے فرمایا ''اے قیس! چھوڑو کیا دو نمازیں اکٹھی''، میں نے عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں، آپ نے فرمایا اس وقت نہ پڑھو۔ یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب اربعہ، احمد، ابوبکر بن ابی شیبہ، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ إِسْنَادُهُ ضَعِيْفٌ.

نیموی نے کہا اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۴۳۳۔ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً يُّصَلِّيْ بَعْدَ الْغَدَاةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ فَلَمْ يَقُلْ لَّهُ شَيْئًا. أَخْرَجَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلّٰى وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهُ حَسَنٌ. قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِيْمَا قَالَهُ نَظَرٌ.

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں، میں نے اب وہ پڑھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ نہیں کہا۔ یہ حدیث ابن حزم نے محلّٰی میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔ نیموی نے کہا جو کچھ عراقی نے کہا اس میں اعتراض ہے۔

باب كراهته قضاء ركعتي الفجر قبل طلوع الشمس

باب: سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی سنتوں کی قضاء مکروہ ہونا

۷۳۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک نماز سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۳۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ غَیْرَ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ اَحَبَّهُمْ اِلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور وہ مجھے اُن سب سے زیادہ محبوب ہیں' سے سنا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز سے منع فرمایا ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۳۶۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کی نماز کے بعد سورج چڑھنے تک نماز نہیں ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۳۷۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِیْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْئُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اقْصُرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے نماز کے بارہ میں بتلائیں آپ نے فرمایا ''صبح کی نماز پڑھو' پھر نماز سے رُک جاؤ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور بلند ہو جائے' بلاشبہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں' پھر نماز پڑھو' بلاشبہ نماز میں فرشتے گواہی کے لیے حاضر ہوتے ہیں' پھر

نماز سے رُک جاؤ' بے شک اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے' پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو' بلاشبہ نماز میں فرشتے گواہی کے لیے حاضر ہوتے ہیں' یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو' پھر نماز سے رُک جاؤ' یہاں تک کہ سورج چھپ جائے' بلاشبہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

۴۳۸۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جس نے فجر کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہیے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے۔'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۳۹۔ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ بَعْدَ مَآ اَضْحٰی۔ رَوَاهُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فجر کی سنتیں (اگر قضاء ہو جائیں تو) چاشت (کے نفل پڑھنے) کے بعد پڑھتے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۴۴۰۔ وَعَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْاِمَامُ یُصَلِّیْ فَاَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ وَاَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَکَانَهٗ حَتّٰی طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

ابو مجلز نے کہا'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوا جب کہ امام نماز پڑھا رہا تھا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صف میں شامل ہو گئے لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر امام کے ہمراہ شریک ہو گئے' جب امام نے سلام پھیرا' ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا تو کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۴۴۱۔ وَعَنْ یَّحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ یَقُوْلُ اِذَا لَمْ اُصَلِّهِمَا حَتّٰی اُصَلِّیَ الْفَجْرَ صَلَّیْتُهُمَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

یحییٰ بن سعید نے کہا' میں نے قاسم کو یہ کہتے ہوئے سنا'' جب میں انہیں (فجر کی سنتوں کو) نہ پڑھوں یہاں تک کہ فجر پڑھ لوں تو انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔'' یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب قضاء رکعتی الفجر مع الفریضۃ

باب: فجر کی دو رکعتوں کی فرض نماز کے ساتھ قضاء

باب ھذا کی تینوں روایات میں لیلۃ التعریس کا قصہ مذکور ہے لیلۃ التعریس کی احادیث میں جو قضاء سنت وارد ہے وہ فرائض کے ساتھ ہے وادی القریٰ اور تیماء کی فتح کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس ہوئے مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک وادی میں آخر شب میں آرام لینے کی غرض سے نزول فرمایا۔ اتفاق سے کسی کی آنکھ نہیں کھلی یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیدار ہوئے اور گھبرا کر اٹھے اور صحابہ کو جگایا اور اس وادی سے کوچ کرنے کا حکم دیا وضو کر کے صبح کی دو رکعت سنتیں پڑھیں بعد ازاں حضرت بلالؓ نے اقامت کہی اور جماعت کے ساتھ صبح کی نماز قضاء کی گئی۔

فائدہ: نماز اور عبادات میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو غفلت کی وجہ سے کبھی سہو نہیں ہوتا بلکہ من جانب اللہ سہو میں مبتلا کئے جاتے ہیں تاکہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہوں اگر آپ کو یہ سہو پیش نہ آتا تو امت کو فوت شدہ نمازوں کا مسئلہ کیسے معلوم ہوتا اور اگر ظہر یا عصر کی دو یا تین رکعت پر آپ بھول کر سلام نہ پھیرتے (جیسا کہ حدیث ذوالیدین میں ہے) تو امت کو سجدہ سہو کا مسئلہ کہاں سے معلوم ہوتا۔

۷۴۲۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَاْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهٖ فَاِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَآءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کیا' تو ہم بیدار نہ ہوئے' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ''ہر شخص اپنی اونٹنی کی لگام پکڑ لے بلاشبہ اس جگہ میں ہمارے پاس شیطان حاضر ہو گیا ہے'' (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا) تو ہم نے ایسا ہی کیا' پھر آپ نے پانی منگا کر وضو فرمایا' پھر دو رکعتیں ادا فرمائیں' پھر جماعت کھڑی ہوئی تو صبح کی نماز ادا فرمائی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۷۴۳۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ فَمَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِیْ ظَهْرِهٖ قَالَ فَقُمْنَا فَزِعِيْنَ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَأَةٍ كَانَتْ مَعِیَ فِيْهَا شَیْءٌ مِّنْ مَّآءٍ قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِیَ فِيْهَا شَیْءٌ مِّنْ مَّآءٍ ثُمَّ قَالَ لِاَبِیْ قَتَادَةَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَأَتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ سے ہٹ کر اپنا سر مبارک رکھ دیا پھر فرمایا '' ہم پر ہماری نماز کی نگرانی کرو' سب سے پہلے جو شخص بیدار ہوا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور سورج آپ کی پشت مبارک کی طرف تھا (یعنی طلوع) ہو چکا تھا' ابوقتادہ نے کہا' ہم گھبرائے ہوئے اُٹھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' سوار ہو جاؤ ہم سوار ہو کر چلے' یہاں تک کہ سورج بلند ہو گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے' پھر لوٹا منگوایا جو کہ میرے پاس تھا۔ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ ابوقتادہ نے کہا آپ نے اس میں سے وضو سے ہلکا وضو کیا (ابوقتادہ نے) کہا اور اس میں تھوڑا سا پانی بچ گیا' پھر آپ نے ابوقتادہ سے فرمایا '' ہمارے لیے اپنے اس لوٹے کو محفوظ رکھو' جلد ہی اس لوٹے کے لیے ایک خاص بات ہوگی' پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں ادا فرمائیں' پھر صبح کی نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی عمل فرمایا جیسے کہ آپ ہر روز عمل فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۴۴۴۔ وَعَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ سَفَرٍ لَهُ مَنْ يَكْلَؤُنَا اللَّيْلَةَ لَا يَرْقُدُ عَنِ الصَّلٰوةِ عَنِ الْفَجْرِ قَالَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ اَنَا فَاسْتَقْبَلَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَضُرِبَ عَلٰى اٰذَانِهِمْ حَتّٰى اَيْقَظَهُمْ حَرُّ الشَّمْسِ فَقَامُوْا فَقَالَ تَوَضَّأُوْا ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّوْا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ صَلٰوةَ الصبح۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

نافع بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک سفر میں فرمایا '' آج رات کون ہماری نگہبانی کرے گا جو صبح کی نماز سے نہ سوئے۔'' یہ حدیث نسائی' احمد' طبرانی اور بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب اباحة الصلوٰة فی الساعات کلها بمکة

باب: مکہ مکرمہ میں ہر وقت نماز جائز ہونا

مسئلہ: امام شافعی، امام احمد کے نزدیک طواف کے بعد دو رکعتیں اوقات مکروہہ میں ادا کی جا سکتی ہیں امام ابوحنیفہ اور امام مالک (فی روایۃ) کے نزدیک دیگر مقامات کی طرح مکہ میں بھی یہ رکعتیں اوقات مکروہہ میں ادا کرنا درست نہیں ہے۔ احناف کہتے ہیں طواف کرنے والے کو چاہیے کہ فجر اور عصر کے بعد طواف کرتا رہے طواف سے فارغ ہونے کے بعد رکعات طواف طلوع کے بعد یا غروب کے بعد اکٹھی ادا کرے۔ **فریق اول کی دلیل:** احادیث باب ہیں۔ **جواب:** (۱) تینوں احادیث باب ضعیف ہیں کما قال النیموی (۲) ایۃ ساعۃ سے مراد ساعات غیر مکروہہ ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی مسجد حرام میں نماز یا طواف کے ارادے سے داخل ہونا چاہے دن میں یا رات میں کسی بھی وقت میں تو تمہیں اس کو منع کرنے کا حق نہیں ہے پابندیاں مت لگاؤ کہ فلاں فلاں وقت آؤ۔ حرم شریف کے جو دربان تھے وہ اپنی حکومت چلاتے تھے ہر شخص کو ہر وقت دخول کی اجازت نہیں دیتے تھے تو اس سے منع کیا گیا ہے۔ فریق ثانی کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں۔

۴۴۵۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَاَ تَمْنَعُوْا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ مِنْ لَّيْلٍ اَوْ نَهَارٍ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاٰخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَغَيْرُهُمَا وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے بنی عبد مناف کسی ایک کو بھی اس گھر کے طواف سے نہ روکو اور دن یا رات میں جس وقت بھی وہ چاہیں نماز پڑھ لیں۔'' یہ حدیث اصحاب خمسہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔ ترمذی، حاکم اور دیگر محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔

۴۴۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَاَ تَمْنَعُوْا اَحَدًا يَّطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيُصَلِّيْ فَاِنَّهٗ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَاَ صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّاَ بِمَكَّةَ عِنْدَ هٰذَا الْبَيْتِ يَطُوْفُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے بنی عبدالمطلب! یا فرمایا، اے بنی عبدالمناف! تم کسی ایک کو بھی بیت اللہ کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو، بلاشبہ فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز نہیں ہے سوائے مکہ میں اس گھر کے قریب طواف کریں اور نماز پڑھیں۔'' یہ حدیث دار قطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۴۴۷۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَقَدْ صَعِدَ عَلٰى دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا جُنْدُبٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّاَ بِمَكَّةَ اِلَّاَ بِمَكَّةَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ جِدًّا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ کعبہ کی سیڑھی پر چڑھے ہوئے تھے جس نے مجھے پہچان لیا، اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا تو میں جندب ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''صبح کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز نہیں اور نہ عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک سوائے مکہ کے، سوائے مکہ کے، سوائے مکہ کے۔'' یہ حدیث احمد اور دار قطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد بہت ضعیف ہے۔

باب كراهية الصلوة فى الاوقات المكروهة بمكة

باب: مکروہ اوقات میں مکہ مکرمہ میں نماز کی کراہت

۴۴۸۔ عَنْ مَّعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فَسُئِلَ ذٰلِكَ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ. رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَإِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عصر کے بعد یا صبح کے بعد طواف کیا اور (طواف کے) نفل نہ پڑھے۔ اس کے بارے میں ان سے پوچھا گیا' انہوں نے کہا' ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد غروب ہونے تک نماز سے منع فرمایا ہے۔'' یہ حدیث اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَقَدْ تَقَدَّمَ اَحَادِيْثُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِي الْاَوْقَاتِ الْخَمْسَةِ.

نیموی نے کہا' پانچ اوقات میں نماز کے مکروہ ہونے کے بارے میں احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

باب اعادة الفريضة لاجل الجماعة

باب: جماعت کی وجہ سے فرض نماز لوٹانا

۴۷۹۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَآءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَّقْتِهَا اَوْ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَّقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِیْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے یا اسے قضا کر دیں گے؟ (ابوذر رضی اللہ عنہ نے) کہا' میں نے عرض کیا' آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو' پھر اگر ان کے ساتھ نماز پا لو تو پڑھ لو' وہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

یہاں یہ بیان کیا ہے کہ حکمران فاسق فاجر ہو اور نمازوں کا امام ہو اور نمازوں کو اپنے وقت مستحب میں نہ پڑھے تو پھر عوام کو چاہیے کہ اپنے وقت مستحب میں نماز پڑھ لیں اور دوبارہ امام کے ساتھ شریک ہونا چاہے تو احناف کے نزدیک ظہر اور عشاء میں شریک ہو سکتا ہے شوافع کے نزدیک تمام نمازوں میں شریک ہو سکتا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک مغرب کے ماسوا سب میں شرکت جائز ہے۔

احناف کی دلیل: احادیث نهى عن الصلوٰة بعد الفجر والعصر تو فجر اور عصر کے بعد نفلی نماز جائز نہیں نیز مغرب میں تین نفل بنیں گے اور یہ جائز نہیں۔ **باقی ائمہ کی دلیل:** حدیث باب قال صلّ الصلوٰة لوقتها فان ادركتها معهم فصل فانها لك نافلة۔ **جواب:** اس کیساتھ یہاں یہ بھی تو ہے فانها لك نافلة تو معلوم ہوا ہر وہ نماز جس میں نفل بننے کی صلاحیت ہو اس میں شریک ہو اب فرض پہلے نماز ہوئی یا اب جو جماعت کے ساتھ ادا کی ہے وہ فرض ہے احناف محققین شوافع کا قول یہ ہے کہ جب پہلی نماز شرائط کے ساتھ ادا کی گئی تو فرض کیسے ساقط نہیں ہوگا دوسرا قول یہ ہے کہ فرض نماز دوسری ہوگی' تیسرا قول یہ ہے کہ یہ تعیین مفوض الی اللہ ہے پھر احناف کے نزدیک جماعت میں نفل کی نیت کرے بعض کہتے ہیں کہ مطلق نماز کی نیت کرے۔

۷۵۰۔ وَعَنْ مِحْجَنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ فِيْ مَجْلِسٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُّسْلِمٍ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلٰكِنِّيْ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِيْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت محجن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' نماز کے لیے اذان کہی گئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر نماز ادا کی' پھر واپس آئے تو محجن رضی اللہ عنہ اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تھے' انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں کس چیز نے منع کیا ہے کہ تم لوگوں کے ہمراہ نماز پڑھو' کیا تم مسلمان شخص نہیں ہو؟'' انہوں نے عرض کیا' ہاں اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! (میں مسلمان ہوں) لیکن میں نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا ''جب تم آؤ تو لوگوں کے ہمراہ نماز ادا کرو' اگرچہ تم نے پڑھ ہی لی ہو۔'' یہ حدیث مالک اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۵۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهٗ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اِنْحَرَفَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ اُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهٗ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِيْئَ بِهِمَا تَرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا ابْنَ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ السَّكَنِ وَابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت جابر بن یزید الاسود سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ان کے حج میں حاضر ہوا' میں نے ان کے ہمراہ صبح کی نماز مسجد خیف میں پڑھی' جب آپ نے اپنی نماز پوری فرمائی' آپ نے رُخِ انور پھیرا تو دو شخص لوگوں سے آخر میں تھے جنہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی' آپ نے فرمایا ''ان دونوں کو میرے پاس لاؤ'' ان کو لایا گیا' ان کے کندھوں کا گوشت کانپ رہا تھا (وہ بہت گھبرائے ہوئے تھے) آپ نے فرمایا ''تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا' ایک شخص نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! ہم نے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لی تھی' آپ نے فرمایا (پھر ایسا) نہ کرو' جب تم اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو' پھر تم مسجد جماعت میں آؤ' تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لو' بے شک وہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔'' یہ حدیث ابن ماجہ کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے۔ ترمذی' ابن سکن اور ابن حبان نے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔

۷۵۲۔ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اِنِّيْ اُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ ثُمَّ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْاِمَامِ اَفَاُصَلِّيْ مَعَهٗ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اَيَّتَهُمَا

اَجْعَلُ صَلٰوتِیْ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوَ ذٰلِكَ اِلَیْكَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اِلَی اللّٰهِ اَیَّتَهُمَا شَآءَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' اس نے کہا' میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں' پھر امام کے ساتھ نماز پالیتا ہوں' کیا میں اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاؤں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' ہاں اس شخص نے کہا' ان دونوں میں کسے اپنی (فرض) نماز بناؤں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے کہا' کیا یہ بات تمہارے سپرد ہے؟ بلاشبہ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے' دونوں میں سے جسے اللہ تعالیٰ چاہیں۔ یہ حدیث مالک اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۵۳۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّهٗ سَیَكُوْنُ عَلَیْكُمْ اُمَرَآءُ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِّیْقَاتِهَا وَیُخَنِّقُوْنَهَا اِلٰی شَرَقِ الْمَوْتٰی فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُمْ قَدْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِیْقَاتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''عنقریب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے اور مُردے کے (آخری) اُچھو تک اس کا گلا گھونٹیں گے (یعنی جس طرح آخری وقت میں مُردے کو موت کا اُچھو لگتا ہے اسی طرح نماز بالکل آخر وقت میں قضا ہونے کے قریب ادا کریں گے) پس جب تم انہیں دیکھو کہ انہوں نے ایسا کیا ہے تو نماز اپنے وقت پر ادا کرو اور ان کے ہمراہ اپنی نماز کو نفل نماز بناؤ۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۷۵۴۔ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا یُعِدْلَهُمَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ فرمایا کرتے تھے ''جس نے مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لی' پھر ان نمازوں کو امام کے ساتھ پالیا تو دوبارہ نہ پڑھے۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب صلوٰۃ الضحیٰ

باب: نمازِ چاشت

بعض کہتے ہیں یہ اضافت بحذف المضاف ہے ای صلوٰۃ وقت الضحیٰ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بمعنی فی اے صلوٰۃ فی الضحیٰ جیسے صلوٰۃ اللیل کا معنی صلوٰۃ فی اللیل۔ ضُحی ضحوۃ کی جمع ہے جیسے قُری قریۃ کی جمع ہے ضُحیٰ ایک وقت مخصوص کا نام ہے یعنی وقت ارتفاع الشمس اس وقت سے لے کر نصف نہار سے تھوڑا پہلے تک لیکن وقت مختار اس نماز میں ربع نہار کے بعد ہے کما فی در المختار وغیرہ۔ صلوٰۃ الضُحیٰ کے سلسلے میں روایات میں نفیاً و اثباتاً بہت اختلاف ہے۔ علماء نے اس اختلاف روایات کی مختلف توجیہات فرمائی ہیں۔ (۱) اثبات کا تعلق نفس صلوۃ سے ہے اور نفی کا تعلق دوام سے ہے (۲) نفی کا تعلق موجود سے نہیں رویت سے

ہے (۳) نفی کا تعلق اظہار سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ الضحیٰ علی وجہ الشہرۃ والاعلان نہیں پڑھتے تھے۔ علامہ خطابی فرماتے ہیں صلوۃ الضحیٰ کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تواترا ہے اس کا انکار جیسا کہ بعض علماء سے منقول ہے درست نہیں بلکہ نفی کی روایات مؤول ہیں پھر عام طور پر فقہاء اور محدثین صرف صلوۃ الضحیٰ کا ذکر کرتے ہیں اس کا باب باندھتے ہیں صلوۃ الاشراق کو ذکر نہیں کرتے مشائخ سلوک وصوفیاء کرام کے نزدیک یہ دو نمازیں ہیں ایک صلوۃ الاشراق جو ارتفاع شمس سے ربع نہار تک پڑھی جاتی ہے اور ایک صلوۃ الضحیٰ جس کا افضل وقت ربع نہار سے نصف نہار کے قریب تک ہے احیاء العلوم میں ان دونوں نمازوں کی تصریح موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دونوں نمازیں ثابت ہیں اس کی اصل حضرت علیؓ کی وہ حدیث مرفوع ہے جو ترمذی اور نسائی میں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا کانت الشمس من ھٰھنا کھیئتھا من ھٰھنا عند العصر صلی رکعتین واذا کانت الشمس من ھٰھنا کھیئتھا من ھٰھنا عند الظھر صلی اربع رکعات یعنی جب سورج صبح کے وقت بجانب مشرق اتنا بلند ہو جاتا تھا جتنا عصر کے وقت بجانب مغرب ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے تھے (یہ تو ہوئی اشراق کی نماز) اور جب سورج بجانب مشرق اتنا بلند ہوتا تھا کہ جتنا بجانب مغرب ظہر کے وقت ہوتا تھا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار رکعات پڑھتے تھے (یہ صلوۃ الضحیٰ یعنی چاشت کی نماز ہے) حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں محدثین کے نزدیک دو نمازیں الگ الگ نہیں مگر صوفیا کے نزدیک دو الگ نمازیں ہیں مگر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس پر لمعات شرح مشکوٰۃ میں بحث فرمائی ہے صوفیاء کا قول نقل کرنے کے بعد اپنی رائے اس طرح لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ دو مستقل نمازیں نہیں بلکہ صحیح صورت حال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز کو کبھی اول نہار کے وقت پڑھا اور کبھی ربع نہار کے وقت پڑھا اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا یہ دو الگ نمازیں ہیں۔

۷۵۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ مَآ اَخْبَرَنِیْ اَحَدٌ اَنَّهٗ رَأَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی اِلاَّ اُمُّ هَانِئٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاِنَّهَا حَدَّثَتْ اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ فَصَلّٰی ثَمَانَ رَکْعَاتٍ مَّا رَأَیْتُهٗ صَلّٰی صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ اَنَّهٗ کَانَ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا' مجھے اُم ہانی رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی نے یہ نہیں بتلایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن میرے گھر تشریف لائے تو آپ نے آٹھ رکعات ادا فرمائیں' میں نے کبھی بھی آپ کو اس سے ہلکی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر یہ کہ آپ رکوع اور سجدہ پورا فرماتے تھے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۵۶۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ بِثَلَاثٍ لَآ اَدَعُهُنَّ حَتّٰی اَمُوْتَ صَوْمُ ثَلاَثَةِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ وَصَلٰوةُ الضُّحٰی وَنَوْمٌ عَلٰی وِتْرٍ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' مجھے میرے دوست (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی کہ میں

انہیں مرنے تک نہ چھوڑوں ہر مہینہ میں تین دن روزے چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سونا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الضُّحٰى فَقَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَّجِيْئَ مِنْ مَّغِيْبِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عبداللہ بن شقیق نے کہا' میں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا' کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ''نہیں مگر یہ کہ سفر سے واپس تشریف لاتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۷۵۸۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُّصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ اَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک گروہ کو چاشت کی نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو کہا' کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس وقت کے علاوہ نماز زیادہ افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اوّابین کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں ریت میں گرم ہونے لگیں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ: یعنی آفتاب بلند ہو جائے اور دھوپ اتنی پھیل جائے کہ گرمی کی شدت سے زمین گرم ہو جائے جس کی وجہ سے اونٹوں کے پاؤں جلنے لگیں اور دھوپ گرمی میں اتنی شدت تقریباً ڈیڑھ پہر گزرنے پر آتی ہے یہ وقت افضل اس لیے ہے کہ اس وقت عام طور پر ہر طبیعت میں سستی پیدا ہو جاتی ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ آرام کیا جائے لہٰذا ایسے وقت میں اپنی خواہش کے خلاف عبادات میں لگنا کاملین کا کام ہے۔

۷۵۹۔ وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَهْلِ قُبَآءٍ وَّهُمْ يُصَلُّوْنَ الضُّحٰى فَقَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ اِذَا رَمَضَتِ الْفِصَالُ مِنَ الضُّحٰى۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قباء والوں کے پاس تشریف لے گئے اور وہ چاشت کی نماز پڑھتے تھے' آپ نے فرمایا ''چاشت کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں ریت میں چاشت کے وقت گرم ہو جائیں۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۶۰۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يُصْبِحُ الرَّجُلُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَّنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤدَ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے ہر شخص کے جوڑ پر صبح کے وقت

ایک صدقہ ہوتا ہے۔ پس ہر تسبیح (سبحان اللہ) صدقہ ہے اور ہر بار تحمید (الحمد للہ) صدقہ ہے' ہر تکبیر صدقہ ہے' امر بالمعروف صدقہ اور نہی عن المنکر صدقہ ہے اور اس (ہر جوڑ پر صدقہ) سے دو رکعتیں کافی ہوں گی جسے وہ چاشت کے وقت ادا کرے۔'' یہ حدیث مسلم' احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

يُصْبِحُ الرَّجُلُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ : مشہور یہ ہے کہ آدمی کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور ہر شخص اپنے تمام اعضاء اور جوڑوں کی سلامتی کے ساتھ صبح کرتا ہے پس اس نعمت عظمیٰ میں ہر بندے پر اس کے اعضاء کی طرف سے روزانہ صدقہ واجب ہوتا ہے اور دو رکعت نماز چاشت ان تمام صدقات کے لیے کافی ہے یعنی ان کے قائم مقام ہے اس لیے کہ مقصد تو ہر عضو اور جوڑ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا جو اس پر حق ہے اس کو ادا کرنا ہے اور نماز میں چونکہ بدن کا ہر جوڑ اور عضو اللہ کی اطاعت میں متحرک ہو جاتا ہے اس لیے سب اعضاء کی طرف سے حق واجب ادا ہو جاتا ہے۔

۶۱۔ وَعَنْ مُّعَاذَةَ اَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَّيَزِيْدُ مَا شَآءَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

معاذہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت کی کتنی رکعتیں ادا فرماتے تھے؟ اُم المؤمنین نے کہا'' چار رکعات اور جتنا چاہتے زیادہ فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۶۲۔ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ تَطَوُّعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تُطِيْقُوْنَهٗ فَقُلْنَا اَخْبِرْنَا بِهٖ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِيْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِيْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِيْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ مِنْ هٰهُنَا قَامَ فَصَلّٰى اَرْبَعًا وَّ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَاَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَآئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عاصم بن ضمرۃ السلولی نے کہا ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے نفل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا' تم اس کی طاقت نہیں رکھتے' ہم نے کہا آپ ہمیں بتلا دیجئے' ہم جتنی طاقت رکھتے ہیں اُتنا عمل کر لیں گے' انہوں نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا فرما لیتے تو ٹھہر جاتے' یہاں تک کہ جب سورج یہاں تک ہو جاتا یعنی مشرق کی طرف سے اتنی مقدار جتنی نماز عصر سے یہاں تک یعنی مغرب سے پہلے تک ہوتا ہے۔ تو کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا فرماتے' پھر ٹھہر جاتے' یہاں تک کہ جب سورج یہاں تک ہو جاتا یعنی مشرق کی طرف سے اتنی مقدار جتنی ظہر سے لے کر یہاں تک ہوتا ہے تو

کھڑے ہو کر چار رکعات ادا فرماتے اور چار رکعات ظہر سے پہلے جب سورج ڈھل جاتا اور دو رکعتیں اس کے بعد اور چار رکعتیں عصر سے پہلے، ہر دو رکعتوں میں مقربین فرشتوں، انبیاء اور مسلمان اور مؤمن پیروکاروں پر سلام کے ساتھ فاصلہ فرماتے۔" یہ حدیث ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب صلوٰۃ التسبیح

باب: صلوٰۃِ تسبیح

چونکہ اس نماز میں تسبیحات بکثرت پڑھی جاتی ہیں اس لیے اس نماز کا نام صلوٰۃ التسبیح رکھا گیا ہے یہ بڑی بابرکت اور فضیلت والی نماز ہے اس کے فوائد حدیث میں مذکور ہیں کہ اس سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۷۶۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اَحْبُوْكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ خَطَأَهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ عَشْرَ خِصَالٍ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَّاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَّرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَّرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا "اے عباس! اے چچا! کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں! کیا میں آپ کو (کوئی قیمتی چیز) مفت عطا نہ کروں! (امنحک اور احبوک دونوں کا معنی ایک ہے) کیا میں آپ کے لیے دس باتیں نہ کروں! جب آپ وہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، بھول کر اور جان بوجھ کر ہونے والے چھوٹے اور بڑے پوشیدہ یا ظاہر طور پر ہونے والے گناہ معاف فرمادیں، وہ دس باتیں یہ ہیں کہ تم چار رکعات نماز ادا کرو، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھو پس جب تم پہلی رکعت میں قراءۃ سے فارغ ہو جاؤ تو کھڑے

کھڑے پندرہ بار یہ کلمات پڑھو۔

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

(پاک ہیں اللہ تعالیٰ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔)

پھر رکوع کرو اور رکوع کی حالت میں دس بار یہ کلمات پڑھو' پھر رکوع سے سر اُٹھاؤ تو دس بار یہ پڑھو پھر سجدہ کرو تو دس بار یہ پڑھو' پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر دس بار یہ پڑھو' پھر سجدہ کرو تو دس بار یہ پڑھو' یہ ہر رکعت میں پچھتر بار ہوا' اسی طرح تم چاروں رکعات میں کرو' اگر آپ ہر روز اسے پڑھنے کی طاقت رکھیں تو ایسا ہی کریں اور اگر نہ کر سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار اگر ایسا بھی نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک بار اگر یہ بھی نہ کر سکو تو ہر سال میں ایک بار اگر یہ بھی نہ کر سکو تو اپنی عمر میں ایک بار کر لو۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

عشر خصال: (۱) ایک معنی یہ ہے اس سے مراد دس قسم کے گناہ جو حدیث میں مذکور ہیں بخش دیئے گئے۔ (۲) بعض نے کہا عشر خصال سے مراد اس نماز میں حالت قیام کی پندرہ مرتبہ تسبیح کہنے کے علاوہ بقیہ حالتوں کی دس دس مرتبہ تسبیح ہے۔ (۳) علامہ طیبی نے لکھا ہے کہ سیاق حدیث کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ دس خصلتوں سے مراد یہ چیزیں ہیں۔ (۱) چار رکعت نماز پڑھنا (۲) ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا (۳) فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملانا (۴) حالت قیام میں پندرہ مرتبہ تسبیح کہنا (۵) رکوع میں دس مرتبہ تسبیحات کا پڑھنا (۶) قومہ میں دس مرتبہ (۷) سجدہ میں دس مرتبہ (۸) جلسہ میں دس مرتبہ (۹) سجدوں میں دس مرتبہ (۱۰) دس مرتبہ جلسہ استراحت میں۔ صلوۃ التسبیح کا یہ طریقہ بھی جائز ہے جو بعض روایات میں مذکور ہے حضرت ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ اس نماز میں یہ سورتیں پڑھی جائیں۔ **الھٰکم التکاثر، والعصر، قل یایھا الکٰفرون، قل ھو اللہ احد** بعض روایات میں **اذا زلزلت، والعادیات، اذا جاء نصر اللہ** اور **قل ھو اللہ اُحد** منقول ہے۔

ابواب قیام شہر رمضان

باب فضل قیام رمضان

باب: تراویح کی فضیلت

قیام اللیل کا اطلاق تہجد کی نماز پر اور قیام رمضان کا اطلاق تراویح پر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **من صام رمضان و قامہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ**۔ رمضان کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں (۱) یہ رمض بمعنی شدۃ الحر سے ماخوذ ہے جب اہل عربیت نے اسماء مشہورہ کو لغت قدیمہ سے نقل کیا اور مہینوں کے نام از سر نو ان زمانوں اور موسموں کے اعتبار سے تجویز کئے جن میں وہ مہینے واقع ہوئے تھے تو جس ماہ کا نام رمضان تجویز کیا اس وقت وہ مہینہ گرمی میں واقع تھا (۲) چونکہ یہ ماہ یعنی اس کے اعمال اور وظائف گناہوں کو جلا دیتے ہیں اس لیے اس کو رمضان کہا گیا یعنی گناہوں کو جلا دینے والا مہینہ۔

۷۶۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جوشخص رمضان المبارک میں کھڑا ہوا (یعنی تراویح پڑھی) ایمان کی حالت میں اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے' اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

باب فی جماعۃ التراویح

باب: تراویح کی جماعت میں

گزشتہ باب کی طرح باب ھذا کی احادیث میں بھی قیام رمضان کی ترغیب کا مضمون بھی ہے اور عہد نبوی میں تراویح کا ثبوت بھی۔ ۱۴ھ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں مخصوص ہیئت سے بالالتزام تراویح ادا کی جانے لگیں تین راتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تراویح کو جماعت سے ادا کیا باقی ان تین راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ کی ۲۰ رکعتوں کی روایت آرہی ہے باقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتنہ ارتداد کی سرکوبی کی وجہ سے اس کا اہتمام نہ کرسکے چونکہ نفس تراویح اور جماعت پہلے سے موجود تھی۔ حضرت عمرؓ نے ایک امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم دیا ائمہ اربعہ میں کوئی بھی بیس سے کم پڑھنے کا قائل نہیں۔

۷۶۵۔ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّأْمُرَھُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ فَیَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَلٰی ذٰلِکَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تراویح میں رغبت رکھتے تھے مگر لوگوں کو پختگی کے ساتھ حکم نہیں دیتے تھے' آپ فرماتے ''جوشخص رمضان المبارک میں کھڑا ہوا (اللہ تعالیٰ پر) ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو (تراویح کا) معاملہ اسی طرح رہا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی معاملہ اسی طرح رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی اسی طرح رہا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۷۶۶۔ عَنْ عُرْوَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَخْبَرَتْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلَۃً مِّنْ جَوْفِ اللَّیْلِ فَصَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ وَصَلّٰی رِجَالٌ بِصَلٰوتِہٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَاجْتَمَعَ اَکْثَرُ مِّنْھُمْ فَصَلّٰی فَصَلَّوْا مَعَہٗ فَاَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا فَکَثُرَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّیْلَۃِ الثَّالِثَۃِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِہٖ فَلَمَّا کَانَتِ اللَّیْلَۃُ الرَّابِعَۃُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَھْلِہٖ

حَتّٰی خَرَجَ لِصَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَی الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَیَّ مَکَانُکُمْ وَلٰکِنِّیْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

عروہ سے روایت ہے کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتلایا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ آدھی رات کے وقت گھر سے نکلے اور مسجد میں تشریف لا کر نماز ادا فرمائی اور کچھ لوگوں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ لوگوں نے صبح کی تو واقعہ بیان کیا تو پہلے کی نسبت زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور آپ کے ہمراہ نماز ادا کی' پھر لوگوں نے صبح کی اور واقعہ بیان کیا تو تیسری رات مسجد والے اور زیادہ ہو گئے۔ آپ تشریف لائے' نماز پڑھی تو لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر جب چوتھی رات ہوئی تو مسجد لوگوں (کی وجہ) سے تنگ ہو گئی (یعنی بہت کثرت سے لوگ آئے' مسجد میں جگہ نہ رہی) یہاں تک آپ صبح کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے۔ جب آپ نے فجر کی نماز پوری فرمائی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تشہد پڑھا' پھر فرمایا' حمد وصلوٰۃ کے بعد بات یہ ہے کہ تمہارا یہاں ہونا مجھ پر مخفی نہیں لیکن میں نے خوف محسوس کیا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ (یعنی پڑھ نہ سکو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے اور معاملہ اسی طرح رہا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

٦٧- وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِی الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰی فِيْهِ لَيَالِیَ حَتَّی اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَّظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِکُمُ الَّذِیْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِکُمْ حَتّٰی خَشِيْتُ اَنْ تُکْتَبَ عَلَيْکُمْ وَلَوْ کُتِبَ عَلَيْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِیْ بُيُوْتِکُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَةَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ بنایا' اس میں چند راتیں نماز ادا فرمائی' یہاں تک کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے' پھر ایک رات لوگوں نے آپ کی آواز نہ سنی اور انہوں نے سمجھا کہ آپ سو گئے ہیں' بعض لوگوں نے کھانسنا شروع کیا تا کہ آپ ان کے پاس تشریف لے آئیں' آپ نے فرمایا ''تمہارا معاملہ (یعنی کثرت سے آنا) جو میں نے دیکھا' اسی طرح رہا' یہاں تک ڈر گیا کہ (یہ نماز) تم پر فرض نہ کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی جاتی تم اسے ادا نہ کر سکتے۔ اے لوگو! اپنے گھروں میں (یہ نماز) پڑھو' بلاشبہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی اپنے گھر میں نماز بہتر ہے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

٦٨- وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا کَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰی ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ قَالَ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ

لَيْلَةٍ قَالَ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ اَهْلَهٗ وَنِسَآئَهٗ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قَالَ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک کا روزہ رکھا۔ آپ نے ہمیں تراویح نہیں پڑھائی' پھر جب پانچویں رات تھی' آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ رات کا نصف حصہ گزر گیا۔ میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! اگر آپ اس رات کے باقی حصہ میں بھی ہمیں نفل پڑھائیں؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ جب آدمی امام کے ہمراہ نماز ادا کر لیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کے قیام کا ثواب شمار ہوتا ہے۔'' ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر جب چوتھی رات تھی تو ہمارے ساتھ (نماز کے لیے) کھڑے نہ ہوئے' (اس کے بعد) پھر جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اپنے اہل و عیال اور لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمیں نماز پڑھائی' یہاں تک کہ ہم ڈر گئے کہ فلاح فوت ہو جائے گی۔ (جبیر نے کہا) میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ (ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا) سحری' پھر باقی مہینہ آپ ہمارے ساتھ (تراویح کے لیے) کھڑے نہیں ہوئے۔'' یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی جب فرض نماز (عشاء' فجر) امام کے ساتھ یعنی جماعت سے پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہو یعنی پوری نماز پڑھے تو اس کو پوری رات قیام کا ثواب ملتا ہے۔ لہٰذا جب تم لوگ عشاء اور فجر میرے ساتھ جماعت سے پڑھتے ہی ہو تو پوری رات کا ثواب تو مل گیا اور اس تراویح کا ثواب مزید برآں رہا (تو اور کیا چاہتے ہو) اذا صلّی مع الامام کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ جو شخص امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھ لے ایسا نہ ہو کہ درمیان میں چھوڑ کر چلا جائے بلکہ اس کے دل میں یہ ہو کہ جب تک بھی امام نماز پڑھائیگا ہم اس کے پیچھے پڑھتے ہی رہیں گے تو اس صورت میں اس شخص کو پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے حضرت سہارنپوری نے اسی مطلب کو ترجیح دی ہے کہ اس میں حتیٰ ینصرف کا یہ جملہ اس مطلب کے زیادہ مناسب ہے۔

۷۶۹۔ وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِيْ مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَرَاٰى نَاسًا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَقْرَاُ وَهُمْ مَعَهٗ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا وَلَمْ يَكْرَهْ ذٰلِكَ لَهُمْ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ وَلَهٗ شَاهِدٌ دُوْنَ حَسَنٍ عِنْدَ اَبِيْ دَاوٗدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک میں ایک رات تشریف لائے' لوگوں کو مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' آپ نے فرمایا'' یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! ان لوگوں کو قرآن پاک یاد نہیں اور ابی بن کعب پڑھتے ہیں اور یہ ان کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق انہوں نے اچھا کام کیا اور تحقیق انہوں نے صحیح کام کیا اور یہ بات آپ نے ان کے لیے ناپسند نہیں فرمائی۔'' یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد جید ہے اور ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کا شاہد ہے جو کہ حسن درجہ سے کم ہے۔

قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا وَقَدْ اَصَابُوْا : بہت اچھا کیا اور ٹھیک کیا۔ **اشکال**: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے حضرت ابی بن کعبؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تراویح کی امامت کی ہے یہ بات مشہور روایات کے خلاف ہے۔ مشہور یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حضور علیہ السلام نے تراویح خود بنفس نفیس پڑھائی ہے اور حضرت ابی بن کعب کو امام تراویح حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں بنایا تھا۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وہ از خود مختصر سی جماعت کو اپنے ساتھ لے کر تراویح پڑھا دیتے تھے۔ مگر حضرت عمر کے دور خلافت میں باقاعدہ سرکاری حکم سے امام بنے۔

۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِنِ الْقَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِيْ رَمَضَانَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّيْ اَرٰى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاۤءِ عَلٰى قَارِيٍ وَّاحِدٍ لَّكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

عبدالرحمن بن عبدالقاری نے کہا' میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رمضان المبارک میں مسجد کی طرف نکلا تو لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم تھے' کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک گروہ اس کی اقتداء کر رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا'' میرا خیال ہے کہ اگر میں ان لوگوں کو ایک پڑھنے والے کی اقتداء میں جمع کر دوں تو یہ زیادہ اچھا ہے' پھر انہوں نے ارادہ کیا اور لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا' پھر میں دوسری رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نکلا اور لوگ اپنے قاری کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ نئی بات کس قدر اچھی ہے اور وہ لوگ جو اس سے سو جاتے ہیں وہ افضل ہیں' ان لوگوں سے جو کھڑے ہیں' ان کا ارادہ اس سے رات کے آخری حصہ (میں کھڑے ہونا) تھا اور لوگ شروع رات میں قیام کرتے تھے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ : یہ نئی بات کس قدر اچھی ہے مطلب یہ ہے کہ جماعت کا تقرر (مقرر رہنا) اچھی بدعت ہے نہ کہ اصلی جماعت یعنی حضرت عمرؓ نے جماعت کے تقرر کو اچھی بدعت کہا ہے نہ کہ اصل جماعت کو کیونکہ جماعت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے آپ نے متعدد مرتبہ تراویح کی نماز جماعت سے پڑھی ہے ویسے اگر حقیقت پر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تقرر جماعت اچھی بدعت سے آگے بڑھکر سنت ہے کیونکہ خلفاء راشدین کے تمام کئے ہوئے طریقے سنت ہیں خلاصہ یہ ہے کہ یہاں بدعت کے لغوی معنی مراد ہیں نہ کہ اصطلاحی معنی جو فقہاء کی اصطلاح میں مفہوم ہوتا ہے۔

۷۷۱۔ وَعَنْ نَّوْفَلِ بْنِ اِيَاسٍ نِالْهُذَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ فَيَتَفَرَّقُ هٰهُنَا فِرْقَةٌ وَّكَانَ النَّاسُ يَمِيْلُوْنَ اِلٰى اَحْسَنِهِمْ صَوْتًا فَقَالَ عُمَرُ اُرَاهُمْ قَدِ اتَّخَذُوا الْقُرْاٰنَ اَغَانِيَ اَمَا وَاللهِ لَئِنِ اسْتَطَعْتُ لَاُغَيِّرَنَّ فَلَمْ يَمْكُثْ اِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ حَتّٰى اَمَرَ اُبَيًّا فَصَلّٰى بِهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَابْنُ سَعْدٍ وَّجَعْفَرُ الْفِرْيَابِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

نوفل بن ایاس الہذلی نے کہا' ہم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مسجد میں قیام کرتے تھے' ایک گروہ یہاں کھڑا ہوتا اور ایک گروہ وہاں ہوتا اور لوگ اس طرف رغبت رکھتے جو ان میں سے آواز میں اچھا ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میرا ان کے بارے میں خیال ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کو راگ بنالیا ہے' خدا کی قسم! اگر مجھ سے ہوسکا تو میں اسے ضرور بدل دوں گا تو وہ صرف تین دن ہی ٹھہرے' یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ حدیث بخاری نے خلق افعال العباد میں اور ابن سعد اور جعفر الفریابی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب التراويح بثمان ركعات

باب: آٹھ رکعات تراویح

تعداد رکعات تراویح کے تین اقوال ہیں۔ (۱) اصحاب ظواہر اور غیر مقلدین کے نزدیک آٹھ رکعت تراویح ہیں۔ (۲) بعض کے نزدیک چھتیس ہیں (۳) ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک نماز تراویح بیس رکعات ہیں۔ اصحاب ظواہر اور غیر مقلدین باب ھذا کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ **جواب:** باب ھذا کی پہلی روایت میں تراویح نہیں بلکہ تہجد کی نماز کا بیان ہے اس میں تصریح ہے کہ آپ غیر رمضان میں بھی گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور ظاہر ہے کہ تراویح تو صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے باب ھذا کی دوسری روایت کا مدار عیسیٰ بن جاریہ ہیں انکے بارے میں ابن معین کہتے ہیں اس کی روایات منکر ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہیں ابن عدی کہتے ہیں اس کی تمام احادیث غیر محفوظ ہیں (کامل ابن عدی ۸۸۹ ج ۵) باب ھذا کی تیسری روایت نمبر ۷۷۰ بھی ضعیف ہے۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں اس کو حسن کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں یعقوب اور عیسیٰ بن جاریہ ہیں امام نیموی نے ان راویوں پر حدیث نمبر ۷۷۳ میں جرح کی ہے باب ھذا کی حدیث نمبر ۷۷۴ اور حدیث نمبر ۷۷۵ میں گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے مگر یہ قطعی اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فاروقی عہد خلافت میں تراویح کی بیس رکعتیں پڑھی جاتی تھیں اس لیے علماء فرماتے

ہیں چونکہ گیارہ رکعتیں پڑھنے کی روایات آئی ہیں اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت کے ارادے سے حضرت عمرؓ نے بعض راتوں میں گیارہ رکعت پڑھنے کا حکم دیا پھر اس کے بعد تراویح کی بیس رکعت ہی مستقل طور پر مقرر کر دی گئیں جیسا کہ آپ سے ایک روایت میں ۲۳ رکعتیں پڑھنی منقول ہیں جن میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔ ائمہ اربعہ اور جمہور کا استدلال آگے آنے والے باب فی التراویح بعشرین رکعات کی احادیث سے ہے۔

۷۷۲۔ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَیْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَةَ رَكْعَةً یُّصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ یَا عَائِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان المبارک میں نماز کیسی ہوتی تھی تو انہوں نے کہا' آپ رمضان اور رمضان کے علاوہ بھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ ادا نہیں فرماتے تھے' آپ چار رکعات ادا فرماتے' کچھ نہ پوچھئے کہ وہ کس قدر حسین اور لمبی ہوتی تھیں پھر چار رکعات ادا فرماتے، کچھ نہ پوچھئے! وہ کس قدر حسین اور لمبی ہوتی تھیں۔ پھر آپ تین رکعات ادا فرماتے' میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں' آپ نے فرمایا ''اے عائشہ! بلاشبہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۷۳۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَّاَوْتَرَ فَلَمَّا كَانَتِ الْقَابِلَةُ اجْتَمَعْنَا فِی الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ یَّخْرُجَ فَلَمْ یَخْرُجْ فَلَمْ نَزَلْ فِیْهِ حَتّٰی اَصْبَحْنَا ثُمَّ دَخَلْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْتَمَعْنَا الْبَارِحَةَ فِی الْمَسْجِدِ وَرَجَوْنَا اَنْ تُصَلِّیَ بِنَا فَقَالَ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یُّكْتَبَ عَلَیْكُمْ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الصَّغِیْرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِیُّ فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحَیْهِمَا وَفِیْ اِسْنَادِهٖ لِیْنٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں آٹھ رکعات نماز پڑھائی اور وتر پڑھائے' پھر جب آئندہ رات تھی ہم مسجد میں جمع ہو گئے اور ہم نے اُمید کی کہ آپ تشریف لائیں گے۔ آپ تشریف نہ لائے اور ہم بھی مسجد میں ہی رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے صبح کی' پھر ہم (آپ کے پاس) حاضر ہوئے اور عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! آپ نے گزشتہ رات ہمیں مسجد میں جمع فرمایا اور ہم نے اُمید رکھی کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے' آپ نے فرمایا ''میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر (یہ نماز) فرض نہ ہو جائے۔'' یہ حدیث طبرانی نے صغیر میں' محمد بن نصر المروزی نے قیام اللیل میں' ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۷۷۴۔ وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّهُ كَانَ مِنِّي اللَّيْلَةَ شَيْءٌ يَّعْنِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا اُبَيُّ قَالَ نِسْوَةٌ فِيْ دَارِيْ قُلْنَ اِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَنُصَلِّيْ بِصَلٰوتِكَ قَالَ فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَاَوْتَرْتُ فَكَانَتْ سُنَّةَ الرِّضَا وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا۔ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی۔ یعنی رمضان میں آپ نے فرمایا ''اے اُبی وہ کیا بات ہے؟ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا' میرے گھر میں عورتیں تھیں' انہوں نے کہا ہم قرآن کریم نہیں پڑھ سکتیں' لہٰذا ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی' ابی رضی اللہ عنہ نے کہا' تو میں نے انہیں آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر پڑھائے' تو یہ سنت رضا ہوئی اور آپ نے کچھ نہیں فرمایا'' یہ حدیث ابویعلی نے نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

۷۷۵۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّهُ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيْمًا الدَّارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَّكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنِ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

محمد بن یوسف سے روایت ہے کہ سائب بن یزید نے کہا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور امام مئین (سورتیں) تلاوت کرتا' یہاں تک کہ ہم لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھی پر ٹیک لگاتے اور ہم فارغ نہیں ہوتے تھے مگر صبح کے چڑھنے کے وقت میں یعنی حج سے کچھ پہلے۔ یہ روایت مالک' سعید بن منصور اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيْمًا الدَّارِيَّ: دونوں کو امامت کے حکم کا مطلب یہ ہے کبھی وہ امام بنیں اور کبھی یہ کچھ رکعتیں ایک پڑھائے کچھ دوسرا یہ احتمال بھی ہے کہ دونوں کو الگ الگ راتوں میں امامت کا حکم دیا ہو۔

باب فی التراویح باکثر من ثمان رکعات

باب: آٹھ رکعات سے زیادہ تراویح میں

۷۷۶۔ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهُ سَمِعَ الْاَعْرَجَ يَقُوْلُ مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَ كَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَاِذَا قَامَ بِهَا فِيْ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَّاَى النَّاسُ اَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

داؤد بن الحصین سے روایت ہے کہ انہوں نے اعرج کو یہ کہتے ہوئے سنا ''جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے تو لوگوں کو رمضان المبارک میں کفار پر لعنت کرتے ہوئے پایا اور امام سورۃ بقرہ آٹھ رکعتوں میں پڑھتا جب وہ سورۃ بقرہ بارہ رکتوں میں پڑھتا تو لوگ سمجھتے کہ اس نے ہلکی نماز پڑھائی ہے۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب فی التراویح بعشرین رکعات

باب: بیس رکعات تراویح میں

۷۷۷۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً قَالَ وَكَانُوْا يَقْرَءُوْنَ بِالْمِئِيْنَ وَكَانُوْا يَتَوَكَّئُوْنَ عَلٰى عِصِيِّهِمْ فِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

یزید بن خصیفہ سے روایت ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا ''کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک میں بیس رکعات ادا کرتے تھے' راوی نے کہا اور لوگ مئین سورتیں تلاوت کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ طویل قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۷۸۔ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

یزید بن رومان نے کہا ''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان المبارک میں ۲۳ رکعت ادا فرماتے تھے۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

۷۷۹۔ وَعَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نقل کی ہے اور اسکی اسناد مرسل قوی ہے۔

۷۸۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

عبد العزیز بن رفیع نے کہا ''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان المبارک میں لوگوں کو بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نقل کی ہے اور اسکی اسناد مرسل قوی ہے۔

۷۸۱۔ وَعَنْ عَطَآءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عطاء نے کہا "میں نے (جب سے ہوش سنبھالا) لوگوں کو بمع وتر کے تیئس رکعات پڑھتے ہوئے پایا۔" یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۷۸۲۔ وَعَنْ اَبِي الْخُصَيْبِ قَالَ كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِيْ رَمَضَانَ فَيُصَلِّيْ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابوالخصیب نے کہا "ہمیں سوید بن غفلہ رمضان المبارک میں نماز پڑھاتے تو وہ پانچ ترویحات (یعنی) بیس رکعات پڑھاتے تھے۔" یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۷۸۳۔ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "ہمیں رمضان المبارک میں ابن ابی ملیکہ بیس رکعات پڑھاتے تھے۔" یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۸۴۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سعید بن عبید سے روایت ہے کہ علی بن ربیعہ رمضان المبارک میں لوگوں کو پانچ ترویحات میں (بیس رکعات) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَفِي الْبَابِ رِوَايَاتٌ اُخْرٰى اَكْثَرُهَا لَا تَخْلُوْ عَنْ وَّهْنٍ وَّلٰكِنْ بَعْضُهَا يُقَوِّيْ بَعْضًا۔

نیموی نے کہا اور اس باب میں کچھ دوسری روایات بھی ہیں جن میں اکثر کمزوری سے خالی نہیں ہیں لیکن وہ ایک دوسری کو تقویت دیتی ہیں۔

باب قضاء الفوائت

باب: فوت شدہ نمازوں کی قضاء

۷۸۵۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص نماز (پڑھنی) بھول جائے تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے۔ اس کا کفارہ صرف یہی ہے اور قائم کرو نماز کو میری یاد کے وقت۔" یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

من نسی الصلوۃ فلیصل اذاذکرھا: مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک اوقات ثلٰثہ ممنوعہ طلوع، زوال، غروب میں قضاء نماز پڑھنا منع ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل: وہ احادیث ہیں جن میں ان اوقات میں نماز کی ممانعت ہے امام طحاوی اور امام سیوطی نے ان احادیث کو متواتر کہا ہے مثلاً عن عقبہ بن عامر قال ثلث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ینہانا ان نصلی فیہن ... حتی تطلع الشمس ... وحین یقوم قائم الظہیرۃ ... حین تضیف الشمس للغروب ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث باب فلیصل اذا ذکرھا اس مضمون کی دوسری احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ جواب: یہ احادیث اخبار احاد ہیں۔ نہی کی احادیث متواتر ہیں لہٰذا یہ منسوخ ہیں یا مکروہ اوقات کے سوا کے ساتھ مخصوص ہیں ورنہ ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو نہ بھی ہو یاد آ جائے تو تب بھی پڑھ لے۔

۷۸۶۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَآءَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ یَسُبُّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا کِدْتُّ اُصَلِّی الْعَصْرَ حَتّٰی کَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا صَلَّیْتُھَا فَقُمْنَا اِلٰی بَطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوۃِ وَتَوَضَّأْنَا لَھَا فَصَلَّی الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَھَا الْمَغْرِبَ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خندق کے دن غروب آفتاب کے بعد آئے تو کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے' انہوں نے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا' یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے بھی عصر نہیں پڑھی' تو ہم بطحان (جگہ کا نام ہے) میں کھڑے ہوئے' آپ نے وضو فرمایا' ہم نے بھی اس نماز کے لیے وضوء کیا تو آپ نے عصر کی نماز سورج چھپنے کے بعد پڑھی' پھر مغرب اس کے بعد ادا فرمائی۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۸۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ نَّسِیَ صَلٰوۃً فَلَمْ یَذْکُرْھَا اِلَّا وَھُوَ مَعَ الْاِمَامِ فَاِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَلْیُصَلِّ الصَّلٰوۃَ الَّتِیْ نَسِیَ ثُمَّ لِیُصَلِّ بَعْدَھَا اُخْرٰی۔ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ''جو شخص نماز بھول جائے' پھر امام کے ہمراہ دوسری نماز پڑھتے ہوئے اُسے یاد آئے' پس جب امام سلام پھیرے تو وہ بھولی ہوئی نماز پڑھے' پھر اس کے بعد دوسری نماز پڑھے۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

اس حدیث میں اور اس سے پہلے والی حدیث میں ترتیب کا مسئلہ مذکور ہے اگر کسی کی نماز وقت سے فوت ہو جائے تو یاد آنے پر اس کی قضاء کرے بشرطیکہ اوقات مکروہہ نہ ہوں اور قضاء کو وقتی نماز پر مقدم کرے مثلاً ظہر' عصر اور مغرب کی نماز قضا ہو گئی اور

عشا کے وقت ادا کرتا ہے تو پہلے ظہر پڑھے پھر عصر پھر مغرب اس کے بعد فرض وقتی یعنی عشاء پڑھے تاکہ فوائت اور وقتیہ میں ترتیب رہے یہ ترتیب احناف اور جمہور کے ہاں واجب ہے امام شافعی کے نزدیک واجب نہیں بلکہ مستحب ہے البتہ احناف کے نزدیک ترتیب کثرت فوائت اور ضیق وقت اور نسیان کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی امام مالک کے نزدیک ترتیب اگرچہ ضیق وقت اور نسیان کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے مگر کثرت فوائت سے ساقط نہیں ہوتی ے۔ امام احمد نسیان کی وجہ سے سقوط کے قائل ہیں۔ جمہور حدیث جابر اور حدیث عبداللہ بن عمر سے استدلال کرتے ہیں شوافع حضرات کہتے ہیں حدیث جابر میں حضور کا صرف عمل منقول ہے اور یہ عمل ترتیب استحباب پر محمول ہے جمہور کہتے ہیں آپ کا یہ عمل وجوب پر محمول ہے۔ دو وجہ سے (۱) تو یہ حضور کا ارشاد ہے صلو کما رائیتمونی اصلی (۲) اگلی حدیث میں حضرت ابن عمر کا ارشاد منقول ہے جس سے ترتیب کا وجوب مستفاد ہوتا ہے۔

ابواب سجود السھو

باب سجود السھو قبل السلام

باب: سلام سے پہلے سجدہ سہو

امام ابوحنیفہ کے نزدیک سجدہ سہو سلام کے بعد ہے امام شافعی کے نزدیک سلام سے پہلے ہے امام مالک کے نزدیک اگر زیادتی ہو تو بعد السلام ہے اگر نقصان ہو تو قبل السلام ہے اس کو یوں تعبیر کیا جاتا ہے الدال بالدال و القاف بالقاف امام احمد کے نزدیک احادیث فعلیہ سے جو صورتیں ثابت ہیں انہی کیمطابق عمل کیا جائے قبل السلام ہو یا بعد السلام ہو اور جو صورت ثابت نہ ہو تو قبل السلام ہو گا یہ اختلاف اولویت میں ہے ویسے سب جائز ہے۔ حنفیہ کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں شافعیہ کے دلائل احادیث باب ہیں۔ جواب۔ تطبیق یہ ہے ایک سلام نماز اور سجدہ سہو کے مابین فصل کے لیے یہ تو بعد السلام ہوا دوسرا سلام نماز سے فراغت کے لیے تو یہ قبل السلام ہوا جیسے باب مایسلم ثم یسجد سجدتی السھو ثم یسلم۔

احادیث میں صراحۃ دو سلام کا ذکر ہے یعنی جن روایات میں قبل التسلیم کا ذکر ہے ان میں سلام سے مراد سلام فراغ ہے اور جن میں بعد التسلیم کا ذکر ہے تو اس سے مراد تسلیم سہو ہے امام مالک کی دلیل مختلف روایات کی تطبیق ہے۔ جواب یہ تطبیق جامع نہیں ہے کیونکہ اگر زیادتی و نقصان دونوں ہوں تو وہ اس تطبیق سے خارج ہیں۔ امام ابو یوسف نے یہی اشکال پیش کیا تھا اس پر امام مالک خاموش رہے حنفیہ کی تطبیق جامع ہے۔ اوجز (ص ۶۹۷ ج ۱)

۷۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّ حَلِيْفِ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِيْ كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

بنی عبدالمطلب کے حلیف حضرت عبداللہ بن بحینہ الاسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کی نماز میں کھڑے ہو گئے اور آپ کے ذمہ بیٹھنا تھا (یعنی درمیانی قعدہ بھول گئے) جب آپ نے اپنی نماز پوری فرمائی تو سلام

تشہد سے پہلے بھولی ہوئی تشہد کے بدلہ دو سجدے ادا فرمائے۔ آپ بیٹھے ہوئے ہی ہر سجدہ سے پہلے تکبیر کہتے رہے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۸۹۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی ثَلاَ ثًا اَمْ اَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ فَاِنْ کَانَ صَلّٰی خَمْسًا شَفَعْنَ لَہٗ صَلٰوتَہٗ وَاِنْ کَانَ صَلّٰی اِتْمَامًا لِّاَرْبَعٍ کَانَتَا تَرْغِیْمًا لِلشَّیْطَانِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کسی کو جب اپنی نماز میں شک پڑ جائے اور اسے معلوم نہیں کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو اسے چاہیے کہ شک ختم کرے اور یقین پر بنا کرے' پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے' پس اگر اس نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو یہ پانچ رکعتیں (دو سجدوں کی وجہ سے) اس کی نماز کو جفت کر دیں گی' اگر اس نے چار پوری کرنے کے لیے (ایک رکعت) پڑھی ہے تو یہ (دو سجدے) شیطان کو ذلیل کرنے والے ہوں گے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۷۹۰۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمْ یَدْرِ وَاحِدَۃً صَلّٰی اَمْ ثِنْتَیْنِ فَلْیَجْعَلْھَا وَاحِدَۃً وَّاِذَا لَمْ یَدْرِ ثِنْتَیْنِ صَلّٰی اَمْ ثَلاَ ثًا فَلْیَجْعَلْھَا ثِنْتَیْنِ وَاِذَا لَمْ یَدْرِ ثَلاَ ثًا صَلّٰی اَمْ اَرْبَعًا فَلْیَجْعَلْھَا ثَلاَ ثًا ثُمَّ یَسْجُدُ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَھُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ یُّسَلِّمَ سَجْدَتَیْنِ۔ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ وَھُوَ مَعْلُوْلٌ۔

حضرت عبدالرحمن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''تم میں سے کسی کو جب اپنی نماز میں شک پڑ جائے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو تو اُسے ایک شمار کرے اور جب یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے دو پڑھی ہیں یا تین تو انہیں دو شمار کرے اور جب یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے تین پڑھی ہیں یا چار تو انہیں تین شمار کرے' پھر جب اپنی نماز سے فارغ ہو تو بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔'' یہ حدیث احمد' ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور یہ حدیث معلول ہے۔

فَلْیَجْعَلْھَا وَاحِدَۃً: مسئلہ: اگر نماز میں شک واقع ہو جائے تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بناء علی الاقل کرے امام احمد کی اور روایات بھی ہیں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تفصیل ہے اگر شک کی عادت نہ ہو تو استیناف کرے اگر عادت ہو تو تحری کرے اور غلبہ ظن پر عمل کرے اگر غلبہ ظن حاصل نہ ہو تو بناء علی الاقل کرے۔ **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** حدیث باب نمبر ۷۹۰۔

دوسری دلیل: حدیث ابی سعید خدری مرفوعا اذا شک احدکم فی صلوتہ فلم یدر کم صلی فلیبسن علی الیقبن (مسلم ابو داؤد)

حنفیہ کی دلیل: احادیث تین قسم کی ہیں: (۱) استیناف۔ (۲) تحری۔ (۳) بنا علی الاقل اس تیری قسم کی احادیث فریق ثانی استدلال کرتے ہیں۔ احناف سب احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ ان مختلف احادیث کو مختلف احوال پر محمول کرتے ہیں۔ باقی ائمہ کرم نے اصح مافی احباب کو لیا ہے دیگر بعض احادیث کی تاویل کی ہے اور بعض کا ترک کیا ہے ظاہر ہے اعمال اہمال سے راجح ہے۔

باب سجود السهو بعد السلام

باب: سلام کے بعد سجدہ سہو

۷۹۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ ذُو الْيَدَيْنِ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ اُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا' تو آپ سے ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا' کیا نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کیا ذوالیدین نے سچ کہا؟ لوگوں نے عرض کیا' ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر دوسری دو رکعتیں پڑھیں' پھر سلام پھیرا' پھر تکبیر کہہ کر اپنے عام سجدوں کی مانند یا اس سے طویل سجدہ کیا' پھر سر مبارک اُٹھایا'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۷۹۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَكَّ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ لَا بَأْسَ بِهٖ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جسے اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو اسے چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد (سہو کے) دو سجدے کرے۔'' یہ حدیث احمد' ابوداؤد' نسائی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے کہا اس کی اسناد ''لا باس بہ'' ہے۔

۷۹۳۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ سَجَدَ سَجْدَتَیِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سہو کے دو سجدے سلام کے بعد کیے اور بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا تھا۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۹۴۔ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ فِی الرَّجُلِ يَهِمُ فِیْ صَلٰوتِهٖ لَا يَدْرِیْ اَزَادَ اَمْ نَقَصَ قَالَ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں کہا جسے اپنی نماز کے بارے میں وہم پڑھ جائے، وہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز زیادہ پڑھی ہے یا کم۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا "سلام کے بعد دو سجدے کرے۔" یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۷۹۵۔ وَعَنْ ضَمُرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُ صَلّٰى وَرَآءَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَوْهَمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ضمرۃ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہیں شک پڑ گیا تو انہوں نے سہو کے دو سجدے کیے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۷۹۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَجْدَتَا السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "سہو کے دو سجدے سلام کے بعد ہیں۔" یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب ما يسلم ثم يسجد سجدتي السهو ثم يسلم

باب: سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر سلام پھیرے

۷۹۷۔ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَا اَدْرِيْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنّٰى رِجْلَهٗ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ اِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرِّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاٰخَرُوْنَ۔

علقمہ نے کہا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی، ابراہیم (راوی حدیث) نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے (اپنی نماز میں) زیادتی فرمادی یا کمی، پس جب آپ نے سلام پھیرا، عرض کیا گیا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! کیا نماز کے بارہ میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے، آپ نے فرمایا "وہ کیا ہے؟" لوگوں نے عرض کیا، آپ نے ایسے ایسے نماز ادا فرمائی تو آپ نے اپنے پاؤں مبارک کو دوہرا فرمایا، قبلہ کی طرف رُخ انور فرمایا اور دو سجدے فرمائے، پھر سلام پھیرا، پھر جب ہماری طرف متوجہ ہوئے، فرمایا "اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا، تو میں تمہیں آگاہ کرتا، لیکن میں انسان ہوں، میں بھی بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرادو اور تم میں سے جب کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو صحیح کے لیے سوچ بچار

کرے اور اس پر اپنی نماز پوری کرے، پھر سلام پھیرے، پھر دو سجدے کرے۔'' یہ حدیث بخاری اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

۷۹۸۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رَكْعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهٗ صَنِيْعَهٗ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَآئَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ وَالتِّرْمِذِيَّ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی تو آپ نے تین رکعات پر سلام پھیر دیا، پھر اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے، ایک شخص آپ کی طرف کھڑا ہوا جسے خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھوں میں قدرے طوالت تھی تو اُس نے کہا، اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! اس نے آپ کا فعل مبارک ذکر کیا، آپ غصے میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے تشریف لائے یہاں تک کہ لوگوں میں پہنچ کر فرمایا ''کیا اس نے سچ کہا ہے'' لوگوں نے عرض کیا، ہاں، تو آپ نے ایک رکعت پڑھی، پھر سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔ یہ حدیث بخاری اور ترمذی کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۷۹۹۔ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَامَ وَلَمْ يَجْلِسْ فَسَبَّحَ مَنْ خَلْفَهٗ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنْ قُوْمُوْا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

زیاد بن علاقہ نے کہا ''ہمیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی، جب انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں، کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں تو جو آپ کے پیچھے تھے انہوں نے سبحان اللہ کہا، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ کھڑے رہو، پھر جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے سلام پھیرا، پھر دو سجدے کیے اور سلام پھیرا۔'' یہ حدیث احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا اس کی اسناد حسن صحیح ہے۔

۸۰۰۔ وَعَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِيْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے سہو کے دو سجدوں کے بارہ میں کہا ''سلام پھیرے، پھر سجدہ کرے، پھر سلام پھیرے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب صلوۃ المریض

باب: مریض کی نماز

مسئلہ: اگر امام عذر کی بناء پر بیٹھ کر نماز ادا کر رہا ہو تو مقتدیوں کی اقتداء اور اس کے طریقہ کے بارہ میں ائمہ کا اختلاف ہے جمہور کے نزدیک اس صورت میں مقتدی قائماً پڑھیں اس لیے کہ ان کو کوئی عذر نہیں۔ امام احمد کے نزدیک مقتدی بھی قاعداً نماز پڑھیں اور امام مالک کا مسلک ہے کہ قاعداً نماز پڑھانے والے کی امامت جائز ہی نہیں۔ غیر معذور اس کی اقتداء قائماً بھی نہ کریں۔ **امام مالک کی دلیل:** حدیث جابر لا یؤمّنّ احد بعدی جالسا۔ **جواب:** جابر جعفی کے سند میں ہونے کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے نیز یہ مرسل ہے **امام احمد کی دلیل:** ابو داؤد نے باب الامام یصلی من قعود کے تحت متعدد احادیث ذکر کی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھوڑے سے گرنے کا واقعہ جس میں آپ علیہ السلام کو چوٹ لگی آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی آپؐ کے پیچھے صحابہ نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی۔ **جواب:** یہ واقعہ شروع شروع کا ہے اور مرض الوفات کا واقعہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابہ نے آپ علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی یہ ناسخ ہے گزشتہ واقعہ والی احادیث منسوخ ہیں۔

۸۰۱۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہٖ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ قَاعِدًا فِیْ ثَوْبٍ مُّتَوَشِّحًا فِیْہِ۔ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران ایک کپڑے میں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوڑھا ہوا تھا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۸۰۲۔ وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ قَاعِدًا رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَصَحَّحَہٗ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا فرمائی۔'' یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اشکال: باب ھذا کی پہلی دونوں روایات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مرض الوفات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی اقتداء کی تھی جو صلوۃ المریض خلف الصحیح تھی جبکہ امام ترمذی ص ۸۳ نے اسی باب کے تحت حضرت عائشہؓ کی یہ روایت بھی نقل کی ہے اس میں فصلّی الی جنب ابی بکر والناس یاتمون بابی بکر وابو بکر یاتمّ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یہ مذکورہ روایتوں کے معارض ہے۔ **جواب:** اکثر محدثین نے دونوں روایات کو الگ الگ واقعہ سے متعلق قرار دیا ہے چنانچہ امام ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا مرض وفات تقریباً تیرہ دن جاری رہا ہے

ان ایام میں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرض میں خفت محسوس ہوتی تو آپ خود بنفس نفیس امامت فرماتے اور اگر گرانی ہوتی تو حضرت ابوبکرؓ امامت کے فرائض انجام دیتے خلاصہ یہ ہے مرض وفات کے ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امامت اور حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء دونوں ثابت ہیں لہٰذا تعارض نہ رہا۔

۸۰۳۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ. رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ إِلَّا مُسْلِمًا وَزَادَ النَّسَائِيُّ فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَمُسْتَلْقِيًا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بواسیر تھی، میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''کھڑے ہوکر نماز پڑھو پس اگر اس کی طاقت نہ رکھو تو بیٹھ کر، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھو تو پہلو پر لیٹ کر۔'' یہ حدیث مسلم کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے اور نسائی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں۔

''پس اگر تم اس کی بھی طاقت نہ رکھو تو سیدھا لیٹ کر، اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کی طاقت کے مطابق ہی تکلیف دیتے ہیں۔''

۸۰۴۔ وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهٖ إِيْمَاءً وَّلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا. رَوَاهُ مَالِكٌ وَّإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ''جب مریض سجدہ کی طاقت نہ رکھے تو اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے اور اپنی پیشانی کی طرف کوئی چیز نہ اُٹھائے۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب سجود القران

باب: تلاوت کے سجدے

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے امام شافعی امام احمد کے نزدیک اور امام مالک کے ایک قول میں سنت ہے۔ **وجوب کی دلیل:** سجدہ کی آیات تین قسم کی ہیں (۱) جن میں سجدہ کا امر ہے۔ جیسے **واسجدوا اقترب** اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔ (۲) سجدہ سے کفار کے استنکاف کا ذکر (ناک چڑھانا، انکار کرنا) **و اذا قرئ علیهم القرآن لا یسجدون** کفار کی مخالفت واجب ہے (۳) انبیاء علیہم السلام کے سجدے کا ذکر ہے جیسے **و اذا تتلی علیهم آیات الرحمن خرّوا سجدّا وبکیا**۔ انبیاء علیہم السلام کی اقتداء لازم ہے لیکن ان آیات کی دلالت ظنی ہے اس لیے واجب ہے ورنہ فرض ہوتا (فتح القدیر) **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** **عن زید بن ثابت قال قرأت علی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم النجم فلم یسجد فیها (بخاری۔ مسلم)** **جواب:** اصول کے مقابلہ میں یہ واقعہ جزئیہ ہے اور مؤوّل ہے مثلاً (۱) وقت مکروہ ہوگا (۲) طہارت نہیں ہوگی (۳) یہ بتلانا مقصود تھا کہ وجوب علی الفور نہیں۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سجدہ تلاوت چودہ ہیں ان میں سورۃ صٓ اور سورۃ حج کا پہلا سجدہ شامل ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی چودہ ہیں مگر ان کے نزدیک سورۃ ص کا سجدہ نہیں ہے اور سورۃ حج کے دوسجدے ہیں امام احمد کے ہاں پندرہ ہیں سورۃ صٓ اور سورۃ حج کے دوسجدے شامل ہیں امام مالک کے نزدیک کل سجدے گیارہ ہیں مفصل کے تین اور حج کا ایک نہیں ہے۔

۸۰۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَأَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِیهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ غَیْرُ شَیْخٍ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ وَّرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ یَكْفِیْنِیْ هٰذَا فَرَأَیْتُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۃ نجم تلاوت فرمائی تو اس میں سجدہ ادا فرمایا اور جو لوگ آپ کے پاس تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا سوائے ایک بوڑھے کے اس نے کنکر یا مٹی کی ایک مٹھی بھری اور اُسے پیشانی تک بلند کیا اور کہا مجھے یہی کافی ہے تو میں نے اُس کے بعد اسے کفر کی حالت میں قتل ہوتے دیکھا'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۸۰۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ نجم کا سجدہ کیا تو آپ کے ہمراہ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے سجدہ کیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

قولہ وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ غَیْرُ شَیْخٍ: یہ بوڑھا امیہ بن خلف تھا قریش کا سردار تھا بڑا متکبر تھا اسے اپنی بڑائی پر بڑا ناز تھا سب مجلس کے حاضرین نے سجدہ کیا امیہ بن خلف نے تکبر میں سجدہ نہ کیا بلکہ کنکریاں یا مٹی کی ایک مٹھی لے کر اسے اپنی پیشانی سے لگا لیا کفار کے سجدہ کرنے کی وجہ میں بعض نے کہا ہے کہ چونکہ اس صورت میں لات عزیٰ وغیرہ بتوں کا ذکر تھا تو اس سے خوش ہو کر وقتی طور پر آپ علیہ السلام کی موافقت میں سجدہ کیا حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ البالغہ میں فرماتے ہیں اس وقت اس بابرکت مجلس میں انوار و تجلیات باری کا ایسا ظہور ہوا جس سے حق کا ایسا وضوح اور انکشاف ہوا کہ مشرکین بھی اس کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے لیکن بعد میں جہاں تھے وہاں آ گئے۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مفصل میں تین سجدہ تلاوت ہیں امام مالک کے نزدیک نہیں۔ **جمہور کی دلیل:** عن ابی ھریرۃ قال سجدنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اقراء باسم ربك واذالسماء انشقت (رواہ الجماعۃ الا البخاری)

امام مالک کی دلیل:

حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یسجد فی شی من المفصل منذ تحول الی المدینہ۔

جواب: اس کی سند میں ابوقدامہ ضعیف ہے ابن عبدالبر کہتے ہیں حدیث منکر و ابو قدامة لیس بشی سورۃ النجم کے بارے میں نفیا واثباتا مختلف روایات ہیں امام مالک نفی والی روایات سے عدم سجدہ پر استدلال کرتے ہیں ائمہ ثلاثہ کے ہاں نفی والی روایات وجوب علی الفور کی نفی پر محمول ہیں۔

۸۰۷۔ وَعَنْهُ قَالَ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''(سورۃ) صٓ (کا سجدہ) واجب سجود میں سے نہیں ہے اور تحقیق میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں سجدہ فرماتے ہوئے دیکھا'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

قَالَ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک سورۃ صٓ میں سجدہ تلاوت ہے شافعیہ نفی کے قائل ہیں۔ **حنفیہ کی دلیل:** عن ابی سعید الخدری قال قرأ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو علی المنبر ص فلما بلغ السجدة فسجد وسجد الناس معهٗ (ابوداؤد)

دوسری دلیل: حضرت ابوسعید خدری کی ایک روایت میں ہے: فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسجد بھا۔ یہ حدیث مواظبت پر دال ہے جو وجوب کی دلیل ہے (مسند احمد)

شافعیہ کی دلیل: حدیث باب ہے ولیست من عزائم السجود۔ **جواب:** یہ حدیث بخاری کے مختلف ابواب میں مختلف الفاظ سے مروی ہے ان تمام طرق والفاظ کے پیش نظر حنفیہ کی واضح دلیل ہے مثلاً عن ابن عباس قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسجد فی صٓ قال ابن عباس ولیست من عزائم السجود آپ علیہ السلام نے ہمیشہ اس میں سجدہ کیا ہے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے مامور ہیں عزیمت کی نفی حضرت ابن عباس کا اجتہاد ہے جو مرفوع کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

۸۰۸۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيْ صٓ وَقَالَ سَجَدَهَا دَاؤُدُ عليه السلام وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ صٓ میں سجدہ کیا اور فرمایا' اس میں داؤد علیہ السلام نے توبہ کے لیے سجدہ کیا اور ہم اس میں شکر کا سجدہ کرتے ہیں۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۰۹۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ قَرَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ صٓ فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهٗ فَلَمَّا كَانَ يَوْمٌ اٰخَرَ قَرَأَهَا فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ تَشَزَّنَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هِيَ تَوْبَةُ نَبِيٍّ وَّلٰكِنِّيْ رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُوْدِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدُوْا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہ آپ منبر پر تھے' سورۃ ص تلاوت فرمائی' جب آپ (آیت) سجدہ پر پہنچے' اُتر کر سجدہ ادا فرمایا اور آپ کے ہمراہ لوگوں نے بھی سجدہ کیا' پھر جب کہ ایک دوسرا دن تھا' آپ نے وہ سورۃ تلاوت فرمائی جب آپ سجدہ پر پہنچے تو لوگ سجدہ کے لیے تیار ہو گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' یہ ایک نبی کی توبہ تھی اور لیکن میں نے تمہیں دیکھا کہ تم سجدہ کے لیے تیار ہو گئے ہو تو آپ نے اُتر کر سجدہ فرمایا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

رَأَيْتُكُمْ تَشَزَّنْتُمْ لِلسُّجُوْدِ: لیکن میں نے تمہیں سجدہ کے لیے تیار دیکھا تو اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ سجدہ کرنے کا نہیں تھا بلکہ ہوسکتا ہے کہ یہ مطلب ہو ابھی فی الحال سجدہ کرنے کا ارادہ نہیں کیونکہ سجدہ علی الفور واجب نہیں۔

۸۱۰۔ وَعَنِ الْعَوَامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السُّجُوْدِ فِيْ ص فَقَالَ سَأَلْتُ عَنْهَا ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَسْجُدُ فِيْ ص فَتَلاَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ مِنَ الْاَنْعَامِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

عوام بن حوشب نے کہا' میں نے مجاہدؒ سے سورۃ ص میں سجدہ کے بارے میں پوچھا' انہوں نے کہا' میں نے اس بارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا ''میں سورۃ ص میں سجدہ کرتا ہوں' پھر انہوں نے سورہ انعام کی یہ آیات تلاوت کیں۔''

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ (انعام نمبر ۸۴) سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ (انعام نمبر ۹۰) تک یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۱۱۔ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَرَأَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَلَمْ اَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ اَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَمْ اَسْجُدْ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

ابوسلمہ نے کہا' میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ'' تلاوت کی تو اس پر سجدہ کیا' میں نے کہا' اے ابو ہریرہؓ! کیا میں آپ کو سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھ رہا؟ انہوں نے کہا ''اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو سجدہ نہ کرتا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۸۱۲۔ وَعَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ السَّجْدَةِ الَّتِيْ فِيْ حٰمٓ قَالَ اسْجُدْ بِاٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

مجاہد نے کہا' میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورہ حٰمٓ کے سجدہ کے بارے میں پوچھا' انہوں نے کہا سجدہ کی دو آیتوں میں سے دوسری آیت (کے آخر) پر سجدہ کرو۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

ابواب صلوۃ المسافر

باب القصر فی السفر

باب: سفر میں قصر

مسئلہ: حنفیہ کے نزدیک قصر عزیمت یعنی واجب ہے لہٰذا اس کو چھوڑ کر اتمام جائز نہیں امام مالک اور امام احمد کی بھی ایک ایک روایت اس کے مطابق ہے جبکہ ان کی دوسری روایت میں قصر کو افضل قرار دیا گیا ہے اس کے برعکس امام شافعی کے نزدیک قصر رخصت ہے اور اتمام نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل ہے۔

دلائل احناف: حدیث باب حدیث عائشہ نمبر ۸۱۳۔

سوال: یہ حدیث خود حضرت عائشہؓ کے فعل کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ سفر میں اتمام کرتی تھیں بخاری میں اس کی تصریح ہے۔ **جواب:** بخاری میں جہاں یہ مذکور ہے کہ حضرت عائشہؓ اتمام کرتی تھیں وہیں اس کی وجہ مذکور ہے۔ حضرت عائشہؓ یہ تاویل کرتی تھیں کہ ازواج مطہرات کو اُم المؤمنین کہا گیا ہے تو جہاں بھی میں جاتی ہوں اپنے اہل میں جاتی ہوں باب ھذا کی دوسری حدیث حنفیہ کا مستدل ہے اور باب ھذا کی تیسری حدیث اس طرح چوتھی حدیث نمبر ۸۱۶ میں جس قدر واضح رکعتین کی عزیمت کا بیان ہے اس کے بعد تو کسی بھی اشکال واعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہنی چاہیے بہر حال اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اسفار میں ہمیشہ دو رکعتوں پر مواظبت فرمائی ہے۔ **فریق ثانی کی دلیل:** قولہ تعالیٰ فلیس عیکم جناح ان تقصر وامن الصلوٰۃ نفی جناح جواز کی دلیل ہے۔ **جواب:** (۱) نفی جناح توہم نقصان کے دفع کے لیے ہے جیسے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او عتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما حالانکہ صفا، مروۃ کا طواف بالاتفاق لازم ہے بعض کے ہاں فرض بعض کے ہاں واجب ہے۔ **جواب:** (۲) محققین مفسرین کے نزدیک اس آیت کا تعلق صلوۃ الخوف سے ہے سفر کا ذکر غالب وقوع کے اعتبار سے ہے۔ **دوسری دلیل:** عن عائشہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یقصر فی الصلوٰۃ و یتمّمُ (دار قطنی صحیحہ)

جواب: (۱) ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ھو کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (الھدیٰ لا بن القیم)

جواب: (۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت اقامت کے وقت اتمام کرتے یعنی سفر میں اقامت کی نیت ہوجاتی تو اتمام کرتے بصورت دیگر قصر کرتے یعنی شرعی ضابطہ کے مطابق قصر واتمام ہوتا جیسے اب جائز ہے۔

۸۱۳۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''سفر اور حضر (اقامت) میں نماز دو دو رکعتیں فرض کی گئیں' نماز سفر برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۸۱۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَرَضَ اللهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر نماز حضر میں چار رکعات' سفر میں دو رکعات اور خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۸۱۵۔ وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرِ رَكْعَتَانِ وَالْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''سفر کی نماز دو رکعات' جمعہ کی نماز دو رکعات' عید الفطر دو رکعات اور عید الاضحیٰ دو رکعات پوری ہیں قصر نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر (یہ بات) ثابت ہے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ' نسائی اور ابن حبان نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۱۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ مُخْتَصَرًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا تو آپ نے (نماز) دو رکعتوں سے زیادہ ادا نہیں فرمائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا لیا اور میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھی رہا تو انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ ادا نہ کی' یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بلا لیا اور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساتھی رہا تو انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ ادا نہ فرمائی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا لیا' پھر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ساتھی رہا تو انہوں نے بھی دو رکعتوں سے زیادہ ادا نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بلا لیا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا' بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے اور بخاری نے مختصراً نقل کی ہے۔

۸۱۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَلّٰى بِنَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمِنًى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَقِيْلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَاسْتَرْجَعَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ

وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكْعَتَيْنِ فَلَيْتَ حَظِّيْ مِنْ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ رَّكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

عبدالرحمن بن یزید نے کہا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہمیں منٰی میں چار رکعات پڑھائیں یا یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی تو انہوں نے اناللہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ منٰی میں دو رکعتیں ادا کیں' میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ منٰی میں دو رکعتیں ادا کیں اور میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دو رکعتیں پڑھیں' پس کاش! میرا حصہ بھی چار میں سے دو مقبول رکعتیں ہوتا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

صلی بنا عثمان اربعاً: حضرت عثمان کے عمل کے بارہ میں کئی سبب نقل کیے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا اس کی وجہ یہ ہے حضرت عثمان نے مکہ میں گھر بنا لیا تھا اور ان کا یہ اجتہاد تھا کہ جس شہر میں انسان گھر بنا لے اس شہر میں اتمام واجب ہے بعض حضرات نے فرمایا حضرت عثمان کے اتمام کی وجہ یہ تھی وہاں حج کے موقع پر اعراب کا اجتماع ہوتا تھا اگر آپ وہاں قصر کرتے تو خطرہ تھا کہ اعراب یہ سمجھیں گے کہ پوری نماز میں دو رکعتیں ہیں لہٰذا آپ نے ان کی تعلیم کی غرض سے اقامت کی نیت کر کے اتمام کو مناسب سمجھا۔

۸۱۸۔ وَعَنْ اَبِيْ لَيْلَى الْكِنْدِيِّ قَالَ خَرَجَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ وَ كَانَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسَنَّهُمْ حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالُوْا تَقَدَّمْ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ مَآ اَنَا بِالَّذِيْ اَتَقَدَّمُ اَنْتُمُ الْعَرَبُ وَمِنْكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلْيَتَقَدَّمْ بَعْضُكُمْ فَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْقَوْمِ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَالَنَا وَلِلْمُرَبَّعَةِ اِنَّمَا يَكْفِيْنَا نِصْفُ الْمُرَبَّعَةِ. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابولیلیٰ الکندی نے کہا ''حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ایک غزوہ میں گئے اور سلمان رضی اللہ عنہ ان میں عمر رسیدہ تھے' نماز کا وقت ہو گیا تو نماز کھڑی کی گئی' لوگوں نے کہا' اے ابوعبداللہ! آگے بڑھو' انہوں نے کہا میں آگے نہیں ہوں گا' تم عرب ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں میں سے ہیں' تم میں سے کوئی آگے بڑھے تو لوگوں میں سے ایک نے بڑھ کر چار رکعات نماز پڑھائی' جب اس نے نماز پوری کی' حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں چار رکعتوں سے کیا' ہمیں تو چار کا نصف کافی تھا۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۱۹۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ بِمِنًى ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ السُّنَّةَ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَسُنَّةُ صَاحِبَيْهِ وَلٰكِنَّهٗ حَدَثَ الْعَامَ مِنَ النَّاسِ فَخِفْتُ اَنْ يَّسْتَنُّوْا. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ تَعْلِيْقًا وَّحَسَّنَ اِسْنَادَهٗ۔

عبدالرحمن بن حمید نے بواسطہ اپنے والد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے منٰی میں پوری نماز ادا کی' پھر لوگوں کو خطبہ دیا تو کہا ''اے لوگو! بلاشبہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور آپ کے دوساتھیوں (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی سنت ہے لیکن اس سال لوگوں میں کچھ نئے ہیں' میں ڈرا کہ لوگ اسی ہی کو سنت سمجھ لیں گے۔'' یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں تعلیقاً نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۲۰۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اِنَّمَا صَلّٰى عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى اَرْبَعًا لِاَنَّ الْاَعْرَابَ كَانُوْا اَكْثَرَ فِيْ ذٰلِكَ الْعَامِ فَاَحَبَّ اَنْ يُّخْبِرَهُمْ اَنَّ الصَّلٰوةَ اَرْبَعٌ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

زہری نے کہا ''بلاشبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منٰی میں چار رکعات ادا کیں' اسی لیے کہ اس سال دیہاتی لوگ زیادہ تھے تو انہوں نے پسند کیا کہ انہیں بتلائیں' نماز چار رکعت ہے۔ (یعنی دیہاتی لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ ہے ہی دو رکعات)۔'' یہ حدیث طحاوی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

باب من قدّر مسافة القصر باربعة برد

باب: جس نے قصر کی مسافت کو چار منزل کے ساتھ اندازہ کیا ہے

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفر شرعی کی مقدار مسافت تین دن رات کی مسافت ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار برید ہے اور ایک برید بارہ میل ہے تو کل مقدار ۴۸ میل انگریزی بنتے ہیں یہ دونوں اقوال متقارب ہیں اہل ظاہر کے نزدیک سفر کی کوئی مقدار مقرر نہیں بلکہ قصر کے لیے مطلق سفر کا پایا جانا کافی ہے پھر اہل ظاہر نے صرف تین میل مقدار مقرر کی ہے غالباً ان کا استدلال حضرت انس کی روایت سے ہے **كان رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم اذا خرج مسيرة ثلاثة امبال او ثلاثة فراسخ يصلي ركعتين** لیکن جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف تین میل کے سفر میں قصر فرمالیتے تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ سفر تو تین میل سے زیادہ کا ہوتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین میل یا تین فرسخ کے فاصلہ پر قصر پڑھنا شروع فرمادیتے تھے بہرحال اس باب میں اہل ظاہر کے ہاں کوئی صریح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے۔ **ائمہ ثلاثہ کی دلائل:** باب ھذا کی احادیث ہیں اور احناف کا مستدل آنے والے باب کی احادیث ہیں۔

فائدہ: احناف کے نزدیک تین رات دن مسلسل چلنا مراد نہیں بلکہ سال کے سب سے چھوٹے دن میں متوسط قوت و رفتار کے آدمی کا صبح صادق سے زوال آفتاب تک پیدل چلنا مراد ہے اور یہ صاف راستے میں تقریباً اڑتالیس میل ہی بنتے ہیں۔

۸۲۱۔ عَنْ عَطَآءِ بْنِ اَبِيْ رِبَاحٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَا يُصَلِّيَانِ رَكْعَتَيْنِ وَيُفْطِرَانِ فِيْ اَرْبَعَةِ بُرُدٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ چار برد اور اس سے زیادہ پر دو رکعتیں پڑھتے تھے اور روزہ افطار کرتے تھے۔ یہ حدیث بیہقی اور ابن منذر نے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کی ہے۔

۸۲۲۔ وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سُئِلَ اَتُقْصَرُ الصَّلٰوةُ اِلٰى عَرَفَةَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اِلٰى عُسْفَانَ وَاِلٰى جَدَّةَ وَاِلَى الطَّائِفِ اَخْرَجَهُ الشَّافِعِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي التَّلْخِيْصِ۔ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ عرفہ تک (کی مسافت میں) قصر کرتے ہیں‘ انہوں نے کہا نہیں‘ لیکن عسفان‘ جدہ اور طائف تک کے سفر میں (قصر کرتا ہوں)۔ یہ حدیث شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے‘ حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا‘ اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۲۳۔ وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ رَكِبَ اِلٰى رِيْمٍ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسِيْرِهٖ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ریم تک سفر کیا‘ تو انہوں نے اپنے اس سفر کے دوران نماز قصر ادا کی۔ یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۲۴۔ وعَنْهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَكِبَ اِلٰى ذَاتِ النُّصُبِ فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِيْ يَسِيْرِهٖ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ذات النصب تک سفر کیا تو اپنے اس سفر میں نماز قصر ادا کی۔ یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خِلَافُ ذٰلِكَ۔

نیموی نے کہا اور تحقیق ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کیخلاف بھی روایت نقل کی گئی ہے۔

۸۲۵۔ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اَدْنٰى مَا يَقْصُرُ فِيْهِ مَالٌ لَّهُ بِخَيْبَرَ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سب سے کم مسافت جس میں قصر فرماتے تھے خیبر میں اپنی زمین تک۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَخَيْبَرَ ثَمَانِيَةُ بُرُدٍ۔

نیموی نے کہا‘ مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان آٹھ برد کا فاصلہ ہے۔

باب ما استدل به على ان مسافة القصر ثلاثة ايام

باب: جن روایات میں قصر کی مسافت تین دن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے

۸۲۶۔ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاسْئَالْهُ فَاِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاہُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِّلْمُقِیْمِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

شریح بن ہانی نے کہا' میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' ان سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا'' تم ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے پوچھو' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر کیا کرتے تھے' ہم نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن اور تین راتیں مسافر کے لیے ایک دن اور رات مقیم کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۸۲۷۔ وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَّلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ۔ رَوَاہُ ابْنُ جَارُوْدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزوں پر مسح کے بارہ میں مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں مقرر فرمائیں۔ یہ حدیث ابن جارود اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۲۸۔ وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْوَالِبِیِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِلٰی کَمْ تُقْصَرُ الصَّلٰوۃُ فَقَالَ اَتَعْرِفُ السُّوَیْدَاءَ قَالَ قُلْتُ لَا وَلٰکِنِّیْ قَدْ سَمِعْتُ بِھَا قَالَ ھِیَ ثَلَاثُ لَیَالٍ قَوَاصِدَ فَاِذَا خَرَجْنَا اِلَیْھَا قَصَرْنَا الصَّلٰوۃَ۔ رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِی الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

علی بن ربیعہ الوالبی نے کہا' میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کہاں تک نماز قصر کی جائے؟ تو انہوں نے کہا' کیا تم سویداء کو جانتے ہو' وہ کہتے ہیں' میں نے کہا نہیں لیکن میں نے اس کے بارہ میں سنا ہے' انہوں نے کہا وہ درمیانی رفتار کے ساتھ تین راتوں کا فاصلہ ہے' جب ہم اس کی طرف نکلیں تو نماز قصر پڑھتے ہیں۔ یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۲۹۔ وَعَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُ سُوَیْدَ بْنَ غَفَلَۃَ الْجُعْفِیَّ یَقُوْلُ اِذَا سَافَرْتَ ثَلَاثًا فَاقْصُرْ۔ رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِی الْحُجَجِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابراہیم بن عبداللہ نے کہا' میں نے سوید بن غفلہ الجعفی کو یہ کہتے ہوئے سنا'' جب تم تین (دن) سفر کرو تو قصر کرو۔'' یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الحجج میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب القصر اذا فارق البیوت

باب: جب (شہر کے) گھروں سے جدا ہو جائے تو قصر کرنا

ائمہ اربعہ کا مذہب تقریباً قریب قریب ہے اذا خرج من بیوت المصر یعنی آبادی سے باہر نکلنے کے بعد قصر شروع کرلے۔ امام شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ اس میں سور البلد (شہر بناہ) کا اعتبار ہے جو بڑے شہروں میں ہوا کرتی ہے اس کو پار کرنے کے بعد قصر شروع کرے اگرچہ آبادی ختم نہ ہو اور مجاہد سے منقول ہے اگر سفر کی ابتداء دن میں ہوئی تو رات آنے سے پہلے قصر نہ کرے اور اگر سفر کی ابتداء رات سے ہوئی تو دن ہونے سے پہلے قصر نہ کرے اس کے بالمقابل عطاء کا مذہب یہ ہے کہ آبادی کے اندر بھی قصر جائز ہے (گھر سے نکلنے کے بعد) باب ھذا کی احادیث جمہور کا مستدل ہیں۔

۸۳۰۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَافَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلُّهُمْ صَلّٰی مِنْ حِیْنِ یَخْرُجُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَیْهَا رَكْعَتَیْنِ فِی الْمَسِیْرِ وَالْقِیَامِ بِمَكَّةَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی وَالطَّبَرَانِیُّ وَقَالَ الْهَیْثَمِیُّ رِجَالُ اَبِیْ یَعْلٰی رِجَالُ الصَّحِیْحِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر کیا' یہ تمام حضرات مدینہ منورہ سے نکلنے کے وقت سے وہاں مکہ مکرمہ کے لوٹنے تک سفر کے دوران اور قیام میں دو رکعات ادا فرماتے۔'' یہ حدیث ابویعلی اور طبرانی نے نقل کی ہے۔ ہیثمی نے کہا' ابویعلی کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

۸۳۱۔ وَعَنْ اَبِیْ حَرْبِ بْنِ اَبِی الْاَسْوَدِ الدِّیْلِیِّ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ فَصَلَّی الظُّهْرَ اَرْبَعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّا لَوْ جَاوَزْنَا هٰذَا الْخُصَّ لَصَلَّیْنَا رَكْعَتَیْنِ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ۔

ابوحرب بن ابی الاسود الدیلی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے نکلے تو ظہر کی نماز چار رکعات ادا کی' پھر کہا ''اگر میں اس جھونپڑی سے آگے نکل جاتا تو دو رکعتیں پڑھتا۔'' یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۸۳۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ یَقْصُرُ الصَّلٰوةَ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ شُعَبِ الْمَدِیْنَةِ وَیَقْصُرُ اِذَا رَجَعَ حَتّٰی یَدْخُلَهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ کی گھاٹیوں سے نکلتے تو نماز قصر ادا کرتے اور جب واپس لوٹتے تو مدینہ منورہ میں داخل ہونے تک نماز قصر ادا کرتے۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد لا باس بہ ہے۔

باب يقصر من لم ينو الاقامة وان طال مكثه والعسكر الذى دخل ارض الحرب وان نووا الاقامة

باب: وہ مسافر جو کسی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے، وہ قصر کرے، اگرچہ اس کا ٹھہرنا لمبا ہو جائے اور لشکر جو برسرِ پیکار دشمن کے ملک میں داخل ہو تو وہ بھی قصر کرے اگرچہ لشکر ٹھہرنے کا ارادہ بھی کرے

۸۳۳۔ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَقْصُرُ فَنَحْنُ اِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَرْنَا وَاِنْ زِدْنَا اَتْمَمْنَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انیس دن تک ٹھہرے، قصر کرتے رہے، تو ہم جب سفر کرتے، انیس دن (ٹھہرتے تو) قصر کرتے اور اگر زیادہ ٹھہرتے تو پوری نماز پڑھتے۔" یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۸۳۴۔ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشَرَةَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ والے سال مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرے رہے، نماز قصر ادا فرماتے رہے۔" یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۳۵۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ قَالَ كُنَّا مَعَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الشَّامِ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَنُصَلِّيْ نَحْنُ اَرْبَعًا فَنَسْأَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ سَعْدٌ نَّحْنُ اَعْلَمُ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبدالرحمن بن مسور نے کہا ہم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں تھے، وہ دو رکعتیں پڑھتے تھے، ہم چار رکعات ادا کرتے، ہم نے ان سے اس بارہ میں پوچھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، ہم زیادہ جانتے ہیں۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۳۶۔ وَعَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّا نُطِيْلُ الْقِيَامَ بِخُرَاسَانَ فَكَيْفَ تَرٰى قَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَاِنْ اَقَمْتَ عَشْرَ سِنِيْنَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابوجمرہ نصر بن عمران نے کہا، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا، ہم خراسان میں لمبا قیام کرتے ہیں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا "دو رکعتیں پڑھو، اگرچہ تم دس سال ٹھہرے رہو۔" یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۳۷۔ وَعَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ارْتَجَّ عَلَيْنَا الثَّلْجُ وَنَحْنُ بِاٰذَرْبِيْجَانَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فِيْ غَزَاةٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكُنَّا نُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''ایک غزوہ میں ہم آذربائیجان میں تھے کہ ہم پر مسلسل چھ مہینہ تک برفباری ہوتی رہی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' اور ہم دو رکعات پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۳۸۔ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِبَعْضِ بِلَادِ فَارِسٍ سَنَتَيْنِ فَكَانَ لَا يُجَمِّعُ وَلَا يَزِيْدُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حسن نے کہا' ہم حضرت عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فارس کے ایک شہر میں دو سال رہے وہ نہ تو جمعہ پڑھتے تھے اور نہ دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھتے تھے۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۳۹۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَقَامُوْا بِرَامَهُرْمُزَ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ يُّقَصِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رامہرمز میں نو ماہ ٹھہرے رہے (اس دوران) نماز قصرادا کرتے رہے۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد حسن ہے۔

باب الرد علی من قال ان المسافر
یصیر مقیما بنیته اقامة اربعة ایام

باب: اس شخص کا رد جو یہ کہتا ہے کہ مسافر چار دن کی نیت کے ساتھ مقیم ہو جاتا ہے

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک پندرہ دن سے کم مدت قصر ہے پندرہ روز یا اس سے زائد کی نیت اقامت کی صورت میں اتمام کرے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک چار دن سے زائد اقامت کی نیت ہو تو قصر جائز نہیں۔ اتمام کرے۔ **ائمہ ثلاثہ کی دلیل:** یہ ہے کہ مہاجرین کے لیے مکہ میں اقامت ممنوع تھی لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اداءِ حج کے بعد ان کو مکہ میں تین ٹھہرنے کی اجازت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ تین دن کی اقامت حکم اقامت میں نہیں بلکہ اس سے زائد مدت حکم اقامت میں ہے۔

جواب: باب ھذا کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے حالت سفر میں کسی جگہ دس دن ٹھہرنے سے بھی کوئی شخص مقیم نہیں ہوتا اس کے لیے قصر نماز پڑھنا جائز ہے بہر حال چار دن کے ثبوت کے لیے کوئی صریح روایت پیش نہیں کی جاسکتی۔ باب ھذا اور آئندہ باب کی روایات احناف کا مستدل ہیں۔ **اشکال:** باب ھذا کی پہلی روایت میں حضرت ابن عباس سے مکہ میں دس دن کا قیام منقول ہے جبکہ اس سے پہلے باب میں انیس دن کا پھر ان میں بھی نماز کی قصر مذکور ہے جو کہ احناف کے مسلک کے خلاف ہے۔ **جواب:** دس دن کے قیام کا تعلق حجۃ الوداع سے متعلق ہے اور انیس دن والی روایات کا تعلق فتح مکہ سے پھر ان میں قصر عدم نیت اقامت کی

بناء پر تھا یکدم پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ عزم نہ تھا کیا پتہ فتح سے فراغت کب ہو بلکہ آج کل میں چلے جانے کا خیال تھا ایسی صورت میں مطلقا قصر صلوٰۃ ہے خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

۸۴۰۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ اَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا تو واپس آنے تک دو دو رکعتیں پڑھتے رہے۔'' (راوی کہتا ہے) میں نے کہا' آپ کتنا عرصہ مکہ میں ٹھہرے؟ انہوں نے کہا ''دس دن'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب من قال ان المسافر يصير مقيما بنية اقامة خمسة عشر يوما

باب: جس شخص نے کہا کہ مسافر پندرہ دن کی نیت سے مقیم ہوتا ہے

۸۴۱۔ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا اَجْمَعَ عَلٰى اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا اَتَمَّ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

مجاہد نے کہا' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب پندرہ دن ٹھہرنے کا پختہ ارادہ کرتے تو نماز پوری ادا فرماتے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۴۲۔ وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ بِمَكَّةَ خَمْسَةَ عَشَرَ سَرَّجَ ظَهْرَهٗ وَصَلّٰى اَرْبَعًا ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْحُجَجِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کرتے' تو اپنی سواری سے زین اُتار دیتے اور چار رکعات ادا کرتے۔ یہ حدیث محمد بن الحسن نے کتاب الحجج میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۴۳۔ وَعَنْهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا كُنْتَ مُسَافِرًا فَوَطَّنْتَ نَفْسَكَ عَلٰى اِقَامَةِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاَتِمَّ الصَّلٰوةَ وَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَاقْصُرْ ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْاٰثَارِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب تم مسافر ہو اور اپنے لیے کسی جگہ کو پندرہ دن ٹھہرنے کے لیے وطن بنا لو تو نماز پوری پڑھو اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو (کہ کتنی دیر ٹھہرنا ہے) تو قصر کرو۔'' یہ حدیث محمد بن الحسن نے آثار میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۴۴۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ اِذَا قَدِمْتَ بَلْدَةً فَاَقَمْتَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا فَاَتِمِّ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي الْحُجَجِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سعید بن المسیب نے کہا ''جب تم کسی شہر میں داخل ہو' اس میں پندرہ دن ٹھہرو' تو نماز پوری کرو۔'' یہ حدیث محمد بن الحسن نے حجج میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب صلوۃ المسافر بالمقیم

باب: مقیم کا مسافر کو نماز پڑھانا

مسافر کے پیچھے مقیم کی اقتداء بالاتفاق جائز ہے لیکن اس کا عکس یعنی مقیم کے پیچھے مسافر کی اقتداء بھی جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے قاضی شوکانی کہتے ہیں طاوس داؤد ظاہری وغیرہ عدم جواز کی طرف گئے ہیں اور جمہور کے ہاں جائز ہے کما فی حدیث الباب اس کی دلیل حدیث باب کے علاوہ مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ اَنَّهٗ سُئِلَ مَا بَالُ الْمُسَافِرِ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ اِذَا انْفَرَدَ وَاَرْبَعًا اِذَا ائْتَمَّ بِمُقِيْمٍ فَقَالَ تِلْكَ السُّنَّةُ۔ جب اقتداء صحیح ہوئی تو اب وہ چار رکعت پوری پڑھے کیونکہ اتباع امام کی وجہ سے مسافر کا فرض متغیر ہو جاتا ہے لیکن صحت اقتداء کے لیے ابتداء میں وقت ادا کا ہونا ضروری ہے اگر خروج وقت کے بعد اقتداء کی تو صحیح نہ ہوگی کیونکہ وقت کے بعد مسافر کا فرض متغیر نہیں ہوتا۔

۸۴۵۔ عَنْ مُوْسٰى بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ اِنَّا اِذَا كُنَّا مَعَكُمْ صَلَّيْنَا اَرْبَعًا وَّاِذَا رَجَعْنَا اِلٰى رِحَالِنَا صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ تِلْكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

موسیٰ بن سلمہ نے کہا ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ میں تھے' میں نے کہا' ہم جب آپ کے ہمراہ ہوتے ہیں تو چار رکعات پڑھتے ہیں اور جب اپنے خیموں کی طرف لوٹ جاتے ہیں تو دو رکعات پڑھتے ہیں' انہوں نے کہا' یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب صلوۃ المقیم بالمسافر

باب: مسافر کا مقیم کو نماز پڑھانا

۸۴۶۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ آتے تو دو رکعتیں پڑھاتے' پھر کہتے' اے اہل مکہ! اپنی نماز پوری کرو' ہم مسافر لوگ ہیں۔ یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۴۷۔ وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَاَتْمَمْنَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

صفوان بن عبداللہ بن صفوان نے کہا' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن صفوان کی عیادت کے لیے آئے تو ہمیں دو رکعات پڑھائیں' پھرانہوں نے سلام پھیرا' تو ہم نے کھڑے ہوکر نماز پوری کی۔ یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

باب جمع التقديم بين العصرين بعرفة

باب: عرفات میں ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرنا

۸۴۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے سلسلہ میں ایک لمبی حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' پھراذان دی' پھراقامت کہی' تو آپ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی' پھراقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی اور دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہیں پڑھا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک جمع تقدیم میں جماعت شرط ہے منفرد کے لیے جمع درست نہیں ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک جماعت شرط نہیں بلکہ منفرد بھی جمع کرسکتا ہے۔ **امام ابو حنیفہ کی دلیل:** اپنے وقت پر نماز پڑھنا قرآن اور متواتر احادیث کی رو سے ضروری ہے اور یہ جمع معدول عن القیاس ہے۔ لہٰذا یہ منصوص صورت میں منحصر رہے گی اور منصوص صورت میں جماعت بھی داخل ہے غیر منصوص کواس پر قیاس کرنا درست نہیں۔ **جمہور کی دلیل:** حضرت ابن عمر کا اثر **كان ابن عمر اذا فاتته الصلوة مع الامام جمع بينهما۔** **جواب:** یہ جمع تقدیم معدول عن القیاس ہے اپنے مورد پر منحصر رہے گی اس اصولی امر کے مقابلہ میں موقوف حجت نہیں۔

۸۴۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ مِّنًى حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ صُبَيْحَةِ يَوْمِ عَرَفَةَ فَنَزَلَ بِنَمِرَةَ وَهِيَ مَنْزِلُ الْاِمَامِ الَّذِيْ يَنْزِلُ بِهٖ بِعَرَفَةَ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ رَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُهَجِّرًا فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ ثُمَّ رَاحَ فَوَقَفَ عَلَى الْمَوْقِفِ مِنْ عَرَفَةَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صبح کی نماز ادا فرمائی تو منیٰ سے عرفہ کے دن صبح چلے یہاں تک کہ عرفات میں آئے تو نمرۃ میں تشریف فرما ہوئے اور عرفہ میں آنے والے امام کے ٹھہرنے کی یہی جگہ ہے۔ یہاں تک

کہ جب ظہر کی نماز کے وقت دوپہر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے' ظہر اور عصر اکٹھی ادا فرمائی' پھر خطبہ ارشاد فرمایا' پھر چلے تو عرفات میں موقف پر تشریف فرما ہوئے۔ یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۵۰۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الْحَجِّ أَنَّ الْإِمَامَ يَرُوْحُ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَخْطُبُ فَيَخْطُبُ النَّاسَ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ نَزَلَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا۔ رَوَاهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

قاسم ابن محمد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ''حج کی سنت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام سورج ڈھلنے کے بعد خطبہ دینے کے لیے چلے تو وہ لوگوں کو خطبہ دے' جب وہ اپنے خطبہ سے فارغ ہو تو اترے' ظہر اور عصر اکٹھی ادا کرے۔'' یہ حدیث ابن المنذر نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب جمع التاخير بين العشائين بالمزدلفة

باب: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو مؤخر کر کے عشاء کے وقت میں اکٹھا پڑھنا

مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین بالاتفاق جائز ہے جس کی شرائط یہ ہیں (۱) احرام ہو (۲) عشاء کا وقت ہو (۳) مغرب پہلے پڑھی جائے اور عشاء بعد میں پڑھی جائے جمہور ائمہ کے نزدیک یہ جمع باذان واقامۃ ہوتی ہے احناف کے نزدیک اگر فصل نہ ہو تو باقامۃ ہے اور اگر کھانے پینے کا فصل ہو تو پھر باقامتین ہے۔

۸۵۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَجَّ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ حِيْنَ الْأَذَانِ بِالْعَتَمَةِ أَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَصَلّٰى بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِعَشَائِهٖ فَتَعَشّٰى ثُمَّ أَمَرَ أُرٰى رَجُلًا فَأَذَّنَ وَأَقَامَ قَالَ عَمْرٌو وَّلَا أَعْلَمُ الشَّكَّ إِلَّا مِنْ زُهَيْرٍ ثُمَّ صَلَّى الْعِشَآءَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا طَلَعَ الْفَجْرُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ مِنْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هُمَا صَلٰوتَانِ تُحَوَّلَانِ عَنْ وَّقْتِهِمَا صَلٰوةُ الْمَغْرِبِ بَعْدَ مَا يَأْتِي النَّاسُ الْمُزْدَلِفَةَ وَالْفَجْرُ حِيْنَ يَبْزُغُ الْفَجْرُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

عبدالرحمن بن یزید نے کہا' حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ہم عشاء کی اذان کے وقت یا اس کے قریب مزدلفہ میں آئے تو انہوں نے ایک شخص سے کہا' اس نے اذان اور اقامت کہی' پھر مغرب پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں' پھر رات کا کھانا منگوایا اور رات کا کھانا کھایا' پھر ایک شخص سے کہا' اس نے اذان اور اقامت کہی' عمرو نے کہا' میں تو یہ جانتا ہوں کہ شک زہیر ہی کی طرف سے ہے' پھر آپ نے عشاء دو رکعت ادا فرمائی' پھر جب فجر طلوع ہوئی تو کہا' بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔ سوائے اس نماز کے اس جگہ میں اس دن۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ دونوں

نمازیں اپنے وقت سے پھرگئی ہیں' نماز مغرب بعد اس کے کہ لوگ مزدلفہ آجائیں اور نماز فجر جب فجر پھوٹ پڑے' انہوں نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِي اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلوتَيْنِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ لِلنُّسُكِ لَا لِلسَّفَرِ خِلاَ فًا لِلشَّافِعِيِّ

نیموی نے کہا' دونمازوں کو عرفات اور مزدلفہ میں اکٹھا پڑھنا حج کے لیے ہے نہ کہ سفر کے لیے' اس مسئلہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے۔

باب جمع التقدیم فی السفر

باب: سفر میں جمع تقدیم (دونمازوں کو پہلی نماز کے وقت اکٹھا پڑھنا

مسئلہ: سفر کی وجہ سے جمع بین الصلوتین جائز ہے یہ بات متعدد احادیث سے ثابت ہے لیکن علماء کا اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ جمع سے مراد جمع حقیقی ہے (یعنی من حیث الوقت ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا) یا جمع صوری جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز کو بالکل اس کے اخیر وقت میں ادا کی جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں یہاں صرف صورۃ جمع ہے حقیقتاً نہیں اس کو جمع **من حیث الفعل** سے تعبیر کرتے ہیں۔ جمہور ائمہ ثلاثہ احادیث کو جمع حقیقی پر محمول کرتے ہیں احناف جمع صوری کے قائل ہیں اس سلسلہ کی احادیث محتمل ہیں بعض سے جمع حقیقی سمجھ آتی ہے اور بعض سے صراحۃ جمع صوری کی تائید ہوتی ہے۔ **دلائل احناف:** حضرت شیخ الحدیث فرماتے ہیں احناف کے اصول میں سے یہ ہے کہ وہ اختلاف روایات کے وقت اوفق بالقران کو اختیار کرتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا اوفق القران ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔** تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے **اے فرضا محدود الاوقات لایجوز اخراجھا عن وقتھا فی شیئی من الاحوال۔** یہ بات بالکل واضح ہے کہ نمازوں کے اوقات میں ہر ایک کا الگ الگ وقت نصوص صریحہ وصحیحہ سے ثابت ہے لہٰذا کسی نماز کو اس کے وقت معین کے علاوہ دوسرے وقت میں پڑھنے کا جواز اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ثبوت نص صریح غیر محتمل سے نہ ہوجائے اور یہاں پر ایسا نہیں اس لیے کہ جمع بین الصلوٰتین کی روایات محتمل اور متکلم فیہ ہیں یا صحیحہ ہیں لیکن صریح نہیں احناف کے مزید دلائل آگے آنے والے ابواب کی احادیث ہیں۔ **ائمہ ثلاثہ کے دلائل:** باب ھذا کی احادیث ہیں۔

جواب: جن احادیث میں جمع مذکور ہے وہ جمع صوری پر محمول ہے اب جمع تاخیر والی روایات کو جمع صوری پر محمول کرنا آسان ہے مگر جمع تقدیم والی روایات میں جمع صوری والی تاویل مشکل ہے انکے بارہ میں حنفیہ کہتے ہیں جمع تقدیم کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

۸۵۲۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَزَالَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ ارْتَحَلَ۔ رَوَاهُ جَعْفَرُ الْفِرْيَابِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالْاِسْمٰعِيْلِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ مُسْتَخْرَجِهٖ عَلٰى مُسْلِمٍ وَّهُوَ حَدِيْثٌ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر میں ہوتے' سورج ڈھل جاتا تو ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے' پھر سفر فرماتے۔ یہ حدیث جعفر الفریابی' بیہقی' اسماعیلی اور ابونعیم نے مسلم پر اپنی مستخرج میں نقل کی ہے اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔

۸۵۳۔ وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاَنْ یَّرْتَحِلَ قَبْلَ اَنْ تَزِیْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰی یَنْزِلَ لِلْعَصْرِ وَفِی الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ اِنْ غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ وَاَنْ یَّرْتَحِلَ قَبْلَ اَنْ تَغِیْبَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یَنْزِلَ لِلْعِشَآءِ ثُمَّ جَمَعَ بَیْنَهُمَا۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَهُوَ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ۔

بواسطہ ابوالزبیر' ابوالطفیل' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے' جب چلنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا' ظہر اور عصر کو اکٹھا ادا فرماتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے پہلے چل پڑتے تو ظہر کو مؤخر فرماتے' یہاں تک کہ عصر کے لیے اُترتے اور مغرب میں اسی طرح اگر سورج چلنے سے پہلے چھپ جاتا' مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور اگر سورج چھپنے سے پہلے چل پڑتے تو مغرب کو مؤخر فرماتے' یہاں تک کہ عشاء کے لیے اُترتے' پھر دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

۸۵۴۔ وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَیْغِ الشَّمْسِ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰی اَنْ یَّجْمَعَهَا اِلَی الْعَصْرِ فَیُصَلِّیَهِمَا جَمِیْعًا وَّاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَیْغِ الشَّمْسِ عَجَّلَ الْعَصْرَ اِلَی الظُّهْرِ وَصَلَّی الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِیْعًا ثُمَّ سَارَ وَکَانَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْعِشَآءِ وَاِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ عَجَّلَ الْعِشَآءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَهُوَ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ جِدًّا۔

بواسطہ یزید بن حبیب' ابوالطفیل' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں تھے' جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو مؤخر فرماتے' یہاں تک کہ اس کو عصر کے ساتھ جمع فرماتے' پھر دونوں اکٹھی ادا فرماتے اور جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ فرماتے' عصر کو ظہر کی طرف جلدی کرتے' ظہر اور عصر اکٹھی ادا فرماتے' پھر چل پڑتے اور جب مغرب سے پہلے کوچ فرماتے تو مغرب کو مؤخر فرما دیتے' یہاں تک کہ اُسے عشاء کے ساتھ ادا فرماتے اور جب مغرب کے بعد کوچ فرماتے تو عشاء کو جلدی پڑھتے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔

۸۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ فِی السَّفَرِ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ فِیْ مَنْزِلِهٖ جَمَعَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ یَّرْکَبَ فَاِذَا لَمْ تَزِغْ لَهٗ فِیْ مَنْزِلِهٖ سَارَ حَتّٰی اِذَا حَانَتِ الْعَصْرُ

نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاِذَا حَانَتْ لَهُ الْمَغْرِبُ فِيْ مَنْزِلِهٖ جَمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ وَاِذَا لَمْ تَحِنْ فِيْ مَنْزِلِهٖ رَكِبَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الْعِشَاءُ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں تھے‘ جب آپ کی منزل میں ہی سورج ڈھل جاتا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر اور عصر کو اکٹھا ادا فرماتے‘ جب آپ کی منزل میں سورج نہ ڈھلتا تو آپ چل پڑتے یہاں تک کہ جب عصر کا وقت قریب ہو جاتا‘ آپ اُترتے‘ ظہر اور عصر کو جمع فرماتے اور جب ان کے ٹھکانے میں مغرب کا وقت قریب ہو جاتا تو مغرب اور عشاء کو جمع فرماتے‘ جب ان کے ٹھکانے میں مغرب کا وقت قریب نہ ہوتا سوار ہو جاتے‘ یہاں تک کہ جب عشاء ہوتی تو اُتر کر دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے۔ یہ حدیث احمد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

باب ما يدل على ترك جمع التقديم بين الصلوتين في السفر

باب: جو روایات سفر میں دو نمازوں کو پہلے وقت میں اکٹھا پڑھنے کے ترک پر دلالت کرتی ہیں

۸۵۶۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کا ارادہ فرماتے‘ ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرما دیتے‘ پھر سواری سے نیچے تشریف لا کر دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے‘ جب کوچ سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو ظہر ادا فرماتے‘ پھر سوار ہو جاتے۔“ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۸۵۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ”میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا‘ جب آپ کو سفر کے دوران چلنے میں جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز مؤخر فرما دیتے‘ یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔“ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب جمع التاخير بين الصلوتين في السفر

باب: سفر میں دو نمازوں کے درمیان جمع تاخیر

۸۵۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَاِذَا زَاغَتْ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے' ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرمادیتے' پھر دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور جب سورج ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں ''ظہر کو مؤخر فرماتے' یہاں تک کہ عصر کا ابتدائی وقت داخل ہو جاتا' پھر دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے۔''

۸۵۹۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلٰى اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَآءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کو سفر کی جلدی ہوتی' ظہر کو عصر کے پہلے وقت تک مؤخر فرمادیتے' پھر دونوں کو اکٹھا ادا فرماتے اور مغرب کو مؤخر فرماتے' یہاں تک کہ جب شفق غائب ہوتا تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۸۶۰۔ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بَعْدَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو غروب شفق کے بعد مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلنے میں جلدی ہوتی' تو مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا فرماتے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۸۶۱۔ وَعَنْهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ اِلٰى رُبُعِ اللَّيْلِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب چلنے میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو رات کے چوتھائی حصہ تک اکٹھا ادا فرماتے (یعنی مغرب کو مؤخر فرماتے)۔'' یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ هٰذِهِ الزِّيَادَةُ فِي الْمَرْفُوْعِ اِنَّمَا هُوَ وَهْمٌ وَّالصَّوَابُ وَقْفُهَا وَفِيْهَا اِضْطِرَابٌ وَّالْمَحْفُوْظُ بِدُوْنِهَا۔

نیموی نے کہا' مرفوع روایت میں یہ زیادتی بلاشبہ وہم ہے اور اس کا موقوف ہونا صحیح اور اس میں اضطراب ہے اور اس کے بغیر یہ روایت محفوظ ہے۔

۸۶۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَابَتْ لَهُ الشَّمْسُ بِمَكَّةَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بِسَرِفَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْهِ اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ وَهُوَ مُدَلِّسٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں سورج غروب ہو گیا تو آپ نے

(مقام) سرف میں دونوں نمازوں کو اکٹھا ادا فرمایا۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس میں ابوالزبیر مکی ہے اور وہ مدلس ہے۔

باب ما یدل ان الجمع بین الصلوتین فی السفر کان جمعا صوریا

باب: جو روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنا جمع صوری ہے

۸۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَّعَرَفَاتٍ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ اور عرفات کے علاوہ نماز اس کے وقت پر ادا فرماتے تھے۔'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۶۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ وَيُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَآءَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں نماز ظہر مؤخر فرماتے اور عصر کو مقدم، نماز مغرب مؤخر فرماتے اور عشاء کو مقدم۔'' یہ حدیث طحاوی، احمد اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۶۵۔ وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَارَوَنْدَ قَالَ سَاَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ اَبِيْهِ فِي السَّفَرِ وَسَاَلْنَاهُ هَلْ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ فِي سَفَرِهٖ فَذَكَرَ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِي عُبَيْدٍ كَانَتْ تَحْتَهٗ فَكَتَبَتْ اِلَيْهِ وَهُوَ فِي زَرَاعَةٍ لَّهٗ اِنِّي فِي اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا وَاَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ فَرَكِبَ فَاَسْرَعَ السَّيْرَ اِلَيْهَا حَتّٰى اِذَا حَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمْ يَلْتَفِتْ حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ نَزَلَ فَقَالَ اَقِمْ فَاِذَا سَلَّمْتُ فَاَقِمْ فَصَلّٰى ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَهُ الْمُؤَذِّنُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ كَفِعْلِكَ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا اشْتَبَكَتِ النُّجُوْمُ نَزَلَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُؤَذِّنِ اَقِمْ فَاِذَا سَلَّمْتُ فَاَقِمْ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْاَمْرُ الَّذِيْ يَخَافُ فَوْتَهٗ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

کثیر بن قارَوَند نے کہا ہم نے سالم بن عبداللہ سے سفر میں ان کے والد کی نماز کے بارے میں پوچھا اور ہم نے ان سے پوچھا، کیا وہ اپنے سفر میں کسی نماز کو اکٹھا ادا فرماتے تو انہوں نے بیان کیا ''صفیہ بنت ابی عبید ان کے نکاح میں تھیں، اس نے ان (عبداللہ عمرؓ) کی طرف لکھا اور وہ اپنی زرعی زمین میں تھے اور (خط میں لکھا) میں دُنیا کے دنوں میں سے آخری دن اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن میں ہوں تو وہ سوار ہوئے، اس کی طرف تیز رفتاری سے سفر کیا، یہاں تک کہ جب نماز ظہر کا وقت قریب ہوا، مؤذن نے اُن سے کہا، اے ابوعبدالرحمن نماز تو انہوں نے توجہ نہ فرمائی، یہاں تک کہ دونوں نمازوں کا درمیانی وقت آ گیا، (سواری سے) اُتر کر کہا، اقامت کہو، پھر جب میں سلام پھیرلوں تو پھر اقامت کہو، پھر انہوں نے نماز (عصر) پڑھی، پھر سوار ہو گئے، یہاں تک کہ

جب سورج غروب ہوگیا تو موذن نے ان سے کہا' نماز' انہوں نے فرمایا' ایسا ہی کرو جیسا کہ تم نے ظہر اور عصر میں کیا تھا' پھر وہ چلے یہاں تک کہ جب ستاروں نے ہجوم کیا (زیادہ ہوگئے) آپ سواری سے اُترے اور موذن سے کہا' اقامت کہو' جب میں اس نماز سے سلام پھیرلوں' پھر اقامت کہو' آپ نے نماز پڑھی' پھر سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کسی کو جب ایسا کام پیش آجائے جس کے ہاتھ سے نکل جانے سے وہ ڈرتا ہے تو اسے چاہیے کہ یہ نماز پڑھے۔" یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۶۶۔ وَعَنْ نَّافِعٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ اَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الصَّلٰوةَ قَالَ سِرْ سِرْ حَتّٰى اِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتّٰى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهٖ اَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعْتُ فَسَارَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيْرَةَ ثَلَاثٍ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

نافع اور عبداللہ بن واقد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے موذن نے کہا' نماز' ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' چلو چلو' یہاں تک کہ شفق کے غروب سے پہلے کا وقت تھا کہ انہوں نے اُتر کر مغرب کی نماز ادا کی' پھر انتظار کیا' یہاں تک کہ شفق غائب ہوگیا تو عشاء کی نماز ادا کی' پھر کہا "بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب جلدی کا کام پیش آجاتا' آپ بھی ایسا ہی کرتے' جیسا میں نے کیا ہے' اس سفر میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس ایک دن اور رات میں تین دن کی مسافت طے کی۔" یہ حدیث ابوداؤد اور دارقطنی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ سَفَرٍ يُّرِيْدُ اَرْضًا لَّهٗ فَاَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ لِّمَا بِهَا فَانْظُرْ اِنْ تُدْرِكْهَا فَخَرَجَ مُسْرِعًا وَّمَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّسَايِرُهٗ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ وَكَانَ عَهْدِيْ بِهٖ وَهُوَ يُحَافِظُ عَلَى الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَبْطَاَ قُلْتُ الصَّلٰوةُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ وَمَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ اٰخِرِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَقَامَ الْعِشَآءَ وَقَدْ تَوَارَى الشَّفَقُ فَصَلّٰى بِنَا ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ صَنَعَ هٰكَذَا. رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ابن جابر سے روایت ہے کہ مجھ سے نافع نے حدیث بیان کی' انہوں نے کہا "میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا' وہ اپنی زمین میں جانا چاہتے تھے کہ ایک آنے والے نے آکر کہا' صفیہ بنت ابی عبید (ابن عمرؓ کی زوجہ) اپنی کسی تکلیف کی وجہ سے (آپ کو بلا رہی ہیں) دیکھو اگر تم اسے (زندہ حالت میں) پالو' تو ابن عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے نکلے اور ان کے ہمراہ قریش کا ایک شخص تھا جو ان کو چلاتا تھا' سورج غروب ہوگیا تو انہوں نے نماز نہ پڑھی اور جب سے میری ان سے ملاقات تھی وہ نماز پر پابندی کرتے تھے' جب انہوں نے دیر کی تو میں نے کہا' اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں' نماز' انہوں نے میری طرف توجہ نہ کی اور چلے' یہاں تک کہ جب شفق کا آخری وقت تھا' اُتر کر نماز پڑھی' پھر نماز عشاء کے لیے اقامت کہی گئی' تحقیق شفق غروب ہو چکا تھا تو

انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی' پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کے کہا' بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب جلدی چلنا ہوتا' اسی طرح عمل فرماتے۔'' یہ حدیث نسائی' ابوداؤد' طحاوی اور دارقطنی نے نقل کی ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے۔

۸۶۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا سَافَرَ سَارَ بَعْدَ مَا تَغْرُبُ الشَّمْسُ حَتّٰى كَادَ اَنْ تَظْلِمَ ثُمَّ يَنْزِلُ فَيُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْعُوْا بِعَشَاءٍ فَيَتَعَشّٰى ثُمَّ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْتَحِلُ وَيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے بواسطہ ان کے والد' دادا روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر کرتے تو سورج غروب ہونے کے بعد بھی چلتے' یہاں تک کہ جب اندھیرا ہونے کے قریب ہوتا پھر اُتر کر مغرب کی نماز ادا کرتے' پھر کھانا طلب کر کے رات کا کھانا کھاتے' پھر عشاء کی نماز ادا کرتے' پھر سفر کرتے اور کہتے'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی عمل فرماتے تھے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۶۹۔ وَعَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ وَفَدْتُّ اَنَا وَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَّنَحْنُ نُبَادِرُ لِلْحَجِّ فَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ نُقَدِّمُ مِنْ هٰذِهٖ وَ نُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ وَنَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ نُقَدِّمُ مِنْ هٰذِهٖ وَنُؤَخِّرُ مِنْ هٰذِهٖ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابوعثمان نے کہا' میں اور سعد بن مالک نے اکٹھا سفر کیا' ہم حج کے لیے جلدی (سفر) کرتے تھے' تو ہم ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھتے' اس نماز کو تھوڑا سا مقدم اور اس کو تھوڑا سا مؤخر کرتے اور ہم مغرب اور عشاء کو اکٹھا ادا کرتے' اس نماز کو کچھ مقدم اور اس کو کچھ مؤخر کرتے' یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب الجمع فی الحضر

باب: حضر (اپنے شہر جس میں مقیم ہو) میں (دو نمازوں کو) جمع کرنا

بلا کسی قسم کے عذر کے جمع بین الصلوٰتین کرنا ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں البتہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اس کی عادت نہ بنائے کماذھب الیه ابن سیرین وربیعه وابن منذر وجماعة من اصحاب الحدیث۔

۸۷۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّآخَرُوْنَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کو مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بغیر بارش کے اکٹھا ادا فرمایا۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَلِلْعُلَمَآءِ تَاوِيْلَاتٌ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ كُلُّهَا سَخِيْفَةٌ اِلاَّ الْحَمْلَ عَلَى الْجَمْعِ الصُّوْرِيِّ.

نیموی نے کہا' علماء کی اس حدیث میں کئی تاویلیں ہیں' جمع صوری پر محمول کرنے کے علاوہ تمام کی تمام کمزور ہیں۔

احناف جس طرح سفر کی جمع بین الصلوتین کی روایات کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں اسی طرح حضر کی اس روایت کو بھی جمع صوری پر محمول کرتے ہیں۔

باب النهی عن الجمع فی الحضر

باب: حضر میں (دو نمازوں کو) اکٹھا پڑھنے کی ممانعت

۸۷۱۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلاَّ لِمِيْقَاتِهَا اِلاَّ صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر دو نمازیں مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں اور فجر کی نماز اس دن اس کے وقت سے پہلے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۸۷۲۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا اَنَّهٗ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ عَلٰى مَنْ لَّمْ يُصَلِّ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ الْاُخْرٰى. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! نیند میں تفریط (کوتاہی) نہیں' بلاشبہ کوتاہی اس پر ہے جس نے نماز ادا نہ کی' یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ گیا۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

۸۷۳۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهِبٍ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَا التَّفْرِيْطُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَنْ تُؤَخِّرَ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

عثمان بن عبداللہ بن موہب نے کہا' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' تفریط کیا ہے؟ انہوں نے کہا ''کہ تم نماز لیٹ کرو یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۷۴۔ وَعَنْ طَآؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا يَفُوْتُ صَلٰوةٌ حَتّٰى يَجِيْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰى. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''نماز قضاء نہیں ہوتی' یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

ابواب الجمعة

باب فضل یوم الجمعة

باب: جمعہ کے دن کی فضیلت

۸۷۵۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَقَالَ فِیْہِ سَاعَۃٌ لَّا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی شَیْئًا اِلَّآ اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ یُقَلِّلُھَا۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر فرمایا' آپ نے فرمایا''اس میں ایک ایسی گھڑی (وقت) ہے' نہیں موافق ہوتا، اس کے کوئی مسلمان شخص کہ وہ اس میں کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو (یعنی اس وقت جو نماز پڑھے) اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگے گا مگر وہ اسے ضرور عطا فرمائیں گے۔'' اور آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ فرما کر اس کا تھوڑا ہونا بیان فرمایا۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فَقَالَ فِیْہِ سَاعَۃٌ لَّا یُوَافِقُھَا عَبْدٌ: ساعۃ اجابۃ میں تقریباً پچاس اقوال ہیں ان میں دو قول مشہور اور راجح ہیں (۱) امام ابو حنیفہ اور امام احمد کے نزدیک نماز عصر کے بعد غروب شمس تک ہے بعض شافعیہ اور مالکیہ کا قول بھی یہی ہے۔ (۲) اکثر شافعیہ کے ہاں خطبہ جمعہ کے لیے منبر پر امام صاحب کے جلوس سے اختتام نماز تک ہے۔ **قول اول کی دلیل:** حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے اس پر مذاکرہ کیا **فتفرّقوا ولم یختلفوا انھا اٰخر ساعۃ من یوم الجمعۃ (سنن سعید ابن منصور باسناد صحیح)** امام احمد فرماتے ہیں اکثر احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ **قول ثانی کی دلیل:** حدیث ابو موسیٰ اشعری **سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ھی مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ (ابو داؤد۔ مسلم) جواب:** محققین کے ہاں یہ حدیث منقطع اور مضطرب ہے اس میں **مخرمہ بن بُکیر عن ابیہ** ہے جبکہ مخرمہ کو اپنے باپ سے سماع حاصل نہیں ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں **الموقوف ھو الصواب** اور موقوف مرفوع کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

۸۷۶۔ وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ وَفِیْہِ اُخْرِجَ مِنْھَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوا ہے جمعہ کا دن ہے' اس میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی دن جنت میں داخل کیے گئے' اسی دن اس سے نکالے گئے اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

وَفِيْهِ أُخْرِجَ مِنْهَا : اشکال: حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج جمعہ کی فضیلت کا سبب کیسے جبکہ اخراج بطور عتاب کے تھا۔ **جواب:** (۱) اس روز بڑے بڑے واقعات کے ظہور کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے ان واقعات میں سے ایک واقعہ اخراج آدمؑ بھی ہے۔ **جواب:** (۲) حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو دنیا میں ان کی وجہ سے خیر پھیلا ان کی بعثت سے صالحین اور لاکھوں انبیاء پیدا ہوئے جن کی پیدائش اور پھر ذمہ داریاں اور کام سراسر خیر ہی خیر ہے۔

۸۷۷۔ وَعَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ سَیِّدُ الْاَیَّامِ یَوْمُ الْجُمُعَةِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ یَّوْمِ الْفِطْرِ وَیَوْمِ الْاَضْحٰی وَفِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْهِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَّا یَسْأَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ مَالَمْ یَسْأَلْ حَرَامًا وَّفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَّلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَّلَا سَمَاءٍ وَّلَا اَرْضٍ وَّلَا رِیَاحٍ وَّلَا جِبَالٍ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا هُنَّ یُشْفِقْنَ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے زیادہ عظمت والا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالفطر، عیدالاضحیٰ سے بھی زیادہ عظمت والا ہے اور اس دن میں پانچ چیزیں ہیں، اللہ عزوجل نے اس دن آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وفات دی اور اس دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں بندہ جو چیز مانگے، اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتے ہیں، جب تک کسی حرام کا سوال نہ کرے اور اس میں قیامت قائم ہوگی، کوئی ایسا مقرب فرشتہ نہیں اور نہ آسمان نہ زمین نہ ہوائیں نہ پہاڑ اور نہ سمندر جو جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔'' یہ حدیث احمد، ابن ماجہ نے نقل کی ہے، عراقی نے کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۷۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِنَّا لَنَجِدُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّؤْمِنٌ یُّصَلِّیْ یَسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّا قُضِیَ لَهٗ حَاجَتُهٗ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَشَارَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَوْ بَعْضَ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ اَوْ بَعْضَ سَاعَةٍ قُلْتُ اَیُّ سَاعَةٍ هِیَ قَالَ اٰخِرُ سَاعَةٍ مِّنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ اِنَّهَا لَیْسَتْ سَاعَةَ الصَّلٰوةِ قَالَ بَلٰی اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا صَلّٰی ثُمَّ جَلَسَ لَا یَحْبِسُهٗ اِلَّا الصَّلٰوةُ فَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے عرض کیا، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے، بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ پاتے ہیں کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے، کہ نہیں موافق ہوتا، اس میں کوئی مؤمن بندہ کہ وہ نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے اس گھڑی میں کسی چیز کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی حاجت اس کے لیے پوری فرما دیتے ہیں۔ عبداللہ رضی

اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا' یا گھڑی کا کچھ حصہ ہے (یعنی بہت قلیل وقت ہے) میں نے عرض کیا' آپ نے سچ فرمایا' یا گھڑی کا کچھ حصہ ہے' میں نے عرض کیا یہ کون سی گھڑی ہے؟ آپ نے فرمایا' دن کی گھڑیوں میں آخری گھڑی' میں نے عرض کیا' وہ تو نماز کی گھڑی نہیں ہے' آپ نے فرمایا' ہاں بلاشبہ مؤمن بندہ جب نماز پڑھے' پھر بیٹھ جائے' نماز کے علاوہ اسے کوئی چیز روکنے والی نہ ہو تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۷۹۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَّسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَهِیَ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ جمعہ میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ نہیں موافق ہوتا اس میں کوئی مسلمان بندہ' اللہ عز وجل سے بھلائی مانگے مگر اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرمائیں گے اور یہ عصر کے بعد ہے۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۸۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ اِثْنَتَا عَشَرَةَ سَاعَةً لَّا یُوْجَدُ فِیْهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَّسْأَلُ اللّٰهَ شَیْئًا اِلَّا اٰتَاهُ اِیَّاهُ فَالْتَمِسُوْهَا اٰخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کا دن بارہ گھڑیاں ہیں (اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ) نہیں پایا جاتا' کوئی مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے مگر اللہ تعالیٰ اُسے ضرور عطا فرمائیں گے' تم اسے آخری ساعت میں عصر کے بعد تلاش کرو۔'' یہ حدیث نسائی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۸۸۱۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاَیَّامُ فَعُرِضَ عَلَیَّ فِیْهَا یَوْمُ الْجُمُعَةِ فَاِذَا هِیَ كَمِرْاٰةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا فِیْ وَسَطِهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فَقُلْتُ مَا هٰذِهٖ قِیْلَ السَّاعَةُ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھ پر دن پیش کیے گئے' میرے سامنے ان میں جمعہ کا دن بھی پیش کیا گیا' پس اچانک وہ سفید شیشہ کی طرح تھا اور اسکے درمیان میں ایک سیاہ نقطہ تھا' میں نے کہا' یہ کیا ہے؟ (جواباً) کہا گیا وہ خاص گھڑی ہے۔'' یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۸۲۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَیْسَ بِتَارِكٍ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ جمعہ کے دن مسلمانوں میں سے کسی کو بخشے بغیر نہیں چھوڑتے۔" یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۸۳۔ وَعَنْ سَلِمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اجْتَمَعُوْا فَتَذَاكَرُوْا السَّاعَةَ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يَخْتَلِفُوْا اَنَّهَا اٰخِرُ سَاعَةٍ مِّنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کچھ لوگوں نے جمع ہو کر اس گھڑی کے بارے میں جو جمعہ کے دن ہوتی ہے، آپس میں بات چیت کی، پھر وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے، اس پر انہوں نے اختلاف نہیں کیا کہ وہ جمعہ کے دن میں سے آخری گھڑی ہے۔ یہ حدیث سعید بن ابی منصور نے اپنی سنن میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب التغليظ فی ترکها لمن عليه الجمعة

باب: جس شخص پر جمعہ واجب ہے اس کے جمعہ چھوڑنے پر سختی

۸۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں "میں نے پختہ ارادہ کیا کہ کسی شخص سے کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان کے گھروں کو جلا دوں جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں۔" (لیکن عورتوں اور بچوں کی وجہ سے آپ نے شفقتاً ایسا نہیں فرمایا۔) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۸۸۵۔ وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِيْنَاءَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حکم بن مینا سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منبر کی لکڑیوں (زینوں) پر یہ فرماتے ہوئے سنا "قومیں جمعے چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے، پھر وہ غافلین میں سے ہو جائیں گی۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۸۸۶۔ وَعَنْ اَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ. رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ابو جعد الضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ صحابی تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس نے تین جمعے معمولی سمجھتے ہوئے چھوڑ دیئے' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے۔'' یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۸۷۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثًا مِّنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے بغیر مجبوری تین جمعے چھوڑ دیئے' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۸۸۸۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ طُبِعَ عَلٰى قَلْبِهٖ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے بغیر مجبوری تین بار جمعہ چھوڑ دیا' اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے۔'' یہ حدیث احمد اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب عدم وجوب الجمعة على العبد والنساء والصبيان والمريض

باب: غلام، عورتوں، بچوں اور بیمار پر جمعہ واجب نہ ہونا

۸۸۹۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَّمْلُوْكٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَيِّدٌ.

طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جمعہ حق اور واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت میں مگر چار شخصوں پر' بندہ جو غلام ہو' عورت' بچہ یا بیمار۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل جید ہے۔

باب ان الجمعة غير واجبة على المسافر

باب: جمعہ مسافر پر واجب نہیں

۸۹۰۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَبْصَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلًا عَلَيْهِ هَيْئَةُ السَّفَرِ فَسَمِعَهٗ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ لَخَرَجْتُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُخْرُجْ فَاِنَّ الْجُمُعَةَ لَا تَحْبِسُ عَنِ السَّفَرِ. رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

اسود بن قیس سے روایت ہے کہ میرے والد نے کہا' حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس پر سفر کی حالت تھی' اُسے یہ کہتے ہوئے سنا' اگر آج کا دن جمعہ کا دن نہ ہوتا تو میں سفر کے لیے نکلتا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' جاؤ' بلاشبہ جمعہ سفر سے نہیں روکتا۔'' یہ حدیث شافعیؒ نے اپنی مسند میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب عدم وجوب الجمعة على من كان خارجا المصر

باب: جو شخص شہر سے باہر ہو اس پر جمعہ واجب نہ ہونا

۸۹۱۔ عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيْ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' لوگ اپنے ٹھکانوں اور اردگرد کی بستیوں سے جمعہ کے لیے باری باری آتے تھے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۸۹۲۔ وَعَنْ حُمَيْدٍ قَالَ كَانَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ قَصْرِهٖ اَحْيَانًا يُّجَمِّعُ وَاَحْيَانًا لَّا يُجَمِّعُ۔ رَوَاهُ مُسَدَّدٌ فِيْ مُسْنَدِهِ الْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَّزَادَ وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلٰى فَرْسَخَيْنِ۔

حمید نے کہا ''حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے مکان میں تھے' کبھی جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی جمعہ نہ پڑھتے۔'' یہ حدیث مسدد نے اپنی مسند کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔ اس روایت کو بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا اور یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں ''اور وہ دو فرسخ (سولہ کلومیٹر تقریباً) کے فاصلہ پر زاویہ (جگہ کا نام) میں تھے۔''

۸۹۳۔ وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَّوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُّ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ فَجَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ اِنَّهٗ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْ اَهْلِ الْعَالِيَةِ اَنْ يَّنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَهٗ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالْبُخَارِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاَضَاحِيْ۔

ابوعبید مولیٰ ابن ازہر نے کہا' میں عید پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (نماز عید کے لیے) حاضر ہوا' انہوں نے آ کر نماز پڑھائی' پھر سلام پھیر کر خطبہ دیا اور کہا ''بلاشبہ تمہارے لیے اس دن تمہارے لیے دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں' اردگرد کی بستی والوں میں سے جو جمعہ کا انتظار کرنا چاہتا ہے' اُسے انتظار کرنا چاہیے اور جو جانا چاہتا ہے تو میں نے اُسے اجازت دے دی ہے۔'' یہ حدیث مالک اور بخاری نے کتاب الاضاحی میں نقل کی ہے۔

۸۹۴۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلٰى اَهْلِ الْقُرٰى جُمُعَةٌ اِنَّمَا الْجُمُعُ عَلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ مِثْلُ الْمَدَآئِنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''دیہات والوں پر جمعہ نہیں' بلاشبہ جمعہ مدائن جیسے شہر والوں پر ہے۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل ہے۔

۸۹۵۔ وَعَنِ الشَّافِعِيِّ قَالَ وَقَدْ كَانَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَكُوْنَانِ بِالشَّجَرَةِ عَلٰى اَقَلِّ سِتَّةِ اَمْيَالٍ يَشْهَدَانِ الْجُمُعَةَ وَيَدَعَانِهَا وَكَانَ يَرْوِيْ اَنَّ اَحَدَهُمَا كَانَ يَكُوْنُ بِالْعَقِيْقِ يَتْرُكُ الْجُمُعَةَ وَيَشْهَدُهَا وَكَانَ يَرْوِيْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ عَلٰى مِيْلَيْنِ مِنَ الطَّآئِفِ يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ وَيَدَعُهَا۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ بِاِسْنَادِهٖ اِلَى الشَّافِعِيِّ۔

شافعی نے کہا ''حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں (مقام) سبحہ (جوکہ) چھ میل سے کم فاصلہ پر ہے' پر رہتے تھے' دونوں جمعہ کے لیے آجاتے اور کبھی اُسے چھوڑ دیتے اور (امام شافعیؒ) یہ بھی روایت کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ طائف سے دو میل کے فاصلہ پر تھے' جمعہ کے لیے آ بھی جاتے اور اُسے چھوڑ بھی دیتے۔'' یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں شافعیؒ تک اپنی اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔

باب اقامة الجمعة فی القری

باب: دیہات میں جمعہ قائم کرنا

مسئلہ: ائمہ اربعہ کا اس پر اجماع ہے کہ نماز جمعہ کا حکم پنجگانہ نمازوں جیسا نہیں کہ بلا شرط آبادی اور جنگل میں جائز ہو بلکہ اس کے وجوب اور صحت کے لیے جماعت اور خاص شرائط ہیں ابوبکر الجصاص تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں **اتفق فقهاء الامصار علی ان الجمعة مخصوصة بموضع لایجوز فعلها فی غیره لانهم مجموعون علی ان الجمعة لایجوز فی البراری** (جنگل) محقق ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں **لایجوز اقامتها فی البراری** تو آج کل غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ جمعہ ہر جگہ جائز ہے اگرچہ جنگل ہی ہو کسی قسم کی کوئی شرط نہیں یہ خلاف اجماع اور غلط ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک صحت جمعہ کے لیے مصر جامع شرط ہے قریہ کبیرہ بھی اس کے حکم میں ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک نماز جمعہ اس بستی میں صحیح ہے جس میں کم از کم چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم علی الدوام رہتے ہوں صرف ضرورت کے تحت وہاں سے باہر جاتے ہوں اور مقامات مجتمع ہوں چالیس مردوں کی نماز اور خطبہ میں حاضری بھی شرط ہے امام مالک کے نزدیک اس بستی میں جمعہ صحیح ہے جس میں گھر اور بازار متصل ہوں خلاصہ یہ ہے کہ قریہ صغیرہ میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک جمعہ صحیح نہیں ائمہ ثلاثہ کے ہاں مذکورہ شرطوں کے ساتھ صحیح ہے۔ **حنفیہ کے دلائل: قوله تعالیٰ و ذروا البیع الایة**۔ اس میں اشارہ ہے کہ محل جمعہ محل تجارت ہے ظاہر ہے کہ تجارت قابل ذکر حد تک شہروں میں ہوتی ہے نہ کہ قریہ صغیرہ میں مزید دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں۔

فریق ثانی کی دلیل: قوله تعالیٰ یاٰیها الذین امنو اذا نودی للصلوٰة یہ خطاب عام ہے اہل دیہات کو بھی شامل ہے۔ **جواب:** (۱) اسم موصول عہد کا ہے جیسے **ان الذین کفرو سواء علیهم** میں ہے تو مراد اہل مصر ہیں اس پر قرینہ مذکورہ روایات اور وذروالبیع کا جملہ ہے۔ **جواب:** (۲) اہل بادیہ بالاتفاق اس سے مستثنیٰ ہیں۔

فریق ثانی کی دوسری دلیل: باب ھذا کی پہلی حدیث جواثا والی۔ **جواب:** یہاں دو امر قابل تحقیق ہیں (۱) قریہ کا اطلاق صرف دیہات پر ہوتا ہے یا شہر اور مصر پر بھی۔ (۲) واقع اور نفس الامر میں جواثی کوئی دیہات تھا یا قصبہ اور شہر تھا امر اول کے متعلق عرض ہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بڑے بڑے شہروں پر قریہ کا اطلاق کیا گیا ہے مثلاً (**واسئل القریه التی کنافیها الایة**) اس آیت میں قریہ سے مراد ملک مصر ہے لہٰذا صرف لفظ قریہ کے اطلاق کی وجہ سے اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ قریہ کا اطلاق بڑے شہر پر بھی ہوتا ہے۔ امر ثانی کے متعلق عرض ہے کہ بہت سے ائمہ نے جواثی کو شہر بنایا

ہے اس میں ہزاروں کی آبادی تھی۔ تجارتی منڈی تھی عسکری قلعہ تھا' مبسوط میں ہے انها مدينة البحرين. عمدة القاری و فتح الباری میں ہے انها مدینه. فریق ثانی کے مزید دلائل: باب هذا کی مزید احادیث ہیں جس پر مصنف نے ساتھ ساتھ کلام کیا ہے۔

۸۹۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَا قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ قَالَ عُثْمَانُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''جس جمعہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں جمعہ کی نماز قائم کی گئی اس کے بعد اسلام میں سب سے پہلا وہ جمعہ ہے جو جواثا میں جمعہ کی نماز قائم کی گئی۔ (جواثا) بحرین کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے۔عثمان نے کہا' وہ (قبیلہ) عبدالقیس کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ قَوْلُهٗ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ اَوْ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرَى عَبْدِ الْقَيْسِ تَفْسِيْرٌ مِّنْ جِهَةِ الرَّاوِيْ لَا مِنْ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْقَرْيَةُ قَدْ تُطْلَقُ عَلَى الْمُدُنِ وَكَانَتْ بِجُوَاثَى بَعْضُ اٰثَارِ الْمَدِيْنَةِ وَقَدْ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْبَكْرِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ هِيَ مَدِيْنَةٌ بِالْبَحْرَيْنِ لِعَبْدِ الْقَيْسِ.

نیموی نے کہا' اس کی یہ بات کہ (جواثا) بحرین کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات ہے یا عبدالقیس کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔ راوی کی طرف سے تفسیر ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کلام نہیں اور قریہ کا لفظ کبھی شہر پر بھی بولا جاتا ہے اور جواثا میں شہر کے کچھ آثار تھے' ابوعبید البکری نے اپنی معجم میں کہا ہے کہ بحرین عبدالقیس کا ایک شہر ہے۔

۸۹۷۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ اَبِيْهِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهٗ عَنْ اَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَرَحَّمَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقُلْتُ لَهٗ اِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ تَرَحَّمْتَ لِاَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُّقَالُ لَهٗ نَقِيْعُ الْخَضِمَاتِ قُلْتُ كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَرْبَعُوْنَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَّلِابْنِ مَاجَةَ فِيْهِ قَالَ اَيْ بُنَيَّ كَانَ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَكَّةَ.

عبدالرحمن بن کعب بن مالک نے اور یہ اپنے والد کی نظر ختم ہونے کے بعد ان کے قائد (ہاتھ یا لاٹھی پکڑ کر مطلوبہ مقام پر لے جانے والے) تھے' اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ وہ جب جمعہ کے دن اذان سنتے تو اسعد بن زرارۃ کے لیے ترحم (رحمہ اللہ علیہ) کہتے' میں نے ان سے کہا' جب آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں' انہوں نے کہا اس لیے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ہمیں حرۃ بنی بیاضہ کے ہزم النبیت کے نقیع میں جسے نقیع الخضمات کہا جاتا ہے (ایک مقام کا نام ہے) جمعہ پڑھایا۔ میں نے کہا' تم اس دن کتنے تھے' انہوں نے کہا' چالیس (آدمی)

یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔ حافظ نے تخلیص میں کہا ہے' اس کی اسناد حسن ہے اور ابن ماجہ میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں' انہوں نے کہا'' اے بیٹے! وہ (اسعد بن زرارہ) پہلا شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے سے پہلے ہمیں جمعہ پڑھایا۔''

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ تَجْمِيْعَهُمْ هٰذَا كَانَ بِرَأْيِهِمْ قَبْلَ اَنْ تُشْرَعَ الْجُمُعَةُ لَا بِاَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ مُرْسَلُ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَخْرَجَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ۔

نیموی نے کہا' ان کا جمعہ پڑھانا جمعہ کے شروع ہونے سے پہلے ان کی اپنی رائے سے تھا' نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے' جیسا کہ اس پر ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مرسل روایت دلالت کرتی ہے جسے عبدالرزاق نے نقل کیا ہے۔

۸۹۸۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ جَمَّعَ اَوَّلَ جُمُعَةٍ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فِيْ مَسْجِدِ بَنِيْ سَالِمٍ فِيْ مَسْجِدِ عَاتِكَةَ۔ رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ فِيْ اَخْبَارِ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ اَقِفْ عَلٰى اِسْنَادِهٖ۔

حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے بنی سالم کی مسجد' مسجد عاتکہ میں پہلا جمعہ پڑھایا۔ یہ حدیث عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں نقل کی ہے اور میں اس کی اسناد پر مطلع نہیں ہوا۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ اَهْلِ التَّارِيْخِ وَالسِّيَرِ اخْتَارُوْا مَا فِيْ هٰذَا الْخَبَرِ لٰكِنَّهٗ يُعَارِضُ بِمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَقَامَ فِيْهِمْ اَرْبَعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً۔ قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَبَنُوْ سَالِمٍ كَانَتْ مَحَلَّةً مِنْ مَّحَلَّاتِ الْمَدِيْنَةِ بِشَيْءٍ مِّنَ الْفَصْلِ۔

نیموی نے کہا' سیرت نگاروں اور مورخین میں سے بہت سے حضرات نے اس بات کو اختیار کیا ہے جو اس حدیث میں ہے لیکن یہ اس کے مخالف ہے جو بخاری نے ایک روایت میں نقل کی ہے (بخاری کے الفاظ یہ ہیں) یہاں تک کہ آپ ان کے پاس بنی عمرو بن عوف میں اُترے اور یہ ربیع الاوّل کے سوموار کا دن تھا اور ایک روایت میں ہے تو آپ نے ان میں چودہ رات قیام فرمایا۔ نیموی نے کہا اور بنو سالم مدینہ منورہ کے محلوں میں سے کچھ فاصلہ پر ایک محلہ تھا۔

۸۹۹۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُمْ كَتَبُوْا اِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْأَلُوْنَهٗ عَنِ الْجُمُعَةِ فَكَتَبَ جَمِّعُوْا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ هٰذَا الْاَثَرُ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا' اُن سے جمعہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا'' جہاں بھی ہوں جمعہ پڑھیں۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ' سعید بن منصور' ابن خزیمہ اور بیہقی نے نقل کی ہے اور کہا کہ اس اثر کی اسناد حسن ہے۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ مَعْنَاهُ جَمِّعُوا حَيْثُ مَا كُنْتُمْ مِنَ الْاَمْصَارِ اَلَا تَرٰى اَنَّهَا لَا تَجُوْزُ فِي الْبَرَارِيْ. قَالَ وَفِي الْبَابِ اٰثَارٌ اُخْرٰى لَا تَقُوْمُ بِمِثْلِهَا الْحُجَّةُ.

عینی نے کہا' اس کا معنی یہ ہے کہ شہروں میں جہاں بھی تم ہو جمعہ ادا کرو' کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جنگلات میں جمعہ جائز نہیں' (اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کے مطابق ہر جگہ جمعہ ہوتا تو جنگلات میں بھی جائز ہونا چاہیے تھا۔)

(نیموی نے کہا) اور اس باب میں دوسرے آثار بھی ہیں ان جیسے آثار سے دلیل قائم نہیں ہوتی۔

باب لاجمعة الا فی مصر جامع

باب: جمعہ صرف بڑے شہر میں ہے

٩٠٠۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فِيْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقُصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ اَذَّنَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حج کے سلسلہ میں ایک لمبی حدیث میں کہا ''تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھ گئے' یہاں تک آپ عرفہ میں تشریف لائے تو آپ نے ایک قبہ دیکھا جو آپ کے لیے دھاری دار چادر سے بنایا گیا' آپ اس میں تشریف فرما ہو گئے' یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا' آپ نے قصواء (آپ کی اونٹنی) کے بارے میں فرمایا تو آپ کے لیے اُس پر کجاوہ ڈالا گیا' آپ بطن وادی میں تشریف لائے' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا' یہاں تک کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر اذان کہی' پھر اقامت کہی تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی' پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ وَكَانَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

نیموی نے کہا اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

٩٠١۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں جمعہ کے بعد سب سے پہلے بحرین کے جواثی (جگہ کا نام) میں مسجد عبدالقیس میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ هٰذَا الْاَثَرَ يُسْتَفَادُ مِنْهُ اَنَّ الْجُمُعَةَ تَخُصُّ بِالْمُدُنِ كَالْمَدِيْنَةِ وَجُوَاثَا وَلَا تَجُوْزُ فِي الْقُرٰى.

نیموی نے کہا' اس اثر سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ جمعہ مدینہ اور جواثا جیسے شہروں کے ساتھ خاص تھا دیہات میں جائز نہیں۔

۹۰۲۔ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِیْقَ وَلَا جُمُعَةَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ وَهُوَ اَثَرٌ صَحِیْحٌ۔

ابوعبدالرحمن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''جمعہ' تشریق جامع مسجد کے سوا درست نہیں۔'' یہ حدیث عبدالرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور یہ اثر صحیح ہے۔

۹۰۳۔ وَعَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ اَنَّهُمَا قَالَا الْجُمُعَةُ فِی الْاَمْصَارِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حسن بصری اور محمد (بن سیرین) نے کہا ''جمعہ شہروں میں ہے۔'' یہ اثر ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب الغسل للجمعة

باب: جمعہ کے لیے غسل

مسئلہ: ائمہ اربعہ کے ہاں جمعہ کے دن غسل سنت ہے اہل ظاہر کے ہاں واجب ہے۔ امام مالکؒ امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔

دلائل جمہور باب ھذا کی حدیث سمرہ بن جندب نمبر ۹۰۷ و حدیث نمبر ۹۰۸ اور بھی احادیث ابوداود وغیرہ میں ہیں۔

فریق ثانی کی دلیل: وہ احادیث ہیں جن میں غسل جمعہ کا حکم بصیغہ امر ہے۔ **جواب:** مذکورہ احادیث سے یہ منسوخ ہیں اور قرینہ نسخ یہ ہے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ امر بالغسل کے راوی ہیں جبکہ ان کا فتویٰ عدم وجوب ہے جیسا کہ امام طحاوی نے اس کو تفصیل سے لکھا ہے۔

مسئلہ: شیخین امام شافعی امام مالک کے نزدیک غسل جمعہ نماز جمعہ کے لیے ہے امام محمد اور بعض سلف کے نزدیک یوم جمعہ کے لیے ہے ثمرہ اختلاف اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ جس شخص پر نماز جمعہ فرض نہیں۔ جمہور کے نزدیک اس کے لیے غسل کا حکم بھی نہیں۔ دوسرے فریق کے نزدیک اس کے لیے بھی یہ حکم ہے۔

۹۰۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْتِیَ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''تم میں سے کوئی جب جمعہ پڑھنے کے لیے آئے تو اُسے غسل کر لینا چاہیے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۰۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِیْ فَیَاْتُوْنَ فِی الْغُبَارِ فَیُصِیْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِیَوْمِكُمْ هٰذَا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' لوگ اپنے ٹھکانوں اور

مضافات سے باری باری جمعہ کے لیے آتے تھے' وہ گرد وغبار میں آتے تو انہیں پسینہ اور غبار لگتا' پھر اُن سے پسینہ نکلتا' اُن میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' اس وقت آپ میرے پاس تشریف فرما تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر کاش تم اپنے اس دن کے لیے غسل کر لیتے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۰۶۔ وَعَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ اَهْلَ عَمَلٍ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهُمْ كَفَاةٌ فَكَانُوْا يَكُوْنُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''لوگ محنت ومزدوری والے تھے اور ان کے پاس کوئی جمع کی ہوئی چیز نہ تھی (یعنی روز کماتے کھاتے اور اس وجہ سے جمعہ کو بھی کام کرتے) تو اُن سے بُو اُٹھتی' ان سے کہا گیا' کاش! تم جمعہ کے دن غسل کرلو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۰۷۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ رَوَاهُ الثَّلَاثَةُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو یہ (خصلت) اچھی ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔'' یہ حدیث اصحاب ثلاثہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن ہے۔

۹۰۸۔ وَعَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهٗ اَطْهَرُ وَخَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَّسَاُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بُدِأَ الْغُسْلُ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ وَكَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ اِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ وَّ عَرِقَ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى ثَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ اٰذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تِلْكَ الرِّيْحَ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمَ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ اَحَدُكُمْ اَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ بِالْخَيْرِ وَلَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَوُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَذَهَبَ بَعْضُ الَّذِيْ كَانَ يُؤْذِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِنَ الْعَرَقِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

عکرمہ سے روایت ہے کہ عراقیوں میں سے کچھ لوگوں نے آ کر کہا' اے ابن عباس! تمہارے خیال میں جمعہ کے روز غسل واجب ہے؟ ابن عباس نے کہا' نہیں لیکن بہت زیادہ پاکیزہ کام ہے اور غسل کرنے والے کے لیے بہتر ہے اور جس نے غسل نہ کیا تو اس پر واجب نہیں اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ یہ غسل کیسے شروع ہوا' لوگ محنتی تھے' اُون کے کپڑے پہنتے تھے' اپنی پشتوں پر بوجھ اُٹھاتے تھے' ان کی مسجد تنگ تھی (مسجد کی) چھت قریب (نیچی) تھی' یقیناً وہ ایک جھونپڑی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گرم دن میں

تشریف لائے، لوگوں کو اس اون (کے لباس) میں پسینہ آ گیا، یہاں تک کہ ان سے (پسینہ کی) بُو بلند ہوئی اس وجہ سے انہیں ایک دوسرے سے تکلیف پہنچی (تکلیف کا سبب بنے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بُو محسوس فرمائی تو فرمایا ''اے لوگو! جب یہ دن ہو تو غسل کر لو اور تم میں سے جس کسی کو اپنے اچھے تیل یا خوشبو میں سے جو ملے لگا لے۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطاء فرمائی اور لوگوں نے غیر اونی کپڑے پہنے اور کام کاج سے رُک گئے، ان مسجد کشادہ ہوگئی اور پسینہ کی وجہ سے جو ایک دوسرے کو تکلیف پہنچتی تھی ختم ہوگئی۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور طحاوی نے نقل کی ہے اور حافظ نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۰۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا، جمعہ کے دن غسل کرنا سنت میں سے ہے۔ یہ حدیث بزار نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب السواك للجمعة

باب: جمعہ کے لیے مسواک کرنا

۹۱۰۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ جُمُعَةٍ مِّنَ الْجُمَعِ مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالصَّغِيْرِ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ میں فرمایا: ''اے مسلمانوں کی جماعت! بلاشبہ یہ دن اللہ تعالیٰ نے اس دن کو تمہارے لیے عید بنایا ہے، لہٰذا تم غسل کرو اور مسواک ضرور کرو۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب الطّيب والتجمل يوم الجمعة

باب: جمعہ کے دن زینت اختیار کرنا اور خوشبو لگانا

۹۱۱۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنَ الطُّهْرِ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور

جتنی طہارت کرنے کی طاقت رکھتا ہے طہارت حاصل کرے اور اپنے (استعمال کے) تیل میں سے تیل لگائے یا اپنے گھر کی (استعمال کی جانے والی) خوشبو لگائے' پھر نکلے تو دو آدمیوں کے درمیان جدائی نہ ڈالے (یعنی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے' آدمیوں میں گھسڑ کر نہ بیٹھے) پھر نماز پڑھے' جو اس کے لیے فرض کی گئی ہے' پھر جب امام نے کلام (خطبہ) شروع کرے تو خاموش رہے اس کے لیے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۹۱۲۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَا سَلْمَانُ هَلْ تَدْرِیْ مَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ قُلْتُ هُوَ الَّذِیْ جَمَعَ اللّٰهُ فِيْهِ اَبَاكَ اَوْ اَبَوَيْكَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اُحَدِّثُكَ عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّتَطَهَّرُ وَيَلْبِسُ اَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَيَتَطَيَّبُ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهٖ اِنْ كَانَ لَهُمْ طِيْبٌ وَّاِلاَّ فَالْمَآءُ ثُمَّ يَأْتِیْ الْمَسْجِدَ فَيَنْصِتُ حَتّٰی يَخْرُجَ الْاِمَامُ ثُمَّ يُصَلِّیْ اِلاَّ كَانَتْ كَفَّارَةً لَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی مَا اجْتَنَبَتِ الْمَقْتَلَةَ وَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهٗ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ وَقَالَ الْهَيْثَمِیُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

جب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے سلمان! جانتے ہو جمعہ کا دن کیا ہے؟ میں نے عرض کیا' وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد کو یا کہا والدین کو اکٹھا فرمایا' آپ نے فرمایا: نہیں' لیکن میں تمہیں جمعہ کے دن کے بارے میں بتاتا ہوں' جو مسلمان بھی طہارت حاصل کرے' اپنے اچھے کپڑے پہنے' اپنے گھر کی خوشبو میں سے خوشبو استعمال کرے' اگر ان کے پاس خوشبو ہو ورنہ (سادہ) پانی (سے غسل کرے) پھر مسجد میں آ کر امام کے آنے تک خاموش رہے' پھر (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھے تو یہ اس کے لیے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوگا' جب تک کہ تکلیف دینے کی جگہ سے بچے (یعنی جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے' کسی کو تکلیف نہ پہنچائے) اور یہ تمام زمانہ (ہی میں ثواب ملتا) ہے۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا' اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۱۳۔ وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ ثُمَّ خَرَجَ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ حَتّٰی يَأْتِیَ الْمَسْجِدَ فَيَرْكَعُ اِنْ بَدَا لَهٗ وَلَمْ يُؤْذِ اَحَدًا ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰی يُصَلِّیَ كَانَتْ كَفَّارَةً لَّهٗ لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا' اگر اس کے پاس ہو تو خوشبو لگائے اور اپنے اچھے کپڑے پہنے' پھر مطمئن ہوتے ہوئے (جمعہ کے لیے) نکلا یہاں تک کہ مسجد میں آ کر اگر اس کو موقع ملا تو نماز پڑھ لی اور کسی کو تکلیف نہ دی' پھر اپنے امام کے آنے تک خاموش رہا' یہاں تک کہ اس نے نماز پڑھ لی تو اس کے لیے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوگا۔'' یہ حدیث احمد اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعة

باب: جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت

۹۱۴۔ عَنْ اَوْسِ ابْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اُرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بُلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ۔ رَوَاہُ الْخَمْسَۃُ اِلاَّ التِّرْمَذِیَّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ ہے' اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے' اسی دن وفات دے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں (دوبارہ) صور پھونکا جائے گا' تو تم اس دن مجھ پر کثرت سے درُود بھیجو' بلاشبہ تمہارا درُود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (حضرت اوسؓ نے) کہا' لوگوں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! آپ پر ہمارا درُود کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بالکل ختم ہو چکے ہوں گے (ارم کا معنی جڑ سے ختم کر دینا) راوی نے کہا صحابہ کہنے لگے آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے' آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء (علیہم السلام) کے اجسام حرام کر دیئے ہیں۔'' یہ حدیث ترمذی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب من اجاز الجمعة قبل الزوال

باب: جس نے زوال سے پہلے جمعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جمعہ زوال سے پہلے جائز نہیں امام احمد کے نزدیک جائز ہے۔ جمہور صحابہ وتابعین عدم جواز کے قائل ہیں بلکہ ابن عبدالبر وغیرہ نے تو عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے جمہور کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں امام احمد کے دلائل باب ھذا کی احادیث ہیں۔ پہلی حدیث کا جواب۔ حدیث میں مطلق فیٔ کی نفی نہیں بلکہ قابل سایہ فیٔ کی نفی ہے اس سے قبل الزوال جمعہ ثابت نہیں ہوتا۔ دوسری' تیسری حدیث کا جواب یہ ہے محدثین فرماتے ہیں مذکورہ روایات جو جمہور کے دلائل ہیں ان کے قرینہ سے ان روایات کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے روز قیلولہ اور غداء کو مؤخر کیا جاتا اور تعجیل نماز میں مبالغہ کیا جاتا تھا یہ مطلب نہیں کہ نماز زوال سے قبل پڑھی جاتی۔ باقی اور احادیث پر خود مصنف کا کلام کتاب میں مذکور ہے۔

۹۱۵۔ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ الْجُمُعَۃَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَیْسَ لِلْحِیْطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ بِہٖ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہا' ''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھتے' پھر ہم فارغ ہو کر واپس آتے اور ابھی تک دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ جس کی اوٹ میں ہم سایہ پکڑتے (یعنی اس کے سایہ میں چل کر دھوپ سے

بچتے)۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۱۶۔ وَعَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَّ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِيُّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم جمعہ کے بعد دوپہر کا کھانا کھاتے اور قیلولہ (دوپہر کو سونا) کرتے تھے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔ مسلم نے ایک روایت میں احمد اور ترمذی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں۔''

۹۱۷۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ اِلَى الْقَائِلَةِ فَنَقِيْلُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھتے' پھر آرام کی جگہ آ کر قیلولہ (دوپہر کو آرام) کرتے۔'' یہ حدیث احمد اور بخاری نے نقل کی ہے۔

۹۱۸۔ وَعَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَاَلَ مَتٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ نَذْهَبُ اِلٰى جِمَالِنَا فَنُرِيْحُهَا زَادَ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جعفر نے بواسطہ اپنے والد روایت کیا کہ انہوں نے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب جمعہ پڑھتے تھے' انہوں نے کہا آپ جمعہ پڑھتے' پھر ہم اپنے اونٹوں کی طرف جاتے اور انہیں آرام کے لیے چھوڑ دیتے۔ عبداللہ نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں جب سورج ڈھل جاتا تو وہ آرام پاتے (یعنی پانی لانے والے اونٹ)۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۱۹۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السِّيْدَانِ السُّلَمِيِّ قَالَ شَهِدْتُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَخُطْبَتُهٗ قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ ثُمَّ شَهِدْتُّهَا مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَخُطْبَتُهٗ اِلٰى اَنْ اَقُوْلَ انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ شَهِدْتُّهَا مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ وَخُطْبَتُهٗ اِلٰى اَنْ اَقُوْلَ زَالَ النَّهَارُ فَمَا رَاَيْتُ عَابَ ذٰلِكَ وَلَا اَنْكَرَهٗ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔

عبداللہ بن السیدان السلمی نے کہا' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ نصف النہار (زوال) سے پہلے تھا' پھر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے لیے حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ یہاں تک تھا کہ میں کہتا تھا' آدھا دن (زوال) ہو چکا ہے' پھر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے لیے حاضر ہوا تو ان کی نماز اور خطبہ یہاں تک تھا کہ میں کہتا تھا دن ڈھل چکا ہے تو میں نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے اسے عیب قرار دیا اور نہ ہی ناپسند سمجھا۔ یہ حدیث دارقطنی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۹۲۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضُحًى وَّقَالَ خَشِيْتُ عَلَيْكُمُ الْحَرَّ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔

حضرت عبداللہ بن سلمہ نے کہا ''ہمیں عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دوپہر سے پہلے جمعہ نماز پڑھائی اور کہا ''میں تم پر گرمی کا خوف کھاتا ہوں۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

۹۲۱۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْجُمُعَةَ ضُحًى رَّوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ سُوَيْدٍ ذَكَرَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الضُّعَفَآءِ۔

سعید بن سوید نے کہا ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں دوپہر سے پہلے جمعہ پڑھایا۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور سعید بن سوید کا ذکر ابن عبدی نے ضعفاء میں کیا ہے۔

۹۲۲۔ وَعَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يَّقِيْلُ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّهٰذَا الْاَثَرُ لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِيْهِ۔

مصعب بن سعد نے کہا ''حضرت سعد رضی اللہ عنہ جمعہ کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔ اس اثر میں ان (زوال سے پہلے جمعہ کے قائلین) کے لیے کوئی دلیل نہیں۔

باب فی التجميع بعد الزوال

باب: زوال کے بعد جمعہ پڑھنا

۹۲۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَتَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطٰنٍ وَّحِيْنَئِذٍ يَّسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْئُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے نماز کے بارے میں بتائیں؟ آپ نے فرمایا ''صبح کی نماز پڑھو' پھر نماز سے رُک جاؤ' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور بلند ہو جائے' بلاشبہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت اُسے کفار سجدہ کرتے ہیں' پھر نماز پڑھو' بلاشبہ اس وقت کی نماز گواہی دی ہوئی' حاضر کی ہوئی (مقبول) ہے یہاں تک کہ سایہ نیزے سے کم ہو جائے (یعنی ہر چیز کا سایہ کم از کم ہو جائے اور یہ سایہ اصلی ہے) پھر نماز سے رُک جاؤ' بلاشبہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے' پس جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھو' بلاشبہ نماز گواہی دی ہوئی' حاضر کی ہوئی (مقبول) ہے

یہاں تک کہ تم عصر کی نماز پڑھ لو۔'' آخر حدیث تک بیان کیا۔ یہ حدیث احمد، مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

۹۲۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَا لَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ظہر کا وقت ہے جب سورج ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے قد جتنا ہو جائے' عصر کا وقت آنے تک ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۲۵۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا دَلَكَتِ الشَّمْسُ اَذَّنَ بِلَالٌ الظُّهْرَ فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اَلْحَدِيْثَ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے وقت کے بارے میں پوچھا' پس جب سورج ڈھلا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کہا تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی۔'' آخر حدیث تک بیان کیا۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا' اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۲۶۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْئَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جمعہ ادا کرتے جب کہ سورج ڈھل جاتا' پھر ہم سایہ تلاش کرتے ہوئے لوٹتے (یعنی جہاں کسی دیوار کا سایہ ہوتا' اس میں چلنے کی کوشش کرتے)۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۲۷۔ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج ڈھل جاتا تو جمعہ ادا فرماتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۹۲۸۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ فَيْأً نَّسْتَظِلُّ بِهٖ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَقَالَ فِي التَّلْخِيْصِ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سورج ڈھل جاتا تو جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ ہم واپس آتے تو ہمیں سایہ نہ ملتا کہ جس میں ہم چلتے۔'' یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے اور تلخیص میں کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۲۹۔ وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ اَبِيْ عَامِرٍ اَنَّهٗ قَالَ اَرٰى طَنْفَسَةً لِّعَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ اِلٰى جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَاِذَا غَشِيَ الطَّنْفَسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيْلُ قَائِلَةَ الضُّحٰى۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

مالک بن ابی عامر نے کہا ''میں نے جمعہ کے دن حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی چادر کو دیکھا جو مسجد کی دیوار کی طرف ڈالی جاتی تھی۔ پس جب پوری چادر کو دیوار کا سایہ ڈھانپ لیتا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (گھر سے) نکل کر جمعہ کی نماز پڑھاتے۔ مالک بن ابی عامر نے کہا' پھر ہم نے نماز جمعہ کے بعد واپس آ کر دوپہر کا قیلولہ کیا۔'' یہ حدیث مالک نے موطا میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۳۰۔ وَعَنْ اَبِي الْقَيْسِ عَمْرِو بْنِ مَرْوَانَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

ابو القیس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا ''جب سورج ڈھل جاتا تو ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جمعہ ادا کرتے۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس اسناد حسن ہے۔

باب الاذانين للجمعة

باب: جمعہ کے لیے دو اذانیں

۹۳۱۔ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الْاَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ اَوَّلُهٗ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا كَانَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَثُرُوْا اَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْاَذَانِ الثَّالِثِ فَاُذِّنَ بِهٖ عَلَى الزَّوْرَآءِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالنَّسَآئِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا ''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ابوبکر' حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے دور زمانہ میں جمعہ کے دن پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا' پس جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا اور لوگ زیادہ ہو گئے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کے بارے میں فرمایا تو زوراء پر اذان کہی گئی تو یہ معاملہ اسی پر پکا ہو گیا۔'' یہ حدیث بخاری' نسائی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیخین کے زمانہ میں جمعہ کے روز ایک ہی اذان تھی جس وقت امام منبر پر پہنچتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں مسلمانوں کی کثرت کو دیکھتے ہوئے تیسری اذان کا اضافہ فرمایا جو مسجد سے باہر ایک جگہ جس کا نام زوراء ہے وہاں دی جاتی تھی اور اضافہ کی علت کی طرف اشارہ خود حدیث میں موجود ہے یعنی لوگوں کی کثرت کیونکہ پہلی اذان تو مسجد کے اندر منبر کے قریب دی جاتی تھی جس کی آواز کا سب لوگوں تک پہنچنا مشکل تھا اس اذان کو ثالث تغلیباً کہہ دیا گیا ہے یعنی اقامت کو بھی دونوں

اذانوں کے ساتھ شامل کر دیا گیا ایک روایت میں بجائے بالاذان الثالث کے بالاذان الاول ہے ان میں کوئی منافات نہیں۔ حضرت عثمانؓ والی اذان کو ثالث کہنا باعتبار مشروعیت کے ہے۔ پہلے دو مشروع تھیں بعد میں تیسری مشروع ہوئی اور اس کو اول کہنا اس اعتبار سے ہے کہ یہ دونوں پر مقدم ہے۔

باب التاذین عند الخطبه علی باب المسجد

باب: خطبہ کے وقت مسجد کے دروازہ پر اذان کہنا

۹۳۲۔ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ یُؤَذَّنُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ان کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان کہی جاتی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی ایسا ہی تھا۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّیْمَوِیُّ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ غَیْرُ مَحْفُوْظٍ۔

نیموی نے کہا ''مسجد کے دروازہ پر'' کے الفاظ محفوظ نہیں۔

قوله علی باب المسجد: اذان خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد اس کے سامنے باب مسجد پر ہوتی تھی مسجد کا یہ باب شمالی جانب تھا خطیب کے سامنے اور بجانب جنوب قبلہ کی جانب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منبر شریف اور مصلی تھا اس کے بظاہر متبادر معنی یہ ہیں کہ یہ اذان خارج مسجد ہوتی تھی لیکن یہ زیادتی بخاری میں نہیں ہے اور اس کے راوی بھی محمد بن اسحٰق ہیں جو متکلم فیہ ہیں روایت بخاری کے سیاق کے پیش نظر یہ کہہ سکتے ہیں یہ اذان منبر کے قریب مسجد میں ہوتی تھی۔

باب ما یدل علی التاذین عند الخطبة یوم الجمعة عند الامام

باب: جو روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جمعہ کے دن خطبہ کے وقت امام کے پاس اذان کہی جائے

۹۳۳۔ عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ بِلَالٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یُؤَذِّنُ اِذَا جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِذَا نَزَلَ اَقَامَ ثُمَّ کَانَ کَذٰلِكَ فِیْ زَمَنِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ رَوَاهُ النَّسَآئِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

حضرت سائب بن یزید نے کہا ''جمعہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے، پھر جب نیچے تشریف لاتے تو اقامت کہتے، پھر اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں بھی تھا۔'' یہ حدیث نسائی اور احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب النھی عن التفریق والتخطی

باب: لوگوں کو جدا کرنے اور پھاندنے کی ممانعت

۹۳۴۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ اَوْ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ اِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ اَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور پاکیزگی میں بقدر استطاعت پاکیزگی حاصل کی' پھر تیل لگایا یا خوشبو لگائی پھر چلا (جمعہ کے لیے) دو (اکٹھے بیٹھے) آدمیوں (میں گھس کران) کو جدا نہ کیا اور جو نماز اس کے لیے فرض کی گئی ہے پڑھی' پھر جب امام نکلا تو وہ خاموش رہا' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۹۳۵۔ وَعَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَّتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ جَآءَ رَجُلٌ يَّتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

ابوالزاہریہ نے کہا'' میں جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا آیا تو حضرت عبداللہ بن بسرؓ نے کہا' جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا'' بیٹھ جاؤ' تم نے (لوگوں کو) تکلیف دی ہے۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنا ممنوع ہے اس میں کچھ مستثنیات ہیں چنانچہ بعض علماء نے امام کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس کے حق میں جائز ہے گو اس کو بھی چاہیے کہ احتیاط سے آگے بڑھے اگر صف میں فرجہ باقی ہو تو اس کو پُر کرنے کے لیے تخطی رقاب کی اجازت ہے۔ ایسے ہی بعض علماء نے اس مسئلہ میں اس شخص کو مستثنیٰ کیا ہے جس شخص کے گزرنے کو لوگ موجب برکت سمجھتے ہوں مثلاً پیرومرشد یا اور کوئی بزرگ نیز قبل خروج الامام اور ایسے ہی عدم ایذاء کی صورت میں تخطی کی گنجائش لکھی ہے اور عدم ایذاء یہ ہے کہ کسی کے کپڑے یا ہاتھ یا پاؤں کو نہ روندا جائے۔

باب السنة قبل صلوٰة الجمعة وبعدها

باب: جمعہ کی نماز سے پہلے اور اس کے بعد سنتیں

جمعہ کی سنن بعدیہ تو بالاتفاق ثابت ہیں۔ مالکیہ کے نزدیک فرائض کے ساتھ سنن محدود نہیں (جتنی کوئی پڑھ لے) امام ترمذی نے امام شافعی اور امام احمد کا مذہب رکعتین بعد الجمعہ کا نقل کیا ہے طرفین کے نزدیک بعدیہ سنتیں چار ہیں امام ابو یوسف کے نزدیک چھ رکعات ہیں غرض یہ کہ جمعہ کی سنن بعدیہ پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے البتہ سنن قبلیہ میں اختلاف ہے۔ حنابلہ اس کے قائل نہیں۔ حافظ ابن قیم حنبلی نے سنن قبلیہ کا شدت سے انکار کیا ہے اس طور پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول جمعہ کی نماز کے لیے خروج بعد الزوال کا تھا یعنی زوال کے بعد متصلا حجرہ شریفہ سے مسجد میں تشریف لاتے اور سیدھے منبر پر پہنچ جاتے تو سنن قبلیہ کا وقت ہی کہاں ہوتا تھا شافعیہ کی اس میں دو روایتیں ہیں نفی واثبات کی امام نووی نے اثبات کو ترجیح دی ہے یہی حنفیہ کا مذہب ہے۔ مصنف نے باب ھذا کے تحت ایسی احادیث بھی ذکر کی ہیں جن میں سنن قبلیہ ثابت ہیں۔

۹۳۶۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَا قُدِرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے غسل کیا' پھر جمعہ کے لیے آیا اور جتنی اس کے مقدر تھا نماز پڑھی' پھر امام کے اپنے خطبہ سے فارغ ہونے تک خاموش رہا۔ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے لیے گناہ بخش دیئے جائیں گے' اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور تین دن کے زیادہ۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۳۷۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مُّصَلِّیًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْیُصَلِّ اَرْبَعًا۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِیَّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہتا ہو تو اُسے چاہیے کہ چار رکعت ادا کرے۔'' یہ حدیث بخاری کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۹۳۸۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَکْعَتَیْنِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے بعد دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۹۳۹۔ وَعَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ إِذَا كَانَ بِمَكَّةَ فَصَلَّى الْجُمُعَةَ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى اَرْبَعًا وَّإِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى بَيْتِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

عطاء سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' جب وہ مکہ مکرمہ میں تھے' جمعہ پڑھ کر آگے بڑھے تو دو رکعتیں ادا کیں' پھر آگے بڑھ کر چار رکعتیں ادا کیں اور جب مدینہ منورہ میں تھے' جمعہ پڑھا' پھر اپنے گھر لوٹے تو دو رکعتیں پڑھیں اور مسجد میں نماز (سنت یا نفل) نہیں پڑھی' اُن سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور عراقی نے کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

شراح نے لکھا ہے شاید اس فرق کی وجہ یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان مکہ میں حرم سے دور تھا اس لیے حرم ہی میں سنتیں پڑھ لیتے تھے اور مدینہ میں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر مسجد نبوی کے بالکل متصل تھا اس لیے وہاں پڑھتے تھے۔

۹۴۰۔ وَعَنْ جِبِلَّةَ بْنِ سُحَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لَّا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

جبلہ بن سحیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ (ابن عمرؓ) جمعہ سے پہلے چار رکعات ادا کرتے اور ان کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ نہیں کرتے تھے' پھر جمعہ کے بعد دو رکعتیں پھر چار رکعتیں ادا کرتے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

اس حدیث میں سنن قبلیہ چار رکعت اور سنن بعدیہ چھ رکعت مذکور ہیں یہی حنفیہ کا مفتی بہ قول ہے۔

۹۴۱۔ وَعَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ مِثْلَهَا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

خرشہ بن الحر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے بعد اس کی مثل نماز پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۴۲۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ صَلّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ الْإِمَامُ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعات نماز ادا کیں۔ یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۴۳۔ وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَاْمُرُنَا اَنْ نُّصَلِّیَ قَبْلَ الْجُمُعَۃِ اَرْبَعًا۔ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابوعبدالرحمن السلمی نے کہا ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمیں حکم کیا کرتے تھے کہ ہم جمعہ سے پہلے چار رکعات ادا کریں۔'' یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۴۴۔ وَعَنْہُ قَالَ عَلَّمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ النَّاسَ اَنْ یُّصَلُّوْا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ اَرْبَعًا فَلَمَّا جَآءَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلَّمَھُمْ اَنْ یُّصَلُّوْا سِتًّا۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابوعبدالرحمن السلمی نے کہا ''ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو سکھایا کہ جمعہ کے بعد چار رکعات ادا کریں' پھر جب ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے لوگوں کو سکھایا کہ چھ رکعات ادا کریں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۴۵۔ وَعَنْہُ قَالَ قَدِمَ عَلَیْنَا عَبْدُ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَکَانَ یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ اَرْبَعًا فَقَدِمَ بَعْدَہٗ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَکَانَ اِذَا صَلَّی الْجُمُعَۃَ صَلّٰی بَعْدَھَا رَکْعَتَیْنِ وَاَرْبَعًا فَاَعْجَبَنَا فِعْلُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاخْتَرْنَاہُ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابوعبدالرحمن نے کہا ''حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے تو وہ جمعہ کے بعد چار رکعات ادا کرتے تھے' ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو وہ جب جمعہ پڑھتے تو اس کے بعد دو رکعتیں اور چار رکعتیں ادا کرتے تو ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمل پسند آیا تو ہم نے اسے اختیار کرلیا۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۴۶۔ وَعَنْہُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ کَانَ مُصَلِّیًا بَعْدَ الْجُمُعَۃِ فَلْیُصَلِّ سِتًّا۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

ابوعبدالرحمن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''جو شخص جمعہ کے بعد نماز پڑھتا ہے تو چھ رکعات پڑھنی چاہئیں۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب فی الخطبۃ

باب: خطبہ میں

یہاں دو مسئلے ہیں (۱) دو خطبے واجب ہیں یا ایک (۲) جلوس بین الخطبتین کا کیا حکم ہے۔ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک خطبہ واحدہ واجب ہے اور خطبہ ثانیہ سنت ہے۔ امام شافعی وجوب الخطبتین کے قائل ہیں۔ امام احمد سے دو روایتیں ہیں لیکن مشہور ان سے وجوب کی روایت ہے اور جلوس بین الخطبتین جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے امام شافعی کے نزدیک واجب ہے۔

۹۴۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ قَآئِمًا ثُمَّ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ کَمَا تَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ۔ رَوَاہُ الْجَمَاعَۃُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے' پھر تشریف فرما ہوتے' پھر کھڑے ہوتے' جیسا کہ تم اب کرتے ہو۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

یَخْطُبُ قَآئِمًا: بذل میں علامہ شوکانی سے نقل کیا گیا ہے کہ خطبہ قائما ہونا چاہیے۔ عندالجمہور واجب ہے حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ حاشیہ بذل میں امام احمد کا مسلک حنفیہ کے مطابق لکھا ہے۔ بدائع میں لکھا ہے حنفیہ کے نزدیک خطبہ کے اندر قیام شرط نہیں قاعداً بھی جائز ہے۔

۹۴۸۔ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو خطبے ارشاد فرماتے اور ان کے درمیان بیٹھ جاتے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۹۴۹۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو خطبے ہوتے تھے ان کے درمیان بیٹھ جاتے (ان میں) قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے۔'' یہ حدیث بخاری کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۹۵۰۔ وَعَنْ سِمَاكٍ قَالَ اَنْبَأَنِيْ جَابِرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ قَآئِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَآئِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ اَنَّهٗ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللهِ صَلَّيْتُ مَعَهٗ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

سماک نے کہا' مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے' پھر بیٹھ جاتے' پھر کھڑے ہوتے تو کھڑے کھڑے خطبہ ارشاد فرماتے' پس جس شخص نے تمہیں یہ خبر دی کہ آپ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے' تحقیق اس نے جھوٹ بولا' اللہ تعالیٰ کی قسم! تحقیق میں نے آپ کے ہمراہ دو ہزار سے زیادہ نمازیں ادا کیں۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۵۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا رَّوَاهُ مُسْلِمٌ وَّ اٰخَرُوْنَ۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کرتا تھا' تو آپ کی نماز اور آپ کا خطبہ درمیانہ ہوتا تھا۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

صلیت معه اکثر من الفی صلوة: صرف جمعہ کی نمازیں مراد نہیں بلکہ مطلق نمازیں مراد ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مدنی زندگی میں جو کہ دس سال ہے نماز جمعہ ادا فرمائی ہے دس سال میں تقریباً ۴۸۰ جمعہ آتے ہیں۔

۹۵۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یُطِیْلُ الصَّلٰوةَ وَیَقْصُرُ الْخُطْبَةَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کو لمبا اور خطبہ کو مختصر فرماتے تھے۔'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۵۳۔ وَعَنِ الْحَکَمِ بْنِ حَزْنِ الْکُلَفِیِّ قَالَ قَدِمْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَابِعَ سَبْعَةٍ اَوْ تَاسِعَ تِسْعَةٍ فَلَبِثْنَا عِنْدَهٗ اَیَّامًا شَهِدْنَا فِیْهَا الْجُمُعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُتَوَکِّأً عَلٰی قَوْسٍ اَوْ قَالَ عَلٰی عَصًا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حکم بن حزن الکلفی نے کہا ''میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جب کہ میں سات میں سے ساتواں یا نو میں سے نواں آدمی تھا، تو ہم آپ کے پاس کئی دن ٹھہرے، اس (مدت) میں ہم جمعہ میں بھی حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوس یا کہا لاٹھی پر ٹیک لگا کر (خطبہ) ارشاد فرمایا۔'' یہ حدیث احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۵۴۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَبْدَأُ فَیَجْلِسُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَاِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الْاُوْلٰی ثُمَّ جَلَسَ شَیْئًا یَسِیْرًا ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ الْخُطْبَةَ الثَّانِیَةَ حَتّٰی اِذَا قَضَاهَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّکَانَ اِذَا قَامَ اَخَذَ عَصًا فَتَوَکَّأَ عَلَیْهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ کَانَ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِهٖ وَهُوَ مُرْسَلٌ جَیِّدٌ۔

ابن شہاب نے کہا ''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتداءً منبر پر تشریف فرماتے، پھر جب مؤذن (اذان دے کر) خاموش ہو جاتا کھڑے ہو کر پہلا خطبہ ارشاد فرماتے، پھر تھوڑی سی دیر تشریف رکھتے، پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے، یہاں تک کہ جب اُسے پورا فرما لیتے تو استغفر اللہ پڑھتے، پھر نیچے تشریف لا کر نماز ادا فرماتے۔ ابن شہاب نے کہا اور آپ جب کھڑے ہوتے تھے تو لاٹھی پکڑ کر اس پر ٹیک لگاتے اور آپ منبر پر کھڑے ہوتے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے اپنے مراسیل میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل جید ہے۔

باب کراهة رفع الیدین علی المنبر

باب: منبر پر ہاتھ اُٹھانے کی کراہت

۹۵۵۔ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَیْبَةَ قَالَ رَاٰی بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَی الْمِنْبَرِ رَافِعًا یَدَیْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَیْنِ الْیَدَیْنِ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا یَزِیْدُ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلَ بِیَدِهٖ هٰکَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ۔

حصین سے روایت ہے کہ عمارۃ بن رویبہ نے کہا ''بشر بن مروان کو منبر پر دونوں ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا تو کہا' اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو قبیح (محروم) کرے' تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا' آپ اس سے زیادہ نہیں کرتے تھے کہ اپنے دستِ مبارک سے اس طرح فرماتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

خطبہ کے وقت رفع الایدی علی المنبر مکروہ ہے شوافع اور مالکیہ کا مسلک بھی یہی ہے اگرچہ بعض مالکیہ وغیرہ نے اس کو جائز قرار دیا ہے مگر جمہور کے نزدیک کسی واقعہ جزئیہ سے کلیہ کا استدلال درست نہیں ہے۔

وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ: مسبحہ سے اشارہ مسنون ہے تاکہ لوگ دلجمعی سے مخاطب ہوں اور خطبہ پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ پیدا ہو۔

باب التنفل حين يخطب الامام

باب: اما کے خطبہ کے دوران نفل پڑھنا

مسئلہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک کے نزدیک خطبہ جمعہ کے دوران آنے والا تحیۃ المسجد نہ پڑھے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تحیۃ المسجد پڑھ لے فریق اول کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں۔ **فریق ثانی کے دلائل**: باب ھذا کی احادیث ہیں باب ھذا کی پہلی حدیث میں جو واقعہ ہے حقیقت میں یہ بھی سلیک کا ہی قصہ ہے جو اگلی حدیثوں میں ہے اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ جمعہ کے خطبہ کے لیے تشریف لائے منبر پر تشریف فرما تھے لیکن ابھی خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا کہ اتنے میں ایک صاحب جن کا نام سُلیک الغطفانی تھا انتہائی بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے فقر و فاقہ کی کیفیت دیکھ کر مناسب سمجھا کہ تمام صحابہ ان کی حالت کو اچھی طرح دیکھ لیں اس لیے انہیں کھڑا کر کے نماز کا حکم دیا جتنی دیر انہوں نے نماز پڑھی اتنی دیر آپ خاموش رہے چنانچہ محمد ابن اسحاق فرماتے ہیں **ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم حیث امره ان یصلی الرکعتین امسك عن الخطبه حتی فرغ عند الرکعتین (مصنف ابن ابی شیبه)** بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی چنانچہ اس موقع پر صحابہ کرامؓ نے خوب صدقہ دیا اس سے واضح ہوا کہ یہ اول تو ایک خصوصی واقعہ ہوا جس کو عمومی قواعد کلیہ کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا دوسرا یہ کہ حضرت سُلیک کے آنے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا جس کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے **جاء سُلیك الغطفانی یوم الجمعه و رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قاعد علی المنبر** اور یہ معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے لہٰذا بیٹھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی خطبہ شروع نہیں فرمایا تھا۔

٩٥٦۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ صَلَّيْتَ قَالَ لَا فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا "ایک شخص جمعہ کے دن (مسجد میں) آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا' نہیں' آپ نے فرمایا: تو دو رکعیں پڑھ لو۔" یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۹۵۷۔ وَعَنْهُ قَالَ جَآءَ سُلَيْكٌ نِ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهٗ يَا سُلَيْكُ قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا ثُمَّ قَالَ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّ اٰخَرُوْنَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' جمعہ کے دن سلیک الغطفانی آیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' وہ آ کر بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا "اے سلیک! کھڑے ہو کر دو رکعتیں ادا کرو اور ان دونوں رکعتوں میں اختصار کرو' پھر فرمایا 'تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اسے دو رکعتیں پڑھ لینا چاہیے اور اُسے چاہیے کہ ان میں اختصار کرے (یعنی ہلکی پھلکی دو رکعتیں پڑھے)۔" یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

۹۵۸۔ وَعَنْ سُلَيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

سلیک رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے جب کوئی شخص آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اُسے ہلکی دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔" یہ حدیث احمد اور طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب فی المنع من الکلام والصلوٰة عند الخطبة

باب: خطبہ کے دوران کلام اور نماز کی ممانعت

۹۵۹۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب تم نے جمعہ کے دن' جب کہ امام خطبہ دے رہا ہو' اپنے ساتھی سے کہا' خاموش ہو جاؤ' تو تم نے بیہودہ کلام کیا۔" یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فَقَدْ لَغَوْتَ: جب امر بالمعروف بوقت خطبہ ممنوع ہے حالانکہ وہ واجب ہے تو تحیۃ المسجد مستحب بطریق اولیٰ ممنوع ہونا چاہیے۔

۹۶۰۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ نِ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ اَوْ كَلَّمَهٗ بِشَيْءٍ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ اُبَيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَظَنَّ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهَا مُوْجِدَةٌ فَلَمَّا انْفَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا اُبَيُّ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَرُدَّ عَلَيَّ قَالَ اِنَّكَ لَمْ تَحْضُرْ مَعَنَا الْجُمُعَةَ قَالَ وَلِمَ قَالَ تَكَلَّمْتَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَامَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَدَقَ اُبَيٌّ اَطِعْ اُبَيًّا رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے' تو وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' انہوں نے ان سے کوئی بات پوچھی یا اُن سے کوئی بات کی تو حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو جواب نہ دیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ وہ ناراض ہوگئے۔ پس جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز سے پلٹے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''اے اُبی! تمہیں میری بات کا جواب دینے سے کس نے روکا؟ اُبی رضی اللہ عنہ نے کہا' تم ہمارے ساتھ جمعہ کے لیے شریک نہیں ہوتے' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' وہ کیوں؟ اُبی نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے تھے (جب) تم نے کلام کیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ بات ذکر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اُبی نے سچ کہا ہے' اُبی کی بات مانو'' یہ حدیث ابویعلی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۶۱۔ وَعَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ اَبِيْ مَالِكِ نِ الْقُرَظِيِّ قَالَ اِنَّ جُلُوْسَ الْاِمَامِ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ وَكَلَامُهٗ يَقْطَعُ الْكَلَامَ وَقَالَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ حِيْنَ يَجْلِسُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى يَسْكُتَ الْمُؤَذِّنُ فَاِذَا قَامَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ لَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ حَتّٰى يَقْضِيَ خُطْبَتَيْهِ كِلْتَيْهِمَا ثُمَّ اِذَا نَزَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَقَضٰى خُطْبَتَيْهِ تَكَلَّمُوْا۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ثعلبہ بن مالک القرظی نے کہا' امام کا منبر پر بیٹھنا' نماز کو اور اس کا کلام کرنا (خطبہ دینا) گفتگو کو ختم کردیتا ہے' انہوں نے کہا' جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھتے' تو لوگ باتیں کرتے رہتے تھے' یہاں تک کہ مؤذن (اذان کہہ کر) خاموش ہوجاتا' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوجاتے' کوئی بھی کلام نہ کرتا' یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں خطبے پورے کرلیتے' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دونوں خطبے پورے کرکے نیچے اُترتے تو لوگ باتیں کرتے۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب ما یقربه فی صلوٰة الجمعة

باب: جمعہ کی نماز میں کیا پڑھا جائے

۹۶۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةَ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِيْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں (سورۃ) "الٓمّٓ تَنْزِيْلُ السجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ "تلاوت فرماتے اور جمعہ کی نماز میں سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون تلاوت فرماتے تھے۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اسی طرح اور جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کا بھی نماز میں پڑھنا مستحب ہے۔

۹۶۳۔ وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَأَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَتِهِ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالَ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْرَأُهُمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ابن ابی رافع نے کہا "مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں امیر مقرر کیا اور خود وہ مکہ مکرمہ چلا گیا تو ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن نماز پڑھائی تو انہوں نے سورۃ جمعہ کے بعد دوسری رکعت میں "اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ" پڑھی' ابن ابی رافع نے کہا' جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو میں اُن سے ملا' میں نے ان سے کہا "آپ نے وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھتے تھے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' بلاشبہ میں نے جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دونوں سورتیں پڑھتے ہوئے سنا۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۶۴۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَّقْرَأُ بِهِمَا اَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں عیدوں اور جمعہ میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ "تلاوت فرماتے اور جب عید اور جمعہ ایک دن میں اکٹھے ہو جاتے تو بھی یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں تلاوت فرماتے۔" یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۶۵۔ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَسْئَلُهٗ اَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا "ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا' ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے علاوہ کیا چیز تلاوت فرماتے تھے؟ تو حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم "هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" تلاوت فرماتے تھے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

٩٦٦۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِی الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَاَبُو دَاوُدَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" تلاوت فرماتے تھے۔ یہ حدیث احمدؒ نسائی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

ابواب صلوة العيدين

عیدالفطر کی نماز ۲ ہجری میں شروع ہوئی اور اسی سال کے ماہ شعبان میں صوم کی فرضیت ہوئی۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز عید واجب ہے امام شافعیؒ امام مالک کے نزدیک سنت ہے۔ امام احمد کے ہاں فرض کفایہ ہے۔ وجوب کی دلیل لانه عليه واظب عليهما بغير ترك و لقوله تعالىٰ فصل لربك وانحر وقوله تعالىٰ ولتكبر والله على ماهدا كم (سورة بقره) بعض نے کہا ہے آیت اولیٰ عیدالاضحیٰ پر محمول ہے اور آیت ثانیہ کا اشارہ عیدالفطر کی طرف ہے۔

اشکال: جب صلوتین عیدین کا ثبوت نص قطعی سے ہے تو عیدین کی نماز فرض ہونی چاہیے۔ جواب: یہ نص ثبوت کے اعتبار سے تو نص قطعی ہے لیکن دلالت کے اعتبار سے قطعی نہیں یعنی ان دونوں آیتوں میں جس مضمون کو ثابت کیا جا رہا ہے ان آیتوں کی دلالت قطعی نہیں دوسرے معنی کا بھی احتمال ہے قطعی الثبوت کے لیے ضروری نہیں کہ وہ قطعی الدلالۃ بھی ہو اور فرضیت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب وہ نص قطعی الثبوت والدلالۃ دونوں ہوں۔ **سنت کی دلیل:** حدیث اعرابی فقال هل علی غيرهن قال لا الا ان تطوع (بخاری) **جواب:** (۱) وجوب سے قبل پر محمول ہے (۲) یہ نفی اعرابی کے اعتبار سے ہے کیونکہ اہل دیہات پر نماز عید واجب نہیں ہے۔

فرض کفایہ کی دلیل: دونوں قسم کی مذکورہ روایات بظاہر متعارض ہیں تو احادیث میں تطبیق یوں ہے کہ بعض وجوب اور بعض عدم وجوب پر دال ہیں لہذا فرض کفایہ ہے۔ **جواب:** عدم وجوب کا جواب ہو چکا تو وجوب باقی رہا تعارض ختم ہو گیا تطبیق کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ التَّجَمُّلِ يَوْمَ الْعِيْدِ

باب: عید کے دن زینت حاصل کرنا

٩٦٧۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبِسُ بُرْدَةَ الْاَحْمَرِ فِی الْعِيْدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ اور دونوں عیدوں کے دن سرخ دھاری دار کپڑا پہنتے۔ یہ حدیث ابن خزیمہ نے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کی ہے۔

۹۶۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَلْبِسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن دھاری دار کپڑا پہنتے۔ یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں نقل کی ہے اوراس کی اسناد صحیح ہے۔

باب استحباب الاکل قبل الخروج یوم الفطر وبعد الصلوٰۃ یوم الاضحیٰ

باب: عید الفطر کے دن عیدگاہ میں جانے سے پہلے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد کھانا کھانا مستحب ہوتا ہے

جمہور کے نزدیک عید الفطر کے دن نماز عید سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے۔ باب ھذا کی پہلی حدیث میں اس کی تصریح ہے یاکل تمرات۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاق تین پانچ سات استعمال فرماتے تھے کہ ہر کام میں طاق کی رعایت رکھنا بہتر ہے ان اللہ وتر یحب الوتر کھجوریں کھانے کی وجہ یاتو یہ تھی کہ اس وقت کھجور ہی موجود ہوتی ۔بعض حضرات نے حکمت یہ بتائی ہے کہ وہ شیریں ہوتی ہے اور مٹھاس تقویت بصر کا سبب ہوتی ہے خاص طور پر خلو معدہ کے وقت شیرینی دل کو نرم کرتی ہے اس سبب سے شیرینی سے افطار افضل ہے اور عید الاضحیٰ کے دن نماز عید پڑھنے تک امساک کرنا اور کچھ نہ کھانا مستحب ہے جیسا کہ باب ھذا کی دوسری حدیث سے ثابت ہے یہ امساک ہر شخص کے لیے مسنون اور مستحب ہے۔ خواہ وہ قربانی کررہا ہو یا نہ کررہا ہو یہی اصح ہے۔(المعارف ص ۴۵۱۔ ج ۴) پھر عید الاضحیٰ کے دن نماز اور قربانی سے قبل کچھ نہ کھانے کا جو استحباب ہے اس کی حکمت بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس دن دعوت عام ہے لہٰذا سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھانا چاہیے گویا اللہ کی ضیافت میں شرکت ہے۔

۹۶۹۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن تشریف نہیں لے جاتے تھے یہاں تک کہ کھجوریں تناول فرماتے تھے۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کھجوریں طاق (عدد میں) تناول فرماتے۔

۹۷۰۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَكَانَ لَا يَاْكُلُ يَوْمَ النَّحْرِ شَيْئًا حَتّٰى يَرْجِعَ فَيَاْكُلَ مِنْ اُضْحِيَتِهٖ۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَ اٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن تشریف نہیں لے جاتے تھے یہاں تک کہ کھانا تناول فرما لیتے اور قربانی کے دن کوئی چیز تناول نہیں فرماتے تھے' یہاں تک کہ (عیدگاہ سے) واپس تشریف لے آتے تو آپ اپنی قربانی سے تناول فرماتے۔ یہ حدیث دارقطنی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ لَّا تَخْرُجَ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى تُخْرِجَ الصَّدَقَةَ وَتَطْعَمَ شَيْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَزَّارُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ وَاِسْنَادُ الطَّبَرَانِيِّ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''یہ بات سنت سے ہے کہ عیدالفطر کے دن (عیدگاہ کی طرف) صدقہ ادا کرنے سے پہلے نہ نکلے اور نکلنے سے پہلے کچھ کھالے۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں' دارقطنی اور بزار نے نقل کی ہے' ہیثمی نے کہا ہے طبرانی کی اسناد حسن ہے۔

۹۷۲۔ وَعَنْ عَطَآءٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا يَغْدُوَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ فَلْيَفْعَلْ قَالَ فَلَمْ اَدَعْ اَنْ اٰكُلَ قَبْلَ اَنْ اَغْدُوَ مُنْذُ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه فَاٰكُلُ مِنْ طَرْفِ الصَّرِيْفَةِ الْاُكْلَةَ وَاَشْرَبُ اللَّبَنَ وَالْمَآءَ فَقُلْتُ عَلٰى مَا تَاَوَّلَ هٰذَا قَالَ سَمِعَهٗ اَظُنُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ كَانُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَمْتَدَّ الضُّحٰى فَيَقُوْلُوْنَ نَطْعَمُ لِئَلَّا نَعْجَلَ عَنْ صَلٰوتِنَا۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ رِجَالُهُ الصَّحِيْحِ۔

عطاء سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ''اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ عیدالفطر کے دن (عید کے لیے) نہ جاؤ' یہاں تک کھالو' تو ایسا ہی کرو' عطاء نے کہا ''میں جانے سے پہلے کھانا کھانا نہیں چھوڑتا' جب سے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے تو میں چپاتی کے کنارہ سے ایک لقمہ کھالیتا ہوں' دودھ اور پانی بھی پی لیتا ہوں۔'' (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہاں سے تفسیر کی؟ (عطا نے) کہا میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے' عطاء نے کہا لوگ (عید کے لیے) دھوپ پھیلنے تک نہیں نکلتے تھے' وہ کہتے تھے' ہم کھالیتے ہیں تاکہ اپنی نماز میں جلدی نہ کریں۔ (چونکہ رمضان المبارک میں سحری کھانے کی عادت تھی بھوک جلدی لگ جاتی ہے اس لیے عید کے لیے جانے سے پہلے کھالیتے تاکہ نماز اطمینان سے ادا کرسکیں۔) یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور ہیثمی نے کہا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

باب الخروج الی الجبانة لصلوٰة العید

باب: نمازعید کے لیے صحرا (کھلی جگہ، عیدگاہ) کی طرف نکلنا

۹۷۳۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی اَلْحَدِیْثَ۔ رَوَاہُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام معمول یہی تھا کہ عیدین کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں آبادی سے باہر اس میدان میں پڑھتے تھے جس کو آپ علیہ السلام نے اس کام کے لیے منتخب فرمایا تھا اور گویا عیدگاہ قرار دیا تھا اس وقت اس کے گرد چہاردیواری بھی نہیں تھی بس صحرائی میدان تھا مسجد نبوی سے تقریباً ایک ہزار قدم کے فاصلہ پر تھا۔

باب صلوٰۃ العید فی المسجد لعذر

باب: عذر کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز پڑھنا

۹۷۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِهِمْ فِی الْمَسْجِدِ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ عِیْسَی بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی وَهُوَ مَجْهُوْلٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں لوگوں کو عید کے دن بارش پیش آ گئی تو آپ نے انہیں مسجد میں نماز پڑھائی۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں عیسیٰ بن عبدالاعلیٰ ہے جو کہ مجہول ہے۔

۹۷۵۔ وَعَنْ حَنَشٍ قَالَ قِیْلَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ ضُعَفَةً مِّنَ النَّاسِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ اِلَی الْجَبَّانَةِ فَاَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّیْ بِالنَّاسِ اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ رَکْعَتَیْنِ لِلْعِیْدِ وَرَکْعَتَیْنِ لِمَکَانِ خُرُوْجِهِمْ اِلَی الْجَبَّانَةِ۔ رَوَاہُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ۔

حنش نے کہا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ کمزور لوگ جبانہ (جہاں عیدگاہ تھی) جانے کی طاقت نہیں رکھتے تو انہوں نے ایک شخص سے کہا کہ ''لوگوں کو چار رکعات پڑھائے' دو رکعتیں عید کے لیے اور دو رکعتیں ان کے جبانہ جانے کے بدلہ میں۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں تو سنت یہی ہے کہ عیدین کی نماز کھلے میدان میں ہو لیکن اگر بارش کی حالت ہو یا کوئی ایسا عذر ہو تو عید کی نماز بھی مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے۔

باب صلوة العيدين فی القریٰ

باب: دیہات میں عیدین کی نماز

۹۷۶۔ قَالَ الْبُخَارِیُّ اَمَرَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْلَاهُ بْنَ اَبِیْ عُتْبَةَ بِالزَّاوِیَةِ فَجَمَعَ اَهْلَهٗ وَبَنِیْهِ وَصَلّٰی كَصَلٰوةِ اَهْلِ الْمِصْرِ وَتَكْبِیْرِهِمْ اِنْتَهٰی وَهُوَ مُعَلَّقٌ۔

بخاری نے کہا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے زاویہ میں اپنے آزاد کردہ غلام ابن ابی عتبہ سے کہا تو انہوں نے اپنے اہل خانہ اور بیٹوں کو اکٹھا کیا اور شہروالوں کی نماز اور تکبیر کی طرح نماز پڑھائی حدیث ختم ہوئی۔ اور یہ حدیث معلق ہے۔

۹۷۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِذَا فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعِیْدِ مَعَ الْاِمَامِ جَمَعَ اَهْلَهٗ یُصَلِّیْ بِهِمْ مِثْلَ صَلٰوةِ الْاِمَامِ فِی الْعِیْدِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَاِسْنَادُهٗ غَیْرُ صَحِیْحٍ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن انس بن مالک نے کہا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب امام کے ہمراہ عید کی نماز فوت ہوجاتی تو اپنے گھر والوں کو اکٹھا کر کے انہیں امام کی نماز عید کی طرح نماز پڑھاتے۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۷۸۔ وَعَنْ بَعْضِ اٰلِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَنَسًا كَانَ رُبَمَا جَمَعَ اَهْلَهٗ وَحَشَمَهٗ یَوْمَ الْعِیْدِ فَیُصَلِّیْ بِهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ عُتْبَةَ مَوْلَاهُ رَكْعَتَیْنِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ لٰكِنْ بَعْضُ اٰلِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَجْهُوْلٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی آل میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ بلاشبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کبھی اپنے قرابت داروں اور غلاموں کو عید کے دن اکٹھا کرتے تو انہیں عبداللہ بن ابی عتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام دو رکعتیں پڑھاتے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں لیکن بعض آل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجہول ہے۔

باب لاصلوة العید فی القریٰ

باب: دیہات میں عید کی نماز نہیں

عید کو جمعہ سے مناسبت ہے کہ دونوں نمازیں نہاری ہیں جو عظیم جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ دونوں میں قرأت جہر ہوتی ہے نماز عید اس پر واجب ہے جس پر جمعہ واجب ہے اور شرطیں بھی دونوں کی یکساں ہیں سوائے خطبہ جمعہ کے کہ جمعہ میں خطبہ شرط اور مقدم ہے اور عیدین میں خطبہ سنت اور مؤخر ہے صلوۃ العید فی القریٰ کی بحث وہی ہے جو صلوٰۃ الجمعہ فی القریٰ میں گزر چکی ہے۔

۹۷۹۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَشْرِیْقَ وَلَا جُمُعَةَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاٰخَرُوْنَ وَهُوَ اَثَرٌ صَحِیْحٌ۔

ابوعبدالرحمن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ''عید اور جمعہ بڑے شہر کے سوانہیں۔'' یہ حدیث عبدالرزاق اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور یہ اثر صحیح ہے۔

باب صلوة العيدين بغير اذان ولا نداء ولا اقامة

باب: اذان، منادی اور اقامت کے بغیر عید کی نماز

ائمہ اربعہ کے نزدیک عیدین کی نماز بلا اذان واقامت کے لیے حافظ عراقی اور ابن قدامہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے البتہ ابن قدامہ نے ابن زبیر کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ عیدین کے لیے اذان واقامت کے قائل تھے اور بھی بعض حضرات کا نام لیا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے اوّل من اذن فی العیدین ابن زیاد و قیل حجاج و قیل مروان و قیل معاویه۔

ابن العربی فرماتے ہیں حضرت معاویہ کی طرف اس کی نسبت غیر موثق طریق سے ہے۔

۹۸۰۔ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

عطاء سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ''عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۸۱۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ کئی بار بغیر اذان اور اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۸۲۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَيْءَ وَلَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید الفطر کے دن نماز کے لیے امام کے آتے وقت اور آنے کے بعد اذان نہیں، نہ اقامت، نہ منادی، نہ کوئی اور چیز اس دن نہ اذان تھی نہ اقامت۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب صلوة العيدين قبل الخطبة

باب: خطبہ سے پہلے عیدین کی نماز

۹۸۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ سے پہلے عیدین کی نماز پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۸۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ عید (کی نماز) کے لیے حاضر ہوا' وہ سب خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۹۸۵۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَیْءٍ يَّبْدَاُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ فَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ يَاْمُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فِیْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ فَلَمَّآ اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَاِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ اَنْ يَّرْتَقِيَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّیَ فَجَبَذْتُهٗ بِثَوْبِهٖ فَجَبَذَنِیْ فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَهٗ غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا لَا اَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے جس چیز سے ابتداء فرماتے نماز تھی' پھر آپ سلام پھیرتے تو لوگوں کی طرف چہرۂ مبارک کر کے کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے' انہیں وعظ ونصیحت فرماتے اور انہیں (کچھ کاموں کا) حکم فرماتے' پس اگر آپ کوئی گروہ (جہاد کے لیے) بھیجنا چاہتے تو انہیں بھیج دیتے یا کسی چیز کے بارے میں لوگوں کو حکم دینا ہوتا تو اس کا حکم فرما دیتے۔ ابو سعید نے کہا' لوگ اسی طرح (عمل کرتے) رہے یہاں تک کہ میں عید الاضحیٰ' عید الفطر کے دن مروان کے ہمراہ گیا اور وہ مدینہ منورہ کا امیر تھا' جب ہم عید گاہ میں پہنچے تو اچانک سامنے منبر تھا' جسے کثیر بن الصلت نے تیار کیا تھا' پس جب مروان نے نماز سے پہلے منبر پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کے کپڑے سے پکڑ کر اسے کھینچا تو اس نے مجھے کھینچ لیا اور چڑھ گیا' پھر نماز سے پہلے خطبہ دیا تو میں نے اُسے کہا' خدا کی قسم! تم نے (دین سنت) بدل دیا ہے' اس نے کہا' اے ابوسعید! جو تم جانتے ہو' وہ (دور) گزر گیا' میں نے کہا' خدا کی قسم! جو میں جانتا ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا تو اُس نے کہا' لوگ نماز کے بعد ہمارے لیے بیٹھتے نہیں تھے' تو میں نے خطبہ نماز سے پہلے کر دیا۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

فلما اتینا المصلی اذا منبر بناہ کثیر بن الصلت: اشکال: بعض روایات میں اخرج مروان المنبر کا ذکر ہے جب منبر پر وہاں پر بنا ہوا تھا پھر اخراج کا کیا مطلب۔

جواب: ہوسکتا ہے کہ مروان ابتداء میں عیدگاہ میں منبر رکھواتا ہو پھر بعد میں لوگوں کے اعتراض کرنے پر بجائے نکالنے کے مستقل وہیں بنالیا ہو۔ مروان کے دو کام خلاف سنت تھے ایک اخراج المنبر جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ عید منبر پر نہیں دیتے تھے دوسری چیز ابتداء بالخطبہ مروان کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ اپنے خطبہ میں اہل بیت اور حضرت علیؓ اور اصحاب علی پر تعریض اور اس کی مذمت بیان کرتا تھا اس لیے بہت سے لوگ اس کا خطبہ سنے بغیر اٹھ جاتے تھے جب اس نے یہ دیکھا تو دوسری حرکت یہ کی کہ خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا کیونکہ بغیر نماز کے لوگ واپس نہیں ہو سکتے تھے اس لیے مجبوراً ان کو خطبہ سننا پڑتا تھا۔

باب ما یقرأ فی صلوٰۃ العیدین

باب: عیدین کی نماز میں کیا پڑھا جائے

۹۸۶۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓافْ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی (نماز) میں کیا تلاوت فرماتے تھے؟ تو انہوں نے کہا' آپ اُن دونوں میں "قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدُ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" تلاوت فرماتے تھے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۹۸۷۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَّقْرَأُ بِهِمَا اَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین اور جمعہ میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ" تلاوت فرماتے' انہوں نے کہا اور جب عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہو جاتے تو بھی آپ دونوں نمازوں میں یہ دونوں سورتیں تلاوت فرماتے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

قوله اِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ يَّقْرَأُ بِهِمَا اَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ: سے معلوم ہوا اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو دونوں نمازیں ادا کی جائیں گی چنانچہ جمہور کا مسلک یہی ہے۔

۹۸۸۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین میں "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ اور هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ" تلاوت فرماتے تھے۔ یہ حدیث احمد ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب صلوٰۃ العیدین بثنتی عشرۃ تکبیرۃ

باب: بارہ تکبیروں کے ساتھ عیدین کی نماز

مسئلہ: احناف کے نزدیک عیدین کی زائد تکبیریں چھ ہیں تین پہلی رکعت میں قرأۃ سے پہلے اور تین دوسری رکعت میں قرأۃ کے بعد امام مالک اور امام احمد کے نزدیک تحریمہ کے ساتھ سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں امام شافعی کے نزدیک سات پہلی میں تحریمہ کے علاوہ اور پانچ دوسری ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دونوں رکعتوں میں قرأۃ تکبیرات کے بعد ہے حاصل اختلاف یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک زائد تکبیریں چھ ہیں اور دونوں رکعتوں میں قرأۃ میں موالات ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک زائد تکبیریں بارہ ہیں قرأت کے بعد ہیں۔ **حنفیہ کے دلائل:** آئندہ باب کی احادیث ہیں اور **جمہور کے دلائل:** احادیث باب ہیں۔ **جواب:** پہلی حدیث کی سند میں عبدالرحمن الطائفی ہے جس پر جرح ہے (میزان الاعتدال) دوسری حدیث کے جواب میں امام نیموی نے کہا ہے اسنادہ ضعیف جدا۔ حدیث نمبر ۹۹۱ نمبر ۹۹۲ کے جواب میں حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں عبداللہ بن لھیعہ جس کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں عبداللہ بن لھیعہ ضعیف عند اھل الحدیث ہے۔ **جواب:** (۲) شروع میں حضور علیہ السلام کا یہ عمل رہا لیکن آخر استقرار چھ تکبیروں پر ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ مرفوع احادیث جو فریقین پیش کرتے ہیں سالم عن الکلام نہیں ہیں مسئلہ کا مدار صحابہ پر ہے حضرت ابن مسعود کا اثر سب سے راجح ہے کیونکہ وہ اضطراب سے سالم ہے اور اقل متیقن ہے صحابہ کرام کی ایک جماعت اس کے موافق ہے جیسے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت حذیفہؓ حضرت ابو مسعودؓ حضرت ابن عباس اور حضرت عقبہ بن عامر دوسری طرف صحابہ کرام کے اقوال میں اختلاف واضطراب ہے۔ (فتح الملھم ص ۴۳۹۔ ج ۲)

۹۸۹۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي عِيدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً فِي الْأُولَىٰ وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

عمرو بن شعیب سے بواسطہ شعیب، دادا شعیب روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ یہ حدیث احمد، ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

۹۹۰۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَىٰ سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَإِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ جِدًّا.

عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیدین کی پہلی رکعت میں قراءۃ

سے پہلے سات تکبیریں کہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد بہت زیادہ کمزور ہے۔

۹۹۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى سَبْعًا وَّخَمْسًا سِوٰى تَكْبِيْرَةِ الرُّكُوْعِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ اِسْنَادِهِ ابْنُ لَهِيْعَةَ وَفِيْهِ كَلَامٌ مَّشْهُوْرٌ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں رکوع کی تکبیر کے علاوہ سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں ابن لھیعہ ہے اور اس کے بارے میں کلام مشہور ہے۔

۹۹۲۔ وَعَنْ سَعْدِ الْمُؤَذِّنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ.

سعد المؤذن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی پہلی رکعت میں قراءۃ سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۹۹۳۔ وَعَنْ نَّافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰى وَالْفِطْرَ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى سَبْعَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاُخْرٰى خَمْسَ تَكْبِيْرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نافع نے کہا ''میں عید الاضحیٰ اور عید الفطر (کی نماز) میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہوا تو انہوں نے پہلی رکعت میں قراءۃ سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قراءۃ سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۹۴۔ وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَبَّرَ فِيْ عِيْدٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيْرَةً سَبْعًا فِي الْاُوْلٰى وَخَمْسًا فِي الْاٰخِرَةِ. رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ.

عمار بن ابی عمار سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عید (کی نماز) میں بارہ تکبیریں کہیں، سات تکبیریں پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب صلوۃ العیدین بست تکبیرات زوائد

باب: عیدین کی نماز چھ زائد تکبروں کے ساتھ

۹۹۵۔ عَنْ اَبِيْ عَائِشَةَ جَلِيْسٍ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ سَاَلَ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ وَحُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي

الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی کَانَ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا تَکْبِیْرَۃً عَلَی الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ صَدَقَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی کَذٰلِکَ کُنْتُ اُکَبِّرُ فِی الْبَصْرَۃِ حَیْثُ کُنْتُ عَلَیْھِمْ قَالَ اَبُوْ عَائِشَۃَ وَاَنَا حَاضِرٌ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ. رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہم نشین ابو عائشہ سے روایت ہے کہ سعید بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے پوچھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کیسے تکبیریں کہتے تھے تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ چار تکبیریں کہتے' جیسا کہ آپ جنازوں پر کہتے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اس نے سچ کہا' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں بصرہ میں بھی اسی طرح تکبیر کہتا رہا' جب تک میں ان پر حاکم رہا' ابو عائشہ نے کہا' میں حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۹۶۔ وَعَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ قَالَ کَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جَالِسًا وَّعِنْدَہٗ حُذَیْفَۃُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَاَبُوْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَسَاَلَھُمْ سَعِیْدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ التَّکْبِیْرِ فِیْ صَلٰوۃِ الْعِیْدِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ سَلِ الْاَشْعَرِیَّ فَقَالَ الْاَشْعَرِیُّ سَلْ عَبْدَ اللہِ فَاِنَّہٗ اَقْدَمُنَا وَاَعْلَمُنَا فَسَاَلَہٗ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَقْرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ فَیَرْکَعُ فَیَقُوْمُ فِی الثَّانِیَۃِ فَیَقْرَاُ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَآءَۃِ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

علقمہ اور اسود نے کہا' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ تھے کہ ان سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے نماز عید میں تکبیر کے بارے میں پوچھا' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھو تو حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا' عبداللہ سے پوچھو بلاشبہ وہ ہم میں سے پہلے اور زیادہ عالم ہیں تو سعید رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا'' آپ چار تکبیریں کہتے' پھر قراءۃ فرماتے' پھر تکبیر کہتے تو رکوع فرماتے' پھر (رکعت پوری فرمانے کے بعد) دوسری رکعت میں کھڑے ہوجاتے تو قراءۃ فرماتے' پھر قراءۃ کے بعد چار تکبیریں کہتے۔'' یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۹۹۷۔ وَعَنْ کُرْدُوْسٍ قَالَ اَرْسَلَ الْوَلِیْدُ اِلٰی عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ حُذَیْفَۃَ وَاَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بَعْدَ الْعَتَمَۃِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا عِیْدٌ لِّلْمُسْلِمِیْنَ فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ فَقَالُوْا سَلْ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ یَقُوْمُ فَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَقْرَاُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا یَّرْکَعُ فِیْ اٰخِرِھِنَّ فَتِلْکَ تِسْعٌ فِی الْعِیْدَیْنِ فَمَآ اَنْکَرَہٗ اَحَدٌ مِّنْھُمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

کردوس نے کہا' ولید نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ' ابوموسیٰ الاشعری اور ابومسعود رضی اللہ عنہم کے پاس ایک تہائی رات کے بعد پیغام بھیجا' اس نے کہا'' بلاشبہ یہ دن مسلمانوں کے لیے عید ہے تو نماز کا کیا طریقہ ہے؟ انہوں نے کہا' ابوعبدالرحمن سے

پوچھا'اس نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا "کھڑے ہو کر چار تکبیریں کہے' پھر سورۃ فاتحہ اور مفصل سورتوں میں کوئی ایک سورۃ پڑھے' پھر چار تکبیریں کہے' ان کے آخر میں رکوع کرے تو یہ بمع تکبیر تحریمہ عیدین میں نو تکبیریں ہیں' اس کا ان میں سے کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا۔" یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۹۸۔ وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یُکَبِّرُ فِی الْعِیْدَیْنِ تِسْعًا اَرْبَعًا قَبْلَ الْقِرَآءَۃِ ثُمَّ یُکَبِّرُ فَیَرْکَعُ وَفِی الثَّانِیَۃِ یَقْرَأُ فَاِذَا فَرَغَ کَبَّرَ اَرْبَعًا ثُمَّ رَکَعَ۔ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ عیدین میں نو تکبیریں کہتے تھے' چار تکبیریں قراءۃ سے پہلے' پھر تکبیر کہتے تو رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کرتے' پس جب فارغ ہوتے تو چار تکبیریں کہتے' پھر رکوع کرتے۔ یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۹۹۹۔ وَعَنْ کُرْدُوْسٍ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تُکَبِّرُ فِی الْاَضْحٰی وَالْفِطْرِ تِسْعًا تِسْعًا یَبْدَأُ فَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یُکَبِّرُ وَاحِدَۃً فَیَرْکَعُ بِھَا ثُمَّ یَقُوْمُ فِی الرَّکْعَۃِ الْاٰخِرَۃِ فَیَبْدَأُ فَیَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ یَرْکَعُ بِاِحْدَاھُنَّ۔ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

کردوس نے کہا "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں نو نو تکبیریں کہتے تھے' آپ (نماز) شروع فرماتے تو چار تکبیریں کہتے' پھر ایک تکبیر کہتے تو اس کے ساتھ رکوع کرتے' پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوجاتے تو شروع میں قراءۃ کرتے' پھر چار تکبیریں کہتے' پھر ان میں سے ایک کے ساتھ رکوع فرماتے۔" یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۰۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ شَھِدْتُّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَبَّرَ فِیْ صَلٰوۃِ الْعِیْدِ بِالْبَصْرَۃِ تِسْعَ تَکْبِیْرَاتٍ وَّالٰی بَیْنَ الْقِرَآئَتَیْنِ قَالَ وَشَھِدْتُّ الْمُغِیْرَۃَ بْنَ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ۔ رَوَاہُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَقَالَ الْحَافِظُ فِی التَّلْخِیْصِ اِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

عبداللہ بن الحارث نے کہا "میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا' انہوں نے بصرہ میں عید کی نماز میں نو تکبیریں کہیں' دونوں قراءتیں پے در پے ادا کیں۔ انہوں نے کہا اور میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی حاضر ہوا' انہوں نے بھی اسی طرح کیا۔" یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور حافظ نے تلخیص میں کہا ہے اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب ترك التنفل قبل صلوة العيد وبعدها

باب: نماز عید سے پہلے اور اس کے نفل نہ پڑھنا

اس پر امت کا اجماع ہے کہ عیدین کی نہ سنن قبلیہ ہیں نہ سنن بعدیہ البتہ عید سے پہلے اور بعد نوافل میں کچھ اختلاف ہے جو حضرات صحابہ کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے بعض صحابہ و تابعین کے نزدیک عید سے پہلے اور بعد میں نوافل پڑھنا مطلقاً جائز ہے یہی

مسلک امام شافعی کا ہے البتہ وہ امام کے حق میں کراہت کے قائل ہیں لیکن جمہور کے نزدیک نوافل کی اجازت نہیں پھر ان میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک عید سے قبل تو کراہت ہے بعد میں نہیں اور بعد میں بھی امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تفصیل ہے کہ گھر میں تو مکروہ نہیں البتہ عیدگاہ میں مکروہ ہے امام احمد کے نزدیک مطلقاً کراہت ہے عید سے قبل بھی اور بعد بھی بہرحال ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ امام مالک کے مسلک قریب قریب ہیں یہ حضرات کسی نہ کسی حدتک کراہت کے قائل ہیں۔

۱۰۰۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے تو دو رکعتیں ادا فرمائیں' نہ اس سے پہلے نماز پڑھی نہ اس کے بعد۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۱۰۰۲۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ يَوْمَ عِيْدٍ فَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن نکلے' نہ تو عید کی نماز سے پہلے نماز پڑھی نہ اس کے بعد اور انہوں نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا فرمایا۔ یہ حدیث احمد' ترمذی اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۰۰۳۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعِيْدِ شَيْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهُ حَسَنٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز سے پہلے کوئی نماز بھی ادا نہیں فرماتے تھے' پس جب آپ اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لاتے' دو رکعتیں ادا فرماتے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۰۰۴۔ وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ مِنَ السُّنَّةِ الصَّلٰوةُ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''عید کے دن امام کے آنے سے نماز (نفل) سنت نہیں ہے۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا يَنْهَيَانِ النَّاسَ اَوْ قَالَ يُجْلِسَانِ مَنْ يُّرِيَانِهٖ يُصَلِّيْ قَبْلَ خُرُوْجِ الْاِمَامِ فِي الْعِيْدِ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهُ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم لوگوں کو منع کرتے تھے یا جس شخص کو امام کے آنے سے پہلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اسے بٹھا دیتے تھے۔ یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

باب الذهاب الی المصلی فی طریق والرجوع فی طریق اُخری

باب: عیدگاہ کی طرف ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا

راستہ کی تبدیلی حافظ ابن حجر کہتے ہیں میرے سامنے اس کی بیس (۲۰) سے زائد حکمتیں جمع ہو چکی ہیں مثلاً شهادة الطریقین وسکانها دونوں راستوں اور ان پر رہنے والوں کی گواہی۔ (۲) اسلام کی شان وشوکت کا اظہار (۳) وصول البرکته للطریقین وغیر ذلك۔

۱۰۰۶۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت جابر رضی اللہ نے کہا ’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن (واپس آتے ہوئے) راستہ تبدیل فرما دیتے تھے۔‘‘ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

۱۰۰۷۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ اِلَى الْعِيْدِ يَرْجِعُ فِيْ غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِيْ خَرَجَ فِيْهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمَذِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عید کے لیے تشریف لے جاتے‘ جس راستہ سے گئے تھے واپس اس سے دوسرے راستہ سے تشریف لاتے۔‘‘ یہ حدیث احمد‘ ترمذی‘ ابن حبان اور حاکم نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۰۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَخَذَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ ثُمَّ رَجَعَ فِيْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کے دن ایک راستہ سے تشریف لے گئے‘ پھر واپس دوسرے راستہ سے تشریف لائے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

طریق اللحم کا معنی گوشت کے ٹکڑے کر کے دھوپ میں خشک کرنا چونکہ ان ایام میں قربانی کا گوشت دھوپ میں خشک کیا جاتا ہے اس لیے ان کو ایام تشریق کہتے ہیں فقہاء کے نزدیک تکبیر تشریق سنت ہے کمافی المبسوط ابن عابدین شامی نے اس کی تصحیح نقل کی ہے مگر بدائع میں اسے واجب اور وجوب کو اصح قرار دیا گیا ہے بعض نے تطبیق دی ہے کہ سنت کا اطلاق وجوب پر جائز ہے تکبیرات کی ابتداء اور انتہاء میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک یوم عرفہ کی فجر سے شروع کرے اور یوم نحر کی عصر کو ختم کرے یعنی صرف آٹھ نمازوں میں صاحبین کے نزدیک نویں تاریخ کی فجر سے تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک یعنی (۲۳) نمازوں میں امام ابوحنیفہ نے عبداللہ بن مسعود کی روایت کو اور صاحبین نے حضرت علیؓ کی روایت کو مستدل بنایا ہے۔

باب تکبیرات التشریق۔ باب: تکبیراتِ تشریق

۱۰۰۹۔ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابوالاسود نے کہا ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن فجر کی نماز سے قربانی کے دن عصر کی نماز تک تکبیریں کہتے' آپ (اس طرح تکبیر) کہتے۔''

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔''

(اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔) یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۱۰۔ وَعَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ اٰخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَيُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ۔

شقیق سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرفہ (نو ذوالحج) کی فجر کے بعد سے ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیر کہتے اور (آخری دن) عصر کے بعد بھی تکبیر کہتے۔ یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی' اس کی اسناد صحیح ہے۔

ابواب صلوۃ الکسوف

باب الحث علی الصلوٰۃ والصدقۃ والاستغفار فی الکسوف

باب: سورج گرہن میں نماز، صدقہ اور استغفار پر آمادہ کرنا

کسوف کے معنی مائل بسیاہی ہونا بے نور ہونا فقہاء کے نزدیک مشہور ہے کہ کسوف خاص ہے شمس کے ساتھ خسوف خاص ہے قمر کے ساتھ لیکن توسعا ایک کا استعمال دوسرے میں ہوتا ہے وقیل بالعکس یعنی کسوف قمر کے لیے اور خسوف شمس کے لیے یہ قول درست نہیں کیونکہ قرآن میں خسوف کا استعمال قمر میں ہوا ہے **فاذا برق البصر وخسف القمر**۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مقدس میں کسوف مدینہ منورہ میں صرف ایک مرتبہ واقع ہوا جس دن حضرت ابراہیم صاحبزادے کا انتقال ہوا وہ سوموار کا دن تھا تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ۲۹ شوال ۱۰ھ۔

سوال: جب یہ واقعہ ایک بار پیش آیا تو روایات تعداد رکوع میں مختلف کیوں ہیں ایک رکوع سے پانچ رکوع تک کا ذکر ہے۔

جواب: متعدد دوگانے پڑھے گئے تو تعدد رکوع تعدد دوگانوں پر محمول ہے حضرت نعمان بن بشیر کی مرفوع حدیث میں ہے **کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی رکعتین ثم یسأل ثم یصلی رکعتین ثم یسأل حتی انجلت الشمس (مسند احمد)** اکثر صحابہ نے صرف نماز کی کیفیت بیان کی رکعات کی تعداد کی طرف التفات نہیں فرمایا۔

سوال: بعض ملحدین کہتے ہیں۔ کسوف شمس اسی طرح خسوف قمر کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایسا واقعہ ہے جو طبعی اسباب کے تحت رونما ہوتا ہے جیسے طلوع وغروب اور اس کا ایک خاص حساب مقرر ہے چنانچہ سالوں پہلے بتایا جا سکتا ہے کہ فلاں وقت کسوف یا خسوف ہوگا لہٰذا اس واقعہ کو خارق عادت قرار دے کر گھبرانا اور نماز و استغفار کی طرف متوجہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ جواب (۱) کسوف اور خسوف خواہ اسباب طبعیہ کے ماتحت ہوں باری تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا مظہر ہیں۔ اس لیے اس کی عظمت وجلال کے اعتراف کے لیے نماز

مشروع ہوئی۔ **جواب:** (۲) درحقیقت کسوف وخسوف اس وقت کی ایک ادنیٰ جھلک دکھلا رہے ہیں۔ جب اجسام فلکیہ بے نور ہوجائیں گے اس اعتبار سے یہ واقعات مذکّر آخرت ہیں لہٰذا ایسے مواقع پر رجوع الی اللہ ہی مناسب ہے۔ **جواب:** (۳) اللہ تعالیٰ کی طرف سے پچھلی اُمتوں پر جتنے عذاب آئے ان کی شکل یہ ہوئی کہ بعض معمولی امور جو روزمرہ کے اسباب طبعیہ کے تحت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اپنی معروف حد سے بڑھ گئے تو عذاب کی شکل اختیار کرگئے مثلاً قوم لوط پر بارش اور قوم عاد پر آندھی وغیرہ اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں منقول ہے جب تیز ہوائیں چلتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوجاتا اس ڈر سے کہ کہیں یہ ہوا بڑھ کر عذاب کی صورت اختیار نہ کرے چنانچہ ایسے مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور خاص دعا واستغفار میں مشغول ہوجاتے اسی طرح یہ کسوف خسوف بھی اگرچہ طبعی اسباب کے تحت رونما ہوتے ہیں لیکن یہ اگر اپنی معروف حد سے بڑھ جائیں تو عذاب بن سکتے ہیں۔ خاص طور پر جدید سائنس کی تحقیق کے مطابق کسوف وخسوف کے لمحات انتہائی نازک ہوتے ہیں کیونکہ کسوف کے وقت چاند، سورج اور زمین کے درمیان حائل ہوجاتا ہے تو سورج اور زمین دونوں اپنی کشش ثقل سے اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں ان لمحات میں خدانخواستہ اگر کسی ایک جانب کی کشش غالب آجائے تو اجرام فلکیہ کا سارا نظام درہم برہم ہوجائے گا لہٰذا ایسے نازک وقت میں رجوع الی اللہ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

مسئلہ: صلوٰۃ کسوف جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے بعض مشائخ حنفیہ اس کے وجوب کے قائل ہیں جبکہ امام مالک نے اسے جمعہ کا درجہ دیا ہے **وقیل انها** فرض کفایہ پھر امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز کسوف باقی نمازوں کی طرح ہے ہر رکعت میں ایک رکوع ائمہ ثلاثہ کے ہاں ہر رکعت میں دو رکوع۔ **امام ابوحنیفہ کے دلائل: باب كل ركعة بركوع واحد** کے تحت کی احادیث ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کے دلائل: باب كل ركعة ركعتين کے تحت احادیث ہیں۔

جواب: رکوع کی تعداد میں احادیث مضطرب اور مختلف ہیں ایک سے پانچ تک رکوع کا ذکر ہے جب روایات مختلف ہیں اور واقعہ ایک ہے تو جو روایت اصول کے موافق اور متیقن ہے وہ راجح ہے اور وہ وحدۃ رکوع ہے جیسا کہ عام نمازوں میں اصول ہے۔

سوال: دو رکوع ثقہ کی زیادۃ ہے لہٰذا معتبر ہے؟ **جواب:** دو سے زیادہ رکوع بھی ثقہ کی زیادۃ ہے لہٰذا معتبر ہے **فما هو جوابكم فهو جوابنا** **جواب** نمبر (۲) حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں نماز کسوف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت و دوزخ اور امور عجیبہ کا مشاہدہ فرمایا اس لیے نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صحابہ کا تقدم تاخر مذکور ہے تو یہ تعدد رکوع خاص حالات کی وجہ سے تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش آئے لہٰذا یہ آپ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے امت کو عام معہود صلوٰۃ کا ارشاد فرمایا **صلّو** کا **حدث صلوة صليتموها من المكتوبه** یعنی ابھی قریب میں جو تم نے نماز پڑھی یعنی فجر کی نماز اگر امت کے لیے بھی یہ تعدد رکوع کا حکم ہوتا تو ان کو یوں ارشاد ہوتا **صلو كما رأيتموني صلّيت**۔

مذہب احناف کی وجوہ ترجیح: (۱) اصول نماز کے موافق ہے۔ ھو وحدۃ الرکوع (۲) اس کی بناء پر قولی حدیث پر ہے قولی فعلی سے راجح ہے۔

۱۰۱۱۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' بلاشبہ سورج اور چاند لوگوں میں سے کسی کی موت پر گرہن زدہ نہیں ہوتے اور لیکن یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں تو جب تم انہیں دیکھو کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۱۲۔ وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ اِنْكَسَفَ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی' لوگوں نے کہا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج گرہن زدہ ہو گیا ہے' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' کسی کی موت اور زندگی پر گرہن زدہ نہیں ہوتے' جب تم اسے دیکھو تو اس کے روشن ہونے تک اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو اور نماز پڑھو۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۱۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے دو آیتیں ہیں کہ کسی کی موت اور زندگی پر گرہن زدہ نہیں ہوتے جب تم انہیں اس طرح دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو' اس کی بڑائی' بیان کرو اور صدقہ کرو۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ : کا مطلب یہ ہے کہ چاند و سورج گرہن کے وقت اگر نماز کے وقت مکروہ نہ ہوں تو کسوف و خسوف کی نماز پڑھو اور اگر اوقات مکروہہ ہوں تو پھر نماز نہ پڑھو بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر نیز استغفار میں مشغول ہو جاؤ لیکن یہ بات جان لو کہ یہ حکم استحبابی ہے واجب کے طور پر نہیں۔ کیونکہ نماز خسوف وکسوف واجب نہیں ہے بلکہ باتفاق جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے۔

۱۰۱۴۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ سورج اور چاند کسی ایک کی موت اور زندگی پر گرہن زدہ نہیں ہوتے اور لیکن یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جب تم انہیں دیکھو تو نماز پڑھو۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۱۵۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَّخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَا رَاَيْتُهٗ قَطُّ يَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ

فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ''سورج گرہن زدہ ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوگئے' آپ گھبراتے تھے کہ قیامت نہ ہو آپ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے بہت لمبے قیام' رکوع اور سجود کے ساتھ نماز ادا فرمائی' میں نے آپ کو کبھی بھی ایسا (لمبا قیام' رکوع' سجود) فرماتے نہیں دیکھا اور آپ نے فرمایا' یہ نشانیاں اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں' نہ کسی کی موت پر ہوتی ہیں' نہ زندگی پر اور لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتے ہیں' پس جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو ڈرو اللہ تعالیٰ کے ذکر' دُعا اور اس سے استغفار کی طرف۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۱۶۔ وَعَنْ اَسْمَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالْعِتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کے متعلق فرمایا۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

باب صلوة الکسوف بخمس رکوعات فی کل رکعة

باب: نماز کسوف کی ہر رکعت میں پانچ رکوع

۱۰۱۷۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَقَرَأَ سُوْرَةً مِّنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةً مِّنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْا حَتّٰى انْجَلٰى كُسُوْفُهَا. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج میں گرہن لگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو آپ نے طوال سورتوں میں سے ایک سورۃ تلاوت فرمائی' آپ نے پانچ رکوع اور سجدے فرمائے' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوگئے تو بھی طویل سورتوں میں سے ایک سورۃ تلاوت فرمائی' پانچ رکوع اور دو سجدے فرمائے' پھر اسی طرح بیٹھے رہے' جیسا کہ آپ قبلہ رُخ تھے' دُعا فرماتے رہے ہیں یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۱۰۱۸۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا صَلَّاهَا اَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ غَيْرِيْ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَّصَحَّحَهٗ.

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا ''سورج میں گرہن لگ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر پانچ رکوع اور دو سجدے کیے' پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا' پھر سلام پھیرا' پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میرے سوا یہ نماز کسی نے نہیں پڑھی۔'' یہ حدیث ابن جریر نے نقل کی ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

۱۰۱۹۔ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ نُبِّئْتُ اَنَّ الشَّمْسَ كَسَفَتْ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْكُوْفَةِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ خَمْسَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ خَمْسَ رَكْعَاتٍ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ عِنْدَ الْخَامِسَةِ قَالَ عَشْرُ رَكْعَاتٍ وَّاَرْبَعُ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ۔

حسن نے کہا ''مجھے خبر دی گئی ہے کہ سورج میں گہن لگ گیا' اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' پانچ رکوع کیے' پھر پانچویں رکوع کے وقت دو سجدے کیے' پھر کھڑے ہو کر پانچ رکوع کیے' پھر پانچویں رکوع کے وقت دو سجدے کیے' کہا' دس رکوع اور چار سجدہ ہے۔'' یہ حدیث ابن جریر نے نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِتِّصَالُ الْحَسَنِ بِعَلِيٍّ ثَابِتٌ بِوُجُوْهٍ لٰكِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْ هٰذِهِ الْوَاقِعَةَ عَلٰى مَا يَقْتَضِيْهِ قَوْلُهُ نُبِّئْتُ۔

نیموی نے کہا حسن (بصریؒ) کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کئی طرح ثابت ہے لیکن وہ اس واقعہ میں حاضر نہیں ہوئے جیسا کہ (ان کا قول) مجھے خبر دی گئی ہے اس کا تقاضا کرتا ہے۔

باب کل رکعة باربع رکوعات

باب: ہر رکعت چار رکوع کے ساتھ

۱۰۲۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ وَالْاُخْرٰى مِثْلُهَا۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاٰخَرُوْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ صَلّٰى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گہن میں نماز پڑھی' آپ نے قراءۃ فرمائی' پھر رکوع' پھر رکوع' پھر قراءۃ' پھر رکوع' پھر قراءۃ' پھر رکوع' پھر سجدہ فرمایا' (ابن عباسؓ نے) کہا' اور دوسری رکعات بھی اسی طرح۔'' یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں ہے ''آپ نے چار سجدوں میں آٹھ رکوع فرمائے۔''

۱۰۲۱۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِلنَّاسِ فَقَرَأَ يٰسٓ اَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِّنْ قَدْرِ السُّوْرَةِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَامَ قَدْرَ السُّوْرَةِ يَدْعُوْ وَيُكَبِّرُ ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ قِرَاءَتِهٖ اَيْضًا ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَامَ اَيْضًا قَدْرَ السُّوْرَةِ ثُمَّ رَكَعَ قَدْرَ ذٰلِكَ اَيْضًا حَتّٰى صَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ فَفَعَلَ كَفِعْلِهٖ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ جَلَسَ يَدْعُوْ وَيَرْغَبُ حَتَّى انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ فَعَلَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا ''سورج میں گہن لگ گیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی تو سورۃ یٰسین یا اس جیسی کوئی سورۃ تلاوت کی' پھر سورۃ کی مقدار (طویل) رکوع کیا' پھر سر اٹھایا تو سمع اللہ لمن حمدہ کہا' پھر سورۃ کی

مقدار کھڑے ہو کر دعا کرتے اور کہتے رہے' پھر اپنی قراءۃ کی مقدار رکوع کیا' پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ' پھر بھی سورۃ کی مقدار کھڑے رہے' پھر اتنی مقدار رکوع کیا یہاں تک کہ چار رکوع کیے' پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ' پھر سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے تو ایسا ہی کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا تھا' پھر بیٹھ کر دعا کرتے رہے اور ترغیب دیتے رہے یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا' پھر حدیث بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی عمل فرمایا۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب ثلاث رکوعات فی کل رکعۃ۔ باب: ہر رکعت میں تین رکوع

۱۰۲۲۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ مَاتَ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ اِنَّمَا انْکَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاھِیْمَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ سِتَّ رَکَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ اَلْحَدِیْثَ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے سورج میں گہن لگ گیا' لوگوں نے کہا' حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی' آپ نے چار سجدوں کے ساتھ چھ رکوع فرمائے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۲۳۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ سِتَّ رَکَعَاتٍ فِیْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاہُ النَّسَآئِیُّ وَاَحْمَدُ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار سجدوں میں چھ رکوع فرمائے۔ یہ حدیث نسائی اور احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۲۴۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ صَلّٰی فِیْ کُسُوْفٍ فَقَرَأَ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ سَجَدَ وَالْاُخْرٰی مِثْلُھَا۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے سورج گہن میں نماز پڑھائی تو قراءۃ فرمائی' پھر رکوع' پھر قراءۃ' پھر رکوع' پھر قراءۃ' پھر رکوع' پھر سجدہ فرمایا اور دوسری رکعت اسی طرح ادا فرمائی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب کل رکعۃ برکوعین۔ باب: ہر رکعت دو رکوع کے ساتھ

۱۰۲۵۔ عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَتْ خُسِفَتِ الشَّمْسُ فِیْ حَیٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَآئَہٗ فَکَبَّرَ فَاقْتَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قِرَآئَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سورج میں گہن لگ گیا‘ آپ مسجد کی طرف تشریف لے گئے تو لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بنائی۔ آپ نے تکبیر کہی‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبی قرأت فرمائی‘ پھر آپ نے تکبیر کہہ کر ایک لمبا رکوع فرمایا‘ پھر آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ فرمایا‘ تو کھڑے ہو گئے اور سجدہ نہیں فرمایا اور لمبی قرأت فرمائی۔ یہ پہلی قرأت سے کم تھی‘ پھر تکبیر کہی اور لمبا رکوع فرمایا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا‘ پھر سجدہ فرمایا‘ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح عمل فرمایا تو آپ نے چار رکوع چار سجدوں کے ساتھ کیے‘ آپ کے سلام پھیرنے سے پہلے سورج روشن ہو گیا۔‘‘ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۲۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلاً وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلاً وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج میں گہن لگ گیا‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی تو لمبا قیام فرمایا‘ تقریباً سورۃ بقرہ کی قراءۃ کی مقدار‘ پھر ایک لمبا رکوع فرمایا‘ پھر (رکوع سے) اُٹھے تو لمبا قیام فرمایا‘ وہ پہلے قیام سے کم تھا‘ پھر ایک لمبا رکوع فرمایا‘ وہ پہلے رکوع سے کم تھا‘ پھر سجدہ فرمایا‘ پھر لمبا قیام فرمایا‘ وہ پہلے قیام سے کم تھا‘ پھر ایک لمبا رکوع فرمایا‘ وہ پہلے رکوع سے کم تھا‘ پھر اُٹھے تو لمبا قیام فرمایا‘ وہ پہلے قیام سے کم تھا‘ پھر ایک لمبا رکوع فرمایا‘ وہ پہلے رکوع سے کم تھا‘ پھر سجدہ فرمایا‘ پھر سلام پھیرا اور تحقیق سورج روشن ہو چکا تھا۔‘‘ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۲۷۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَاَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ نَحْوًا مِّنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں سخت گرمی کے دن سورج میں گہن لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی' آپ نے لمبا قیام فرمایا' یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم گرنے لگے' پھر آپ نے لمبا رکوع فرمایا' پھر اُٹھے تو لمبا قیام فرمایا' پھر لمبا رکوع فرمایا' پھر اُٹھے تو لمبا (قومہ) فرمایا' پھر دو سجدے فرمائے' پھر آپ نے کھڑے ہو کر اسی طرح عمل فرمایا تو یہ چار رکوع اور چار سجدے ہوئے۔ یہ حدیث مسلم' احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

باب كل ركعة ركوع واحد. باب: ہر رکعت ایک رکوع کے ساتھ

١٠٢٨۔ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَجُرُّ رِدَآئَهٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَیْنِ. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَزَادَ كَمَا تُصَلُّوْنَ وَابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ رَكْعَتَیْنِ مِثْلَ صَلٰوتِكُمْ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ سورج کو گہن لگ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر مبارک گھسیٹتے ہوئے (یعنی جلدی سے) کھڑے ہوئے' یہاں تک کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے تو ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے' آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔ یہ حدیث بخاری اور نسائی نے نقل کی ہے۔ نسائی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں۔ ''(دو رکعتیں) جیسا کہ تم پڑھتے ہو۔'' اور ابن حبان نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں' ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''دو رکعتیں تمہاری نماز کی طرح۔''

١٠٢٩۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا اَنَا اَرْمِیْ بِاَسْهُمِیْ فِیْ حَیَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَا یُحْدِثُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِی انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْیَوْمِ فَانْتَهَیْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ رَافِعٌ یَّدَیْهِ یَدْعُوْ وَیُكَبِّرُ وَیُحَمِّدُ وَیُهَلِّلُ حَتّٰی جُلِیَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَءَ سُوْرَتَیْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَیْنِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّالنَّسَآئِیُّ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

حضرت عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عن نے کہا ''اس وقت جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں جب ایک دفعہ میں تیر اندازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج گہن زدہ ہو گیا تو میں نے وہ تیر پھینک دیئے اور کہا میں ضرور ضرور دیکھوں گا کہ آج کے دن سورج کے گہن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا عمل پیش آتا ہے' میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ ہاتھ اُٹھائے ہوئے دُعا فرما رہے تھے' تکبیر کہہ رہے تھے' اللہ تعالیٰ کی حمد اور لا الہ الا اللہ کہہ رہے تھے' یہاں تک کہ سورج سے گہن ختم ہو گیا تو آپ نے دو سورتیں تلاوت فرمائیں اور دو رکوع فرمائے۔'' یہ حدیث مسلم اور نسائی نے نقل کی ہے (اور نسائی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں) عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا ''تو آپ نے دو رکوع اور چار سجدے ادا فرمائے۔''

١٠٣٠۔ وَعَنْ قَبِیْصَةَ الْهِلَالِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَزِعًا یَّجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاَنَا مَعَهٗ یَوْمَئِذٍ بِالْمَدِیْنَةِ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ فَاَطَالَ فِیْهِمَا الْقِیَامَ

ثُمَّ انْصَرَفَ وَانْجَلَتْ فَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ يُخَوِّفُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهَا فَاِذَا رَأَيْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت قبیصہ الہلالی رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں سورج میں گہن لگ گیا تو آپ گھبرا کر چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے' میں اس دن مدینہ منورہ میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں' ان میں قیام لمبا فرمایا' پھر آپ نے سلام پھیرا اور سورج روشن ہو گیا تو آپ نے فرمایا' یہ نشانیاں ہیں' اللہ عزوجل ان کے ساتھ ڈراتے ہیں' پس تم جب یہ نشانیاں دیکھو' نماز پڑھو' جیسا کہ تم نے ابھی سب سے قریب فرض نماز پڑھی ہے (احدث بمعنی اقرب یعنی فجر کی نماز)۔ '' یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۳۱۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ نَرْمِیْ غَرَضَيْنِ لَنَا حَتّٰی اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ قِيْدَ رُمْحَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ فِیْ عَيْنِ النَّاظِرِ مِنَ الْاُفُقِ اسْوَدَّتْ حَتّٰی اٰضَتْ كَاَنَّهَا تَنُّوْمَةٌ فَقَالَ اَحَدُنَا لِصَاحِبِهٖ انْطَلِقْ بِنَا اِلَی الْمَسْجِدِ فَوَاللّٰهِ لَيُحْدِثَنَّ شَاْنُ هٰذِهِ الشَّمْسِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ اُمَّتِهٖ حَدَثًا قَالَ فَدُفِعْنَا فَاِذَا هُوَ بَارِزٌ فَاسْتَقْدَمَ فَصَلّٰی فَقَامَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا قَامَ بِنَا فِیْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا رَكَعَ بِنَا فِیْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا قَالَ ثُمَّ سَجَدَ بِنَا كَاَطْوَلِ مَا سَجَدَ بِنَا فِیْ صَلٰوةٍ قَطُّ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰی مِثْلَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت سمرۃ جندب رضی اللہ عنہ نے کہا ''اس وقت جب کہ میں اور انصار کا ایک لڑکا اپنے اپنے نشانوں پر تیر پھینک رہے تھے' یہاں تک کہ بادی النظر میں جب سورج اُفق سے دو یا تین نیزوں کی مقدار بلند ہوا تو سورج سیاہ ہو گیا' یہاں تک ہو گیا گویا کہ وہ تنومہ بوٹی ہے' تو ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا' ہمارے ساتھ مسجد میں چلو' خدا کی قسم! سورج کی یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنی اُمت کے بارے میں ضرور کوئی نئی بات پیدا کرے گی' راوی نے کہا' ہم تیز رفتاری کی وجہ سے گویا کہ دھکیلے جاتے ہیں اور اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لا چکے تھے' آپ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھی' آپ نے ہمارے ساتھ اتنا لمبا قیام فرمایا کہ کبھی بھی آپ نے ہمارے ساتھ کسی نماز میں اتنا لمبا قیام نہیں فرمایا' ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے۔ سمرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر آپ نے اتنا لمبا رکوع فرمایا کہ ہمارے ساتھ کبھی بھی آپ نے کسی نماز میں اتنا لمبا رکوع نہیں فرمایا' ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے' انہوں نے کہا' پھر آپ نے ہمارے ساتھ سجدہ فرمایا کہ ہمارے ساتھ کبھی بھی آپ نے اتنا لمبا سجدہ نہیں فرمایا' ہم آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے' پھر آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح عمل فرمایا۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۳۲۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ ثُمَّ رَكَعَ فَلَمْ يَكَدْ

يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ ثُمَّ رَفَعَ فَلَمْ يَكَدْ يَسْجُدُ ثُمَّ سَجَدَ فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ وَفَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں سورج کو گہن لگ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نماز میں) قیام فرمایا (کافی دیر تک) رکوع نہ فرمایا' پھر رکوع فرمایا' تو اُٹھے نہیں' پھر اُٹھے تو سجدہ نہیں فرمایا' پھر سجدہ فرمایا تو اُٹھے نہیں' پھر اُٹھے' تو سجدہ نہیں فرمایا' پھر سجدہ فرمایا تو اُٹھے نہیں' پھر اُٹھے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح فرمایا۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۰۳۳۔ وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَلَا وَاِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا كَذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى الْمَسَاجِدِ ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ فِيْمَا نُرٰى بَعْضَ الٓرٰ كِتٰبٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ اعْتَدَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْاُوْلٰى۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ ن کہا ''جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے' سورج میں گہن لگ گیا' تو لوگوں نے کہا' حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' بلاشبہ سورج اور چاند اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' آگاہ ہوا یہ دونوں نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے گہن زدہ ہوتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے' جب تم انہیں اس طرح دیکھو تو گھبرا کر مسجد کی طرف جاؤ' پھر آپ نے قیام فرمایا تو ہمارے خیال میں آپ نے ''الٓرٰ کتب'' کچھ حصہ تلاوت فرمایا' پھر آپ نے رکوع فرمایا' پھر آپ سیدھے کھڑے ہوئے' پھر آپ نے دو سجدے کیے' پھر آپ نے کھڑے ہو کر اسی طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۰۳۴۔ وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ نَحْوًا مِّنْ صَلٰوتِكُمْ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج گہن میں نماز ادا فرمائی' جیسا کہ تمہاری نماز ہے۔ آپ رکوع اور سجدہ فرماتے۔ یہ حدیث احمد اور نسائی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۳۵۔ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خُسِفَتِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ فَصَلُّوْا كَاَحْدَثِ صَلٰوةٍ صَلَّيْتُمُوْهَا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ مِّنَ الْمَكْتُوْبَةِ وَاِسْنَادُهُمَا صَحِيْحٌ۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب سورج اور چاند میں گہن

لگ جائے تو نماز پڑھو' جیسا کہ تم نے ابھی سب سے قریب نماز پڑھی ہے۔'' یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں نسائی نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں'' جیسا کہ تم نے ابھی' فرض نماز پڑھی ہے اور دونوں کی اسناد صحیح ہے۔''

باب القرأة بالجهر فی صلوٰۃ الکسوف۔ باب: نماز کسوف میں قراءۃ آہستہ آواز سے کرنا

مسئلہ: امام ابوحنیفہ امام مالک امام شافعی کے نزدیک نماز کسوف میں قرأت سری ہے۔ امام احمد اور صاحبین کے نزدیک قرأت جہری ہے جمہور کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں اور **امام احمد و صاحبین کی دلیل:** حدیث باب ہے **جواب:** (۱) بعض آیات کا جہر تعلیم کی غرض سے تھا جیسے بعض روایات سے نماز ظہر میں جہر مذکور ہے۔ **جواب:** (۲) مردوں کی روایت راجح ہے کیونکہ وہ اقرب الی الامام تھے۔

۱۰۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِي الْخُسُوْفِ بِقِرَآءَتِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو سورج گہن میں نماز پڑھائی' ہم آپ کی آواز نہیں سنتے تھے۔ یہ حدیث اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب الاخفاء بالقرأة فی صلوٰۃ الکسوف۔ باب: سورج گرہن کی نماز میں اونچی آواز سے قراءۃ کرنا

۱۰۳۷۔ عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز خسوف میں اپنی قراءۃ کو بلند فرمایا' آپ نے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۳۸۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ اَسْمَعْ لَهٗ قِرَاءَةً۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا'' سورج گہن کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک میں نماز پڑھی تو میں نے آپ کی قراءۃ نہیں سنی۔'' یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب صلوٰۃ الاستسقاء۔ باب: بارش مانگنے کے لیے نماز

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز استسقاء جماعت کے ساتھ مستحب ہے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے قدوری میں الصلوٰۃ لیست بسنة اس کا مطلب یہ ہے کہ لیست بسنة مؤكدة۔

امام ابوحنیفہ کی دلیل: کتاب وسنت سے استسقاء کی تین صورتیں ثابت ہیں:

(۱) فقط استغفار ارشاد باری ہے فقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا۔

(۲) دعا خطبہ جمعہ کے دوران دعا حضرت انس کی قوی حدیث میں ہے کہ آپ علیہ السلام جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اموال ہلاک ہو گئے آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور یوں مانگی: اللّٰھم اغثنا الخ (ابوداؤد)

(۳) نماز استسقاء حاصل یہ ہے سنیت استسقاء نماز میں منحصر نہیں ہے۔ **دوسری دلیل**: استسقاء کی اکثر احادیث بھی نماز کے ذکر سے خالی ہیں بلکہ صرف دعا کا ذکر ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سفر السعادۃ کی شرح میں تحریر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استسقاء یعنی بارش کی دعا چھ مرتبہ ثابت ہے ان چھ میں صرف ایک مرتبہ میں نماز کا ثبوت ملتا ہے اس لیے امام صاحب فرمانے میں استسقاء کی حقیقت دعا اور استغفار ہے کما قال اللہ تعالیٰ استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا۔ آیت کریمہ میں نزول مطر کو استغفار پر مرتب کیا گیا ہے بہرحال جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کا ثبوت ایک آدھ مرتبہ ہے تو پھر نماز کو سنت کیسے کہہ سکتے ہیں اس لیے مسنون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائمی معمول کو یا کم از کم اکثری معمول کہتے ہیں۔

۱۰۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِي قَالَ فَحَوَّلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُو ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ. رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس دن آپ بارش مانگنے کے لیے باہر تشریف لے گئے' عبداللہ نے کہا' آپ نے اپنی پشت مبارک لوگوں کی طرف پھیری اور قبلہ کی طرف رُخِ انور فرما کر دُعا کی' پھر اپنی چادر مبارک اُلٹائی پھر ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے اور بخاری نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں ''آپ نے دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قراءۃ فرمائی۔''

صلوٰۃ الاستسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً دو رکعت نماز پڑھی جائے نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام لوگوں کو خطبہ دے اور اثناء خطبہ میں تحویل میں رداء کرے اور پھر خطبہ پورا ہونے کے بعد امام مستقبل قبلہ کھڑا ہو کر دعا مانگے۔

ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ : **مسئلہ**: تحویل رداء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں کے لیے مسنون ہے جبکہ حنفیہ اور بعض مالکیہ کے نزدیک یہ صرف امام کے حق میں سنت ہے حنفیہ کا کہنا یہ ہے کہ روایات میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحویل رداء کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ ایک غیر مدرک بالقیاس عمل ہے لہٰذا اپنے مورد میں منحصر رہے گا مقتدی کو امام پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا۔

۱۰۴۰۔ وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلّٰى وَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَإِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ میں تشریف لے گئے اور بارش طلب فرمائی' اپنی چادر مبارک اُلٹی' جب رُخ انور قبلہ کی طرف فرمایا' خطبہ سے پہلے نماز سے ابتداء فرمائی' پھر قبلہ کی طرف رُخ انور فرما کر دُعا فرمائی۔'' یہ حدیث احمد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

١٠٤١۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اسْتَسْقٰى وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ لَّهٗ سَوْدَآءُ فَاَرَادَ اَنْ يَّاْخُذَ بِاَسْفَلِهَا فَيَجْعَلَهٗ اَعْلَاهَا فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ فَقَلَّبَهَا عَلَيْهِ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَالْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے لیے دُعا فرمائی' آپ پر آپ کی کالی کمبلی تھی' آپ نے اس کے نچلے حصے کو پکڑ کر اوپر اُٹھانا چاہا' یہ آپ پر مشکل ہو گیا تو آپ نے اس کے دائیں طرف کو بائیں پر اور بائیں کو دائیں اُلٹ دیا۔'' یہ حدیث احمد اور ابوداؤ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ : یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر کی تحویل شروع میں اس طور پر کرنا چاہتے تھے کہ اعلیٰ کو اسفل اور اسفل کو اعلیٰ کر دیں مگر یہ نہ ہو سکا اس میں دشواری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحویل رداء کی دوسری صورت اختیار فرمائی چادر کے ایمن کو ایسر اور ایسر کو ایمن کر دیا بذل میں لکھا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ چادر مدوّر رہوا گر مربع ہو تو اعلیٰ کو اسفل اور اسفل کو اعلیٰ کریں گے اور اگر قباء ہو تو اس کو پلٹ دے یعنی باہر کا حصہ اندر کو اور اندر کا حصہ باہر کو کر دے۔

١٠٤٢۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَّسْتَسْقِىْ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَّدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَآئَهٗ فَجَعَلَ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَالْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے جس دن آپ نے بارش کے لیے دُعا مانگی' آپ نے ہمیں بغیر اذان اور اقامت دو رکعتیں پڑھائی' پھر ہمیں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی اور ہاتھ اُٹھاتے ہوئے اپنا رخِ انور قبلہ شریف کی طرف پھیرا' پھر اپنی چادر مبارک اُلٹ دی تو دائیں حصہ کو بائیں پر اور بائیں کو دائیں پر کیا۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

١٠٤٣۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ شَكَا النَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَاَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهٗ فِى الْمُصَلّٰى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَّخْرُجُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَدَاَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِيْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمْ

اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَکُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَکُمْ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ فِي الرَّفْعِ حَتّٰى بَدَأَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَقَلَّبَ اَوْ حَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَهُوَ رَافِعٌ يَّدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَنْشَأَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَاْتِ مَسْجِدَهٗ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُوْلُ فَلَمَّا رَاٰى سُرْعَتَهُمْ اِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارش رُکنے کی شکایت کی' آپ نے منبر کے بارے میں فرمایا تو وہ آپ کے لیے عیدگاہ میں رکھ دیا گیا اور آپ نے لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ لوگ اس دن (عیدگاہ) کی طرف نکلیں' اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نکلے جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا' آپ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر تکبیر کہی اور اللہ عزوجل کی حمد بیان کی' پھر فرمایا' بلاشبہ تم نے اپنے شہروں کی خشک سالی کی شکایت کی ہے اور اپنے اول وقت سے بارش کے مؤخر ہونے کی شکایت کی ہے اور اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے مانگو اور تم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے۔ پھر آپ نے یہ دُعا فرمائی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ.

(تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں' وہ بے حد مہربان' انتہائی رحم فرمانے والے ہیں' بدلہ کے دن کے مالک ہیں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ جو ارادہ فرمائیں کرتے ہیں' اے اللہ! آپ اللہ ہیں' آپ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں' آپ غنی اور ہم محتاج ہیں' ہم پر بارش نازل فرما اور جو آپ نازل فرمائیں' اُسے ہمارے لیے ایک وقت مقررہ تک طاقت اور ضرورت پوری کرنے کا ذریعہ بنا دے۔)

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اُٹھائے' انہیں بلند فرماتے رہے' یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوگئی' پھر آپ نے اپنی پشت مبارک لوگوں کی طرف پھیری اور اپنی چادر مبارک اُلٹ دی۔ آپ ہاتھ اُٹھائے ہوئے تھے' آپ رُخِ انور لوگوں کی طرف فرما کر منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور دو رکعتیں نماز پڑھائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک گھٹا اُٹھائی' وہ گرجی اور چمکی' پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے برسنا شروع ہوگئی' آپ اپنی مسجد تک نہیں پہنچے تھے کہ نالے بہہ پڑے۔ جب آپ نے لوگوں کا اپنی پناہ گاہوں کی طرف تیزی سے بھاگنا دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے' یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے' آپ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں' بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور بلاشبہ میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے

نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اسکی اسناد جید ہے۔

فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ :اس حدیث عائشہؓ میں منبر کا ذکر ہے لیکن محدثین کا اس میں کلام ہے امام ابوداؤدؒ نے فرمایا **ھذا حدیث غریب** اسی طرح حافظ ابن قیم نے زادلمعاد میں ذکر منبر کے ثبوت میں تردد کا اظہار ہے اسی طرح روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ عید کی نماز کے لیے اخراج منبر نہیں ہوتا تھا بلکہ اس میں خطبہ زمین پر کھڑے ہو کر ہوتا اس لیے شراح نے لکھا ہے کہ اگر عید میں منبر پر نہیں ہوتا تھا تو استسقاء میں بطریق اولیٰ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس میں تو اظہار تواضع اور مسکنت زیادہ ہوتا ہے۔

۱۰۴۴۔ **وَعَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَمِيْرٌ مِّنَ الْأُمَرَاءِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَسْئَلُهُ عَنِ الْإِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّا مَنَعَهُ أَنْ يَّسْأَلَنِيْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُّبْتَذِلًا مُّتَخَشِّعًا مُّتَضَرِّعًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّيْ فِي الْعِيْدَيْنِ وَلَمْ يَخْطُبْ خُطْبَتَكُمْ هٰذِهٖ۔ رَوَاهُ النَّسَآئِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَإِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔**

اسحٰق بن عبداللہ بن کنانہ نے کہا ''امراء میں سے ایک امیر نے مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ ان سے استسقاء (بارش طلب کرنے) کے بارے میں پوچھوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' اسے کس چیز نے مجھ سے پوچھنے سے روکا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاجزی کرتے ہوئے' معمولی لباس پہنے خشوع کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے تشریف لے گئے تو آپ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ جیسا کہ آپ عیدین میں ادا فرماتے ہیں اور خطبہ نہیں دیا' جیسا کہ تم یہ خطبہ دیتے ہو۔'' یہ حدیث نسائی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

باب صلوٰۃ الخوف۔ باب: نمازِ خوف

فائدہ: افضل یہ ہے کہ دو جماعتیں بن جائیں ہر جماعت کو مستقل امام نماز پڑھائے اگر سب ایک امام کے پیچھے پڑھنے پر اصرار کریں تو پھر صلوٰۃ الخوف پڑھی جائے۔

فائدہ: صلوٰۃ الخوف ائمہ اربعہ اور ساری امت کے نزدیک مشروع ہے صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے امام ابو یوسف سے ایک روایت میں ہے کہ صلوٰۃ خوف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت تھی **لقولہ تعالیٰ و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ الآیۃ**۔

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام نے متعدد بار صلوٰۃ خوف پڑھی لہٰذا خصوصیت نہیں۔ باقی صیغہ خطاب وہ **واذا کنت** میں خطاب خصوصیت نہیں بلکہ خطاب عام ہے جیسے **خذ من اموالھم صدقۃ** میں ہے علامہ عینی نہایۃ شرح ھدایۃ میں لکھتے ہیں امام ابو یوسف کا رجوع ثابت ہے لہٰذا آپ بھی ائمہ اربعہ کے ساتھ ہیں۔

فائدہ: صلوٰۃ خوف کی ابتداء جمہور کے نزدیک غزوہ ذات الرقاع میں ہوئی جو ۴ھ میں پیش آیا وقیل ۵ھ وقیل ۶ھ وقیل ۷ھ۔

فائدہ: ابن العربی لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوبیس مرتبہ صلوٰۃ خوف پڑھی لیکن علامہ ابن القیم فرماتے ہیں دس

مرتبہ۔ ابن العربی فرماتے ہیں صلوۃ خوف کی کیفیت میں بہت سی روایات وارد ہیں ان میں زیادہ صحیح سولہ روایات ہیں جو آپس میں مختلف ہیں صلوٰۃ الخوف کی سب صورتیں جائز ہیں جواز میں کوئی اختلاف نہیں روایات میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک متون میں یہ صورت راجح ہے کہ ایک جماعت امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھے دوسری جماعت دشمن کے مقابل کھڑی ہو پھر پہلی جماعت دشمن کے مقابل چلی جائے اور دوسری جماعت امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھے، دوسری جماعت دشمن کے مقابل کھڑی ہو پھر پہلی جماعت دشمن کے مقابل چلی جائے اور دوسری جماعت امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھے پھر امام صاحب سلام پھیر دے پھر پہلی جماعت امام کے پیچھے آ کر دوسری رکعت پڑھ کر سلام پھیرے۔ یہ لاحق کی طرح قرأۃ نہیں کرے گی پھر دوسری جماعت امام کے پیچھے آ کر مسبوق کی طرح قرأت کرے اور رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے۔ شافعیہ کے نزدیک پہلی جماعت کو امام صاحب ایک رکعت پڑھا کر انتظار کرے وہ جماعت بقیہ نماز پڑھ کر سلام پھیر کر دشمن کے مقابل چلی جائے دوسری جماعت کے امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھے امام صاحب انتظار میں بیٹھا رہے اور دوسری جماعت بقیہ رکعت پڑھ لے اور پھر وہ تشہد پڑھ کر امام کے ساتھ اکٹھے سلام پھیر دے۔ مالکیہ اور حنبلیہ کی بھی تقریباً یہی صورت راجح ہے۔ احادیث دونوں طرح کی ہیں مگر حنفیہ کی اختیار کردہ صورت اصول نماز کے موافق ہے کہ مقتدی امام سے قبل رکوع سجدہ نہیں کرتا امامت کا موضوع منقلب نہیں ہوتا کہ امام مقتدی کا انتظار کرے **انما جعل الامام لیوتمّ به**۔ معروف حدیث ہے ائمہ ثلاثہ کی مختار صورت میں مقتدی امام سے قبل فارغ ہو جاتا ہے۔

۱۰۴۵۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَهٗ فَاخْتَرَطَهٗ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَخَافُنِيْ قَالَ لَا قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ قَالَ فَتَهَدَّدَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَغْمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهٗ قَالَ ثُمَّ نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَآئِفَةٍ رَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ وَّلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّالْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے' یہاں تک کہ جب ہم ذات الرقاع (جگہ کا نام) میں تھے' انہوں نے کہا جب ہم کسی سایہ دار درخت کے پاس آتے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (آرام کے لیے) چھوڑ دیتے تھے' انہوں نے کہا' مشرکین میں سے ایک شخص آیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار مبارک درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی' اس نے وہ پکڑ کر سونت لی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا ''کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں'' اس نے کہا' مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تجھ سے میری حفاظت فرمائیں گے۔'' جابر نے کہا' اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دھمکایا تو اس نے تلوار نیام میں ڈال دی اور اُسے لٹکا دیا' انہوں نے کہا ''پھر اذان

دی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ انہوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار رکعتیں تھیں اور لوگوں کی دو رکعتیں۔'' یہ حدیث مسلم نے اور بخاری نے تعلیقاً نقل کی ہے۔

۱۰۴۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَآءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف غزوہ میں شریک ہوا' ہم دشمن کے سامنے آئے تو ہم نے ان کے مقابلہ کے لیے صف بندی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے' ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ایک گروہ دشمن کی طرف متوجہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے رکوع اور دو سجدے فرمائے' پھر یہ لوگ اس گروہ کی جگہ چلے گئے جس نے نماز نہیں پڑھی' وہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے فرمائے' پھر سلام پھیرا' پھر ہر ایک نے ان میں سے کھڑے ہو کر اپنے لیے ایک رکوع اور دو سجدے کیے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

قِبَلَ نَجْدٍ: نجد بلند زمین کو کہتے ہیں یہاں نجد سے مراد نجد حجاز ہے نجد یمن مراد نہیں ہے۔

۱۰۴۷۔ وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْاِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْاِمَامُ رَكْعَةً فَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ وَلَمْ يُصَلُّوْا فَاِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً نِ اسْتَاْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يصلوا فَيُصَلُّوْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْاِمَامُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ اَنْ يَّنْصَرِفَ الْاِمَامُ فَيَكُوْنَ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ فان كان خوفًا هو اَشَدُّ من ذالك صَلَّوا رجالا قيامًا على اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةَ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَآ اَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُؤَطَّا ثُمَّ الْبُخَارِيُّ مِنْ طَرِيْقِهٖ فِيْ كِتَابِ التَّفْسِيْرِ مِنْ صَحِيْحِهٖ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نماز خوف کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے ''امام اور لوگوں کا ایک گروہ آگے بڑھے' امام ان کو ایک رکعت پڑھائے' ان میں سے وہ گروہ جس نے نماز نہیں پڑھی' امام اور دشمن کے درمیان

ہو جائے' جب وہ لوگ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لیں' پیچھے ہٹ جائیں' ان لوگوں کی جگہ پر جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں اور وہ لوگ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی' وہ آگے بڑھ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے' پھر امام سلام پھیر دے اور وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کھڑا ہو کر اپنی ایک ایک رکعت پڑھ لیں' پس دونوں گروہوں میں سے ہر ایک دو رکعتیں پڑھ چکا ہوگا' اگر خوف اس سے زیادہ سخت ہو جائے تو لوگ پیدل اپنے قدموں پر کھڑے نماز پڑھیں یا سواری کی حالت میں' قبلہ کی طرف منہ ہو یا نہ ہو' مالک نے بیان کیا کہ نافع نے کہا' میرا خیال تو یہی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ (طریقہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ یہ حدیث مالک نے مؤطا میں' پھر بخاری نے انہی کے واسطہ سے اپنی صحیح کی کتاب التفسیر میں نقل کی ہے۔

قَالَ النِّيْمَوِيُّ اِنَّ صَلٰوةَ الْخَوْفِ لَهَا اَنْوَاعٌ مُّخْتَلِفَةٌ وَّصِفَاتٌ ...... وَّرَدَتْ فِيْهَا اَخْبَارٌ صَحِيْحَةٌ۔

نیموی نے کہا' نماز خوف کی مختلف قسمیں اور مختلف طریقے ہیں جو صحیح احادیث میں آئے ہیں۔

ابواب الجنائز

باب تلقين المحتضر ۔ باب: قریب المرگ کو کلمہ کی تلقین کرنا

۱۰۴۸۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِیَّ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے قریب المرگ لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔'' یہ حدیث بخاری کے علاوہ محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۱۰۴۹۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ' اپنے قریب المرگ لوگوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۵۰۔ وَعَنْ مُّعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جس شخص کا (زندگی میں) آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو گیا' وہ جنت میں داخل ہو گیا۔'' یہ حدیث ابو داؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

اس حدیث میں تلقین کے مقصد اور غرض کی طرف اشارہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین سے مقصد یہ ہے کہ وہ شخص اپنی آخری کلام میں کلمہ پڑھ لے۔ علماء نے کہا ہے کہ تلقین کے بعد اگر وہ کلمہ پڑھ لے تو خاموشی اختیار کرنی چاہیے دوبارہ تلقین نہیں کرنی چاہیے الا یہ کہ وہ دوسری دنیاوی کلام میں مشغول ہو گیا ہو۔

باب توجیه المحتضر الی القبلة ۔ باب: مرنے والے کا قبلہ کی طرف منہ کرنا

۱۰۵۱ ۔ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ سَاَلَ عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالُوْا تُوُفِّیَ وَاَوْصٰی اَنْ یُّوَجَّهَ اِلَی الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ ذَهَبَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ ۔ رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرِكِ وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو براء بن معرور ؓ کے بارہ میں دریافت فرمایا' لوگوں نے کہا'' اس نے وفات پائی اور وصیت کی کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف کردیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اس نے فطرت (دین) کو پالیا ہے' پھر تشریف لے جا کر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔'' یہ حدیث حاکم نے مستدرک میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

باب قرأة یٰس عند المیت ۔ باب: میت کے پاس سورۃ یٰسین پڑھنا

۱۰۵۲ ۔ عَنْ مَّعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْرَئُوْا یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَآئِیُّ وَاَعَلَّهٗ ابْنُ الْقَطَّانِ وَصَحَّحَهٗ ابْنُ حِبَّانَ ۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' اپنے مرنے والوں کے پاس سورۃ یٰسین پڑھو۔'' یہ حدیث ابوداؤد' ابن ماجہ اور نسائی نے نقل کی ہے' ابن القطان نے اسے معلول قرار دیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حکم کی خاص حکمت اور مصلحت اللہ ہی جانتا ہے البتہ اتنی بات ظاہر ہے کہ یہ سورۃ دین وایمان سے متعلق بڑے اہم مضامین پر مشتمل ہے اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس کا بڑا موثر اور تفصیلی بیان ہے۔ اور ایک حکمت یہ بھی لکھی گئی ہے کہ اس وقت آدمی ضعف کی وجہ سے زبان سے تلفظ ادا نہیں کرسکتا اور اس وقت اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے ادھر حدیث میں ہے کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن مجید کا دل سورۃ یٰسٓ ہے تو اس موقع پر سورۃ یٰسٓ پڑھنا اس کے دل کی تسلی اور تقویت کے لیے ہے۔

باب تغمیض المیّت ۔ باب: میت کی آنکھیں بند کرنا

۱۰۵۳ ۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لے گئے' ان کی نگاہ پھٹ چکی تھی تو آپ نے ان کی آنکھیں بند فرمادیں' پھر فرمایا' جب روح قبض کی جاتی ہے تو نگاہ اس کے پیچھے لگتی ہے' اس کے گھر

والوں میں سے کچھ لوگوں نے چیخ وپکار کی تو آپ نے فرمایا' اپنے بارہ میں اچھی ہی دُعا کرو' بلاشبہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔'' پھر آپ نے یہ دُعا فرمائی:

''اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِي قَبْرِهِ۔''

(اے اللہ! ابوسلمہ کو بخش دے اور ان کا درجہ مہدیین میں بلند فرمائیں اور آپ ان کے پسماندگان میں ان کے نائب بن جائیں' اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہماری اور ان کی مغفرت فرمائیں' ان کی قبریں کشادہ فرمادیں اور ان کی قبر میں روشنی فرمادیں۔) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

فَأَغْمَضَهُ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ بالاتفاق موت کے بعد اغماض مستحب ہے اس کی حکمت یہ ہے اس کی ہیئت بدلے نہیں۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں جب آدمی کی روح نکلتی ہے تو روح نکلتے ہی آنکھ کی روشنی ختم ہو جاتی ہے اب اس آنکھ کو بند کر دینا چاہیے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اُس وقت منہ بھی بند کر دیا جائے تاکہ اس کی ہیئت خراب نہ ہو۔

وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ: پچھلے لوگوں میں جو اس کے اقارب ہیں ان کا تو قائم مقام بن جا۔

باب تسجية الميت۔ باب: میت کو کپڑے سے ڈھانکنا

۱۰۵۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو انہیں یمنی چادر سے ڈھانک دیا گیا۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب غسل الميت۔ باب: میت کو غسل دینا

۱۰۵۵۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتْ اِبْنَتُهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي إِزَارَهُ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمْ اِبْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا۔

اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کی لخت جگر کی وفات ہوئی تو ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے فرمایا'' اسے تین یا پانچ بار اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ پانی اور بیری (پانی جس میں بیری کے پتے پکائے گئے ہوں) کے ساتھ غسل دو اور آخری بار کافور لگا دو یا فرمایا کافور میں سے تھوڑا سا' پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کر دو' پس جب ہم فارغ ہوئے ہم نے آپ کو اطلاع کر دی تو آپ نے ہمیں اپنی چادر مبارک دی اور فرمایا' اس چادر کو اس کا شعار (یعنی جسم

کے ساتھ لگنے والا کپڑا) بنادو' یعنی اس کا ازار بنادو۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے اور ان کی ایک روایت میں ہے :''(غسل دیتے وقت) اس کے دائیں جانب اور وضوء (میں دُھلنے والی جگہوں) سے ابتداء کرو۔''

مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے ہے کہ جس صاحبزادی کو غسل دینے کا ذکر ہے یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں جو ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں ان کی وفات ۸ھ کی اوائل میں ہوئی تھی اس حدیث میں بیری کے پتوں کے ساتھ ابالے ہوئے پانی سے غسل دینے کا ذکر ہے ایسا پانی جسم سے میل وغیرہ کو خوب صاف کرتا ہے ہمارے زمانے میں جس مقصد کے لیے نہانے میں طرح طرح کے صابون استعمال کئے جاتے ہیں اس زمانہ میں اس مقصد کے لیے بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیا ہوا پانی استعمال کیا جاتا تھا مقصد صرف یہ ہے کہ میت کے جسم سے ہر قسم کے میل کچیل کی صفائی کا پورا اہتمام کیا جائے اسی لئے حکم فرمایا کہ غسل کم سے کم تین دفعہ دیا جائے اور اگر اس سے زیادہ مناسب سمجھا جائے تو چونکہ طاق عدد اللہ کو محبوب ہے اس لیے اس کا لحاظ رکھا جائے یعنی تین یا پانچ دفعہ اور اگر ضرورت محسوس ہو تو اس سے بھی زیادہ سات دفعہ غسل دیا جائے اور آخری دفعہ کافور بھی پانی میں ملا لیا جائے جو نہایت مہک دار اور دیرپا خوشبو ہے یہ سب میت کا اعزاز و اکرام ہے۔

باب غسل الرجل امرأته۔ باب: مرد کے لیے اپنی بیوی کو غسل کرنا

مسئلہ: زوجین کا ایک دوسرے کو غسل دینا جائز ہے یا نہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دونوں طرف سے جائز ہے یعنی احد الزوجین آخر کو غسل دے سکتا ہے زوج ہو یا زوجہ۔ حنفیہ اس میں فرق کے قائل ہیں ان کے نزدیک زوجہ کے لیے غسل زوج جائز ہے اس لیے کہ عدت میں فی الجملہ نکاح باقی رہتا ہے اور اس کا عکس جائز نہیں جمہور کا استدلال آئندہ باب کی حدیث سے ہے۔ حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا۔ جواب یہ متفق علیہ امر نہیں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ نے غسل دیا تھا یہ کہا گیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو حضرت اُم ایمن نے غسل دیا ولو سلم فقد انکر ابن مسعود علی علی رضی اللہ عنہ (بذل)

۱۰۵۶۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِيْ رَأْسِيْ وَاَنَا اَقُوْلُ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ اَنَا يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِيْ فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَ كَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ قَالَ النِّيْمَوِيُّ قَوْلُهٗ فَغَسَّلْتُكِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو مجھے اس حال میں پایا کہ میں اپنے سر میں درد محسوس کر رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی' ہائے میرا سر تو فرمایا' بلکہ میں اے عائشہؓ! ہائے میرا سر' آپ نے پھر فرمایا' تمہارا کیا نقصان ہے' اگر تم مجھ سے پہلے وفات پا گئیں تو میں تم پر کھڑا ہوں گا' تمہیں غسل دوں گا' تمہیں کفن دوں گا اور تم پر نماز جنازہ پڑھوں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔ نیموی نے کہا' میں تمہیں غسل دوں گا (یہ الفاظ) محفوظ نہیں۔

۱۰۵۷۔ وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا غَسَلْتُهَا وَعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ نے کہا ''جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انہیں غسل دیا۔'' یہ حدیث بیہقی نے معرفت میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب المرئة غسل لزوجها ۔ باب: عورت کے لیے اپنے خاوند کو غسل دینا

۱۰۵۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ امْرَأَةَ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ غَسَلَتْ اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقَ حِيْنَ تُوُفِّيَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنِّيْ صَآئِمَةٌ وَّاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ شَدِيْدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوْا لَا۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب وہ فوت ہوئے تو غسل دیا' پھر انہوں نے آ کر جو مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم اس وقت موجود تھے پوچھا' انہوں نے کہا ''میں روزہ سے ہوں اور یہ دن سخت سردی کا دن ہے' کیا مجھ پر (غسل دینے کی وجہ سے) غسل ہے' تو صحابہؓ نے کہا' نہیں۔'' یہ حدیث مالک نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ فَقَالُوْا لَا: حنفیہ کے ہاں اصالۃ تو غسل مستحب نہیں ہے البتہ خروجاً عن الخلاف مستحب ہے کیونکہ بعض کے نزدیک واجب ہے ان کی رعایت کرتے ہوئے۔

باب التكفين في الثياب البيض ۔ باب: سفید کپڑوں میں کفن دینا

میت کو کفن دینا مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ ہے یہاں تک کہ یہ ادائیگی وراثت اور وصیت پر بھی مقدم ہے اس باب کی روایات میں سفید کفن کا ذکر آیا ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی سفید کفن دیا گیا تھا۔

۱۰۵۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبِسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ۔ رَوَاهُ الْخَمْسَةُ اِلَّا النَّسَآئِيَّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَاٰخَرُوْنَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنو بلاشبہ یہ تمہارے لیے بہتر کپڑے ہیں اور اس میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔'' یہ حدیث نسائی کے علاوہ اصحاب خمسہ نے نقل کی ہے۔ ترمذی اور دیگر محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۰۶۰۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْبِسُوْا ثِيَابَ الْبَيَاضِ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَ كَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَآئِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَاهُ۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنو بلاشبہ وہ زیادہ پاکیزہ اور اچھے ہیں اور ان میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔'' یہ حدیث احمد' نسائی' ترمذی اور حاکم نے نقل کی ہے' ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب التحسین فی الکفن۔ باب: اچھا کفن پہنانا

۱۰۶۱۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَهٗ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تم میں سے کوئی جب اپنے بھائی کو کفن دے تو اُسے چاہیے کہ اچھا کفن دے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۶۲۔ وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُلِّیَ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ فَلْیُحْسِنْ کَفَنَهٗ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمَذِیُّ وَحَسَّنَهٗ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا ولی بنے تو اسے چاہیے کہ اچھا کفن پہنائے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے' ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کپڑا پورا ہو بغیر کسی اسراف کے پاکیزہ اور سفید ہو خواہ دھلا ہوا ہو یا نیا ہو۔

باب تکفین الرجل فی ثلاثة اثواب۔ باب: مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینا

جمہور کے نزدیک کفن مسنون کے لیے تین کا عدد متعین ہے البتہ ان تین کپڑوں کی تعیین کے بارے میں اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک صرف تین لفافے ہونے چاہئیں جبکہ حنفیہ کے نزدیک وہ تین کپڑے یہ ہیں لفافہ، ازار، قمیص یعنی کفن میں قمیص مسنون ہے امام شافعی امام احمد کے ہاں کفن میں قمیص مسنون نہیں۔

حنفیہ کی دلیل:

عن ابن عباس قال کفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ثلاثة اثواب نجرانیة الحلة ثوبان و قمیصه الذی مات فیه (ابو داؤد. مسند احمد)

دوسری دلیل:

عن جابر قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن ابی بعد ما ادخل حضرته فامر به فاخرج فوضعه علی رکبتیه فنفث فی فیه من ریقه والبسه قمیصه قال وکان کسی عباساً قمیصا۔ (بخاری)

فریق ثانی کی دلیل: دلیل حدیث باب حدیث عائشہ لیس فیھا قمیص ولا عمامہ۔ جواب) حضرت ابن عباس آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی تدفین تکفین میں حاضر تھے نہ حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لہٰذا ابن عباس کی مذکورہ حدیث راجح ہے۔ جواب (۲) تطبیق یہ ہے کہ نفی کی روایت قمیص جدید پر محمول ہے (اوجز ص ۴۳۲ ج ۲) جاننا چاہیے کہ کفن کے تین درجات ہیں (۱) کفن سنت جو اوپر مذکور ہوا یعنی تین کپڑے دوسری قسم کفن الکفایہ یعنی دو کپڑے (۳) کفن ضرورت یعنی مجبوری کی حالت میں جو کچھ مل جائے۔

۱۰۶۳۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَةٍ لَّيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا' اس میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۱۰۶۴۔ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّهٗ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهَا فِيْ كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ سُحُوْلِيَةٍ رَّوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ابوسلمہ نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا' میں نے ان سے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تو انہوں نے کہا "تین سوتی کپڑوں میں"۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۶۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ قُبِضَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قُلْنَا قُبِضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَاِنِّيْ اَرْجُوْ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ قَالَتْ وَكَانَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فِيْهِ رَدْعٌ مِّنْ مَّشْقٍ فَقَالَ اِذَا اَنَا مِتُّ فَاغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَضُمُّوْا اِلَيْهِ ثَوْبَيْنِ جَدِيْدَيْنِ فَكَفِّنُوْنِيْ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ فَقُلْنَا اَفَلَا نَجْعَلُهَا جُدُدًا كُلَّهَا قَالَتْ فَقَالَ لَا اِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ قَالَتْ فَمَاتَ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَقَالَ رَدْعٌ مِّنْ زَعْفَرَانٍ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے کہا "جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انہوں نے کہا آج کون سا دن ہے' ہم نے کہا سوموار کا دن' انہوں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس دن وفات دیئے گئے' ہم نے کہا سوموار کے دن آپ کی وفات ہوئی' انہوں نے کہا' بلاشبہ میں بھی اس وقت سے رات تک اُمید رکھتا ہوں (کہ ان سے جاملوں گا) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑا تھا جس میں گیرو (ملتانی سرخ رنگ کی مٹی) کا نشان تھا تو انہوں نے کہا' جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے اس کپڑے کو دھوڈالنا اور اس کے ساتھ دو نئے کپڑے ملا کر مجھے تین کپڑوں میں کفنا دینا' ہم نے کہا' کیا ہم تمام کپڑے نئے نہ کر دیں' اُم المؤمنین نے بیان کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا' نہیں بلاشبہ یہ تو آلائش کے لیے ہے (مھلہ کا معنی مردہ کی پیپ کے ہیں) اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے کہا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منگل کی رات (منگل اور سوموار کی درمیانی رات) وفات پائی۔" یہ حدیث احمد اور بخاری نے نقل کی ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے' زعفران کا نشان تھا۔

باب تکفین المرء ۃ فی خمسۃ اثواب ۔ باب: عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا

عورت کے کفن کے بارہ میں ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پانچ کپڑے ہیں امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک پانچ کپڑے یوں ہیں قمیص، ازار، خمار، دولفافے امام مالک کے ہاں چار لفافے ہیں تو گویا ان کے نزدیک سات کپڑے ہوئے احناف کے ہاں پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ ازار قمیص، لفافہ، خمار (سر بند) خرقہ (سینہ بند)

۱۰۶۶۔ عَنْ لَيْلَى بِنْتِ قَانِفٍ الثَّقَفِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كُلْثُومٍ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْحِقَاءَ ثُمَّ الدِّرْعَ ثُمَّ الْخِمَارَ ثُمَّ الْمِلْحَفَةَ ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ قَالَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَاهَا ثَوْبًا ثَوْبًا۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي إِسْنَادِهٖ مَقَالٌ۔

حضرت لیلیٰ بنت قانف الثقفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت جن عورتوں نے انہیں غسل دیا' میں ان میں تھی' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پہلے ازار' پھر درع پھر اوڑھنی پھر چادر عطا فرمائی' پھر وہ ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹ دی گئیں۔ لیلیٰ بنت قانف ؓ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازہ پر تشریف فرما تھے' آپ کے پاس اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا کفن تھا' آپ ہمیں کفن کا ایک ایک کپڑا کر کے عطا فرما رہے تھے۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کلام ہے۔

باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی المیت ۔ باب: جو روایات میت پر نماز کے بارہ میں ہیں

۱۰۶۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فَلَهٗ قِيرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ۔ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جنازہ میں حاضر ہوا' یہاں تک کہ اُس نے نماز پڑھی تو اس کے لیے ایک قیراط (کا ثواب) ہے اور جو شخص دفن تک حاضر رہا' اس کے لیے دو قیراط (کا ثواب) ہے' آپ سے پوچھا گیا' دو قیراط کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا' دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

فَلَهٗ قِيرَاطٌ: قیراط نصف دانق کو کہتے ہیں اور دانق درہم کا چھٹا حصہ ہے یعنی مطلب یہ قیراط درہم کا بارہواں حصہ بنا یہ اس کا لغوی معنی ہے لیکن یہاں قیراط عبارت ہے ثواب عظیم سے جیسے حدیث میں اس کو احد پہاڑ کے برابر قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۶۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَّيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو میت کہ اس پر ایک سو شخص مسلمان اُمت میں سے نماز جنازہ پڑھیں' سب اس کے لیے شفاعت کریں تو ان کی شفاعت ضرور قبول ہوگی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۶۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جو مسلمان شخص فوت ہو جائے' اس کے جنازہ پر چالیس ایسے آدمی کھڑے ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔'' یہ حدیث احمد' مسلم اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

۱۰۷۰۔ وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَآءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَّاَخِيْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ''اس (جنازہ) کو مسجد میں داخل کرو تا کہ میں بھی اس کی نماز پڑھوں' اس کا اُم المؤمنین ؓ پر انکار کیا گیا تو انہوں نے کہا' خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل ؓ اور اس کے بھائی پر مسجد میں نماز پڑھی۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ: مسئلہ: امام ابوحنیفہ امام مالک کے نزدیک بلا عذر مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے امام شافعی وامام احمد کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے کراہت کی دلیل حدیث باب حدیث ابی ہریرۃ من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا شئی لہ۔

دوسری دلیل: ۱ھ میں آپ علیہ السلام نے مسجد نبوی کی تعمیر سے فارغ ہو کر اس کی شرقی جانب جنازہ گاہ مقرر فرمائی تھی اگر مسجد میں نماز جنازہ ہوتی تو الگ جنازہ گاہ مقرر نہ فرماتے جبکہ مسجد نبوی میں ثواب بھی زیادہ ہے جنازہ گاہ کے ثبوت کے شواہد یہ ہیں مثلاً:

عن ابن مسعود ان الیہود جاءُ وا برجل منهم وامرءۃ زینا وامر بهما فرجما قریبا من موضع الجنازۃ عند المسجد (بخاری) (۲) طبقات ابن سعد میں ہے وروی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی موضع الجنازۃ ملا صقا بالمسجد بعد الفراغ من بناء مسجد الشریف فی السنۃ الاولیٰ من الھجرۃ۔ عدم کراہت کی دلیل حدیث باب حدیث ابی سلمہ... لقد صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابنی

بیضاء فی المسجد سُھیل و اخیه۔

جواب: اثبات کی روایات حالت عذر اور ضرورت پر محمول ہیں۔

۱۰۷۱۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَیْسَ لَهٗ شَیْئٌ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْ دَاؤدَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے مسجد میں جنازہ پر نماز پڑھی تو اسے کچھ (ثواب) نہیں ملے گا۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۰۷۲۔ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَعَی النَّجَاشِیَّ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِهِمْ وَ کَبَّرَ عَلَیْهِ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن (شاہ حبشہ) نجاشی فوت ہوا' اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی وفات کی اطلاع دی گئی اور آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے' آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ صف بنائی اور اس پر (نماز جنازہ میں) چار تکبیریں کہیں۔ یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: امام ابوحنیفہ امام مالک کے نزدیک غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے ہاں جائز ہے۔ منع کی دلیل۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس زمانہ میں دور دراز کے علاقوں میں بہت سے صحابہ کرام فوت ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تھا **لایموتن احد کم الا اذنتمونی فان صلوتی علیه رحمة له** ۔ اسی طرح آپ علیہ السلام کی وفات پر اور خلفاء راشدین کی وفات پر دور رہنے والے مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں۔ جواز کی دلیل حدیث باب حضرت نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا۔ جواب مذکورہ دلائل کے قرینہ سے یہ حضرت نجاشی کی خصوصیت تھی حبشہ میں حضرت نجاشی کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھی تھی اس لیے مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام نے ادا کی۔ جواب (۲) بعض شواہد سے معلوم ہوتا ہے جیسے بیت المقدس کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف فرما دیا تھا ویسے ہی حضرت نجاشی کا جنازہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف فرما دیا تھا۔ امام کے سامنے جنازہ کا ہونا کافی ہے یہ نماز جنازہ علی الغائب نہیں تھی ان شواہد کا تذکرہ فتح الملھم ص ۴۹۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وَ کَبَّرَ عَلَیْهِ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ: نماز جنازہ میں عدد تکبیرات میں روایات مختلف ہیں قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ صحابہ کے آثار میں تین سے لے کر نو تک ہیں لیکن بعد میں چار کے عدد پر فقہاء اھل فتویٰ کا اجماع منعقد ہو گیا احادیث صحیحہ کی بناء پر میرے علم میں نہیں کہ کسی فقیہ کے نزدیک اس میں پانچ تکبیرات ہوں سوائے ابن ابی لیلیٰ کے (بذل)

۱۰۷۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی اَصْحَمَةَ النَّجَاشِیِّ فَکَبَّرَ اَرْبَعًا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحمہ نجاشی پر نماز جنازہ پڑھی تو چار تکبیریں کہیں۔ یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

۱۰۷۴۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَّقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّبَرَدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ عَوْفٌ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ لَّوْ كُنْتُ اَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی' میں نے آپ کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهٖ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّبَرَدٍ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ۔"

(اے اللہ! اسے بخش دیں اور اس پر رحم فرمائیں' اسے معافی اور عافیت عطا فرمائیں' اس کی اچھی مہمانی فرمائیں' اس کی قبر کشادہ فرمائیں' اسے پانی برف اور اولوں سے دھوڈالیں اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف فرمادیں جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر اس کے اہل سے بہتر اہل اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرمائیں' اسے قبر کی آزمائش اور دوزخ کے عذاب سے بچائیں۔)

عوف نے کہا' میں نے تمنا کی کہ کاش اس میت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دُعا فرمائی اس کے لیے میں میت ہوتا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۷۵۔ وَعَنْ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا۔ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالتِّرْمَذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

ابوابراہیم الانصاری نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے میت پر نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا۔"

(اے اللہ! ہمارے زندہ' مردہ' حاضر' غائب مردوں' عورتوں' چھوٹے اور بڑے کو بخش دیں) یہ حدیث نسائی اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا' یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۰۷۶۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْمَیِّتِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَلِاُنَاثِنَا وَلِذُکُوْرِنَا مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ. اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَقَالَ الْهَیْثَمِیُّ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت پر نماز پڑھتے تو یہ دُعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَلِاُنَاثِنَا وَلِذُکُوْرِنَا مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ. اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ"

(اے اللہ! ہمارے زندہ، مُردہ، حاضر غائب عورتوں اور مردوں کو بخش دیں، ہم میں سے جسے آپ زندہ رکھیں، اسلام پر زندہ رکھیں اور ہم میں سے جسے آپ وفات دیں، ایمان پر وفات دیں۔ اے اللہ! ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں، آپ سے معافی مانگتے ہیں۔) یہ حدیث طبرانی نے کبیر اور اوسط میں نقل کی ہے، ہیثمی نے کہا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

باب فی ترك الصلوٰة علی الشهداء

باب: شہیدوں پر نماز جنازہ نہ پڑھنا

۱۰۷۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَیُّهُمَا اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِیْرَ لَهٗ اِلٰی اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِی اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِیْدٌ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِیْ دِمَآئِهِمْ وَلَمْ یُغَسَّلُوْا وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِمْ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہداء احد میں سے دو دو آدمیوں کو ایک کپڑے میں اکٹھا دفنا کر فرماتے ''ان میں سے قرآن پاک کو زیادہ کرنے والا کون ہے'' جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو اسے لحد میں پہلے رکھتے اور آپ نے فرمایا' قیامت کے دن میں ان پر گواہ ہوں اور آپ نے انہیں ان کے خون کے ساتھ دفن کرنے کا حکم دیا اور نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان پر نماز پڑھی گئی۔'' یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

لَمْ یُغَسَّلُوْا وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْهِمْ: غسل شہید کا مسئلہ تو تقریباً اتفاقی ہے کہ اس کو غسل نہیں دیا جاتا اس میں حضرت حسن بصری کا اختلاف ہے وہ غسل شہید کے قائل ہیں البتہ صلوۃ علی الشہید کا مسئلہ مختلف فیہ ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک شہید کی نماز پڑھی جائے امام شافعی اور امام مالک نفی کے قائل ہیں امام احمد کی دو روایتیں ہیں اثبات کے دلائل آئندہ باب کی احادیث ہیں نفی کی دلیل حدیث باب جواب۔ مثبت نافی سے راجح ہے۔

باب فی الصلوٰۃ علی الشہداء ۔ باب: شہداء پر نماز جنازہ پڑھنا

۱۰۷۸۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً مِّنَ الْاَعْرَابِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ ثُمَّ قَالَ اُهَاجِرُ مَعَكَ فَاَوْصٰی بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَسَمَ وَقَسَّمَ لَهٗ فَاَعْطٰی اَصْحَابَهٗ مَا قُسِمَ لَهٗ وَكَانَ يَرْعٰی ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَآءَ دَفَعُوْهُ اِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهٗ لَكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهٗ فَجَآءَ بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهٗ لَكَ قَالَ مَا عَلٰی هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّیْ اتَّبَعْتُكَ عَلٰی اَنْ اُرْمٰی اِلٰی هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰی حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَاَمُوْتَ فَاَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ اِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يُصَدِّقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلاً ثُمَّ نَهَضُوْا فِیْ قِتَالِ الْعَدُوِّ فَاُتِیَ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهٗ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَهُوَ هُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَّقَهٗ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ جُبَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدَّمَهٗ فَصَلّٰی عَلَيْهِ فَكَانَ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِیْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰی ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت شداد بن الہاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہاتیوں میں سے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا' وہ آپ پر ایمان لایا اور آپ کی پیروی کی' پھر اس نے کہا' کیا میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصیت فمائی' پس جب ایک غزوہ تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی چیز غنیمت حاصل کی تو اسے تقسیم فرمایا اور اسے بھی حصہ عطا فرمایا' وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پچھلی طرف سے حفاظت کر رہا تھا تو آپ نے اس کا حصہ اس کے ساتھیوں کو دے دیا' جب وہ آیا تو انہوں نے اس کا حصہ اُسے دے دیا' اس نے کہا' یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا' یہ حصہ ہے جو تمہارے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقسیم فرمایا ہے اس نے وصول کر لیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا' اس نے کہا' یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''میں نے تمہارے لیے حصہ دیا ہے' اس نے کہا میں نے آپ کی پیروی اس کے لیے نہیں کی تھی اور لیکن میں نے آپ کی پیروی اس لیے کی تھی کہ مجھے یہاں تیر مارا جائے اور اس نے تیر کے ساتھ اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا' پھر میں مر جاؤں اور جنت میں داخل کیا جاؤں' آپ نے فرمایا' اگر تو نے اللہ تعالیٰ سے سچ بولا ہے تو وہ تجھے سچا فرما دیں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تھوڑی دیر ٹھہرے' پھر دشمن کے ساتھ لڑنے کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے تو وہ شخص اُٹھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا' اسے وہیں تیر لگا تھا جہاں اُس نے اشارہ کیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کیا یہ وہی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا' اس نے اللہ تعالیٰ سے سچ بولا' اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا۔'' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے جبہ مبارک میں کفن دیا' پھر اسے آگے فرما کر اس پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ آپ کی نماز سے جو الفاظ ظاہر ہوئے وہ یہ تھے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُھَاجِرًا فِیْ سَبِیْلِكَ فَقُتِلَ شَھِیْدًا اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(اے اللہ! یہ آپ کا بندہ ہے۔ آپ کے راستہ میں ہجرت کرتے ہوئے نکلا ہے' میں اس پر گواہ ہوں کہ یہ شہید قتل کیا گیا ہے۔) یہ حدیث نسائی اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اُتِیَ بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلَ یُصَلِّیْ عَشْرَۃً عَشْرَۃً وَّحَمْزَۃُ ھُوَ کَمَا ھُوَ یُرْفَعُوْنَ وَھُوَ کَمَا ھُوَ مَوْضُوْعٌ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالطَّحَاوِیُّ وَالطَّبَرَانِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ لِیْنٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "احد کے دن انہیں (شہداء احد کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا جاتا' آپ ان پر دس دس کر کے (اکٹھا) نماز جنازہ ادا فرماتے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ اسی طرح تھے' لوگ (نماز کے بعد دوسروں کو) اٹھاتے تھے اور حمزہؓ اسی طرح رکھے ہوئے تھے۔" یہ حدیث ابن ماجہ' طحاوی' طبرانی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں کمزوری ہے۔

۱۰۸۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ یَوْمَ اُحُدٍ بِحَمْزَۃَ فَسُجِّیَ بِبُرْدِہٖ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْہِ فَکَبَّرَ تِسْعَ تَکْبِیْرَاتٍ ثُمَّ اُتِیَ بِالْقَتْلٰی یُصَفُّوْنَ وَیُصَلِّیْ عَلَیْھِمْ وَعَلَیْہِ مَعَھُمْ۔ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ وَھُوَ مُرْسَلٌ صَحَابِیٌّ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد کے دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تو انہیں چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا' پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی تو نو تکبیریں کہیں' پھر دوسرے شہداء کو لایا گیا تو آپ نے اُن پر نماز پڑھی اور حمزہ رضی اللہ عنہ پر ان کے ساتھ بھی پڑھی۔ یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے اور یہ صحابی رضی اللہ عنہم کی مرسل ہے۔

۱۰۸۱۔ وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْغِفَارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ عَشْرَۃً عَشْرَۃً فِیْ کُلِّ عَشْرَۃٍ حَمْزَۃُ حَتّٰی صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ صَلٰوۃً۔ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ وَالطَّحَاوِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔

حضرت ابو مالک الغفاری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہداء احد میں دس دس کر کے نماز جنازہ ادا فرمائی' ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی ہوتے تھے' یہاں تک کہ اُن پر ستر بار نماز پڑھی گئی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے مراسیل میں' طحاوی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

باب فی حمل الجنازۃ۔ باب: جنازہ اٹھانے میں

۱۰۸۲۔ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃً فَلْیَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِیْرِ کُلِّھَا فَاِنَّہٗ مِنَ السُّنَّۃِ ثُمَّ اِنْ شَآءَ فَلْیَتَطَوَّعْ وَاِنْ شَآءَ فَلْیَدَعْ۔ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَاِسْنَادُہٗ مُرْسَلٌ جَیِّدٌ۔

ابوعبیدہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ''جو شخص جنازہ کے پیچھے چلے تو اُسے چاہیے کہ چارپائی کے تمام پائے اُٹھائے' یہ سنت ہے۔ پھر اگر چاہتا ہے تو اور نیکی کرے اور اگر چاہتا ہے تو چھوڑ دے۔'' یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل جید ہے۔

۱۰۸۳۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ مِنْ تَمَامِ اَجْرِ الْجَنَازَةِ اَنْ تُشَيِّعَهَا مِنْ اَهْلِهَا وَاَنْ تَحْمِلَ بِاَرْكَانِهَا الْاَرْبَعَةِ وَاَنْ تَحْثُوَ فِي الْقَبْرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ فِي مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ''جنازہ کے پورے ثواب میں سے یہ ہے کہ تو اس کے گھر سے اسے الوداع کرے اور چاروں پائے اُٹھائے اور قبر میں مٹی ڈالے۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

باب فی افضلیة المشی خلف الجنازة ۔ باب: جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت

مسئلہ: امام ابوحنیفہ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کے آگے چلنا افضل ہے۔ حنفیہ کے دلائل احادیث باب ہیں فریق ثانی کی دلیل عن سالم عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابا بکر وعمر یمشون امام الجنازة (ابو داؤد) جواب (۱) امام ترمذی فرماتے ہیں الحدیث المرسل فی اصح نسائی فرماتے ہیں الصواب مرسل تو مرسل مرفوع کے مقابلہ میں مرجوع ہے۔ جواب (۲) حضرت علی کا ارشاد ہے ان حضرات کا آگے چلنا لوگوں کی سہولت کی خاطر تھا۔

۱۰۸۴۔ عَنْ طَاؤٗسٍ قَالَ مَا مَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَاتَ اِلَّا خَلْفَ الْجَنَازَةِ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ صَحِيْحٌ۔

طاؤس نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات تک جنازہ کے پیچھے ہی چلتے تھے۔'' یہ حدیث عبدالرزاق نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل صحیح ہے۔

۱۰۸۵۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ فِي جَنَازَةٍ وَّاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَمْشِيَانِ اَمَامَهَا وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَمْشِي خَلْفَهَا فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ اَرَاكَ تَمْشِي خَلْفَ الْجَنَازَةِ وَهٰذَانِ يَمْشِيَانِ اَمَامَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَقَدْ عَلِمَا اَنَّ فَضْلَ الْمَشْيِ خَلْفَهَا عَلَى الْمَشْيِ اَمَامَهَا كَفَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْفَذِّ وَلٰكِنَّهُمَا اَحَبَّا اَنْ يُّيَسِّرَا عَلَى النَّاسِ۔ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے کہا ''میں ایک جنازہ میں تھا' حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم جنازہ کے آگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے چل رہے تھے' میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا' میں تمہیں جنازہ کے پیچھے اور ان دونوں کو آگے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' تحقیق یہ جانتے ہیں' آگے چلنے سے فضیلت جنازہ کے پیچھے چلنے میں ہے۔ جیسا کہ جماعت کی نماز کی فضیلت ہے' اکیلا پڑھنے پر اور لیکن ان دونوں (بزرگوں) نے لوگوں پر آسانی کو پسند کیا (اگر پیچھے چلتے) تو

لوگ احتراماً پیچھے رہتے اور کندھا دینے میں تکلیف محسوس کرتے۔'' یہ حدیث عبدالرزاق اور طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۸۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ لَهٗ کُنْ خُلْفَ الْجَنَازَةِ فَاِنَّ مُقَدَّمَهَا لِلْمَلَآئِکَةِ وَخَلْفَهَا لِبَنِیْ اٰدَمَ ۔ رَوَاهُ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا ''جنازہ کے پیچھے ہو جاؤ' بلا شبہ جنازہ سے آگے فرشتوں کے لیے اور اس کے پیچھے بنی آدم کے لیے ہے۔'' یہ حدیث ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب القیام للجنازۃ۔ باب: جنازہ کے لیے کھڑا ہونا

مسئلہ: امام احمد واسحاق بن راہویہ اور بعض شوافع جن میں امام بھی ان حضرات نزدیک مرور جنازۃ کے وقت قیام مستحب ہے دلیل باب ھذا کی احادیث ہیں عندالجمہور یہ قیام منسوخ ہے دلیل اگلے باب کی احادیث۔

۱۰۸۷۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا حَتّٰی تُخَلِّفَکُمْ اَوْ تُوْضَعَ۔ رَوَاهُ الْجَمَاعَةُ۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ تم سے آگے نکل جائے یا رکھ دیا جائے۔'' یہ حدیث محدثین کی جماعت نے نقل کی ہے۔

۱۰۸۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا۔ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے' ہم نے عرض کیا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! یہ یہودی کا جنازہ ہے' آپ نے فرمایا ''جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔'' یہ حدیث شیخین نے نقل کی ہے۔

باب نسخ القیام للجنازۃ۔ باب: جنازہ کے لیے قیام منسوخ کرنا

۱۰۸۹۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرٍ اَنَّ مَسْعُوْدَ بْنَ الْحَکَمِ الْاَنْصَارِیَّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ الْجَنَائِزِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ وَاِنَّمَا حَدَّثَ ذٰلِکَ لِاَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَیْرٍ رَاٰی وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتّٰی وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

نافع بن جبیر سے روایت ہے کہ مسعود بن الحکم الانصاری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جنازوں کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ''بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے' پھر بیٹھے اور انہوں نے یہ حدیث اس لیے بیان کی کہ نافع بن جبیر نے واقد بن عمرو کو دیکھا وہ (کسی جنازہ کیلیے) کھڑے ہوئے یہاں تک کہ جنازہ رکھ دیا گیا۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۰۹۰۔ وَعَنْهُ عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ الزُّرَقِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِرَحْبَةِ الْكُوْفَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْحَازِمِيُّ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

مسعود بن الحکم الزرقی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کوفہ کے میدان میں یہ کہتے ہوئے سنا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جنازہ میں کھڑے ہونے کا حکم فرمایا' پھر اس کے بعد آپ بیٹھ گئے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔'' یہ حدیث احمد' طحاوی اور حازمی نے الناسخ والمنسوخ میں نقل کی ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۹۱۔ وَعَنْ اِسْمٰعِيْلَ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ شَهِدْتُّ جَنَازَةً بِالْعِرَاقِ فَرَأَيْتُ رِجَالاً قِيَامًا يَّنْتَظِرُوْنَ اَنْ تُوْضَعَ وَرَأَيْتُ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُشِيْرُ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ بَعْدَ الْقِيَامِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

اسماعیل الزرقی سے روایت ہے کہ ان کے والد نے کہا ''میں عراق میں ایک جنازہ (پڑھنے) کے لیے حاضر ہوا تو میں نے لوگوں کو دیکھا جو جنازہ کے رکھے جانے کا انتظار کر رہے تھے اور میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا کہ بیٹھ جاؤ' بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کھڑے ہونے کے بعد بیٹھنے کا حکم فرمایا۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۹۲۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ تَذَاكَرْنَا الْقِيَامَ اِلَى الْجَنَازَةِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَدْ كُنَّا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ وَاَنْتُمْ يَهُوْدٌ۔ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

زید بن وہب نے کہا ''ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کے بارے میں بحث کی تو ابوسعید نے کہا ہم بھی کھڑے ہوتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ اور تم یہودی ہو۔'' یہ حدیث طحاوی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

باب فی الدفن احکام القبور۔ باب: دفن اور قبروں کے بعض احکام میں

۱۰۹۳۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّلْحَدُ وَاٰخَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوْا نَسْتَخِيْرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ اِلَيْهِمَا فَاَيُّهُمَا سَبَقَ تَرَكْنَاهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ اللَّحْدِ فَلَحَدُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو مدینہ منورہ میں ایک شخص (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) بغلی قبر بناتے تھے اور دوسرے شخص (ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ) صندوقی قبر بناتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ''ہم اپنے پروردگار سے بہتری طلب کرتے ہیں اور دونوں کی طرف پیغام بھیجتے ہیں جو بھی ان دونوں میں سے پہلے آ جاتے ہم اُسے (کام کے لیے) چھوڑ دیں گے (یعنی کام پر لگا دیں گے) انہوں نے دونوں کی طرف پیغام بھیجا تو بغلی قبر بنانے والے پہلے

آ گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بغلی قبر بنائی۔'' یہ حدیث ابن ماجہ اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

قبر دو قسم کی ہے ایک لحد جس کو بغلی قبر کہتے ہیں۔قبر کی جانب قبلہ کی طرف غار نما گڑھا کھود کر میت کو اس میں رکھا جاتا ہے۔ دوسری قبر شق کہلاتی ہے جو سیدھی قبر کھودی جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دونوں قسم کی قبریں بنائی جاتی تھیں لاحد ابو طلحہ انصاری تھے اور شقاق ابوعبیدہ بن جراح تھے۔

قبر دو قسم کی ہے ایک لحد جس کو بغلی قبر کہتے ہیں۔قبر کی جانب قبلہ کی طرف غار نما گڑھا کھود کر میت کو اس میں رکھا جاتا ہے۔ دوسری قبر شق کہلاتی ہے جو سیدھی قبر کھودی جائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دونوں قسم کی قبریں بنائی جاتی تھیں لاحد ابو طلحہ انصاری تھے اور شقاق ابوعبیدہ بن جراح تھے۔

۱۰۹۴۔ وَعَنْ اَبِي إِسْحٰقَ اَوْصَى الْحَارِثُ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قِبَلِ الرِّجْلِ وَقَالَ هٰذَا مِنَ السُّنَّةِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ.

ابو اسحٰق سے روایت ہے کہ حارثؒ نے وصیت کی ''میری نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں تو انہوں نے حارث کی نماز جنازہ پڑھائی' پھر انہیں پاؤں کی جانب (قبر کی پائنتی) سے قبر میں داخل کیا اور کہا ''یہ سنت میں سے ہے۔'' یہ حدیث ابوداؤد' طبرانی اور بیہقی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے اسکی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۹۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُدْخِلُوْنَ الْمَيِّتَ قِبَلَ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَفِي اِسْنَادِهٖ عَبْدُ اللهِ بْنُ خَرَاشٍ وَّثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں داخل فرماتے تھے۔'' یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد میں عبداللہ بن خراش ہے۔ابن حبان نے اسے ثقہ اور ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا۔

۱۰۹۶۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَدْخَلَ يَزِيْدَ بْنَ الْمُكَفَّفِ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ. رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي الْمُحَلّٰى.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یزید بن المکفف کو قبلہ کی جانب سے قبر میں داخل کیا۔ یہ حدیث عبدالرزاق اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے نقل کی ہے۔ابن حزم نے محلی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مذکورہ احادیث میں میت کو قبر میں اتارنے کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسمیں دو مذہب ہیں حنفیہ کے نزدیک میت کو قبر کی دائیں جانب سے اتارا جائے یعنی میت کی چارپائی قبر کی جانب قبلہ کی طرف رکھی جائے دوسرا مذہب شوافع اور حنابلہ کا ہے ان کے ہاں میت کی چارپائی طولاً قبر کے پاؤں کی طرف رکھی جائے تو وہاں سے میت کے سر کی جانب سے اس کو کھینچ کر نیچے اتارا جائے ایک تیسرا قول بھی ہے جو امام شافعی کا ایک قول ہے کہ قبر کی سر کی جانب سے میت کو اتارا جائے۔شوافع وحنابلہ کی دلیل حدیث باب نمبر ۱۰۹۴ ہے۔

حنفیہ کی دلیل حدیث نمبر ۱۰۹۵ و نمبر ۱۰۹۶ ...... مالکیہ کے نزدیک تخییر ہے دونوں برابر ہیں۔

۱۰۹۷۔ وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ شَهِدْتُ جَنَازَةَ الْحَارِثِ فَمَدُّوْا عَلٰی قَبْرِهٖ ثَوْبًا فَجَبَذَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ اِنَّمَا هُوَ رَجُلٌ۔ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ۔

ابو اسحق نے کہا ''میں حارث کے جنازہ کے موقع پر حاضر ہوا' لوگوں نے ان پر کپڑا پھیلایا' تو حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے کھینچ لیا اور کہا ''یہ مرد ہے''۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

۱۰۹۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِی الْقَبْرِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَآخَرُوْنَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر میں داخل کرتے' تو یہ دعا فرماتے:

''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔''

(اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر (اسے قبر میں رکھتا ہوں) یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۰۹۹۔ وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَكَ فِيْهِ اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا۔ كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَآخَرُوْنَ۔

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی اس بیماری میں جس میں وہ فوت ہوئے' کہا ''میرے لیے لحد بنانا اور مجھ پر کچی اینٹ کھڑی کرنا' جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا گیا''۔ یہ حدیث مسلم اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے۔

۱۱۰۰۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتٰی قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَثٰی عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ ثَلَاثًا۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ اَبِیْ دَاوٗدَ وَصَحَّحَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی' پھر آپ میت کی قبر پر تشریف لائے تو اس کے سر کی جانب سے تین لپ (مٹی) اس پر ڈالی۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ابن ابی داؤد نے نقل کی ہے اور ابن ابی داؤد نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبر میں مٹی ڈالنے کا معمول نقل کیا گیا ہے۔ امام احمد نے اسناد ضعیف کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر میں مٹی اس طرح ڈالتے تھے کہ جب پہلی مٹھی بھر کر مٹی ڈالتے تو پڑھتے **منها خلقنكم** اور جب دوسری مٹھی بھر کر ڈالتے تو پڑھتے **وفيها نعيدكم** اور اسی طرح جب تیسری مٹھی ڈالتے تو یہ پڑھتے **ومنها نخرجكم تارة اخرى**۔ حضرت ابن مالک فرماتے ہیں جو لوگ جنازہ کے ہمراہ قبر پر جائیں انکے لیے یہ سنت ہے جب لحد یا شق

بند کردی جائے تو وہ مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالیں اس طرح جب قبر بھر جائے اور اوپر سے مٹی برابر کردی جائے تو قبر کے اوپر پانی چھڑکنا سنت ہے۔ ایک حکایت منقول ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا کہ جب میری نیکیاں اور برائیاں وزن کی گئیں تو برائیاں نیکیوں سے بڑھ گئیں اچانک ایک تھیلی نیکیوں کے پلڑے میں آ کر گری جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا میں نے جب تھیلی کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک مٹھی تھی جو میں نے ایک مسلمان کی قبر میں ڈالی تھی۔ (اس طرح میری یہ نیکی کام آ گئی)

۱۱۰۱۔ وَعَنِ الْقَاسِمِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ یَا اُمَّهْ اِكْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْ لِیْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَّلَا لَاطِئَةٍ مَّبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَآءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَآءِ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤدَ وَاٰخَرُوْنَ وَفِیْ اِسْنَادِهٖ مَسْتُوْرٌ۔

قاسم نے کہا ''میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے کہا' اے امی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم (حضرت صدیق اکبر وعمر رضی اللہ عنہم) کی قبریں میرے لیے کھولیں' (یعنی حجرہ مبارک کھولیں تا کہ میں قبروں کی زیارت کرسکوں) تو انہوں نے میرے لیے تینوں قبریں کھولیں' نہ وہ قبریں زیادہ اونچی تھیں اور نہ بالکل زمین کے ساتھ برابر بچھی ہوئی تھیں۔ میدان کی سرخ کنکریاں ان پر بچھی ہوئی تھیں۔'' یہ حدیث ابوداؤد اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اسکی اسناد میں مستور الحال ہے۔

۱۱۰۲۔ وَعَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

سفیان التمار سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کو کوہان (کی طرح) بنی ہوئی دیکھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

مسئلہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قبر مسنم (کوہان کی شکل میں بنانا) افضل ہے امام شافعی کے ہاں مربع مسطح افضل ہے جمہور کی دلیل عن سلیمن النجار انہ رای قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُسنّما (بخاری)

دوسری دلیل: وعنہ قال دخلتُ البیت الذی فیہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرء یت قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وقبر ابی بکر و عمر مسنمة (مصنف ابن ابی شیبہ)

امام شافعی کی دلیل: حدیث علی ان لا ادع قبرا مُشرفا الا سوّیتُه۔ **جواب:** قبر کا حقیقی تسویہ مراد نہیں کیونکہ قبر کا زمین سے قدرے بلند ہونا بالاتفاق سنت ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے مطابق قبر پر تعمیر نہ ہو اور قبر زیادہ بلند نہ ہو۔ (فتح الملھم ص ۱۰۵ ج ۲)

۱۱۰۳۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ الرَّشَّ عَلَی الْقَبْرِ كَانَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْبَیْهَقِیُّ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کیا کہ قبر پر پانی چھڑکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا۔ یہ

حدیث سعید بن منصور اور بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل قوی ہے۔

۱۱۰۴۔ وَعَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْهِ حَصْبَآءَ۔ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ جَیِّدٌ۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرزندار جمند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکر رکھے۔ یہ حدیث شافعیؒ نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل جید ہے۔

۱۱۰۵۔ وَعَنْهُ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِهِ الْمَآءَ وَوَضَعَ عَلَیْهِ حَصْبَاءً مِّنْ حَصْبَآءِ الْعَرْصَةِ وَرَفَعَ قَبْرَهٗ قَدْرَ شِبْرٍ۔ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَهُوَ مُرْسَلٌ۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (ابراہیمؓ) کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر میدان کی کنکریوں میں سے کچھ کنکریاں رکھیں اور ان کی قبر کو ایک بالشت اونچا فرمایا۔ یہ حدیث بیہقی نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد مرسل ہے۔

۱۱۰۶۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْهِ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کو پختہ بنانے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت (گنبد وغیرہ) بنانے سے منع فرمایا ہے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۱۰۷۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ وَاسْأَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِیْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْأَلُ۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ الْحَاکِمُ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اُس (قبر) پر ٹھہر کر فرماتے، اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو، بلاشبہ اب اس سے سوال کیا جائے گا۔'' یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

باب قرأۃ القرآن للمیت۔ باب: میت کے لیے قرآن پاک پڑھنا

۱۱۰۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَآءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ لِیْ اَبِی اللَّجْلَاجُ اَبُوْ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَا بُنَیَّ اِذَا اَنَا مِتُّ فَالْحَدْ لِیْ فَاِذَا وَضَعْتَنِیْ فِیْ لَحْدِیْ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ سُنَّ عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِیْ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ذٰلِكَ۔ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمِ الْکَبِیْرِ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ۔

عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج نے اپنے والد سے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد لجلاج ابو خالد نے کہا ''اے میرے بیٹے! جب میں مرجاؤں تو میرے لیے بغلی قبر بنانا، جب تم مجھے میری لحد میں رکھو تو ''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ۔۔ کہنا پھر مجھ پر مٹی برابر کرنا' پھر میرے سر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کی آخری آیات پڑھنا' بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔'' یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہے۔

بَابٌ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ ۔ باب: قبروں کی زیارت کرنے میں

۱۱۰۹۔ عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا' تو اب ان کی زیارت کر لیا کرو۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اس حدیث میں نہی کے بعد زیارۃ قبور کی اجازت ہے شروع شروع میں جب تک توحید پوری طرح عام مسلمانوں کے دلوں میں راسخ نہیں ہوئی تھی اور انہیں شرک وجاہلیت سے نکلے تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں پر جانے سے منع فرما دیا تھا کیونکہ اس سے ان لوگوں کے شرک اور قبر پرستی میں ملوث ہو جانے کا خطرہ تھا پھر جب امت کا توحیدی مزاج پختہ ہو گیا اور ہر قسم کے جلی اور خفی شرک سے دلوں میں نفرت بھر گئی اور قبروں پر جانے سے شرک کے جراثیم پھر پیدا ہو جانے کا خطرہ نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعلان کے ذریعہ قبروں پر جانے کی اجازت دے دی اور یہ بھی واضح فرمایا کہ یہ اجازت اس لیے دی جارہی ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر دلوں میں پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ نیز اس حدیث سے شریعت کا ایک بنیادی اصول معلوم ہوا کہ اگر کسی کام میں خیر اور نفع کا کوئی پہلو ہے اور اسی کے ساتھ کسی بڑے ضرر کا خطرہ ہو تو اس خطرہ کی وجہ سے خیر کے پہلو سے صرف نظر کر کے اس کی ممانعت کر دی جائے گی لیکن اگر کسی وقت حالات میں ایسی تبدیلی ہو کہ ضرر کا وہ اندیشہ باقی نہ رہے تو پھر اس کی اجازت دے دی جائے گی باقی صحیح تر قول کے مطابق عورتوں کے لیے بے پردگی بے صبری یا تبرج اور ماتم وگریہ کے نہ ہونے کی شرائط کے ساتھ زیارت قبور جائز ہے کیونکہ آخرت کی یاد میں جس طرح مردوں کے لیے ضروری ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ضروری ہے۔

۱۱۱۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْلِيْ اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا' اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! (قبرستان میں داخلہ کے وقت) میں کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' تم یوں کہو:

''اَلسَّلَامُ عَلٰى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ۔''

(ان گھروں والے مؤمنوں اور مسلمانوں پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے جانے والوں اور پیچھے آنے والوں پر

رحم فرمائیں' اور بلاشبہ ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے ضرور ملنے والے ہیں۔) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

۱۱۱۱۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلُهُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَمُسْلِمٌ وَّابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ دُعا پڑھیں۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ۔"

(اے ان گھروں کے رہنے والے مؤمنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو' ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ضرور ملنے والے ہیں' ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دُعا کرتے ہیں۔) یہ حدیث احمد' مسلم اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں قبر والوں پر سلام و دعا کے جو کلمات وارد ہوئے ہیں جن میں صرف الفاظ کا معمولی سا فرق ہے۔ان میں ان کے واسطے میں سلام اور دعا مغفرت ہے اور ساتھ ہی اپنی موت کی یاد ہے معلوم ہوا کہ یہی دو چیزیں کسی کی قبر پر جانے کا اصل مقصد ہونا چاہیے۔

بَابٌ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ۔

باب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت میں

۱۱۱۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِيْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاٰخَرُوْنَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگئی۔" یہ حدیث ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں دارقطنی' بیہقی اور دیگر محدثین نے نقل کی ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

۱۱۱۳۔ وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ بِلَالًا رَاٰى فِيْ مَنَامِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَهٗ مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ اَمَا اٰنَ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِيْ يَا بِلَالُ فَانْتَبَهَ حَزِيْنًا وَّجِلًا خَائِفًا فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَقَصَدَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِيْ عِنْدَهٗ وَيُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَجَعَلَ يَضُمُّهُمَا وَيُقَبِّلُهُمَا فَقَالَا لَهٗ نَشْتَهِيْ نَسْمَعُ اَذَانَكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُؤَذِّنُ بِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَفَعَلَ فِعْلًا سَطْحَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ مَوْقِفَهُ الَّذِيْ كَانَ يَقِفُ فِيْهِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اِرْتَجَّتِ الْمَدِيْنَةُ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِزْدَادَ رَجَّتُهَا فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَرَجَتِ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ وَقَالُوْا اَبُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَمَا رَأٰی يَوۡمًا اَكۡبَرَ بَاكِيًا وَّلَا بَاكِيَةً بِالۡمَدِيۡنَةِ بَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنۡ ذٰلِكَ الۡيَوۡمِ۔ رَوَاهُ ابۡنُ عَسَاكِرَ وَقَالَ التَّقِيُّ السُّبۡكِيُّ اِسۡنَادُهٗ جَيِّدٌ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا بلا شبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن سے یہ فرماتے ہوئے دیکھا ''اے بلال! یہ کیا زیادتی ہے؟ کیا تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تم میری زیارت کرو۔ اے بلال! تو بلال غمگین گھبرائے ہوئے خوفزدہ بیدار ہوئے' چنانچہ انہوں نے اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کا ارادہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہوسلم کے روضۂ اطہر پر آئے تو اس کے پاس رونا شروع کر دیا اور اپنا چہرہ اس پر ملنے لگے' حضرت حسنؓ اور حسینؓ رضی اللہ عنہم آ گئے تو ان سے معانقہ کرنے لگے اور ان کا بوسہ لینے لگے' ان دونوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا' ہم آپ کی اذان سننا چاہتے ہیں جو آپ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہا کرتے تھے' انہوں نے (قبول) کیا تو مسجد کی چھت پر چڑھ کر اپنی اسی جگہ جھگڑے ہو گئے جہاں کھڑے ہوتے تھے' جب انہوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا' مدینہ طیبہ (رونے کی آوازوں سے) گونج اُٹھا' پھر جب انہوں نے اَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو گونج اور زیادہ ہوگئی پھر جب اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کہا' دوشیزائیں پردوں سے نکل آئیں اور لوگوں نے کہا' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نے مدینہ منورہ میں اس دن سے بڑا دن مردوں اور عورتوں کے رونے کے اعتبار سے نہیں دیکھا۔'' یہ حدیث ابن عساکر نے نقل کی ہے۔ تقی السبکی نے کہا ہے کہ اس کی اسناد جید ہے۔

ختم شد

۴۔ اپریل، ۲۰۱۱

۱۴۳۲ھ، ۲۹ ربیع الثانی